جام سرشار

از رشحات خامۂ گہربار

پنڈت رتن ناتھ صاحب دہلوی متخلص سرشار

مصنف فسانۂ آزاد و شمس الضحیٰ و سیر کہسار و ترجمۂ الف لیلہ وغیرہ

حسب الایماء

... صاحب سی۔ ٹی۔ ای مرحوم تصنیف ہوا تھا

بار سوم

باہتمام ... جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع

بتصحیح بابو منوہر لال ... سپرنٹنڈنٹ

در مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ طبع ہوا

ماہ فروری سنہ ۱۹۱۳ء

اطلاع۔ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے
جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جس کے معائنہ و ملاحظہ
اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج
جو سادے ہین انمین بعض کتب ناول مرغوب دل اردو کے درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی
اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	نمبر شمار	نام کتاب
	کتب ناول مرغوب دل اردو			مین لائق مصنف نے ظاہر فرما
۱	فسانۂ آزاد کامل ہر چہار جلد			اور ہمسان خاکسار اور انکے فقد
	مصنفہ پنڈت رتن ناتھ در سرشار لکھنوی			غدار و مکار کا نمونہ ناظرین کے پیش
	یہ تمام ہندوستانی ناولون مین			کیا ہی ایک رئیس کی بیوقوفیان
	ایک دلچسپ اور مشہور افسانہ ہے	عـہ		مصاحبین کی ابلہ فریبیان مندرج
	اور متفرق جلدین بھی برائے فروخت		۴	جام زہر
	ذیل مین درج ہین۔		۵	تسخیر
	۱۔ جلد اول۔	سے	۶	عیارون کا عیار
	۲۔ جلد دوم۔	للعہ	۷	مارگریٹ
	۳۔ جلد سوم۔	للعہ	۸	وقائع نادری
	۴۔ جلد چہارم۔	للعہ	۹	خوش نصیب۔
۲	خدائی فوجدار۔ ترجمہ کتاب ڈان		۱۰	لال کپتان
	کوئکساٹ ڈی لامانچا جلد اول و دوم		۱۱	ناشاد۔
	یکجائی مترجمہ پنڈت رتن ناتھ صاحب	عہ	۱۲	ہم خرما و ہم ثواب۔
۳	سیر کوہسار۔ کامل در دو جلد از پنڈت		۱۳	نئی نویلی۔
	[illegible] ناتھ صاحب در۔ اس کتاب مین		۱۴	عنوان خاتم
	[illegible] فسانہ کے پیرایہ		۱۵	فریب نیرنگ۔

تمہید

اُٹھائی گیرا۔ لُقّا۔ لُچّا۔ شُہدا۔ دغا باز۔ جعلساز۔ گرہ کٹ۔ چور۔ اُچکا۔ ڈاکو۔ بدمعاش
بدمعاش۔ یہ سب بُرے مگر شرابی ان سب کا گرو گھنٹال ہو۔ کوئی شخص چاہے جعل بنانے مین
میان حسین بخش کے بھی کان کاٹے مگر شرابی سے ہم اسکو اچھا ہی سمجھین گے۔ حالانکہ حسین بخش
نے ماشاراللہ وہ نیکنامی حاصل کی ہو کہ اچھے اچھے جعلیے اُسکا نام سنکر اپنا کان پکڑتے ہین
ڈکیتی مین کوئی کیسے ہی ظلم بپا کرے لیکن ہمارے نزدیک شرابی سے وہ پھر بھی اچھا ہو۔
بدمعاش کیسے ہی بے سرے کا کیون نہو شرابی پر اُسکو فضیلت حاصل ہو۔ قس علے ہذا
اُچکون کو بھی شرابی پر ترجیح ہو۔ شرابی یہان پہ ہم اُن حضرات سے مراد لیتے ہین جو شراب
کے بندے ہین اور بادہ گساری ہی کو دین و ایمان سمجھتے ہین دن رات غین ہردم
سیہ مست۔ ہر وقت بادہ پرست۔ جب دیکھیے مخمور نشے مین چور یہ گرے وہ گرے ۔

| با یدست دگرے دست بدست دگرے |

... مین نہیں۔ کلال کی دکان پہ بجیان اُڑانے مین اُٹھ
سربازار پی کر ... گلی کوچون مین ... ٹھراتے ہوئے گھومنا مین ...

جنکی عقل علیۂ عاقبت اندیشی سے عاری ہی۔ صبح سے شام اور شام سے صبح تک یہی شغل میخواری ہی۔

یہ وہ بلا ہی جو صدہا نوجوانون کو ایسی چمٹی کہ پیرانہ سالی تک پیچھا نہ چھوڑا عمر بھر اسی چڑیل سے ناتا جوڑا۔ لوگون نے لاکھ سمجھایا منھ نہ موڑا۔ توبہ شکنی رہی پیشہ پر کبھی جام تک نہ توڑا۔ یہ وہ کالی ناگن ہی۔ جسکا کاٹا منھ سے بولے نہ سر سے کھیلے لہر تک نہ آنے دے۔ کلوار کی دُکان پر گھٹی پی اور بازار مین گالیان بکنے لگے۔ کبھی بدررو مین پڑے ہین کبھی نالی مین لڑھک گئے یہ انواع و اقسام کی ذلت کی کان ہی مگر شرابی کی جان ہی ؎

شراب کہنہ کہ روشنگر روان من ست
مصاحب من و پیر من و جوان من ست

ایک دفعہ منھ لگی بس پھر عمر بھر چھٹنا محال ہی۔ گھر جنجال ہو جائے زندگی وبال ہو جائے دین و دنیا دونون کی خبر نہ رہے۔

ایسے عالی ظرف کم ہین جو لیاقت کے ساتھ پئین اور ہوش مین رہین۔ مگر ان کی بہت احتیاط نہین رکھتے۔ دن بھر خوب جم کر محنت کی شام کو دو تین جام پیئے اعضا کو قوت پہونچی آنکھون مین لال لال ڈورے آگئے سرور گٹھا۔ رنگ جما محنت کی تھکاوٹ دور ہوئی۔ کسل اور ماندگی کافور ہوئی ؎

مے کہ بدنام کند اہل خرد را غلط است
بلکہ مے میشود از صحبت نادان بدنام

حق یون ہی کہ عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیئے۔ ایسی شراب خواری کی ایسی تیسی کہ پی اور کیچڑ مین لت پت۔ ایسے شرابی پر خدا کی مار۔ شیطان کی پھٹکار۔ شراب پی کر سرخوش و تر دماغ ہونا لازم ہی یا سیہ مست و خراب۔

اسی لت نے ہزارون گھر لٹائے۔ سیکڑون نوجوان رئیس خاک مین ملا دیے اچھے اچھے جوانان رعنا اس کی بدولت کفن پوش ہوئے۔ اجل سے ہم آغوش

ہوئے بھلے مانسون کا دو الا اس نے نکالا ایسی کثرت سے نوشی کا منھ کالا ہے۔

کیا ذکر شراب بار توبہ خادر دوزخ مین جلینگے ہو کے پینیوالے	رہ ایسا نہ شرمسار توبہ خادر توبہ خادر ہزار توبہ خادر

اسی سبب سے تو ہندؤن اور مسلمانون کے مذہب مین اسکے استعمال کی قطعی ممانعت ہو اہل ہنود مین برہمن چھتری ویس اسکو نہین پی سکتے اور یون تو بڑے بڑے مولانا اور بابھی پئین تو کیا یہ اور بات ہو۔

رسالہ تھیوسوفسٹ مطبوعہ جون ۱۸۹۱ء مین کسی انگریز کا ایک خط جو صاحب ممدوح نے ہندوستان مین کسی بودھ مذہب والے کے پاس بھیجا تھا پڑھنے اور غور کرنے کے قابل ہو۔ وہ لکھتے ہین کہ ہمارے لندن مین شراب خواری کی اس درجہ گرم بازاری ہو کہ الامان الحذر چھوٹے بڑے پڑھے بے پڑھے غریب امیر برنا و پیر سب کے ہان شرابی موجود ہین۔ ایسے وعادت پینے والے کہ بوتلون کی بوتلین اور قرابون کے قرابے خالی کرین اور ڈکار تک نہ لین آدمی کیا شراب کی بھٹی ہین او لڈھام کا پیپا ہین خدا ایسے حضرات سے پناہ مین رکھے۔ ججون اور مجسٹریٹون کے بیان سے ظاہر ہوا کہ لندن مین ۴/۱ مقدمے ایسے آتے ہین جو خاص کثرت بادہ گساری سے تعلق رکھتے ہین۔ جس اخبار کو پڑھیے جس رسالے کو کھولیے جس میگزین کو دیکھیے یہ ضرور پایئے گا کہ شرابیون نے اتنے آدمی حالت نشہ مین قتل کر ڈالے فلان شخص نے شراب اس کثرت سے پی لی کہ مخمور و خراب ہو کر تین آدمیون پر گولی سر کی دو زخمی ہوے اور ایک راہی ملک بقا۔ الامان الامان۔ تین شرابیون نے ملکہ فلان کوٹھی مین چوری کی۔ گرفتار ہوئے تو خفین تھے۔

الغرض یہ شراب ام الخبائث ہو۔ انواع و اقسام کے گناہ اور جرائم اور برائیان اس سے سرزد ہوتی ہین۔

اور لطیفہ سنیئے وہ لکھتے ہین کہ اگر وہان شراب کی دکانین اور کوٹھیا

قطار مین ہون تو بہتر میل جگہ اُن کے لیے چاہیئے۔ معاذ اللہ۔ معاذ اللہ۔ توبہ توبہ بہت میل کا فاصلہ سپاہی چوبیس گھنٹون مین طے کرتے ہین اور وہ بھی اُس حالت مین جب تیزی کے ساتھ لڑنے کے لیے فوج ڈبل مارچ کرتی جاتی ہو۔

کوئی چالیس برس کا عرصہ ہوا کہ لندن کے کاریگرون نے ایک جلسہ منعقد کیا اور کوشش موفور کی کہ شراب خواری کا انعدام ہو جائے مگر انکی سعی مشکور نہوئی پادریون نے انکی مدد نہ کی کیونکہ وہ بھی عموماً شراب پیتے ہین اور جن لوگون کو مذہب کا خیال ہو۔ اُنھون نے پادریون کے خوف سے ان بیچارون کا ہاتھ نہ بٹایا تاہم خدا کے ان مقبول بندون نے اپنی کوشش کو قائم رکھا اور استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اب اُنکی راے اور اُن کی سوسائٹی پر عوام بھی کسی قدر توجہ کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ شراب خواری کے لیے کوئی ایسا قانون نافذ ہو کہ اسکی کثرت اس قدر نہ رہے جس قدر اب ہو۔ لیکن افسوس یہ ہو کہ اس کثرت شراب خواری سے سرکار کی خوب بن آتی ہو کیونکہ اس کا محصول کثرت سے آتا ہو۔

اسکے بعد لکھا ہو کہ اگر مذہب بودھ کے چند پادری یہان بھیجے تو خوب بات ہو وہ لوگ یہان آکر ہمکو سکھائین اور بتائین کہ شراب خواری کیسی بلا ہے بے درمان ہو۔

بھئی واللہ بات تو خوب سوجھی۔ ادھر تو انگلستان اور امریکا سے پادری یہان آئین کہ اہل ہند کو چلکر راہ نیک بتائین اور ادھر ہمارے ملک سے ہندوٗن اور بودھ کے گروہ انگلستان مین جائین اور وہان کے لوگون کو اپنے خیالات کے بموجب سیدھے ڈھرّے پر چلائین۔

الغرض شراب خواری کی مضرتین اہل خرد پر مخفی نہین رہ سکتین کوئی فرد بشر ایسا نہین جو کثرت بادہ گساری کو پسند کرتا ہو یا اسکی توصیف مین دلائل عقلی پیش کرسکتا ہو۔ ہان دوا کے طریق پر پینا اور اعتدال کا ہمیشہ خیال رکھنا عمدہ بات ہو

اس تمہید کے بعد ہم اپنے ناظرین کو مضار شراب خواری کے ثبوت میں ایک داستان عبرت توامان سناتے ہیں۔ اور بادہ گساری کی بے شمار خرابیوں کو قصے کے پیرائے میں موبمو بتاتے ہیں۔

دور پہلا

امین آباد کی پریزاد یہودین



ایک مصاحب۔ سرکار آج تو امین آباد مین میلا لگا ہوا ہو۔ صدہا سفید پوش لوگ رئیس زادے ٹھٹ کے ٹھٹ لگائے گھور رہے ہین۔

مصاحب۔ ارے میان تم بھی دیکھ آئے۔ ہم تو سمجھتے تھے ہم ہی شہر خبرے ہین۔ تم بھی جہانمان جہان گشت نکلے۔ حضور بس آج کا ذکر ہو۔ امین آباد مین۔

رئیس زادہ۔ کیون کیون۔ ہم سمجھ گئے۔ معلوم ہوتا ہو کوئی نئی ساقن پری ہین کے کسی دوکان پر بیٹھی ہوگی کیون۔

مصاحب۔ اس ذہانت کے صدقے۔ حضور تین حصے بات تاڑ گئے۔

مصاحب۔ دشمنون کی آنکھون مین خاک وہ ذہن پایا ہو ہمارے حضور نے کہ واہ جی واہ۔

مصاحب۔ کل ہم سے اور حسو خان سے جھوڑ ہو گئی۔ تکرار اس بات پر ہوئی کہ مردک کہنے لگا کہ آپکے رئیس زادے روکھے پھیکے آدمی ہین شوقین نہین ہین۔ ورا ... است نہین۔ مجھے یہ سننے کی تاب کہا۔ بگڑ کھڑا ہوا اور وہ ڈانٹ بتائی کہ آپ کے ... بہت جین جیڑکی لیتے تھے۔

مصاحب۔ حضور جان بخشی ہو تو غلام عرض کرے ذرا حضور صحبت مین بھی بیٹھا کرین۔

رئیس زادہ۔ اور کیا مین دن بھر گھر ہی مین گھسا رہتا ہون۔

مصاحبین۔ اے نہین خداوند۔ سرکار نے وہ مجاز پایا ہو کہ واہ۔ بس یہی ... عمر بھر حضور ہی کے قدمون کے تلے پڑے رہین۔

رئیس زادہ۔ ہان صاحب وہ امین آباد والا حال تو بتائیے۔ وہ کون ایسی پریان ہین جنھون نے ہزارہا آدمیون کے دلون کو مسخر کر لیا ہو۔

مصاحب۔ سرکار دیکھنے سے بھوک پیاس جاتی رہی بمبئی سے دو بہو دنین آئی ہین ایسا چہرہ مہرہ نہین دیکھنے مین آیا ہو۔ بجُز حور۔ معلوم ہوتا ہو اندر کے اکھاڑے کی پریان اُتر آئی ہین۔ حق تو یون ہو کہ پریان بھی حسن پائین تو قاف سے اُڑکر ان کو دیکھنے آئین۔ دونون بہنین ہین۔

رئیس - بھلا بڑی اچھی یا چھٹکی - شوخ کون ہی -
مصاحب - خداوند بڑی چھوٹی کا حال نہ پوچھیے - دونون کلان ہین حضور پھڑک جائیے گا - جناب امیر کی قسم قریب تھا کہ مجھے غش آ ئے -

اتنے مین پنڈت سری چند مصاحب آئے - رئیس زادے نے کہا پنڈت جی آج یہ لوگ نئی خبر لائے ہین کہتے ہین کہ امین آباد مین دو پریان آ ئی ہین - پنڈت جی نے کہا سرکار مین تو آنکھون کی دیکھی کہتا ہون - دونون یا تو نار سندر جیسے راجہ اندر کی سبھا کی اپسرائین - مانو پورنماشی کا چندرمان آ دے ہو گیا اندھیاری رات مین ہیرے کی طرح دمکین -

یہ پنڈت جی مہاراج کو پرانے فشن کے آدمی تھے مگر ان دونون سیمتن نسرین بدن بہو دونون کو دیکھکر ان کی بھی رال ٹپکنے لگی تھی - انھون نے جو اُن کے حسن گلوسوز اور جمال عالم افروز کی اس درجہ توصیف کی تو رئیس کو یقین واثق ہو گیا کہ عورتین بہت چھلاوا ہین - ورنہ بوڑھا پنڈت اسقدر بڑھکر تعریفین نہ کرتا - آنکھین [illegible] شوق جو [illegible] لی کہ شربت دیدار سے ضرور شیرین کام ہو سکے - مصاحبون سے کہا عصر کے وقت چلین گے - وہ تو ادھار کھائے بیٹھے ہی تھے کہ رئیس زادے کو جسطرح ممکن ہو ضرور لیچلین - باچھین کھل گئین - کہا حضور تشریف لے چلین - کیا عرض کرین وہ اٹھتی جوانی ہی کہ ہائے ستم وہ چھل بل کہ ہرن اور چکارے بھی چوکڑی بھول جائین شباب پھٹا پڑتا ہی - اور بانکپن اور بھی غضب ڈھاتا ہی - ہونٹھون کی سرخی خون رولائے تو دُر دندان کی صفائی دیکھکر گوہر غلطان آب آب ہو جائے ہائے معلوم ہوتا ہی کہ حسن خود دونون ہاتھون سے بلائین لے رہا ہے - کیسی تیکھی چتون ہی کہ واہ واہ واہ - اور نازک کمری تو اس سے بڑھکر خدا کا نام ہی - ؎

	پائنچے جبکہ اُس پری نے اٹھائے مین پکارا خدا کمر کو بچائے	

حضور ہم اور چمن سرکار کے گھوڑون پر ڈلکی جاتے تھے تو ساقن کی دوکان کے اوپر جو برج ہو چورا ہے کے نکڑ پہ اسپہ چاند کا ٹکڑا نظر آیا۔ بس قتل ہو گئے ٹکٹکی لگائے کھڑے رہے نیچے جو کنجڑن بیٹھی ہو۔ اُس سے حال پوچھا۔ تو اُس نے تنک کر کہا اے میان جاؤ اپنا کام کرو۔ ہاتھی آئین گھوڑے جائین اونٹ بچارے غوطے کھائین۔ بڑون کی تو دال نہین گلتی۔ تم کس کھیت کی مولی ہو۔ مگر برج پہ ایک بانکے کھڑے تھے اُنھون نے اشارہ کیا کہ چلے آئیے۔ ہم دونون سائیسون کو گھوڑے دیکر اوپر گئے تو اُس بانکے نے اُن حوروش پری تمثال مشتری خصال جادو جمال یہودنون سے کہا کہ یہ دونون صاحب ایک بہت بڑے رئیس زادے کے مصاحب ہین۔ مگر اُن کافرون نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا بھی ہو تو یہ دونون پھوٹ جائین۔ ع

غرور حسن اجازت مگر نداد ے گل
کہ پرسشے بکنی عندلیب شیدا نرا

رئیس زادے نے اپنی قابلیت جتانے کے لیے مصاحب کو ٹوک دیا کہ شیدا ان نہین شیدا کہو۔ وہ آداب بجا لا کر بولا رجائے اُستاد خالیست؛ رئیس زادے نے اظہار لیاقت کے لیے مصاحب کے شعر کے جواب مین شعر پڑھا۔

نہ کر حسن دو روزہ پہ غرور اے ساقی ہوش
چھلک جاتا ہو بھرتے ہی پیالہ ماہ کامل کا

مگر توبہ کر کے اور کان پکڑ کے کہتا ہون کہ اگر ایک دفعہ اینجانب کو دیکھ لین تو ہزار جان سے عاشق ہو جائین مصاحبون نے غل مچا مچا کے کہنا شروع کیا کہ پیر و مرشد گھر بار چھوڑ دین کھانا پینا چھوڑ دین مگر ایک نظر حضور کو دیکھ بھی لین۔ ابّا جان کی روح کی قسم ایک نظر غلط انداز مین لاکھون کو قتل کر ڈالین اور پھر کے بسملون کی طرف نہ دیکھین۔ ع

کیا قتل ایک عالم کو ولیکن وائے بیدردی
نہ دیکھا مڑ کے تو نے کس طرح بسمل تڑپتے ہیں

جھمن - حضور کی بدولت ہم بھی دو گھڑی آنکھیں سینک آئے ورنہ ہمارا اور ہاں گذر کہاں بھلا - ہمارے سامنے ایک لکھ پتی مہاجن کو کھڑے کھڑے نکلوا دیا -

مصاحب - جی ہاں ایک مختار ام بھی آئے تھے - تو ند مٹکاتے قیمتی چار حاشیہ بنارسی رومال پھڑکاتے لٹو دار پگڑی کھوپڑی پر جمائے خاصی جانگلو ون کی وضع بنائے کھٹ بٹ کرتے اوپر چڑھ آئے آتے ہی چھوٹی بہن نے وہ ڈانٹ بتائی کہ لالہ جی کے آئے حواس اس طرح غائب غلہ ہوئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ اس نے کہا نکالو اس کو یہ کون بدمعاش ہے بے پوچھے گھس آیا بھاگے راہ نہ ملی -

رئیس - [illegible]

جھمن - [illegible] آج ویسی حسین کوئی دنیا کے پردہ پہ دکھا تو دے -

رئیس - یہ [illegible] - ایک سے ایک بڑھکر ہے - فضلنا بعضکم علے بعض - یکتائی کا دعوی کوئی نہیں کر سکتا -

جھمن - یہ سچ مگر حضور چل کے دیکھیں تو سہی - دیدہ ہیں نہ شنیدہ ہیں -

رئیس - ہاں یہ کہو کہ ہمنے تمنے نہ دیکھی ہو ایسی حسینہ - مگر یکتائی محال ہے - ع -

بلبل پہ زمانہ ایک گل کا نہوا بندے کو عبث غرور یکتائی ہے	محکوم ائمہ و رسل کا نہوا اللہ پہ اتفاق کل کا نہوا

انکا مکان گلی طرف ہے یا سر بازار -

جھمن - ہمارے سرکار کوچۂ عشق کی راہوں سے آگاہ نہیں مگر اس ذکاوت کو تو دیکھیے - قسم حسین کی اسے اعجاز کہتے ہیں -

سب مصاحب - حق ہے - حق ہے -

افیونی (چونک کر) - مگر کرنے والا کافر -

رئیس زادہ اور مصاحب سب ملکر ہنسے کہ اس افیونی نے اچھی ہانک لگائی اور خوب بے تکی اڑائی۔ ایک مصاحب نے پوچھا میان کیا کہتے ہو۔ اُسنے کہا کچھ نہین انھون نے کہا نہین کہ جادو برحق ہے۔ تو وہی مین نے اسپر کہا کہ جادو برحق مگر کرنیوالا کافر۔ اسپر اور بھی قہقہہ پڑا۔ مصاحب نے تو کہا تھا کہ حق ہے۔ حق ہے۔ حضرت دربان افیم کی پینک سے جو چونکے تو سمجھے کہتا ہے جادو برحق ہے۔ مقولہ لہذا اپنی مشیخت جتانے کیلئے فرمایا کہ کرنے والا کافر۔ جھمن نے کہا پیرومرشد۔ حضور کو شام کے وقت لے چلین گے کسی کا نون کان خبر تو ہوگا نہین۔ رئیس نے کہا کہ واہ فطن اور سمند جوڑی سے نہ پہچان جاینگے لوگ۔ اُسنے کہا اچھا تو اسکا بھی توڑ کر دیا جائیگا۔ اے خداوند کرایہ کی گاڑی منگوا لینگے۔ فطن۔

رئیس زادہ۔ خوب سوجھی مگر عمدہ ہو۔ جھمن نے کہا قربان جاؤن حضور کچھ بھائی گاڑی لیجئے۔ پانچ سو کی جوڑی جتی ہو یہ کیا بات ہے۔ وہ کرایہ ہوا بھی کتنا کوئی بھی کا اثاث ہے۔

رئیس۔ دیکھین تو کیسی آگ جنبو کا دکھاتے ہو۔ ہمکو غش آجائے تو جانین۔ ہان۔

مصاحب۔ لے تو خداوند ہماری اور حضور کی برابری ہے بھلا۔

رئیس۔ اسمین برابری اور فضیلت کیسی تمکو غش آگیا جب جانین کہ ہمکو بھی غش آجائے ایسا حسن تمکو سوز ہو کہ خرمن عقل کو جلا دے۔ وہ نشیلی انکھڑیان ہون کہ ہم مست ہو جائین۔

راوی۔ یہ ٹیڑھی کھیر ہے۔ مگر مصاحب کی ذکاوت طبع کے صدقے وہ بات کہی کہ پھڑکا دیا زادہ سے استاد کیون نہو۔

مصاحب۔ قبلہ عالم ہماری آپکی اس سبب سے برابری نہین۔ کہتے جو اُس حور وش نازک اندام پری پیکر کا تمام کے جمال بینی کو دیکھا تو غش آگیا کر باسے بہا تے امکان سے خارج ہے۔ اور حضور کو دیکھکر جامے مین پھولے نہ سمائین گے کہ چاہین تو بیاہ لین چاہین گھر ڈال لین۔

رئیس - اُہو ہو ہو - واہ مرزا فرد ہو - کیا بات کہی -

مصاحب - حضور انعام کے قابل بات کہی ہو -

چھمن - واللہ انعام کا مستحق ہو گیا -

رئیس - اچھا بیس روپیہ انکو دلوا دو -

مصاحب (استادہ ہوکر) آداب - ہم تو ایسے قدردان رئیسون کے عاشق ہین - اور وہ مردک کہتا تھا کہ کلا پچ ہو - ریاست نہین -

چھمن - اجی کس سور کے کہنے مین جاتے ہو وہ جانگلو کیا جانے -

رئیس - سن کیا ہو اُنکا -

مصاحب - حضور ہوگا کوئی برس پندرہ سولہ ایک کا -

رئیس - واللہ تو یہ کہیئے ابھی عنفوان شباب ہو - اُمنگ کے دن -

چھمن - حضور جوڑے ہین دونون مال جوبن ہین -

رئیس - یار اچھمن کہو صاحب -

چھمن - بھئی ہم ناک بدلے ہین حضور کو دیکھین نہ تو پیار کرنے لگین -

مصاحب - کوئی پیدا ہی ہو جو آپ سے بدے - حضور پہ بھی چوک مین انگلیان اٹھتی ہین دور دیہ گردن پر کٹا ہو رہتا ہو -

رئیس - واہ -

راوی - واہ کے بھروسے بھی نہ رہیے گا - انگلیان اُٹھنا درکنار چار ہی دن مین یہ بدمعاش انگلیون پہ نچائینگے حضور کو تو سہی -

چھمن - ہمارے حضور پر البتہ اس حور کی نظر پڑے گی اور دوسری پری کی بھی حضور ہی سے آنکھ لڑے گی اور کیون نہو دو ہزار کی فٹن - ولایتی پرزے یہ چمک دمک یہ آب تاب اور پھر جوڑی بھی وہ جو شہر بھر مین ایک کے پاس نہو تیزی اور سبک خیزی مین طاق - شیر طبیعت آہو شکار رشک براق -

مصاحب - حضور چاہے کوئی کچھ کہے یہ سمند سیہ رانو کی جوڑی تو ملکون ملکون ایسی نہو گی

پہلے تو جوڑی ہی پر انکی نظر پڑے گی کرایہ کی گاڑی پر چلنا فضول ہی۔

رئیس۔ دونوں ہنس مشکل ہیں نا۔

جھمن۔ حضور چندے آفتاب چندے مہتاب ایک سے ایک بڑھکر۔

رئیس۔ کشیدہ قامت ہیں یا پستہ قد۔

جھمن۔ حضور پستہ قد نہیں قربان جاؤں جو کہیں انگریزی وردی پہنا دیجئے تو معلوم ہو کہ فوج کا لفٹنٹ چلا آتا ہی دھوم مچ جائے۔ کہ کیا گبھرو جوان ہی ابھی مسیں بھی نہیں بھیگی ہیں۔

رئیس۔ تو عورتیں کیا صوبدار میجر ہیں۔

جھمن۔ نہیں پیر و مرشد چھریرا بدن ہیں۔

مصاحب۔ حسین عورتیں تو بہت دیکھ ڈالیں مگر خدا گواہ ہی ایسی نازک کمر نظر سے گذری ہی نہ تھی۔

رفیق۔ حق ہی۔ مجھے تو خوف معلوم ہوتا تھا کہ مبادا کمر لچک جائے۔

جھمن۔ حیرت تھی کہ یہ کمر ہی۔ یا تار نظر ہی۔

مصاحب۔ یوں تو دن بھر بھیڑ بھڑکا رہتا ہی۔ مگر دو گھڑی دن رہے سے شام تک چھلا ہی۔ بس میلے کی سی کیفیت رہتی ہی۔ کہ خلق خدا اٹھٹ کے ٹھٹ جا کے گھورا کرتی ہی۔ اور بہت بے پیر کا کلمہ پڑھتی ہی۔ لیکن وہ نظر اٹھا کر کسی کی طرف دیکھتی بھی نہیں۔ ایک حسن پرست سودائی مزاج نے کئی دن تک جا جا کر دعا مانگی کہ یا الٰہی اسوقت لب بام آئیں۔ اور ذرا اپنی چھب دکھائیں مگر دعا پوری نہوئی تو رو رو کر یہ شعر پڑھنے لگا ؎

بجرم عشق توام میکشند و غوغائیست
تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست

مگر صدائے بر نخاست ؎

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں
واں ایک خامشی تری سبکے جواب میں

ہزارون بگڑے دل عاشق تن ساقن کی دوکان پر صبح سے شام تک ڈٹے رہتے ہین۔ انواع واقسام کے مصائب سہتے ہین۔ اور سُنیے جبسے یہ بیہودگین اُلگر بج ہین لگی ہین تب سے ساقن نے دو دو سو روپے روز پیدا کیے اور عشاق خستہ جان بڑے بڑے امرائے ذیشان نے ایک ایک گھنٹے کے دس دس اور بیس بیس دیے۔

چھمن۔ حضور اب اسکو کوئی پوچھتا نہ تھا مگر مثل مشہور ہی۔ سو برس کے بعد گھورے کے بھی دن بھرتے ہین لیجیے دو دو سو روپے روز ملنے لگے۔

رئیس۔ بھئی جانے مین بدنامی ہی۔ اول تو ہزارون آدمی دیکھین گے کہین گے حضرت بھی بیٹھے مفت کی بدنامی ہوگی اور پھر کسی کو منھ دکھانے کے قابل نہ رہینگے۔ اور ایک بات اور بھی ہی۔ ہمسے بھی وہ اسی طرح پیش آئیگی۔ اور جو کہین اُس لالہ کی طرح ہمین بھی نکلوا دیا تو بس ستم ہی ہوگیا۔ پھر ہم زہر ہی کھا لینگے اور اُس ساقن چڑیل کی خوشامد تو مرتے دم تک تو نہ ہوسکے گی۔

چھمن صدقے صدقے ساقن کے سیلے وہم کتنا خوب فرمایا ہی۔

رئیس۔ خیر اس ضلع جگت سے تو واسطہ نہین مگر ہم سوچتے ہین کہ اگر گئے اور کھل گیا تو غضب ہی ہوجائے گا۔ خدا جانے وہان کون کون بیٹھا ہو کہ دو دو ضربہ دو دو لگے ہی ہوگے۔

مصاحب۔ کیا مجال۔ خداوندا چھے اچھے تو گھسنے نہین پاتے کہ بیچارے کس شمار قطار مین ہین حضور چلین اور ضرور چلین۔

رئیس وضع کے خلاف ہی۔

رفیق۔ اچھا تو پیر و مرشد ہوا کھاتے ہوئے امین آباد کی طرف سے جانا تو وضع کے خلاف نہین ہی۔ حضور آخر یہین نہ وہان صرف ہوا کھاتے ہوئے قفس پہ چپ چلے چلین۔ بس۔

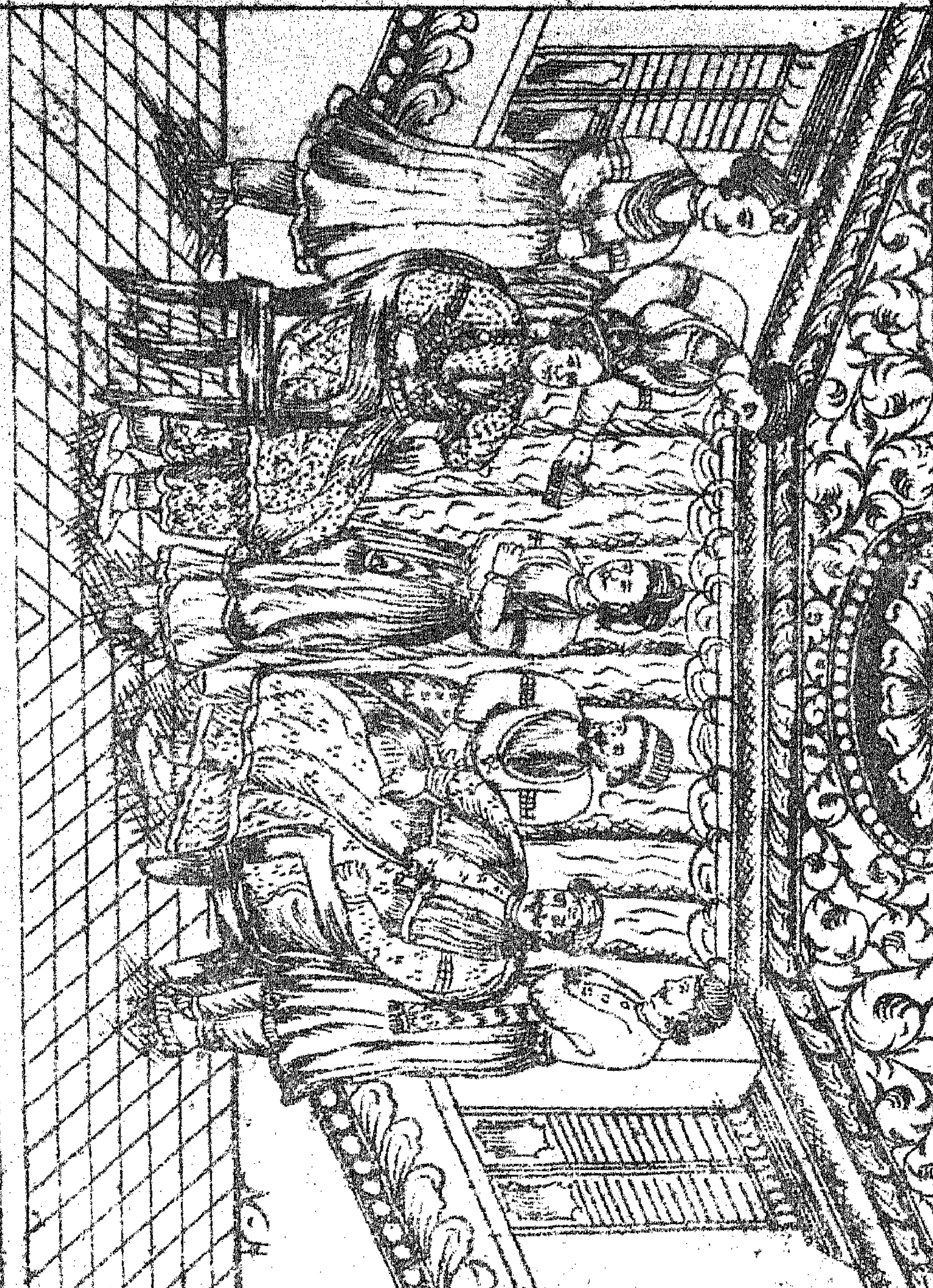
رئیس۔ ہان اسکا مضائقہ نہین۔

بچھن۔ ادھر وہاں گاڑی آہستہ آہستہ جاوے ہی گی۔
مصاحب۔ خواہ مخواہ۔ بھیڑ بھڑکے میں کہیں گاڑی دوڑائی بھی جایا کی ہے۔ بس حضور کو خاصہ موقع ملے گا کہ نظر بھر کر دیکھ لیں۔ لیکن دیکھتے ہی دل ہاتھ سے نہ جاتا رہے تو سہی۔
رئیس۔ خدا کرے اُسوقت سامنے کھڑی رہیں
مصاحب۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

ادھر گھڑیالی نے ٹھنا ٹھن چار کا گجر بجایا۔ اُدھر رفیقوں اور مصاحبوں نے آسمان سر پہ اُٹھایا۔ حضور چار بج گئے۔ اب تیاری کیجیے فٹن نکالنے کا حکم دیجیے حمام خانے جائیے اور بن ٹھن کر باہر آیئے۔ مگر پیر و مرشد اتنا یاد رہے کہ عمدہ سے عمدہ نکھار ہو جو دیکھے عشق کرے وہ مردانہ سنگار ہو بانکے جھک جھک کر آداب بجا لائیں۔ مہوش چھپ چھپ کر گھورنے آئیں۔ محبوب مطلوب سے وصال ہو۔ جیب و دامن گوہر مراد سے مالا مال ہو۔ خدام باادب ہمخوابۂ نازنین کے لیے کمرہ سجائیں۔ خوشی کے شادیانے بجائیں۔ مبارکباد کی صدا بلند ہو۔ پل پل میں مسرت دو چند ہو۔ اُدھر جام ہو ادھر گلفام ہو۔ لطف زندگی اُٹھایئے چشموں میں آبرو پایئے۔ فرمایا اچھا سیٹھ گوردیال صاحب کو بلاؤ بچھن تم ابھی جاؤ۔ اور گاڑی پر ہمراہ رکاب لاؤ۔

دور دوسرا

نواب والا تبار اور سیٹھ گوجرمل ساہوکار



دور اول کے ملاحظہ سے ناظرین بانمکین کو اسقدر معلوم ہو گیا ہوگا کہ ایک رئیس گردون مآب
کے مصاحبون نے دربار مین ذکر مذکور کیا کہ محلہ امین آباد مین دو پریزاد حور نژاد بیوہ دلہین
ایک کمرے مین آن کے ٹکی ہین دونون رشک حور غیرت پری ہین - پندرہ سولہ برس
کا سن - مرادون کے دن رئیس زادہ نوعمر آدمی بھولے سے

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد

کمسن پریزاد بیوہ دلہنون کے حسن خود سوز کا حال سنکر عاشق زار اور تیر عشق کا نشانہ ہو گیا
گو مصاحبون کے دل خود بھی اُن یوسف لقا معشوقون کے چاہ زنخدان مین ڈانوا ڈول
تھے - مگر بے زر عشق ٹین ٹین سے -

ان بتون کو ہم فقیرون سے بھلا کیا کام ہی
یہ تو طالب زر کے ہین اور یان خدا کا نام ہی

اس کے برعکس - نواب جم اقتدار اول تو نام خدا اٹھارہ اُنیس برس کی عمر دوسرے
صاحب دول متمول - پوتڑون کے رئیس علاقہ دار لاکھون کا جواہرات پاس جوانی کی
اُمنگین اور ریاست کی بو سے

جو عالی مرتبہ ہین انکو پست اور کرتا ہی
فرشتون کو دکھایا عشق نے منہ چاہ بابل کا

مصاحب بیچارے کیا کھا کے عشق بازی کرینگے - ہان نواب زادہ فلک بارگاہ کو البتہ
عشق پچھاڑین دیگا - ع

جنکے رتبے ہین سوا اُنکو سوا مشکل ہی

یہ نواب صاحب پڑھے لکھے تو واجبی سے تھے - مگر نور کی طبیعت پائی تھی - اگر
تعلیم اچھی پائی ہوتی تو رؤسا کے فخر و افتخار ہوتے - پندرہ سولہ برس
کے سن تک تو بڑے حضور یعنی انکے والد بزرگوار نے انکو صحبت بد مین نہین بیٹھنے دیا لیکن
مختلف عوارض نے انکو ایسا ادھ مرا کر دیا کہ دن رات محلسرا ہی مین پڑے رہتے تھے - ادھر
میدان خالی پاکر مصاحبون اور رفیقون کو یہ سوجھی کہ رئیس زادے کو ڈھرے پر لائین خوب
صحبتین گرمائین اور رئیس کو اس رباعی کے مفہوم کا مصداق بنائین - رباعی

صبح تو جام سے گذرتی ہی
عاقبت کی خبر خدا جانے

شب دلارام سے گذرتی ہی
اب تو آرام سے گذرتی ہی

صحبت بد نے رنگ اثر جمایا۔ خوشامد خوروں نے مزاج میں بار پایا۔

با بدنشین و باش بیگانهٔ او
تیر از سر راستی کمان را کج دید

در دام افتی اگر خوری دانهٔ او
بنگر که چگونه جست از خانهٔ او

رئیس زادہ نامدار کو اب تک اپنی منکوحہ بیوی سے کہ صاحب عفت ہونے کے علاوہ صاحب جمال بھی تھیں بڑی محبت دلی تھی اور انکو بھی اپنے شوہر سے کہ جوان صالح و خوبرو تھا عشق کا درجہ تھا نکاح کے روز سعید و تقریب فرخ سے آج تک اُن کے گلستان عشرت و محبت پر نا اتفاقی یا رنج کی گھٹا نہیں چھائی تھی گو نواب صاحب کے یہاں جوان جوان اور حسین حسین خادمہ تھیں۔ مگر یہ کبھی نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔ مگر چند ہی روز کی صحبت سے اِنکے مزاج میں زمین آسمان کا فرق ہوگیا۔ اور بیہودوں کے حسن و شباب کے تذکرے نے انکو اور بھی از خود رفتہ کر دیا۔ اور گو عشق کی بسم اللہ ہی تھی مگر ابھی سے اس شعر کے مصداق تھے اہل

افسانہ سوز عشق کا مجھ سے سنے کوئی
ہی ختم مجھپہ اندنوں بیشک بیان عشق

اب سنیے کہ نواب صاحب نے چمن کو حکم دیکر کہ سیٹھ گوجرمل صاحب کو بھی بلا لاؤ غسل خانے تشریف لے گئے۔ نہا دھو کے لباس فاخرہ سے آراستہ ہوں تھوڑی دیر میں سیٹھ صاحب موصوف اپنی ہلکی پھلکی ویگنٹ گاڑی پر جس میں ایک میانہ قامت مشکی جتا تھا۔ کوٹھی میں داخل ہوئے۔

قبل اسکے کہ انکی اور نواب صاحب کی ملاقات کا ذکر خیر معرض بیان میں آئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ سیٹھ گوجرمل صاحب کے کچھ حالات سے ناظرین کو اطلاع دوں کہ یہ کون بزرگوار ہیں۔ یہ بڑے مشہور ساہوکار بڑے زردار مہاجن بڑے نامی تعلقہ دار تھے۔ بہت کمسن اور مشہور حسین آدمی ہزار دو ہزار میں ایک گیتی جانتے تھے۔ اور کچھ تھوڑی ناگری اور تھوڑی سی اردو۔ مگر لڑکپن ہی سے پڑھے لکھوں کی صحبت میں بیٹھنے سے شین قاف بہت درست

ہوگیا تھا۔ اجنبی آدمی کو ہرگز تمیز نہ ہوتی کہ فارسی خوان نہین ہین مزاج مین یوے امارت اس درجہ کم ممکن کیا کسی سے دب نکلین۔ چاہے ادنیٰ ادنیٰ سی بات مین ہزارون پلٹ جائین مگر بات مین فرق نہ آنے پائے۔ بڑا وصف ان مین یہ تھا کہ غربا اور محتاجون کے ساتھ بڑی فیاضی سے پیش آتے تھے اور اکثر مزارعین کو وقت ضرورت چار آنہ فی صدی سود اور کبھی کبھی مفت بطریق خیرات روپیہ دیتے تھے اور کسی سے کبھی ذکر تک نہین کرتے تھے اسکے علاوہ بڑے علم دوست رئیس تھے اپنی جانب سے سنسکرت کے لیے چار یا پانچ وظیفے مقرر کیے تھے اور ایک پاٹ شالہ اپنے خرچ سے بنوا دیا تھا۔ اور انعام کے سالانہ جلسون مین ہمیشہ اپنے ضلع کے کالج اور اسکولون مین بکشادہ پیشانی زر نقد اور کتب مفید و بیش بہا بطریق انعام تقسیم کرتے تھے۔ بڑے ملنسار اور خوش خلق اور منکسر مزاج۔ مگر جہان گل ہی وہان خار ہی۔ جہان خزانہ ہی وہان مار ہی۔ اکثار شراب خواری اور کثرت عیاشی کے ہاتھون بک گئے تھے۔ ہردم بادہ گسا جمع۔ شرابی موجود کٹے حاضر۔ ڈوم ڈھاڑی ارباب نشاط منہ چڑھے۔ ڈولیون پر ڈولیان آتی تھین نت نئی عورت ؎

زن نوکن اے دوست در ہر بہار	کہ تقویم پارینہ ناید بکار

نواب صاحب سے اور ان سے کئی سال سے یارانہ تھا مگر اکثر اوقات گھوڑ دوڑ کے چکر پر ملاقات ہوتی تھی۔ اور مہینے مین دو ایک دفعہ گھر پر فٹن سے اتر کر سیٹھ جی کوٹھی مین آئے اور نواب صاحب مسکراتے ہوے ملے۔

نواب۔ کہیئے کچھ بسنت کی بھی خبر ہی۔

سیٹھ۔ اے یار کچھ نہ پوچھو۔ مار ڈالا۔ کہین کا نہ رکھا۔ دونون کا فریکیش ہلا سے بے دم ہین۔ یہان تو بھائی صاحب پیغام بھی جا چکا ہی۔

نواب۔ واللہ خدا تم سے سمجھے۔ بھئی یہ تنہا خوری بری کیون صاحب بس الگ ہی الگ۔

سیٹھ۔ بھئی ہم سمجھتے تھے کہ تم اس کوچے مین نہین ہو ورنہ تم سے اور اخفا لاحول۔ اب معلوم ہوا کہ حضرت نے بھی بسم اللہ کی۔

نواب - بھائی تو چل کے دکھا دو-

سیٹھ - اپنی جوڑی گاڑی نکلواؤ- اسوقت تو وہان میلا لگا ہوگا- اور چھاڑ سفید پوش یا گرگے مگر نواب یار میری تو جان جاتی ہی-

نواب - یا خدا کیسی پرستان کی پریان ہین کہ جسے دیکھو لوٹ ہو- جسے دیکھو غش ہوا آتا ہو- تعریفین ہی کرتا آتا ہو- اور یہان دل کی یہ کیفیت ہو کہ ادھر حسین عورت اپنے لپسند اور مزاج کے دیکھی اور جان سن سے نکل گئی مصرعہ

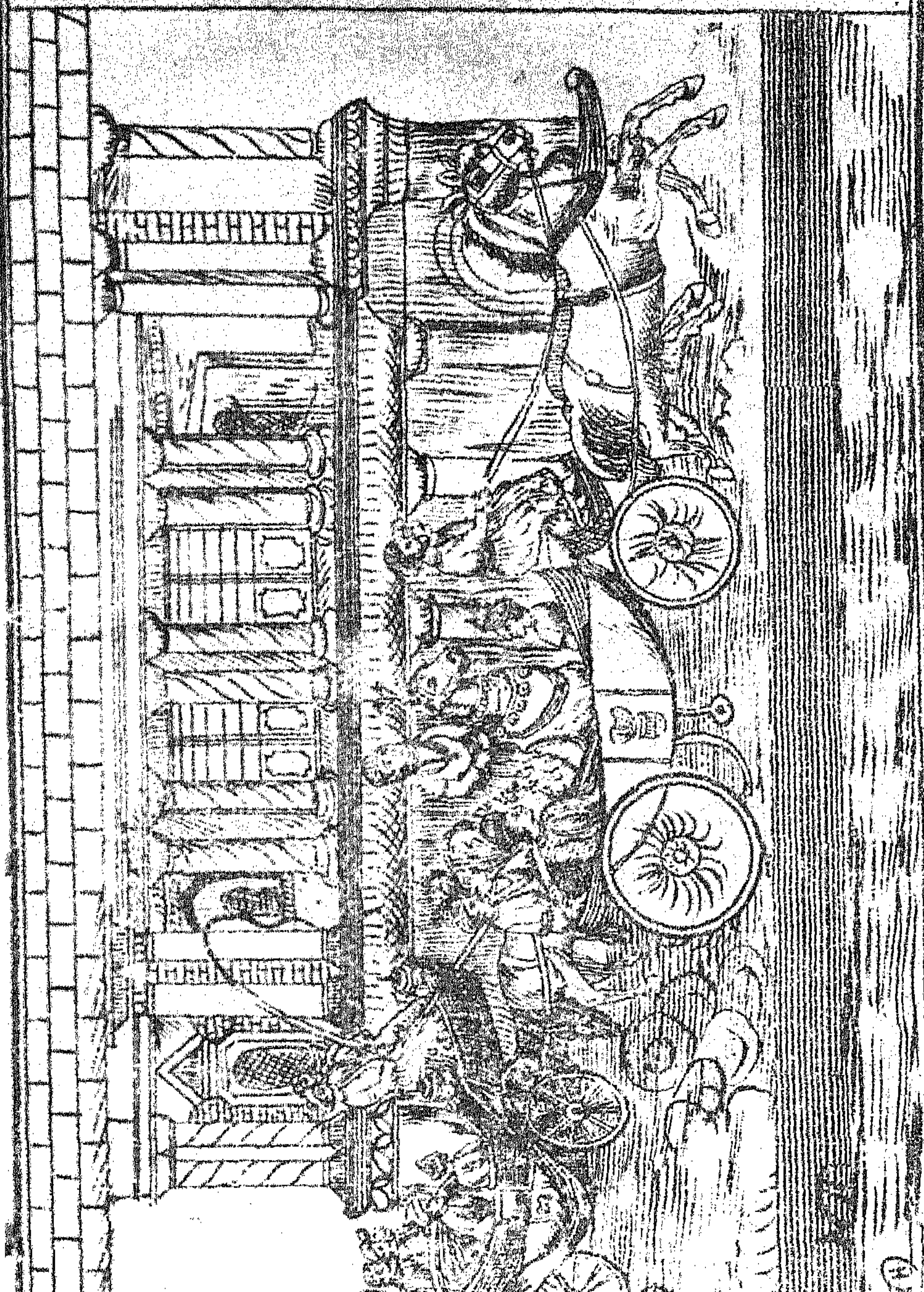
هم عاشق جانباز ہین مرزا نئے ڈھب کے

راوی - ہان! یہ کہیے یہ کب سے-

سیٹھ گوجرمل نے رائے دی کہ اسوقت گاڑی پر چلنا ٹھیک نہین ہو چلیے گھوڑون پر چلین - قدم کا وسے اپٹرن کا مزہ آئے ذرا شہسواری کا لطف بھی دکھائین - یہ بھی سپہ گری کا ایک جزو ہو- نواب صاحب تو نیم راضی ہوگئے - مگر ایک مصاحب نے کہا حضور کادے اور اپٹرن کا لطف تو میدان مین ہو- امین آباد مین اور خصوصًا اُن کے کمرے کے پاس تو دو چار اپٹرن ہی ہو جائین گھوڑا اسے گام جائے کہین بھیڑ مین سکندری کھائے تو غضب ہی ہو جائے لہذا حضور بگھی ہی اچھی -

---

دور قیصرا - سواری بادبهاری



جو ٹھٹے سے اُس دم سواری چلی	کہے تو کہ بادِ بہاری چلی

دو گھڑی دن رہے جبکہ مہر تابان کی اشعۂ زرنگار چرخ نیلگون کے دامن کی طرح جھلملانے لگین اور ہلال رکاب توسن گلر خان فرخار کی طرح چرخ نیلی پر نظر آیا نواب دارا دربان اور ہر اُن کے یار طرحدار ساہو کار باغ وبہار کھلی ہوئی بیش بہا بروہم گاڑی پر بصد انداز امیرانہ وشان خسروانہ سوار ہوئے اور ہر اُن گلبدن غنچہ دہن ہر دونون کے اشتیاق میں امین آباد چلے گھوڑیان ہوا سے باتین کرتی ہوئی زمین پر قدم ہی نہین دھرتی تھین معلوم ہوتا تھا کہ اب اڑین اور اب اڑین - یہ گاڑی ہے یا اڑن کھٹولا - کنوتیان بدلتی ہوئی اسطرح جاتی تھین جیسے چکارا اڑا دیا ہو اور اس تیز قدمی پر ایسی نپتی ہوئی کہ شوخی قدم قدم پر بلائین لے اور بااین ہمہ مصرع -

اسپک خیز اسقدر ہے نہ ہلے پیٹ کا پانی	

کوچبین میان گھسیٹے ایک قیمتی مندیل پہنے ہوئے تھے - کارچوبی بھاری ایک اشرفی کی تیاری وردی سلطانی بانات کی خاص ایجاد شہزادہ مرزا رفیع الدرجات کی کوچ بکس پر بائین جانب چوبدار - میان نذر دار امجد علی شاہ کے عہدہ مین مقرب سرکار تھا - تجربہ کار وسلیقہ شعار تھا - سامنے میان چھمن مصاحب خاص پیچھے دو سائیس (سیسی علم دریاؤ) کے خواص - اسکے بعد سیٹھ جی کی ہلکی پھلکی نازک پرزون کی فٹن پر تین رفقا - اس ٹھٹے سے سواری چلی - نواب صاحب کا اشتیاق بڑھتا جاتا تھا - چھمن نے کہا اسوقت اگر آکر سامنے کھڑی ہون تو واللہ اگر بیٹھنے کو جی چاہے تو ٹانگ کے تلے سے نکل جاؤن - ہمنے بیڑا اٹھا لیا ہے کہ ان غیرت لعبتان چینی گیسوے عذار نازنینی کو راہ راست پر لائینگے اور عاشق ومعشوق کو باہم ملائینگے -

نوابصاحب نے پوچھا بھئی دونون مین زیادہ حسین کون ہے کہا عرض کیا خداوند کہ دونون بیبیان ہین - پوچھا - بھلا بڑی بہن مین آن بان زیادہ ہے - یا چھوٹی بہن مین - عرض کیا کہ پیر و مرشد کہہ دیا نا غلام نے کہ دونون کلان ہین اس پر وہ فرمائشی قہقہہ پڑا کہ دور تک آواز گئی - اتفاق سے اسوقت ایک یوربین کپتان اپنی بیوی کے ہمراہ نسرین بناگوش میم کو ساتھ بٹھائے

دکینٹ پر آتا تھا قہقہہ جو پڑا تو لے سخت ناگوار گذرا۔ میم نے کہا یہ لوگ بالکل وحشی اور بہائم ہین۔ سر بازار قہقہہ لگاتے ہین۔ صاحب بولے یہ نگر زدکالا آدمی) بالکل بہائم ہوتے ہین۔ تہذیب مزاج مین بالکل چھو نہین گئی۔ اسوقت ہمارا بے اختیار جی چاہا کہ ایک چابک جمائین مگر شکل صورت سے رئیس معلوم ہوتا ہی۔ ان کی بیوی نے بھی انکی رائے سے اتفاق کیا کہ کسی امیر کا لڑکا ہی جوڑی بھی خوب ہی۔ ایسی جوڑی اسٹیشن مین نہین ہی۔ میم صاحب نے ان کالے آدمیون کی نسبت ازراہ حقارت کہا کہ یہ وحشی اس قابل ہین کہ ان سے جوڑی اور گاڑی چھین لے اور پنکھا قلی کا کام لے۔ مگر کپتان صاحب ان بیچارے وحشیون کو اس کام کا بھی نہین سمجھے تھے میم صاحب کی رائے سے اختلاف کیا کہ ہم ان بہائم کو اتنی عزت بھی دینا نہین چاہتے کہ یہ ہماری میم صاحب کے پنکھا قلی ہون۔ دیکھ رہے ہین کہ ایک لیڈی گاڑی پر آتی ہی اور جامے سے باہر ہو کر قہقہہ لگاتا ہی۔ اتنے مین اتفاق سے جوڑی کبھی رک گئی اور کبھی تیز ہوئی اور کبھی کپتان صاحب کی گاڑی کے برابر چلنے لگی تو صاحب بہت ہی بگڑے۔ اسقدر پر غضب اور بد دماغ ہوے کہ گھوڑے کو تیز کرکے فٹن کے قریب پہونچے اور ڈپٹ کر کوچبین سے کہا کہ روک گاڑی یو بلڈی سور کوچبین متحیر کہ یا خدا یہ کیا آفت آئی۔ کون سی خطا سرزد ہوئی کہ یہ انگریز خونخوار ہو گیا کوچبین کے حواس غائب ہو گئے ایک چابک جو سڑاپ سے دیتا ہی تو گھوڑیان ہوا ہو گئین۔ یہ جادہ چاہ آگ بھبوکا عربی جانور چابک کے عادی کہان سے۔

اشارے پر چلا کرتے ہین یہ شائستہ گھوڑے ہین
کہ صورت انکی حیوانی ہی سیرت انکی انسانی

صاحب بہادر نے بھی چابک پر چابک رسید کیے گھوڑے کو آدھ مرا کر دیا۔ مگر گرد کو بھی نہ پایا۔ آخر کار جھلا کر ایک اکے والے پر جو قریب سے نکلا چابک دیا تو وہ بیچارہ بلبلا اٹھا۔ اتفاق سے کالج کے ایک پروفیسر (اسکا چھین) اپنی ٹم ٹم پر جس مین سبزہ گھوڑا جتا تھا۔ آہستہ آہستہ آتے تھے۔ انکو اس کپتان کی یہ حرکت بیجا نا شائستہ بہت ہی ناپسند ہوئی۔ سوچے کہ انھین لوگون کی ان حرکات نا ملائم سے ہم سب بدنام ہین۔ اس بیچارے غریب اکے والے نے بھلا کیا لیا تھا۔ جو ان حضرت نے اسکی کھال ادھیڑ کے دھر دی

فوراً گاڑی روک لی اور اس اکے والے کے قریب گئے۔ دیکھا تو چابک ناک کے پاس اس زور سے پڑا اٹھا کہ کھال ادھڑ گئی تھی۔ فوراً دو روپے دے کر اسکے آنسو پونچھے ایک صاحب بہادر تو اسکے ساتھ اس سختی سے پیش آئے تھے دوسرے صاحب بہادر کے اس نرمی اور رحم سے پیش آنے سے اسکو کمال حیرت ہوئی۔ اور شکریے کے ساتھ دو روپے لیکر فراشی سلام کیا۔

ادھر کا حال سنیے کہ جب صاحب بالکل نظر سے غائب ہوئے تو نواب کی جان میں جان آئی رفقا بولے۔ ع۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

گاڑی آہستہ آہستہ چلنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد سیٹھ جی کی گاڑی بھی آئی میاں جھمن تھے آدمی طرار۔ اس وقت تو ان کے بھی ہوش پیترا ہو گئے تھے مگر اب مونچھوں پر تاؤ دے کر کہتے کیا ہیں (قسم حسین کی جو کہیں مقابلہ ہوتا تو بڑی بری ٹھہرتی) یہ بالا لی اور تورے چکھ چکھ کر بدن پالا ہے تو کس دن کے لیے۔ خدا گواہ ہے اچک کر گاڑی پہ ہوتا۔ ہم کیا کچھ موم کی ناک ہیں۔ کوچبین تو سہما ہوا تھا کہا اجی یہ صاحب لوگ بھلا کسکو مانتے ہیں افراسیاب خان کی تو یہ سنتے ہی نہیں۔ نواب صاحب بولے بھئی پھر راج بھی تو انھیں کا ہے یہ تو سوچو۔ کوچبین نے عرض کیا ہاں خداوندا ایسی ہی بات ہے۔ اور میاں جھمن ایسے تو دنبل کو وہ چٹنی کر ڈالتا۔ دم واعیہ تو دیکھیے کہ گاڑی پر پھاند گئے گشتخت کی لینے۔ میاں ایک ڈگ میں بھر کس نکال دیتا۔ جھمن مونچھوں پر تاؤ دینے لگے ہونھ! تم تو اپنا ہی بزدلا سب کو سمجھتے ہو۔

الغرض گاڑی قیصر باغ ہوتی ہوئی نظیر آباد میں داخل ہوئی تو جھمن نے کہا میاں گھسیٹے ذرا باگیں روکے ہوے۔ موقع واروات آن پہونچا (موقع واردات) کا جملہ سنکر سیٹھ جی مسکرائے۔ نواب صاحب سے کہا لے بھئی اب ذرا دل کو قابو میں رکھنا۔ ہاں توسن صبر کی باگیں روکے ہوے گھسیٹے پڑھا لکھا تو تھا ہی نہیں۔ توسن صبر کیا سمجھے۔ باگ روکنے کا حکم جو سنا تو کہا پیر و مرشد روکے تو ہوں اور کیونکر روکوں۔ جون کی چال تو گھوڑیاں چل رہی ہیں

رستے رستے اسیر نواب اور بیٹھا اور چھمن نے پھر بے اختیار قہقہہ لگایا۔ واہ میاں گیگے خوب سمجھے۔ دور کی کوڑی لائے۔ اب گاڑیاں محمد حسین پانی والے کی دُکان کے قریب پہونچین اور وہ برج پری منزل سامنے سے نظر آنے لگا جو امین آباد کے مشہور چوراہے کے نکڑ پہ ساقن اور کبڑن کی دُکانون کے اوپر واقع ہی ؎

وعدۂ وصل چون شود نزدیک — آتش شوق تیز تر گردد

وہ برج حور مسکن جو قریب آیا تو ؎

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ — صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ

دو پیاری پیاری صورتین نور کی مورتین ایسی نظر پڑین کہ نظر بھر کر دیکھنا بھی نہ تھا آنکھ جھپک گئی۔ دونون آگ بھبوکا۔ معلوم ہوتا تھا کہ بادر کا بہت بڑا ٹکڑا آفتاب کے رخ رکھ دیا گیا ہو۔ اور سورج کی کرن اس پر اس طرح پڑتی ہو کہ نظر نہین ٹھہرتی ہو۔ اگر گرمی ہوتی تو لوگون کو شک کی جگہ یقین ہو جاتا کہ آفتاب سوا نیزے پر اُتر آیا ہو۔ گاڑی رد کنے کا امین آباد مین حکم نہین مگر بھیڑ اسقدر تھی کہ گاڑی کا جانا محال تھا۔ یہ اسکو ہزار غنیمت سمجھے پہرے کا کانسٹبل پولیس کا ملازم ایک ہی کائیان چیتونون سے تاڑ گیا۔ سلام کرکے کہا۔ حضور جبری گاڑی یہین پر روک لین۔ بھیڑ چھنٹ لے تو گاڑی کا رستہ ہو۔ یہ تو خدا ہی سے چاہتے تھے باچھین کھل گئین۔ دعا مانگی کہ یا خدا دو دن تک ایسی بھیڑ رہے کہ گاڑی کو رستہ نہ ملے چھمن نے کانسٹبل سے کہا ڈیوڑھی پہ آنا۔ پھر پورا انعام ملیگا اسنے ادھر اُدھر سے لوگون کو ہٹا کے گاڑی کے قریب کھڑا کر دیا۔ اتنے مین وہ دو حورین ایک جھلک دکھلا نظرے اوجھل ہو گئین تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک مشہور اور نامی گرامی جوہری کا لڑکا اشہب عربی پر سوار گاڑی کے پاس کھڑا ہی مگر ٹکٹکی اسی برج کی طرف لگائے ہوئے ہو۔ گھوڑا مشرق۔ چپکنی ہوا۔ سُر آنکھ کے کی مورچھل اور گلے مین ہیکل۔ بقول فصاحت لکھنوی ؎

ترے گھوڑے کی ہیکل کیا بھلی معلوم ہوتی ہو — دلہن پہنے ہوئے چمپا کلی معلوم ہوتی ہو

نقرئی دمچی پونہچی۔ بغلی بند۔ دوڑی۔ چاندی کے کڑے پاؤن مین پڑے سم اور دم تک زرق برق از سرتاپا سونے چاندی مین غرق ؎

شہ گام اگر چلے وہ کبھی غیرت پری — غیرت سے کھائے توسن دارا سکندری

نواب صاحب سے صاحب سلامت ہوئی تو دونون مسکرائے جوہری نے پوچھا حضور یہان کہان بھول پڑے اُنھون نے جواب ترکی بہ ترکی دیا۔ جہان آپ وہان بندہ مضمون واحد ہی۔ وہ پڑھا لکھا تو تھا ہی نہین مسکرا کر ٹکر سی بک دیا زبان بھون توڑی معقول اشعر گفتن چہ ضرور۔ ترکی نہ بولتے تو کیا کرکری ہو جاتی۔ اتنے مین اُن دونون مین سے ایک قتالۂ عالم نے بال کھولے ہوے ذرا رخ انور کی جھلک دکھائی اور بازار کے رخ سے منھ پھیر کر دوسری جانب دیکھنے لگی۔ اس شوخی کے صدقے۔ گوری گوری گردن اور سرخ و سفید رخسار کتابان اور زلف سیہ نے وہ جوبن دکھایا کہ دیدنے کبھی آنکھون نہ دیکھا ہوگا جھمن بولے حضور یہ زلف سیاہ ہی یا وہ شب تار جسمین دین و ایمان کے رہزن دل و جان کے قافلے لوٹ لیا کرتے ہین نواب صاحب نے کہا۔ ارے یار کچھ نہ پوچھو یہ رخ گلگون پر زلف شب رنگ عرق افشان ہی یا نرگستان پر ابر سیاہ قطرہ زنان — یہ ادائے ہوش رُبا دکھا کر دوسری محبوبۂ ناز آفرین نے جو لباس سرخ زیب بدن کیے ہوئے تھی برج سے ذرا جھانکا اور قتل عام کرکے چل دین۔ نواب نامدار نے کہ مرغ دل ناوک ناز کا شکار اور تیر عشق کلیجے کے پار ہو چکا تھا آہ سرد بھر کر یہ شعر حسب حال پڑھا

ڈوپٹا سرخ دکھلا کر وہ قاتل آج کہتا ہی — شہید ناز کی تربت پہ یہ چادر چڑھانی ہے

سیٹھ گو جرمل کی نظر اُس برج رشک روضۂ رضوان کے ایک سیاہ تختے پر پڑی اور نواب صاحب کو بھی اُنھون نے اُس طرف متوجہ کیا۔ جھمن بھی دیکھنے لگا۔ حضور اسپر تو کچھ چھپا ہوا ہی۔ جیسے سوداگرون کے ہان دوکانون پر تختے لگے ہوتے ہین غور کرکے پڑھا تو یہ شعر تھے

ہوئی جنت سے ہین آباد کمرہ جو پریان اب — اسے آباد کو کیونکر نہ سمجھین باغ رضوان اب
اگر پریان بھی آجائین پر ستاری کرین ہردم — بجا ہی لکھنؤ کو گر کہین رشک پرستان اب

اب سنیے کہ جتنے عرصے مین نواب صاحب گاڑی پر سوار بہانہ کرکے ٹھہرے رہے بھیڑ چھٹنے تو گاڑی کو بڑھا یہ اتنے ہی عرصے مین تراب علی نام مصاحب اُن حضرات

ماہ سیما کے پاس ہو آیا اُسنے کہا سونے کی چڑیا پھانس لایا ہون اگر طبیعت آگئی تو زرد جواہر سے مالا مال کر دینگے۔ کسی شے کی کمی نہین ہی شہزادون کی ڈیوڑھی رئیسون کا دربار ہی آنھون نے کہا ہماری جانب سے پیغام دو کہ آپ کو بلاتی ہین۔ تراب علی نے جو یہ پیام فرحت التیام سنایا تو نواب صاحب والا تبار اور آنکے متموّل دوست ساہوکار کی باچھین کھل گئین

نواب۔ ہم کو بلایا ہی۔ یا سیٹھ جی صاحب کو یاد کیا ہی۔

سیٹھ۔ واہ ہم بدشکل آدمیون کو کون پوچھتا ہی۔

نواب۔ خدا کی قسم بڑے دیدار و جوان ہو تمھین کو بلایا ہو گا۔ کیون جی تراب علے کسکو بلایا ہی۔

تراب۔ سرکار یہ تو کچھ تخصیص نہین کی ہی دونون صاحب مع رفقا تشریف لیچلیے

نواب۔ بھئی یہ تو وضع کے خلاف ہی۔ اُنھین کو لاؤ۔

تراب۔ خداوند وہان کوئی ہی تھوڑا ہی اور اندھیرا ہو ہی گیا ہی۔ اسوقت کون دیکھیگا پرندہ تو وہان پر نہین مار سکتا۔ کیا کیسکو بار تھوڑا ہی ملتا ہی۔

نواب صاحب نے سیٹھ جی سے راے لی وہ تو اس کوچے کی راہون سے خوب واقف ہو چکے تھے اور اس واقفیت کے ساتھ بے دھڑک بھی ہو گئے تھے فوراً صلاح دی کہ چلیے چلیے اس تاریکی مین کون دیکھتا ہی۔ شب کہ پردہ دار عاشقانست کا معاملہ ہی۔ نواب صاحب کو کبھی پیشتر یہ اتفاق نہین ہوا تھا مگر ان دونون کا فریدگیش کی صورت زیبا و رعنائی الیا والہ و شیدا کر دیا تھا کہ مثار اضی ہو گئے۔ گاڑی تھوڑی دور آگے بڑھا دی گئی اور وہان سب اُتر پڑے نواب فلک شکوہ مع ساہوکار و مصاحبین برج خورشید منزل مین داخل ہوئے سیٹھ جی تو مزے سے بے دھڑک کھٹ کھٹ کرتے چلے گئے مگر نواب صاحب کی پہلی ہی بسم اللہ تھی یہ اِدھر اُدھر دیکھ بھال کر جلدی سے زینے پر ہو رہے برج پر جو پہونچے تو خدا جانے کیا دیکھ لیا کہ دنگ ہو گئے۔ دونون چلبلی شوخ و شنگ دونون معدن حسن رو کش پریچہرگان فرنگ دونون آگ بھبوکا۔ دونون مہ پارۂ عالم فریب عدوے صبر و شکیب طاؤس زیب۔ دونون ناز فروش ستم کوش دونون سرو قامت۔ دونون قیامت۔ دونون محشر خرام۔ دونون زیبا اندام۔ دونون سرو جویبار رعنائی۔ دونون

تندرو کوہسار زیبائی۔ دونون طرہ رخسار خوبی۔ دونون خال عارض محبوبی۔ دونون روکش خوبان فرخار دونون طرار و طرحدار۔ دونون نازنین ناز آفرین۔ دونون گلعذار و مہ جبین ؎

ہر موئے چو رشتہ فسونے	زنجیر بگردن جنونے
چشمش کہ چو فتنہ مست خفتہ	صد دشنہ در آستین نہفتہ
مژگانش ز سرمہ رفتہ جا نہا	بر خاک فگندہ سرمہ دانہا
پیشانی غمزہ ناز در ناز	ابروے کرشمہ راز در راز

نواب۔ بے پوڈر کے یہ جوبن اور یہ سرخی و سفیدی ہمنے آج تک نہین دیکھی۔

پہودن۔ پوڈر لگانا ہمارا ننگ ہی۔ قدرتی اور مصنوعی شے کا بھلا کیا مقابلہ۔ کیسی ہی عمدہ و بیش بہا ابریشم کا گلاب بناؤ قدرتی گلاب کے پھول کی سی شادابی و سرسبزی کہان نصیب ہو سکتی ہی ع

شیر قالین دگر و شیر نیستان دگرست

مصنوعی ہیرے کو لاکھ تراش تراشا کے درست کرو وہ رنگ وہ آب وتاب کہان۔ اگر ہان دو قدرتی چیزون کا مقابلہ کرکے دیکھو کہ کسکو ترجیح ہی لعل بدخشان کو ہمارے لعل شکر خا سے مقابلہ کرو تو دونون کا فرق معلوم ہو۔

سیٹھ۔ خدا کی دین اسی کو کہتے ہین۔ اس فقید المثل حسن و جمال خداداد کے ساتھ ہی اللہ نے ذکاوت بھی رگون مین کوٹ کوٹ کے بھر دی ہی۔ اس طبیعت داری کو تو دیکھیے۔

نواب۔ دونون اس قابل ہین کہ کسی تاجدار یا شہریار کی زیب محل ہون اور بادشاہ بیگم کہلائین۔

دوسری پہودن۔ (ہنسکر) بندگی۔ ع

قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

نواب۔ ماشاء اللہ دونون بہنین حاضر جواب ہین۔

پہودن۔ چشم بد دور کا لفظ نظر بد کے لیے ضرور کہ دیا کیجیے ع۔

زچشم بد رخ خوب مرا خدا حافظ

سیٹھ - بڑی بی تو بڑی بی چھوٹی بی سبحان اللہ ہم تو نہایت ہی مشتاق آپ کی زیارت کے تھے -

پھودن - زہے نصیب - زہے طالع - آپ نے بڑی مہربانی کی -

نواب - آپ کا اسم مبارک (بڑی بہن سے)

پھودن - جی میرا نام شیرین ہی (مسکراتی ہوئی)

نواب - اور آپ کا نام حضور (چھوٹی بہن سے)

پھودن - ہمارا نام لیلی ہی -

سیٹھ - آپ دونون لیلی اور شیرین ہین - تو ہم دونون بھی مجنون اور فرہاد ہین -

لیلی - مگر پھر آپ کو بھی یہی کہنا ہوگا کہ ؎

خواہش وصل زنا انصافی ست		در دلم عشق نہ لیلی کافی ست

شیرین - اور جو صاحب فرہاد بنے ہین انکو جوے شیر کاٹ کے لانی ہوگی کوہکنی فرہاد کے لیے ضروری ہی -

نواب - کوہکنی فرہاد کو مبارک ہمارا کام جانکنی ہی -

اس فقرے پر سیٹھ جی پھڑک اٹھے اور وہ دونون قتالہ عالم رشک شیرین غیرت لیلی بھی اس لطیفے سے خوش ہوئین -

نواب صاحب نے مسکرا کر کہا بھائی صاحب انکو آپ کو تو دونون کو سوکھا سا جواب ٹکا سا جواب مل گیا - لیلی کی خواہش ہی تو مجنون کی طرح خواہش وصل سے ہاتھ دھو بیٹھے - اور صرف اسپر قناعت کیجیے کہ ؎

خواہش وصل زنا انصافی ست		در دلم عشق نہ لیلی کافی ست

اور اگر شیرین کے شربت دیدار سے شیرین کام ہونا ہی تو کوہکنی کرو - خیر صاحب ہم تو بندہ حکم درم نا خریدہ غلام ہین - مگر شکر ہی کہ معشوق اپنی طبیعت کے موافق پائے

بہت معشوق دیکھ ڈالے مگر یہ معشوق پن کہان ؎

ولایتی بھی حسینون کو ہم نے دیکھ لیا　　نقش تری بی کہان میرزائی شکل ہی

لیلی نے تنک کر جواب دیا تو یہ کہیے آپ ہزارون گلون کے بلبل رہے ہین ہر دیگی چمچے ہین

شاید ہوس باختن با سگلے　　کہ ہر بامدادش بود بلبلے

سیٹھ جی نے نواب صاحب کو بھپانا شروع کیا کہ واہ حضرت واہ اچھی منھ کی کھائی۔ آپ نے ہزارون معشوق دیکھے ہونگے۔ ہمنے تو صرف ایک ہی معشوق دیکھا ہے نواب سخت خفیف ہوے اور جھیپ کر بات ٹالی لیلی سے پوچھا یہ سائین بورڈ کے تختے پر دونون شعر کسکے تصنیف کیے ہوے ہین۔ کہا ہمارے۔ متحیر ہوکر کہا یہ کہیے آپ شاعر بھی ہین لیلی نے مسکرا کر شوخی کے ساتھ جواب دیا شاعر تو عورتین آپ کے شہر مین ہوتی ہونگی ہم تو شاعرہ ہین۔

نواب صاحب کی زبان سے شاعر کا لفظ جلدی مین نکل گیا تھا لیلی کے ٹوکنے سے اور بھی خفیف ہوے کہا کیون شیرین جان صاحب آپ بھی کچھ فرماتی ہین۔ شیرین نے شیرین ادائی کے ساتھ جواب دیا۔ جی ہم لوگ شعر شاعری کیا جانین مگر ہان کچھ یون ہی سا بکتی ہون مگر آپ اہل لکھنؤ کے سامنے زبان نہین کھول سکتی۔ سیٹھ جی انکا کلام سننے کے ازبس مشتاق ہوے اور بڑا اصرار کیا کہ ع

کان ہین مشتاق کچھ فرمایئے

بڑے اصرار بلیغ کے بعد یہ غزل تو تصنیف بی شیرین جان صاحب نے فرمائی۔ غزل

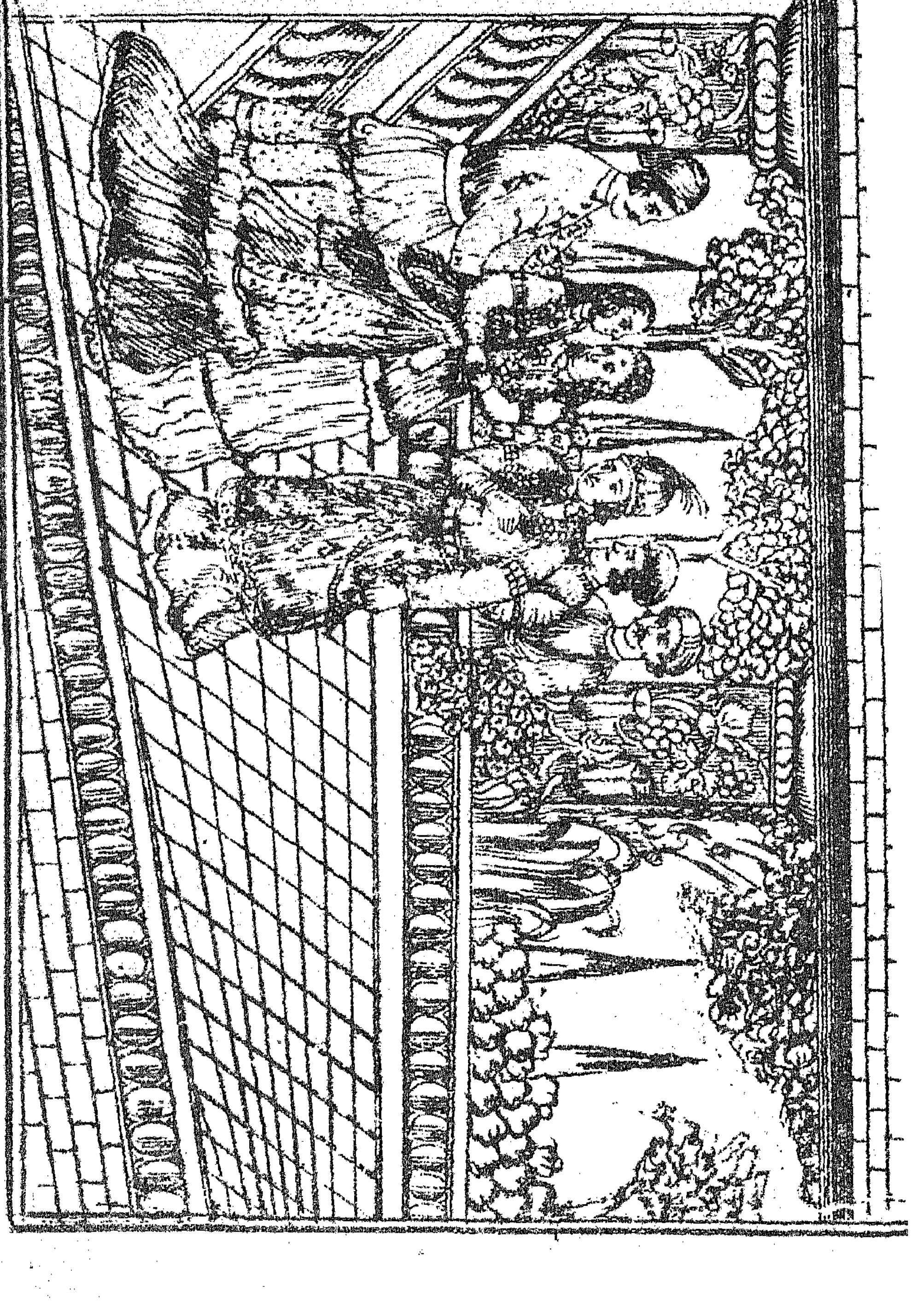
انکھڑیون مین مری جادو ہی دوگانا جانی　　اتھی زلف ڈسے جسکو نہ مانگے پانی
لن ترانی کی نہ لیتے کبھی موسیٰ ہرگز　　گر دکھا دیتی مین انکو کفکِ نورانی
مردوا کوئی نظر ہی نہین آتا خوشرو　　موے در گور چلے جائین یہ کالے پانی
نام ہی نیک قدم پر بڑی بھگن پیری ہی　　بولی حیران ہی ماما یہ موئی دیوانی

ای بیودن ترے جوبن کی ہی لندن تک دھوم
ایڑی چوٹی پہ ہون صدقے موے ہندستانی

نواب۔ ای سبحان اللہ۔ واہ بی بیودن واہ۔ اسوقت طبیعت نہایت محظوظ ہوئی۔

کیا کیا شعر نکالے ہین کیا رنگ ہو ریختی کا۔ جان صاحب کی روح وجد کرتی ہوگی۔
سیٹھ۔ اب انکو معشوق نہ بنائیے تو کسکو بنائیے۔
اتنے مین ایک آدمی نے جو ترکی ٹوپی پہنے ہوے تھا آن کر لیلی سے کہا کہ کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے چلیے کھا لیجیے۔ سیٹھ جی سمجھ گئے کہ اب رخصت ہونا چاہیے۔ کہا اب اجازت دیجیے تو رخصت ہون۔ شیرین نے اداے ہوش ربا کے ساتھ جواب دیا۔ ای ایسی جلدی چلے جائیے گا۔ بیٹھیے۔ کہا اب یہ فرمائیے کہ کل اگر آپ کو تکلیف دیں تو تشریف لائیے گا۔ شیرین نے اُس ترکی ٹوپی والے پر نظر ڈالی اُسنے عرض کیا ہان سرکار حاضر ہونگی۔ کل صبح کو ذرا کسی معتمد کو بھیج دیجیے گا۔ سیٹھ جی نے چھمن کو چپکے سے سو سو روپے کے دو نوٹ دیے اور اشارے سے کہا کہ انکو دے دو۔ چھمن نے دونون نوٹ اُس ترکی ٹوپی والے کو سب کے سامنے دیے اور کہا یہ حضور نے پان کھانے کو دیے ہین۔ لیلی اور شیرین خاموش ہو رہین۔ اُس لستان یہودی نے نوٹ لیکر اُن کو دعائین دین۔ خدا اس سے زیادہ مرتبے دے۔ مگر اسکی کیا ضرورت تھی ہم لوگ تو محبت اور قدردانی کے بھوکے ہین۔ مین تو اصرار کرتا کہ حضور کبھی کبھی ضرور تشریف لایا کیجیے مگر اب جو کہون تو طمع پائی جائے۔ میان چھمن نے کہا کل تو سرکار کے ہان ان دونون صاحبون کو تکلیف کرنی ہوگی اُنھون نے بسر و چشم منظور کر لیا۔ نواب صاحب اور سیٹھ جی اُٹھے کہا رخصت شیرین نے کہا بندگی۔ لیلی نے کہا آداب نواب صاحب جانے لگے تو زینے پر آسی جوہری بچے سے مڈھ بھیڑ ہوئی۔ راستے مین نواب نصرت الدولہ بہادر جوان دونون کے دلی دوست تھے ملے۔ دو گھڑی تک دونون گاڑیان روک لی گئین۔ سیٹھ اور نواب دونون نے نصرت الدولہ سے شکایت کی کہ آپ نے آنا ہی چھوڑ دیا۔
نصرت۔ اب دو چار روز بعد حاضر ہونگا علاقے سے واپس آؤن تو ضرور ملونگا۔
سیٹھ۔ ارے یار! مین آباد کی طرف بھی جانے کا اتفاق ہوا تھا۔
نصرت۔ (قہقہہ لگا کر) اوچھا! یہ کہیے مگر کیا جوبن ہے سچ کہنا۔ ہمنے تو ایسی حسین عورتین آجتک نہین دیکھی تھین۔
نواب۔ علی ہذا القیاس۔ عجب حسن ہو واللہ۔
نصرت۔ اچھا بھئی رخصت۔ یار زندہ صحبت باقی۔

دور چوتھا
نزول اجلال تبان جادوجمال



ان لعبتان چین اصنام ناز آفرین یعنے لیلی و شیرین کے پرچانے سے یہ قافلۂ عشاق از خود رفتہ سیٹھ گوجرل ساہو کار کی فیض بخش کوٹھی مین آیا۔ اثنائے راہ مین نواب اور سیٹھ دونون کی زبان صرف بکاد فغان تھی۔ دونون رنگ رو باختہ۔ دونون حضرت عشق کے ساختہ و پرداختہ دونون ہمدم و ہمراز ہمزبان دمساز۔ دونون صید طلسم سازی عشق نیرنگ بازی عشق۔ دونون کی بہار زندگانی مبدل بخزان ہوئی۔ مبتلائے بلا جان ناتوان ہوئی دونون سوختۂ تف جنون۔ دونون بتان رشک لیلی کے مجنون۔ یہ عشق بھی بلائے بے درمان ہے۔ آتش زن کالائے دین و ایمان ہے ؎

اے محرم شادی و غم عشق	نظارہ کشائے عالم عشق
ز آغاز گرفتہ تا بانجام	دانی چہ بلاست عشق خودکام
برق شب عشق دلفروز است	گر وصل و گر فراق سوز است
در ہر جگرے کہ خاست جوشش	از ہر بن مو رسد خروشش

از خانہ نشستہ سر بیازار
دستان زنیش بچار دیوار

نواب۔ سیٹھ یار ب کوئی تدبیر ایسی کرو کہ اسوقت ان حورو شون کو ہم پھر دیکھین۔ کیا حسن ہے واللہ کہ حسن صبیح تر حسن برشتہ دونون کا لطف حاصل ہوتا ہے۔ بھئی ہماری تو جان جاتی ہے بے آنکھے کوئی شے نہین بھاتی ہے۔

سیٹھ۔ اچھا چندو تم جاؤ اور ابراہیم یہودی کو بلا لاؤ۔ بلکہ ایک کام کرو۔ ہمارے خزانچی سے دو سو کی اشرفیان لیکر جاؤ اور انکو دو اور کہو سیٹھ جی نے آپ کو بلایا ہے۔ قدم رنجہ فرمایئے۔ عزت بخشیے۔ رتبہ بڑھایئے۔ دو سو کی کیا حقیقت ہے۔

نواب۔ اجی لاحول ولا قوۃ۔ بلکہ ہمارا کہا مانو تو پانچ سو ایک دم سے بھیج دو ابھی چلی آئینگی

کہان کا جھگڑا - یہان تو جان پر بنی ہی - روپیہ ہاتھ کا میل ہی واللہ سیٹھ اگر اسوقت اُنکے رخ پرنور کا نظارہ نہ کیا تو جان ہی پر بنجائیگی - آپ روپے کا مُنھ نہ دیکھیے اِسوقت -

سیٹھ - اچھا جی پانچ سو کی اشرفیان لیجاؤ - صدقے ہی آپ پر سے مگر چندو فٹن پر سوار ہی کرا لاؤ - جھمن تم بھی ساتھ جاؤ - کہنا کہ دو گھڑی بیٹھکر چلی آئیے گا حضور کی طبیعت بے طور آئی ہوئی ہی - یہ صاف صاف کہ دینا - روپے کا تو کسی مردود ہی کو خیال ہو گا - مگر یہ سونے کی چڑیا اُڑنے نہ پائے -

الغرض میان جھمن اور چندو اُن پری وش یہودنون کے ہان گئے تو دیکھا کہ وہی جوہری بچہ بڑے ٹھسّے سے برج مین متمکن ہی اور وہ دونون پریان اغل بغل بیٹھی گھل گھل کے باتین کرتی ہین اور جوہری بچہ ایک ایک ادائے جانستان پر جان دیتا ہی - تھوڑی دیر کے بعد اُس جوہری کے خدمتگار نے حسب الحکم آقائے نامدار سونے کی ایک جڑاؤ کڑے کی جوڑی ساخت لکھنؤ جوہری کو دی اور اُس رئیس زادۂ بلند ارادہ نے اُن مین سے ایک نازنین کی خدمت مین بطریق نذر پیشکش کی اور ہاتھ جوڑ کے ادب کے ساتھ عرض کیا کہ اس ہیچمدان کی نذر کو قبول کیجیے - اُس حورد وراز قصور نے کڑے کی جوڑی بڑے استغنا کے ساتھ قبول کی اور کہا اسکے عوض ہم آپ کو بجز الائچی اور کیا دے سکتے ہین رچہ خوش اچھا سو کھا ٹالا (-) جس طرح یورپ کے شہزادے انعام مین لوگون کو چاندی یا سونے کی آلپیئین دیکر ٹال دیتے ہین کڑے کی جڑاؤ جوڑی لیکر کھانا کھانے کے بہانے سے جوہری بچے کو بھی ٹالا - انکا قاعدہ تھا کہ پہلے تھوڑی سی لگاوٹ کرکے اس طرح کی رکھاوٹ اور رکاوٹ کرتی تھین کہ ـــ

ان تلون تیل ہی نہ تھا گویا
آپ سے میل ہی نہ تھا گویا

مگر جوہری کو ناراض کرکے نہین بھیجا بلکہ رخصت کے وقت اُنسے فرمایش کی کہ کل کوئی تین چار گھڑی دن رہے ذرا اپنی گاڑی بھیج دینا - ہم سیر کرنے جائینگے اُنکی باچھین کھل گئین - ریشہ خطمی ہی تو ہو گئے - جب وہ رخصت ہوے تو میان جھمن نے اُس یہودی سے کہا کہ ذرا اِدھر تشریف لائیے - ہمارے آقا نے جو ابھی یہان تشریف لائے تھے یہ پانچ سو کی اشرفیان بھیجی ہین اور فرمایا ہی کہ اگر تکلیف نہو تو دونون صاحب فٹن پر بیٹھی ہوئی یہان تشریف لائین - دو گھڑی بیٹھکر چلی جائین یہودی نے پانچ سو کی اشرفیان

گن ہتیا مین اور کہا چلنا نہ چلنا آن دونون کی مرضی پر ہر یلی تیکھی چتون کرکے بولی دیتم نے فرماتے کا لفظ کیا کہا کہ ہمارے آقا نے فرمایا ہی۔ ہم سے کوئی فرمانے والے نہین ہین۔ ہمارے ہان عرض کیا جاتا ہی) چھمن اپنے دل مین سوچے کہ اللہ رے غرور حسن۔ انکے ہان عرضی بھیجی جاتی ہی۔ تو یہ دن کیا چکلہ دار اور ناظم بن بیٹھین۔ شان کبریائی مگر اللہ نے حسن ہی ایسا دیا ہی جتنا غرور کرین سب زیبا۔ اسکے بعد شیرین نے کہا کہ اب اسوقت تو ہمین ایک رئیس کے ہان جانا ہی۔ یہی جوہری جو بیٹھا تھا۔ پھر بھی سمجھا جائیگا۔ چھمن سوچے کہ نواب صاحب اسوقت سخت مضطر و بیقرار ہین۔ انکے نہ جانے سے انکو بڑی ہی مایوسی ہوگی اور حوالی موالی سب ہم کو اُلّو بنا ئینگے کہ اشرفیان کی اشرفیان دے آئے۔ اور پھر پیرنگ واپس کہا تو حضور ایک کام کرین دونون بہنین چاند سورج کی جوڑی مزے سے فٹن پر سوار ہون۔ صدر مین آپ دونون بیٹھین۔ سامنے ہم اور یہ (یہودی کی طرف اشارہ کرکے) ہون۔ چند ور سان رسان پیدل چلے آئین۔ چندو جل مرا کہ خود تو ان پریون کے ساتھ اُڑن کھٹولے پر جاتے ہین اور ہمکو رسان رسان پیدل بھیجتے ہین۔ جل بھن کے خاک ہو گیا۔ کہا (جی ہان چندو ہی تو پیدل تو ہین) اسپر وہ دونون خوب کھلکھلا کر ہنس پڑین۔ شیرین نے کہا تم جاکے اپنے آقا سے کہو کہ ہم تو اسوقت اس جوہری کے ہان جانے کو تیار تھے آپ کے ہان سے ہوکر وہان جا بیٹھینگے مگر ایک گھنٹے سے زیادہ نہ بیٹھینگے۔ چھمن اسپر راضی ہو گیا اسمین آقا سے دریافت کرنے کی کیا حاجت ہی۔ حضور ایک گھنٹے سے زیادہ نہ بیٹھین۔ اور ماحضر بھی وہین تناول فرمائیے گا۔ مگر انہون نے اصرار کیا کہ نہین تم جاکے دریافت کرآؤ۔ چھمن کو لوٹنا وکرا جانا پڑا۔ وہان رنگ آمیزی کے ساتھ بیان کیا کہ خداوند وہان جو گیا تو دیکھا کہ وہ جوہری بچھا جاتا ہی بڑی ہی خاطرین ہو رہی ہین حضور وہ تو بڑا دل کا چالاک معلوم ہوتا ہی۔ بس دو گھڑی بیٹھکر سونے کے کڑے کی جڑاؤ جوڑی کوئی دو ہزار روپے کی حوالے کر دی اب وہ دونون اُسکے ہان جانے والی ہین مگر انسے وعدہ کر لیا ہی کہ ایک گھنٹے سے زیادہ نہ ٹھہرینگے۔ مین نے بہت اصرار کیا اور پانچ سو کی اشرفیان نذر کین اور عرض کیا

کہ ہمارے آقا نے فرمایا ہی کہ اگر تکلیف نہو تو دو گھڑی کے لیے چلی چلیے۔ بس بگڑ گئیں۔ کہا آپ نے فرمایا ہی یا عرض کیا ہی۔ فرمانے کا لفظ پھر کبھی استعمال نہ کیجیے گا۔ مین اپنے دل مین سوچا کہ اللہ رے غرور۔ چکلہ داری اور نظامت کا دم بھرنے لگین۔ خیر ہزار خرابی اسقدر منظور کیا ہی کہ یہان آدھ گھنٹہ بیٹھکر جوہری کے ہان جا ئینگی۔ اور کھانا بھی یہان ہی کھا ئینگی۔ سیٹھ جی اور نواب صاحب مارے خوشی کے جامے مین پھولے نہ سمائے۔ حکم دیا کہ جب تک اُنکی خوشی ہو تب تک بیٹھین مگر آئین ضرور۔ ہم آپکو خوش کر دینگے۔ اور کھانے کا عمدہ سے عمدہ بندوبست ہو جائیگا۔

چھمن چندو کو لیکر خوش خوش وہان پہونچے اور اُس یہودی سے اپنا حق السعی مانگا اُسنے بکشادہ پیشانی ایک سو روپیہ انکے حوالے کر دیا۔ چلیے اُنکی تو ہنڈیا چڑھ گئی اسمین پندرہ روپیہ اُنھون نے چندو کو بھی دیے۔

مشاطگان چابک دست کی نگار بندی نے عروس حور طلعت کی آتش حسن و جمال کو اور بھی بھڑکا دیا۔ ایک تو یون ہی از سر تا پا زرق برق بحر حسن و خوبی مین غرق تھین مگر اس بناؤ چناؤ نے سونے پر سہاگے کا کام کیا فٹن پر سوار ہوکر سیٹھ گوجرل صاحب کے دولت کدہ پر آئین مکان دیکھکر دل ہی دل مین از بس محظوظ ہوئین کہ آدمی صرف امیر کبیر ہی نہین بلکہ شوقین بھی ہی سیٹھ صاحب اور نواب صاحب دونون نے استقبال کیا سیٹھ جی نے بی لیلی اور نواب صاحب نے بی شیرین کو فٹن سے اُتارا اور کوٹھی کے بڑے ال (کمرے) مین لیگئے۔

لیلی۔ آپ کی کوٹھی تو خوب ہی سجائی ہی سیٹھ جی۔

سیٹھ۔ اسوقت تو یہ کوٹھی رشک پرستان ہی۔

شیرین۔ آپ صاحبون نے بڑی تکلیف کی کہ فٹن سے یہان تک ہم کو لائے۔

نواب۔ یہ تکلیف عین راحت ہی خدا کرے ایسی تکلیف ہر روز ہو۔ اور ہم تو اس تکلیف کے خوگر ہو گئے۔ جنون کی ناز برداری کے تو لڑکپن سے خوگر ہین ہم۔ اور اب تک سے

نیاز خادمانہ ہی وہی فضل آلہی سے
بتون کی ناز برداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

اور بتون کی ناز برداری کے لیے قسمت چاہیے۔

شیرین۔ قسمت بھی چاہیے اور کلیجہ بھی چاہیے۔

نواب۔ سیٹھ جی سچ کہیے گا کیا جوبن ہے۔ واللہ پریان بھی جھینپ جائین۔ سچ سچ پرستاری کریں۔ ؎

قاف مین بھی سکّہ بیٹھا حسن عالمگیر کا
آتش اپنے یار کی پریان بھی شیدا ہو گئین

سیٹھ۔ بھائی خدا گواہ ہے۔ بس کچھ نہ پوچھو۔ بلا تصنع کہتا ہون کہ کلکتے اور بمبئی اور لاہور اور کراچی تک ہو آیا مگر جیسی ان کا فردن کی صورت ہے آج تک نہین دیکھی۔ ہم تو اپنے نزدیک خواب مین پرستان مین بیٹھے ہوے ہین۔ ہم تو بتون کے بندے ہین اور دن رات اسی کی تلاش مین رہتے ہین کہ کوئی آگ بھبوکا صورت دیکھنے مین آئے۔ خدانے ہماری سُن لی کہ ان حوران بہشتی کی زیارت کی۔ ؎

بلیگا وہ پری رو مجھکو دیوانہ ہوں مین جسکا
شکر خورے کو رزق اللہ پہونچاتا ہے شکر سے

اب یہ فرمایئے بی شیرین جان صاحب کہ آپ کی خاطر تواضع کیا کیجاوے۔ ہم تو اس قابل ہین نہین۔ مگر آپ نے غریب خانے کو یہ شرف بخشا کہ قدم رنجہ فرمایا۔ اب آپ ہم سے بے تکلیف ہو جایئے۔ فرمایئے کون شے پسند ہے۔ شامپین۔ شری۔ چیری۔ برانڈی۔ روز لکر۔ موزیل۔ کیور ںیسو۔ جو فرمایئے۔

شیرین۔ یہ سب لیڈی ڈرنگ ہے۔ ہم کو تو شامپین سب مین زیادہ پسند ہے۔

سیٹھ۔ بہت خوب۔ اور آپ کو بی لیلی جان صاحب۔

لیلی۔ ہم کو بھی شامپین ہی سے رغبت ہے۔

سیٹھ جی ان دونون اصنام ملائک فریب اور نواب نامدار اور اپنے ایک مصاحب خاص لالہ نتھو مل کو آس آراستہ اور سجے سجائے کمرے مین لیگئے۔ جہان ہر قسم کی شراب ولایتی اور انواع و اقسام کے مطعومات لذیذ میز پر بڑے قرینے اور صفائی کے ساتھ چنے ہوئے تھے۔ نواب صاحب تو تائب تھے علٰحدہ بیٹھے۔ اور ادھر شامپین کی

بوتلین وناد ن کھلنے لگین۔

لیلی اور شیرین اور تھول نے سیٹھ جی کا جام صحت نوش جان کیا اور سیٹھ جی صاحب نے شامپین گلاس ہاتھ مین لیکر لیلی اور شیرین کی صحت کا جام پیا۔

شامپین کی پوری پوری بوتلین پی کران دونون گلبدنون کو ایسا سرور ہوگیا کہ تر دماغ ہوگئین۔ اور تر دماغ ہوتے ہی بے تکلف بھی ہوگئین سہ

نشۂ مے نے نقاب رخ زیبا اُلٹا ‖ ٹھوکرین کھائی آن آنکھون کی حیا پھرتی ہر

نواب صاحب نے ان لعبتان چینی کو سرخوش اور بے تکلف دیکھکر لاڈ تھول سے کہا بھئی واللہ یہ نسخہ تو اچھا ہاتھ آیا۔ ایک ایک بوتل مین تر دماغ ہوگئین اب نہ وہ غرور حسن ہی۔ نہ وہ ناز بیجا۔ نہ وہ تیکھی چتون۔ اب بالکل شوخی اور قدرتی ادا ہی۔ تھوڑی دیر مین سیٹھ جی بھی مخمور اور نشے مین چور ہوگئے۔ ان دونون کے ساتھ ان کا بڑا بھائی بھی آیا تھا۔ وہی یہودی جسنے پانچ سو روپے جھمن سے گنوا کر کہا تھا کہ جاتا نہ جانا ان دونون کے اختیار ہی ہم نوکر ہین پڑا اخراجنٹ۔ بڑا کائیان آدمی۔ بڑا اگون کا یار۔ ایک ہی گھاگ۔ اسنے جو سیٹھ جی کو مخمور پایا تو لیلی کے کان مین کچھ کہا۔ اور چند منٹ کے بعد لیلی نے نواب صاحب کی کرسی کے قریب اپنی کرسی کھسکا کر کہا نواب ذری ہم کو یہ کوٹھی نہین دکھا دیتے نواب نے منھ مانگی مراد پائی اور صنم عربدہ کوش کو تنہا کوٹھی عالیشان دکھانے لیچلے۔

ادھر شیرین نے جو میدان خالی پایا تو یہودی کی صلاح کے مطابق سیٹھ جی سے کہا کہ آؤ سیٹھ تم کو انگریزی ناچ سکھائین مگر تخلیے کی صحبت ہو ہم ہون اور تم ہو۔ سیٹھ جی سمجھے کہ شیرین بڑے نشے مین ہی۔ تخلیے کا لفظ اور ناچنے کی درخواست سنکر جامے مین پھولے نہ سمائے۔ فوراً کمرے کے سب دروازے بند کرا دیے اور کہا آئیے انگریزی ناچ سکھائیے اور ہمین اپنا مرید بنائیے۔ یہو دن گو کم سن تھی مگر بلا کی طبیعت پائی تھی اور ہزار دل کے گھاٹ کا پانی پیے ہوئے بھلا کسی کے چکمے مین کب آنے والی تھی۔ سیٹھ جی سیدھے آدمی اور فضول خرچ اور بامروت۔ شیرین نے پوچھا سیٹھ بھلا علم موسیقی مین بھی کچھ دخل ہی کہا ہان کن رس ہون آپ کوئی چیز چھیڑیے۔ سیٹھ جی بہت کم عمر آدمی تھے اور سبزہ آغاز

شیرین نے انکے خوش کرنے اور اس اظہار کے سبب کہ ہمارا بھی تم پر دل آیا ہے یہ شعر گانا شروع کیا۔ ؎

سبزۂ خط گورے گالون پہ نمایان ہو گیا ۔ یاسمن زار صاف دیکھو سنبلستان ہو گیا

گورے گالون کا لفظ ادا کرنے کے وقت اُس علامۂ دہر معشوقۂ شوخ و شنگ نے سیٹھ جی کے گالون پر اپنے دست سیمین پھیرے اور سیٹھ کو اس ادائے دلربا سے درم ناخریدہ غلام بنا لیا۔ اور عشق سے نوبت بہ جنون رسید ؎

ای عشق چہ داشتی بجانم ۔ کافروختی آتش نہانم
از عشق نبود این گمانم ۔ کآتش فگند بمغز جانم

ان کی یہ کیفیت دیکھکر اُس زاہد فریب نے فوراً اُنکی کمر مین ہاتھ ڈالکر کہا آؤ اب ہم تم مل کے ناچین۔ ناچ تو بخیر مگر سیٹھ جی کی آتش عشق پر اس لپٹ جھپٹ نے کار روغن کیا۔ انصاف کی بات تو یہ ہے کہ ایسے موقع پر اگر ملا بد صد سالہ بھی ہوتا تو پارسائی بالائے طاق رکھتا اور اس بت بے پیر کا بندہ ہو جاتا۔ خود جوان عنفوان شباب اور معشوق کی بھی اُٹھتی جوانی۔ خود بھی خوشرو زیبا اندام۔ معشوق بھی نازک بدن گلفام لاکھون مین لاجواب کروڑون مین انتخاب۔ پھر شامپین نے طرفین کے سمند جوش پر تازیانے کا کام کیا تھا۔ یہ مست وہ متوالی۔ وہ محو ناز یہ لا اُبالی۔ یہ مسرور و تر دماغ۔ وہ مارے خوشی کے باغ باغ۔ اور طرہ یہ کہ کمر سے کمر اور سینے سے سینہ بھڑا ہوا اور تخلیہ اسقدر کہ پرندہ تک پر نہ مارنے پائے۔ عین اسی جوش مستی اور وفور عشرت پرستی مین شیرین نے پھرتی کے ساتھ طرارہ بھرا تو سیٹھ جی سے دس قدم کے فاصلے پر ہو رہی۔

سیٹھ۔ کیون کیون۔ یہ دفعۃً ذقند بھر کے اتنی دور کیون چلی گئین کیا انگریزی ناچ کی یہ بھی کوئی ادا ہے۔

شیرین۔ آج غضب ہو گیا ہمنے اپنے آپ اپنے پاؤن مین کلہاڑی ماری یہ نشے کی حرکتین ہین۔ بس ہمارا بڑا نقصان ہو گیا ہمنے ایک جوہری کے لڑکے سے وعدہ کیا تھا۔

سیٹھ جی نے جو ہین سرور و مستی اور دھا چوکڑی کے وقت رقیب روسیہ کا نام اپنی معشوقۂ مطلوبہ اور محبوبۂ ناظورہ سے سنا تو سارا مزہ کرکرا ہوگیا۔ اگر انکا بس چلتا تو اس جوہری بچے کو کھڑے کھڑے نکلوا دیتے۔ گر قہر درویش بر جان درویش۔ رنج اور غصے کو بہت ضبط کر کے انھون نے کہا سنو میری جانی شیرین اب اسوقت تو ہم تم کو کہین نہ جانے دینگے۔ مگر تمھاری مرضی کے خلاف بھی کوئی کارروائی ہمین نہین منظور ہی آسکے ہان نہ جانے مین تمھارا نقصان کیا ہی۔ شیرین کہ ان کی بدحواسی اور غم و غصہ اور رنگ چہرہ کے پرواز پر بغور نظر ڈال رہی تھی ذرا تامل کے بعد بولی اُسنے ہم سے دس ہزار روپیے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ سیٹھ جی نے کہا بس یہ کون بات ہی۔ ہم بیس ہزار دینے مین روپیہ تمپر سے صدقے ہی۔ اُس نے کہا تم بھول جاؤ گے۔ کہو گے ہم نشے مین تھے۔ اور ہمارا مفت مین نقصان ہو جائیگا۔ سیٹھ جی نے فوراً گھنٹی بجائی بجاتے ہی خدمتگار حاضر ہوا۔ حکم دیا لالہ تھتول کو بلاؤ۔

اب سُنیے کہ لالہ تھتول کو اُس خرانٹ یہودی نے پہلے ہی سے گانٹھ لیا تھا۔ اور ربع چہارم کا وعدہ ہوگیا تھا۔ تھتول آئے تو یون سرگوشی ہوئی۔

سیٹھ۔ میری تو اس بچہ جور پر جان جاتی ہی بیس ہزار روپیہ مین اسکو اسوقت دینا چاہتا ہون تمھاری کیا رائے ہی۔

تھتو۔ (باچھین کھل گیئن کہ پانچہزار تلوہ اُڑا ئینگے) سرکار بیس ہجار اور پچیس ہزار جو نہ بچے سو تھوڑا ہی۔ جو آس جوہری بچے کے یہان پہونچین تو پھر پرچھائین بھی دیکھنے کو ترسیے گا اور روپیہ ادھر سے آتا ہی اور اُدھر چلا جاتا ہی۔ ابھی باون ہجار کا مال جہاز مین ڈوب گیا تو کیا بچیا ابھی ذرا سے بکدے مین رام جی نے پندرہ ہجار سے چہتر ہجار دوا دیے ایسا گھر اال ہجور پھر نہ ملیگا۔ سچے یاد رہے۔

سیٹھ۔ اچھا تو پھر منیب جی کو جگاؤ اور نوٹ لاؤ روپیہ کہان باندھتی پھریگی۔

اُسی وقت منیب جی جگائے گئے اور ایک گھنٹے تک انمین اور سیٹھ جی مین گھٹ پٹ رہی وہ انکے باپ دادا کے وقت کے نوکر خیرخواہ نمک حلال آدمی بیس ہزار کی رقم

کثیر بے سمجھے بوجھے کیونکر دیدے مگر سیٹھ جی نے نشے میں گالیاں دیں اور تھول نے کہ یہودی سے گٹھ گیا تھا اور بھی دق کرنا شروع کیا کہ دے کیوں نہیں دیتے تمھاری گرہ سے کیا جاتا ہی بعد خرابی بصرہ بیس ہزار کی رقم کثیر سیٹھ جی نے نشے میں بی شیرین کے حوالے کر دی یہ رقم پاتے ہی اُس نے ایک دفعہ متحیر ہو کر کہا۔ یہ لیلی کہاں ہی اسپر یہودی بھی کمرے میں آگیا۔ کہا لیلی کو نواب صاحب کوٹھی دکھا رہے ہیں شیرین نے کہا ہمکو بھی دکھا دو۔ سیٹھ جی اُس پری پیکر کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اُس کمرے سے دوسرے کمرے میں آئے۔ نواب اور لیلی کو ساتھ لیکر سب کمرے دکھائے تو ان دونوں بہنوں نے کوٹھی دیکھتے دیکھتے اشیاے ذیل پسند کیں۔

دوشالہ کشمیر پُر تن	دوشالہ گلابی	حقۂ سیمین مع چلم و مہنال وعرق گیر و چنبر		
ا عدد	ار	[illegible]		
زیرانداز ودستگی	مشکی گھوڑی	چاندی کے پائے	مالاے مروارید	شیشہ آلات
ار	حاصہ	ماصہ	الـ	الـ جلد

نواب صاحب سمجھ گئے کہ سیٹھ جی نشے میں ہیں مگر کریں کیا اگر منع کرتے ہیں تو اپنی ریاست کے خلاف اور اُن معشوقوں کے خلاف ہوتا ہی اور یہ معلوم ہی نہ تھا کہ بیس ہزار کے نوٹ کا گٹھا کا گٹھا یہودی کے پاس موجود ہی۔

لیلی۔ تماشا میں تو سیٹھ جی نے اتنی پلائی مگر کھانا ندارد۔

سیٹھ۔ ارے۔ بالکل بھول ہی گئے تھے۔ لاحول ولا۔ تھول عجب واہی آدمی ہو یار تم مرد خدا ہمکو اور انکو سب کو بھوکوں مار ڈالا۔

تھول نے کہا سرکار سب حاضر ہی۔ کہ اتنے میں توپ دغی۔ دھننا۔ تھول نے کہا بول کالی کلیانی کی جے سیبجے تڑکا ہو گیا۔ ارے! دل کی دل ہی میں رہی شیرین سیٹھ جی کو ایک کمرے میں علحدہ لیگئی اور ایک بوسہ لیکر کہا رخصت اگر بلاؤ گے تو آج ہم پھر آئینگے۔ سیٹھ جی نشے میں کچھ کہنے ہی کو تھے کہ وہ کمرے کے باہر پہونچی۔ دو ہی تین منٹ میں گاڑی پر سوار ہو کر یہ جا وہ جا۔

کو جب پلنگ سہری پر لیٹے تو بیہوش۔ نواب صاحب نے تھول سے کہا بھئی یہ یہودی انکا بھائی بڑا بد ذات آدمی ہی۔ ملعون سائے کی طرح ساتھ ساتھ رہا جس کمرے کو دکھانے جاتا ہون آپ موجود۔ بڑا عیبی ہی۔ مگر بھائی ہم سے تو تین ہزار اینٹھ لیگئی۔ مہاجن کے ہان سے منگوا کر دینے پڑے۔

سیٹھ جی کے بھی کوئی چار پانچ کے پیٹے گئی۔ تھول نے سیٹھ جی کے بیس ہزار کا ذکر نہین کیا۔ چھمن کو بھی یہ حال نہین معلوم تھا۔ حقہ پی کر نواب صاحب مع چھمن اپنے گھر تشریف لیگئے نواب نصرت الدولہ انکے ہان تڑکے ہی سے بیٹھے تھے۔

نواب۔ ہیلو! ارے یار تم تڑکے تڑکے کہان۔

نصرت۔ کیون صاحب یہ تنہا خوریان۔

نواب۔ تم تو علاقے پر جانے کو تھے۔ ہمین کیا معلوم تھا کہ حضور ابھی یہان ہی نازل ہین۔

نصرت۔ کہیے شب کا حال کہیے۔

نواب صاحب نے کہا بھئی کوئی مردود ہی شب کو سو یا ہو۔ ذرا آنکھ جھپکی تک نہین۔ بھائی صاحب بڑی دور ہین مگر ایسی لگاوٹ دیکھی نہ سُنی۔ اور حسن اور نزاکت تو بس کوٹ کوٹ کر رگ رگ دیے مین بھری ہی اور سچ تو یون ہی کہ خدا دے تو جواہرات مین انکو تو لیے۔ تمام شب ساتھ رہا اور صرف ایک بوسہ نصیب ہوا اور وہ بھی جب بڑے دام لگائے۔ بھائی صاحب تین ہزار روپیے دیکر ایک بوسہ ملا لیلی ہمارے ساتھ تھی جب ہم نے بہت اصرار کیا تو کہا کہ ایک بوسے کے لیے کم سے کم تین ہزار روپیہ صرف ہو گا۔ ہاتھ ہی نہین لگانے دیتی تھی راتون رات منالال پنالال کی کوٹھی مین چھمن کو اُسکے بھائی کے ساتھ بھیجا۔ انھون نے رقعہ رکھ لیا اور کہا اسوقت رات کو روپیہ نہین دینگے کل دس بجے آؤ لے جاؤ اور سیٹھ جی کے بھی کوئی پانچ ہزار پر پانی پڑا جب جا کے کہین ایک بوسہ ملا۔ نصرت الدولہ جھلا اٹھے۔ پوچھا آپ کے نزدیک پانچہزار روپیے پر پانی پڑ گیا۔

رے ناران ایسی صورتین لاکھون روپیے خرچ سے بھی نہین نظر آتی ہین کہنے لگے
پانی پڑ گیا نصرت الدولہ ان دونون صاحبون سے بھی بڑھ گئے جو آتا ہی اسکا نمبر
بڑھا ہی ہوا ہی۔

نواب صاحب کی آنکھین جھکی پڑتی تھین۔ نصرت الدولہ نے کہا بھئی اب تم سو رہو
ورنہ بیمار ہو جاؤ گے۔ اگر نہ گئے تو شام کو ملینگے۔

بارہ بجے کے بعد سیٹھ گوجرمل صاحب کی آنکھ کھلی تو سر مین درد۔ اعضا شکنی۔
پیٹ مین گڑبڑ۔ قلب ضعیف۔ اضمحلال طبع بدرجہ غایت۔ سستی کی انتہا نہین۔
اٹھے اور پھر لیٹ رہے۔ پھر اٹھے اور گر پڑے۔ لوگون نے کہا نہا ڈالیے۔ نہانے
بیٹھے تو بدن سے شعلے نکلتے تھے۔ آٹھ دس گھڑے سے غسل کیا۔ ذرا تسکین ہوئی۔
سوڈا اور ایسڈ پیا۔ کمرے مین جاکے بیٹھے پوچھا وہ سب کی بجے گئی تھین۔ سپاہی
نے کہا حضور توپ وغیرہ کے بعد۔ پوچھا "اور نواب صاحب" کہا۔ آنکے جانے کے
کوئی آدھ گھنٹہ بعد۔ پوچھا ہم بیہوش تو نہین تھے۔ کہا نہین حضور مگر بہت تیز نشہ
تھا۔ یہ سنکر سیٹھ جی کو افسوس ہوا پوچھا ہم نے کوئی بے ضابطگی تو نہین کی تھی۔ آنے
دبے دانتون کہا جی نہین مگر نیب جی کو گالیان دی تھین۔ اسپر سیٹھ جی کے کان
کھڑے ہوئے۔ کیا! نیب جی! نیب جی وہان اسوقت کہان! کہا سرکار حضور
نے بیس ہزار کے نوٹ منگوائے تھے کہ نہین۔ یہ اور بھی متحیر ہوئے۔ بیس ہزار کے
نوٹ کیسے۔ یہ کہکر سیٹھ جی کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ تھوڑی دیر خاموش
رہے۔ مگر چپ نہ رہا گیا۔ تھول کو بلوایا۔ پوچھا کل شب کو یہ نیب جی کا جھگڑا
سپاہی کیا بکتا ہی۔ تھول تو خود بیہودی سے گھٹے ہوئے تھے یون جواب دیا۔

سرکار کل ہجور کی اور صاحب تمھارا بھلا کرے نواب صاحب کی کھوب کھوب
جوڑ چھکی۔ ہجور کے پاس شیرین تھین اور آنکے پاس لیلی۔ آنھون نے ایک بوشے
کے تین ہجار دیے۔ ہجور نے ایک بوشے کے بیس ہجار دیے نیب جی نہین دیتے
تھے آپ نے آنکو گریایا گلام نے سمجھایا ہجور نے گلام کو تھپڑ مارا۔ اتبک جے

نسان بنا ہی۔

سیٹھ جی کو کچھ یاد تو تھا ہی نہین کہ رات کو کیا ہوا کیا نہین ہوا۔ نتھول نے پہلے تو یہ گپ اُڑائی کہ ہجو رہین اور نواب صاحب مین کل دکھوپ کھوپ جوڑ چھپکی) اور پھر اپنی خیر خواہی اور اپنے مظلوم ہونے کا حال جھوٹ موٹ یون بیان کیا کہ (ہجور نے گلام کو تھپڑ مارا) سیٹھ جی چند منٹ تک سکتے کے عالم مین رہے۔ خدمتگار نے کہا ایک بج گیا۔ کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہی۔ اول تو شب بیداری اسپر نشہ بازی بھوک کہان۔ کہا کھانے ہم نہ کھائینگے۔ پالکی گاڑی نکلواؤ باہر جائینگے۔ نواب نصرت الدولہ کے ہان آئے۔ نواب صاحب سلام۔

نصرت۔ آؤ بھئی استاد مبارک باشد۔ مگر یہ تنہا خوری اچھی نہین ہی۔ کیون صاحب یہ الگ ہی الگ معاملے بھگتا نا۔

سیٹھ۔ یار کل تو ہمکو نشہ بہت تیز تھا۔ اور نشے مین ہمنے کوئی پندرہ بیس ہزار روپیہ شیرین کو دے دیا بڑا افسوس ہی۔

نصرت۔ ارے! روو ے روو ے۔ بس جاؤ بھی۔ بنیے ہو نہ آخر۔ لاکھ ہم لوگون کی صحبت مین بیٹھے مگر بوے ریاست نہین۔ ارے بیس ہزار کی بھی کوئی اصل و حقیقت ہی بیس ہزار انکی ایک ایک ادا پر نچھا ور کرو بچہ۔ اور یہ بیس ہزار کاہے مین صرف ہوئے۔ جھاڑ کنول حقے کا جوڑا۔ مشکی گھوڑی اسی مین۔

سیٹھ (متحیر ہو کر) جھاڑ کنول کیسے اور یہ مشکی گھوڑی سے کیا مراد ہی بھئی کسی ملعون ہی کو یاد ہوگا۔ چلو نواب صاحب کے ہان۔

نواب صاحب اور یہ دونون سوار ہوئے۔ وہ اسی وقت کھانا کھا کے بیٹھے تھے۔ نواب نے اپنی سرگذشت بیان کی۔ سیٹھ کو ناچنا سیکھنے تک کا حال یاد تھا وہ بیان کیا باقی جھاڑ کنول وغیرہ کی بخشش کا حال نواب صاحب نے بیان کیا مشکی گھوڑی کے جانے کا حال سنکر انکو رنج ہوا۔ جب نواب نے

بیس ہزار روپیے کے نوٹون کا ذکر سنا تو افسوس کیا ۔ مگر نصرت الدولہ نے ڈانٹ بتائی کہ واہی ہوا ایسے گلبدن معشوقون کو جو چاہیے دے ڈالے ۔

سیٹھ ۔ خیر اب تو جو ہوا وہ ہوا مگر موجی کے موجی ہی رہے ۔ ؎

	نہین ہی عشق مین کچھ لطف اس زمانے مین تمام عمر گزر جاتی ہے بہانے مین	

نواب ۔ گناہ کا گناہ اور وہ بھی بے لذت اور تین کے پیٹے مین جو آ گئے وہ پلیتھن ۔ ؎

	زاہدا ہم جانتے ہین عشقبازی ہی گناہ گھر لٹایا ہی جو وحشت مین وہ کفارہ ہوا	

دور پانچوان

گھوڑیون کی تیزرفتاری اور میان گھسیٹے کی گرفتاری



گو نواب نامدار کو خوب معلوم تھا کہ وہ عاشق کش معشوقۂ طرحدار دو دن تک بسبب یام نظر نہ آئینگی مگر تسلی دل اور تسکین قلب کے لیے فٹن تیار کرائی کہ برج پری منزل ہی کی سیر کر آئین اور شام کے وقت رئیس زادۂ گردون مدار مع مصاحبین بدکردار ولایتی بیش بہا فٹن پر سوار ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین کھاتے گپین اڑاتے قہقہے لگاتے تھے اور سمند خوشخرام و تیزگام نوخیز معشوقون کے مزاج کیطرح بل کرتے جاتے تھے بجلی بھی انکے مقابل مین گرد تھی۔ چھل بل مین ہرن کی گرمی بازار سرد تھی۔

جھمن نے کہا۔ حضور خدا چشم زخم حوادث سے بچائے اسوقت تو واللہ ریل گاڑی کے بھی انجر پنجر ڈھیلے ہو جائین دونون گھوڑیان چوکڑیان بھرتی جاتی ہین اوہو ہو ہو۔ اہو صل علے ابھی پرسون ہی کا ذکر ہو بڑے حضور کی خواصی مین بندہ بھی بیٹھا تھا۔ پلٹن کے جو جنڈیل ہین کوئی تیس ہزار روپیہ مہینا طلب پاتے ہین بس بس حضور انکی مشکی جوڑی اور دونون دیلا۔ کوئی پانچ پانچ ہزار کے گھوڑے سامنے سے جوڑی آئی اور ہماری گاڑی کے آگے نکال لیگیا۔ ای حضور یقین مانیے۔ بس پھر تو گھوڑیان آگ بھبوکا ہوگئین اور ذقن بھر کر اس طرح جھپٹین کہ میری مندیل گرتے ہی دو گولی کے ٹپے پر ہو رہی۔ اور کوچبین کے حواس بلا اجازت فقرہ۔ راس کو لاکھ کڑا کرتا ہو مگر توبہ ہی بھلی۔ کر ورون جتن کیے۔ ایک نہ چلی جنڈیل کی گاڑی تو منزلون رہ گئی اور انھون نے جا کے چھوٹ پر دم لیا۔ سو وہ بھی بہزار خرابی خداوندا اسوقت کنوتیان دیکھنے کے قابل تھین اللہ جانتا ہو کھائی کا باپ بھی اُسوقت سامنے آتا تو یہ پھاند جاتین اور ہماری کھوپڑی کے بھی ماتھے جاتی۔ مگر حضور اسوقت میان گھسیٹے نے بھی وہ کام کیا کہ لاٹھ صاحب کے کوچوان سے بھی نہو سکتا اور انیلا تو منھ کے بھل زمین پر آ رہتا قسم لیس یہ کیفیت تھی کہ جیسے ریل کا انجن ڈبل چال جائے۔

رئیس۔ کیون جی گھسیٹے تمنے جسے یہ واردات بیان ای نہ کی وہ کون فرنگی تھا۔

گھسیٹے۔ (کوچ مین) حضور کوئی پلٹن کا تھا گل مچھے رکھائے وہ جو چشمہ لگاتا ہو۔

رئیس۔ پھر تم گاڑی نکال لے گئے تھے۔

گھسیٹے ۔ اے حضور نکال لینا کیا خدا نے جان بچائی آسدن ۔ نہین ہم تو اپنے حساب کو بچ ہی کر چلے تھے جون جون روکتا ہون دون دون وہ اور بھی تیزی کرتی ہین ۔ فیض آباد کی سڑک تک ناکون دم آگیا ایک بڑھیا کچلتے کچلتے بچی ۔
رفیق ۔ ہان اوہ ؟ ارے تو یہ خدا نے بڑی خیر کی ورنہ برے پھنسے تھے ۔
چھمن ۔ (جھلاکر) برے کیا خاک پھنسے تھے ۔ ہماری سرکار سے صاحب لوگون سے تپاک بڑھا ہوا ہی ۔ واللہ بڑھیا مردار کے چاہیے پرخچے پرخچے اُڑ جاتے مگر حضور کے نوکرون پر آنچ نہ آنے پاتی ۔
رفیق ۔ خدا خدا کر بندے ۔ ہونہہ ۔ اے تیری قدرت ۔ آپ اور ہمکو سکھائین یہ نے تو یہ بات کہی کہ بوڑھی عورت بیچاری مفت مین کچل گئی ہوتی ۔
رئیس زادے نے کوچبین سے کہا کہ میان گھسیٹے جب جانین کہ اسی دن کیطرح جوڑی کو تیز کردو گھوڑیان ہوا ہو جائین اور بات کرتے وہان پہونچ جائین کوچبین نے انعام کی طمع سے جوڑی کو تیز کیا تو ہوا سے باتین کرتی چلین راستے مین جو دیکھتا ہی کہتا ہی بھئی کیا بھونچال ہی ۔ آندھی روگ ہی ۔ جوڑی زورون پر تھی چلتے چلتے موڑ پر ایک کمہار برتنون کی کھانچی لیے ملا کوچبین نے للکارا سائیسون نے گلا پھاڑ پھاڑ کر چلایا ۔ ہائیٹ ہائیٹ آئی ہو جانے والا موڑ پر سے ہٹ جانا آئی ہو کمہار ارے موڑ پر سے ہٹ ۔ کمہار قوت سامعہ سے بے بہرہ اور مارے بوجھ کے پسا جاتا تھا قدم اُٹھانا دوبھر ۔ اور گھوڑیان بگٹٹ چلی جاتی تھین ۔ موڑ پر پہونچتے ہی کمہار چپیٹ مین آگیا ۔ برتنون کی کھانچی سر سے گری ارارادھون سب برتن چکنا چور ہوگئے ۔ چوطرفہ تماشائیون کا ہجوم ۔ کسی نے کہا ہاے ہاے کمہار بیچارہ مرگیا ۔ دوسرا بولا ٹانگ پاش پاش ہوگئی تیسرے نے کہا بیدھا تھا پکارتے تو جاتے تھے ہٹا کیون نہین ۔ دو کوس سے تو گھی کے گھڑ گھڑانے کی آواز آتی تھی ۔
کمہار کانکھتے کانکھتے اُٹھا تو ٹانگ مین خفیف سی چوٹ تبائی ۔ ادھر کوچبین نے کمہار کے گرتے ہی راس جو اُٹھائی تو منڈ یاؤن ہو رہا ۔ رئیس زادہ باوقار اور

مصاحبین حماقت شعار پیچھے پھر پھر کے دیکھتے جاتے ہین کہ کوئی گرفتار کرنے تو نہین آتا
رئیس زادے کا چہرہ زرد اور رنگ فق ہو گیا۔ ہاتھ پاؤن پھولے۔ یار دوستان
ملناز پھولے۔ میان چھمن کانپتے ہین۔ رفیق کا کلیجہ دھک دھک کر رہا ہے اور کوچمین
کی بس یہ کیفیت تھی کہ ع

کاٹو تو لہو نہین بدن مین

جب سنڈ یاؤن پہونچے تو فٹن کو روک کر کوچمین نے پوچھا حضور کیا حکم ہوتا ہے
رئیس۔ یہان ہوش کس نامعقول کے ٹھکانے ہین جو تمکو حکم دے۔ اُف بس اب
مارے پڑے۔ غضب ہی ہو گیا۔ اُس کہار کی تو کوئی خبر لاؤ۔
چھمن۔ حضور بھلا اسوقت تازی تازی واردات ہوئی ہے کس کو جان بھاری ہے
جو سانپ کے منھ مین اُنگلی دے۔
رفیق۔ جو جائے وہی عزت گنوائے۔
رئیس۔ گھسیٹے تم جا کے دیکھ آؤ۔
گھسیٹے۔ اور حضور جوڑی کو یہان کون سنبھالیگا اسوقت گھوڑیان بدی پر ہین۔
رئیس۔ کھول ڈالو اور جاؤ گرگٹے کی چال جاؤ اور بلی کی چال آؤ۔
گھسیٹے۔ وہ گرگٹے بلی کی تو حضور نے ٹھیک کہی مگر ماتے تو غلام کے جائیگی راس تو میرے
ہاتھ مین تھی۔ مین جاؤن تو اسی دم دھر اجاؤن۔
رئیس۔ اچھا کسی چاکر کو بھیج دو۔
ایک چاکر۔ نا صاحب ہم کا ساڑھے تین روپیہ کی نوکریان بہت مل رہی ہین۔
دوسرا چاکر۔ ہان ہجور چاکر ہی تو بھلا لگتو این۔
رئیس۔ پھر اب ہوتا کیا ہو۔ چودہ چودہ برس کو سب جائینگے ہم تو قانون جانتے نہین
چھمن نے کہا حضور ایک تدبیر غلام کو سوجھی ہے قربان جاؤن جو کبھی
بھٹ پڑے۔ پوچھا وہ کیا۔ کہا حضور تو یہان اسی جگہ بستر جما دین اور غلام تراب علی
کو لے کر لپکتا ہوا جائے کسی فرنگی کونسلی کے ہان۔ اور جو را سے دوے اُسکے بموجب

کارروائی ہو۔ فرمایا واللہ خوب سوجھی۔ دیکھو جتنی بات ہوگی آنی کہینگے لگی لپٹی سے یہان نفرت ہو۔ بے بس اب تم جاؤ۔ تراب علی تم بھی اُنکے ساتھ جاؤ۔ تراب علی بولا حضور اسیدم توپ کے مُہرے پر کیسے چلا جاؤن۔ مین تو نمک پروردہ قدیم ہون۔ غلام کو عذر کیا۔ چلو بھئی جھمن۔

رئیس زادے نے کہا دیکھو راستے مین کہین لڑنہ بیٹھنا دونون۔ کہین باہم گلچپ تکرار جوتی پیزار ہو تو اصل مطلب ہی غت ربود ہو جائے۔ کہا اے حضور کیا طاقت اس طرح رہین جیسے شیر و شکر۔ اسوقت جان نثاری کا موقع ہو یا گلچپ کا۔ لاحول ولا قوۃ۔ چاہے جان جاتی رہے مگر معاملہ ٹھیک ٹھاک کیے بغیر ملک الموت کو بھی ٹھینگا بتاینگے۔

میان جھمن اور تراب علی پوتسے چلے تو راستے مین یون چہ میگوئیان ہونے لگین۔

جھمن۔ گھرے ہین اُستاد گھرے ہین۔

تراب علی۔ اجی ہماری پانچون گھی مین۔ اور تمھارا سر کڑھائی مین۔

جھمن۔ اب ایک جگہ بیٹھکر معاملے کی باتین تو کرو۔

تراب علی۔ اجی تم تو واہی ہو۔ کون بڑا لمبا چوڑا معاملہ ہو۔ چلو چل کے امین آباد والی سانن کی دکان پر دم لگاؤ پھر ہم سب ٹھیک کر دینگے۔

جھمن۔ واللہ کیا کہی ہو۔ ارے یار آؤ آج تاڑی پیین۔

تراب علی۔ بس اسی کو وحشت کہتے ہین۔ تاڑی واڑی نہین چلو کسی وکیل کے وہان چلین کوئی حقیقت اعلیٰ کا مقدمہ تو ہو نہین لاکھ دو لاکھ کی جائداد کا مقدمہ ہو نہین نہ خون کیا نہ قتل کرکے آئے ہین۔ ہم تو جانتے ہین کہ دس پانچ روپیہ جرمانہ ہوجائیگا۔

تراب علی نے کہا بس اور کیا۔ بلکن (بلکہ) اس سے بھی کم۔ بہت جرمانہ ہو آٹھ آنے ایک روپیہ تدبیر وہ کرو جس سے یارون کے ہاتھ گرمائین اور خوب وارے نیارے ہون۔

تراب علی۔ ہم جاکے اُس کمہار کی تو خبر لائین۔

جھمن۔ خدا کرے ضرب شدید آئی ہو۔

تراب علی - ہان مزہ تو جب ہی ہو ورنہ کیا - مگر ہم اُنکو خوب بھرّے دینگے کہ اب کچھ توے مریہی موقع ہو -

چھمن - تم ایک بہکاؤ مین الگ پٹی پڑھاؤن -

تراب علی - اجی ہم تو جانتے ہین کہ اگر اس مقدمے مین سال سال بھر کے کھانے کو بھی نہ ملا تو کیا -

چھمن نے کہا لے اور پھر لے اور بیچ کھیت لے کیونکہ میان کی سٹی بٹی بھولی ہوئی ہو بہت گھبرائے ہین -

تراب علی اور میان چھمن باتین کرتے آہستہ آہستہ قدم دھرتے امین آباد مین دکن سے داخل ہوے اور سیدھے چلے ساقن کی دکان پر -

چھمن بولے بی ساقن دمون کی خیر اُسنے کہا اے جانتے ہوے ہین سارے بتوے - ایک ذرہ سی بات نہو سکی نکھٹو - چھمن نے کہا اللہ جانتا ہو اگر دینے پر آتا تو یہی دکان کوٹھی ہو جاتی - وہ بولی اوفوہ اوفوہ جو میری بکری جی کر جائے تو شیر کو پھاڑ دے - کہا اچھا اب جس دن چھوٹے حضور خوش ہونگے اُسدن ہم شپہ ضرور لڑائینگے - اُسنے تنک کر جواب دیا - بس پیچھے دور - جب باوا مرینگے تو بیل بٹینگے - اے اب تو دم لگواؤ - وہ بولی کوڑی نہ پیسا گئے ٹوالے ہوٹ -

تراب علی مسکرائے کوڑی نہ پیسا ؟ اور تھیلے اک بیوی اشرفیان موجود ہین ساقن نے کہا منھہ دھواؤ بابا راج بھی کبھی اشرفیان دیکھی تھین آنکھون سے سواے وہی ڈینگ کے اور کوئی بات نہین -

الغرض میان چھمن اور تراب علی دونون نے چرس کے دم لگائے وہ دھوان دھار کہ تو آسمان کی خبر لائے کرۂ زمہریر کو کرۂ نار بنائے - جب دونون گرمائے تو دور کی سوجھنے لگی -

چھمن - کہو یار سچ اب کدھر کی سیدھیان ہین -

تراب علی - بس اب ریاٹے بھر کے کونسلی کے ہان چلتے ہین -

جھمن - پیدل ؟
تراب علی - پیدل نہین تو کیا تمھارے لیے کسی دھوبی کے ہان سے گدھا منگوا دُن -
جھمن - تم بھی وہ باتین کرتے ہو بےتکی کہ گدھون کو بھی ہنسی آ جائے ارے میان ایسے موقع روز روز تھوڑے ہی ملتے ہین چلو چل کے بگھی کرایہ کرین مزے سے بیٹھے ہوئے چلین - کہ دینا جلدی کی غرض سے بگھی کر لی تھی - کچھ گرہ سے تھوڑا ہی جائیگا - ہے کہ نہین -
تراب علی - اچھا پھر بگھی کرایہ کرو -
جھمن - وہ کیا اڑ گڑا ہے - ارے میان کوئی بگھی ہے - کونسلی تک جائینگے -
گاڑی والا - چلیے کل پھسٹ کلاس ہے - پہلے گھنٹے کے بارہ آنے پھر چھ آنے گھنٹے
جھمن - جو حساب سے ہوگا وہ دینگے -
تراب علی - جان کیون کھسکی جاتی ہے یہ تو بیٹنگی ایک روپیہ سے نو کہو پایا - پر کہو ہان نئے گھن کا ہے - دودھ کا دھویا - گاڑی تیار ہوئی اور میان جھمن اور تراب علی کونسلی کے ہان چلے -
تراب علی - اجی کیا کمھار اپنی ایسی تیسی ہین چلو کونسلی کے ہان چلین -
جھمن - وہ بھی اپنے دل مین ہنسیگا کہ عجیب قطع کے آدمی ہین - کمھار کا پاؤن ذرا پھسل گیا اور چلے وکیل کے ہان -
تراب علی - اب کونسلی سے آپ تو کچھ کہیے گا نہین مین بھگت لونگا -
جھمن - بہتر ہے -
تراب علی - ذرا تم سنتے رہنا کہ کس ترکیب سے گفتگو کرتا ہون - واللہ وہ داؤن پیچ یاد ہین کہ مار دون پچھاڑون شلنے چت - پٹ تو پڑتا ہی نہین اجی یہ یارون کے ہتھکنڈے ہین - بائین ہاتھ کے کرتب -
جھمن - فرنگی ہین نہ وہ کونسلی -
تراب علی - اوہ - اصل فرنگی ولایت زاد خاص الخاص لندن کے -

جھمن۔ رہتے کہان ہین۔

تراب علی۔ سلیمان باغ کے سامنے۔ لال جھیل کے پاس کوٹھی ہی۔

جھمن۔ چھوٹے حضور اسوقت بڑے بیاکل ہوگئے۔ نہ ہم ہین نہ تم ہو۔ نہ مصاحب الدولہ ہین۔ بالکل سناٹا اور ہو کا عالم ہے بھلا سنڈ یاؤن کی چھاؤنی مین اسوقت کون ہوگا۔ پرندہ تو پر مارتا نہین۔ اور ہوا سن سن چل رہی ہوگی۔ معاذاللہ۔

تراب علی۔ واللہ بسم اللہ ہی غلط ہوئی سر منڈاتے اولے پڑے۔

جھمن۔ اب دیکھیے بھتّرون مین آتے ہین یا نہین۔ ہتّے ہی پر ٹوک دیے گئے ورنہ پو بارہ تھے۔

تراب علی۔ ابکی یہ پلّہ پار ہو جائے تو سمجھیے کہ بیڑا پار ہی ورنہ وہی مُلّا پن۔

جھمن۔ یار رنگ بھیکا نہ پڑنے پائے ورنہ واللہ ہی کہ اُستادی مین بٹا لگ جائیگا۔

تراب علی۔ تم چپکے رہو جی ہم سب سمجھ لینگے۔

جھمن۔ ار میان گاڑی بان۔ اُٹھیے کوچبین۔ میان ذرا تیز چلو سویرے ہو گیا۔

گاڑی بان۔ میان ہم تو سوتے نہین ہمارے ٹٹو البتہ سو رہے ہین۔

جھمن۔ تو بھیا ذری جگا دو۔

گاڑی بان۔ واہ جگانے کی ایک ہی کہی۔ گھوڑے بھی کہین ہوے کہ آدھی رات سے توکو کا شور مچانا شروع کرے۔

جھمن۔ میان تم نرے چونچ ہی رہے۔

الغرض گاڑی صاحب کی کوٹھی مین داخل ہوگئی اور تراب علی نے بیرا کو بلایا صاحب کو اطلاع ہوئی بلائے گئے سلام کیا اور کہا۔

تراب علی۔ حضور آج فٹن پہ ہمارے مالک جاتے تھے چنانچہ ایک کہار روپے لینے کے لیے بہانہ کرکے لیٹ رہا۔ اور غل مچایا کہ کچلا کچلا۔ حضور کچلا نہین کچھ جھوٹ موٹ غل مچا دیا۔ گھوڑیان جو اُسکے غل سے دوڑین تو ہوا ہوگئین۔ بس زمین پر قدم ہی نہین رکھتی تھین لاکھ لاکھ سمجھایا غل مچایا للکارا ہُشت ہُشت کرتے رہے مگر سنتا کون ہو وہان

آخر کار گر پڑا۔

صاحب۔ کیا مر گیا؟

تراب علی۔ نہین حضور مگر ادھ مرا ہو گیا۔

صاحب۔ ہاتھ پاؤن کچھ ٹوٹ گیا تھا۔ کچھ چوٹ آیا؟

تراب علی۔ سچ سچ تو یون ہی کہ ہم لوگ گاڑی تیز بڑھا کر چل دیے تھے خدا جانے اُسکی کیا کیفیت ہوئی۔

صاحب۔ ول تم سب پر سو سو روپیہ جرمانہ۔

تراب علی۔ (مسکرا کر) واہ حضور اچھا فیصلہ کر دیا۔

چھمن۔ (تراب علی کے کان مین) اجی صاحب فقط ہنسی مین کہتے ہین۔

تراب علی۔ ہان! واللہ! اجی نہین۔ عجب نامعقول آدمی ہو بھئی یہان اتنے بڑے بڑے صدہا مقدمے لڑائے آپ ہمسے مشیخت کی لیتے ہین یہ کونسلی ہین پیروکار انکو جرمانے اور سزا سے کیا سروکار۔

تراب علی۔ پھر حضور اب کیا راے ہی۔

صاحب۔ کچھ بات نہین ہی۔

تراب علی۔ گاڑی کو گھر پہنچائین یا نہین۔

صاحب۔ برابر لیجاؤ پولیس اگر کوچبین کو مانگے بھیج دو چالان ہوگا اور روپیا دو روپیا جرمانہ بس۔

چھمن اور تراب علی نے تین دونہ جھک کر فرشی سلام کیا اور چلے۔ تراب علی اور میان چھمن دونون ایسے لنگوٹیے یار ہیں گویا دانت کاٹی روٹی تھی۔ دو اپنے جان نثار کر تین سے دو انکا دم بھرتین مگر دونون گون کے یار دونون پورے سر لگے لگائیان۔ دنیا بھر کے نیار ہے۔ چکما بازی مین طاق جعلسازی مین شہرۂ آفاق سب گتون پورے آفتین گون کے لنڈورے۔ الغرض دونون کونسلی سے رخصت ہو کر چلے تو راستے مین گھوڑے پر یون ہمکلام ہوئے۔

جھمن - مانتا ہون اُستاد تو بھی اپنے فن کا اُستاد کامل ہی -
تراب علی - میان ابھی دیکھتے تو جاؤ - رقم چھوٹی ہی -
جھمن - یار چنگ پر تو چڑھ گیا مگر یہ بڑی اُفتاد پڑی -
تراب علی - بس ہم مین تم مین یہی تو فرق ہی - یہان سہمنا تو جانتے ہی نہین اُستاد نے یہ سبق ہی نہین پڑھایا - ع

ہرچہ بادا باد ماکشتی درآب انداختیم	

اور اتنا تو سمجھ یار عزیز کہ وہ بات ہی کیا ہی جس سے ہم سہمنے لگین - ابھی یہی نہ گاڑی کے پہیے کے تلے ایک شخص کا پاؤن آگیا - پھر خوف کا کونسا مقام ہی اگر پاؤن کچل بھی جاتا تو کون بات تھی - دو روپے نہین دس جرمانہ ہو جاتے دس نہین بفرض محال سو جرمانہ ہوتے تو کیا یہ بھی کوئی رقم ہی -
جھمن - ارے یار تیرا بہت بڑا پیٹ ہی -
تراب علی - میان اپنا تو یہ مقولہ ہی کہ - ع

خاک از تودۂ کلان بردار	

جب مارے روپے والے کو - غریب کے پلے کیا ہی - جو دیگا - امیر سے البتہ اینٹھنے کا موقع ملتا ہی - ہزار دو ہزار کی رقم یک مشت چھیرے تو البتہ بات ہی ورنہ سو دو سو روپے کے لیے جعلسازی کرنا اپنے مذہب کے تو خلاف ہی درخت کا ایک پھل رکھوالے کی چوری سے کھایا تو کیا ہان جڑ سے پھننگی تک چٹ کر جائے اور ڈکار تک نہ لے تب تو آدمی ورنہ جانور -
جھمن - شاباش - ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند	

تراب علی - دیکھیے تو حضرت سے کیا کیا جا کے کہتا ہون - والللہ وہ سبز باغ دکھاؤن کہ میان کی آنکھین کھل جائین اور ان لونڈون کو تو نبا نا تو بائین ہاتھ کا کرتب ہی اچھے خرانٹ رئیس کو اگر چٹکیون پر نہ اُڑایا تو نام نہین -

جھمن۔ ای سبحان اللہ بھئی۔ ع

ہم تو مرشد تھے تم ولی نکلے

تراب علی۔ مرشدا شان خدا اجی تمھارے ایسے لونڈے میری جیب مین پڑے ہین۔ اب ایک بات کا خیال ضرور ہی اُستاد۔ کہ چھوٹے حضور کو جتنا ڈرایا جائے اُتنا ڈرانا مگر آن بان کے ساتھ یہ نہین کہ باتون ہی سے وہ بھڑک جائین۔

جھمن۔ دیکھین اب یارون کو اس معاملے مین کیا دلواتے ہین۔

تراب علی۔ اجی وہ دلوائین کہ پھڑک جاؤ۔

جھمن۔ ہان پھر اس فن کے تم بھی بو علی سینا ہو۔

تراب علی۔ مگر خدا و خدا کا رسول آگاہ ہی کہ میان کے بھی ہوش وحواس غائب ہو گئے کہ یا الٰہی اب کیا ہوگا۔

جھمن۔ وہ تو اپنے نزدیک پھانسی پر چڑھ چکے اب ذرا بھی کسر نہین ہی مگر مین جاتے ہی وہ بھرے دونگا کہ چڑا ریشہ خطی ہو جائین۔ یہ بھی اتنا صاف صاف بتا دو کہ ہمارے ہتے کیا چڑھیگا۔ یہان تو اپنے حلوے مانڈے سے غرض ہی۔ مردہ چاہے دوزخ مین جائے چاہے بہشت مین۔ ارے یار ایک مکان گردی رکھ دیا ہی کچھ ایسا کرو کہ اسکو چھوڑا سکون۔

تراب علی۔ ارے مکان کا مکان چھوڑوا ے اور کچھ روپیہ رکھ چھوڑ نا غلہ خریدنے برسات بھر کا۔ خوب خربوزے اور آم پر چھری تیز کرنا مگر لازم تھا کہ اُس کمبخت کمہار کو دیکھ لیتے اور موقع ہوتا تو ہی بھی پڑھاتے آتے کہ بڑے نواب صاحب کے پاس جاکر خوب دُہائی دے اور دھمکائے کہ مین صاحب کے پاس چلا جاؤنگا پھر مرتا وہ بھی اور ہماری تو بقول شخصے ہنڈیا ہی چڑھجاتی کسی غریب آدمی کا بھی ہمارے طفیل مین بھلا ہوتا تو کیا ہرج تھا۔

جھمن نے کہا۔ اجی حضرت زمانے بھر کے فائدے کا ٹھیکا تو اللہ میان کے ہان سے آپ لائے ہونگے یہان تو اپنا فائدہ مقدم سمجھتے ہین۔

الغرض میان جھمن اور تراب علی اپنے اپنے اڈھائی چاول پکاتے باتین بناتے منڈیاؤن پہونچے۔

جھمن۔ (کھنکار کر) آن پہونچے۔

تراب علی۔ (للکار کر) کوچین۔!

رئیس زادہ۔ کون ہی۔

چاکر۔ کوئی نہین حضور۔

رئیس زادہ۔ (جھلا کر) نہین کسی کی آواز تو آئی۔

کوچین۔ کوئی راہ گیر ہونگے حضور۔

رئیس زادہ۔ (بے صبر ہوکر) دیکھو تو۔

کوچین۔ چاپ تو معلوم ہوتی ہی مگر دور کی سی آواز ہی۔

اتنے مین تراب علی نے پکارا ادما گھسیٹے! رئیس نے (خوش ہوکر) کہا وہ آگئے آؤ آؤ۔ گھسیٹے بولا لبیک آئیے۔ تراب علی اور جھمن جا پہونچے۔ تراب علی نے کہا حضور فتح ہی۔ جھمن بولا خداوند مبارک ہو۔ رئیس نے پوچھا خوف تو نہین ہی بیان دو مختصر طور پہ۔ کہا ایک کونسلی کو کر دیا ہی۔ حضور خاطر جمع رکھین خداوند چلتے چلتے کا پچھیان درد کرنے لگین۔ جھمن نے کہا کیا خوب اب کہین برساتی نہ ہو جائے رئیس زادے نے کہا کیا پیدل گئے تھے۔ کہا حضور گئے پیدل آئے بگھی پہ پوچھا بھلا اُس کہار کا کیا حال ہی۔ کہا پتلا۔ ہڈی مین چوٹ آگئی پڑا سسک رہا ہی۔ پوچھا جان کے لالے تو نہین ہین۔ کہا ای خداوند چودہ روپے پیر بخش نیچے والے سے قرض لیکر جراح کو دے آیا ہون آگے پلے کیا ہی دو جوتیان اور وہ تو چاہتا ہی کہ ٹانگ زخمی رہے جسمین سرکار سے آپ کے نام ڈگری ہو جائے کہ عمر بھر اُسکو روٹیان دیتے جاؤ۔ ہم کونسلی کے ان گئے حضور اللہ رے دماغ خدا جانے فغفور چین اپنے کو سمجھتے ہین یا شہنشاہ روس کا چچا سمجھے ہین اُف رے تیرے دماغ سیدھی بات ہی نہین کرتے۔ تب تو مین جھلا کر چلا گیا لالہ ہیرا مل اور بھنتی مل کی کوٹھی۔ اُنکے نیب جی ایک ہی جھنجھلا لیے چلے تو کہا کر نواب صاحب

یا چھوٹے حضور کے نام سے روپیہ قرض ہو تو دین پھر جب مین نے ڈانٹ بتائی تو دو سو روپیہ دے دیا ایک سو پچاس کے دو نوٹ اور پچاس نقد۔ چھمن کو کونسلی کے پاس بٹھا آیا تھا۔ جاتے ہی روپیہ میز پر ڈال دیا اور نوٹ ہاتھ مین دیے۔ بس پھر کیا تھا روپے کی بھی کیا بڑی چوٹ ہی حضور کل باتین تین پہلے تو کہا کہ مقدمہ ذرا پیچیدہ ہی شاید کوئی کہ دے کہ راس نواب صاحب ہی کے ہاتھ مین تھی مگر سوچ ساچ کر بولے کہ اچھا ہم سمجھ لینگے جاندار تو ہی مقدمہ۔ اور جو ہار گئے تو اپیل مین دیکھ لینگے حضور کو سلام کہلا بھیجا ہی اور کہا ہی تشفی کر دینا کہ اس مین کچھ ہونا نہین ہی۔ خفیف مقدمہ ہی۔ ہزار دو ہزار پر تو البتہ پانی پھر جائیگا۔

رئیس زادہ۔ اوہ جی۔ عزت بچی یہی غنیمت ہی ہزار دو ہزار روپیہ گیا چولھے کی جڑ مین اب تو آبرو پر بن آئی ہی۔

چھمن۔ خدا محفوظ رکھے۔ پیر پیغمبر کا سایہ رہے۔

گھسیٹے۔ (کو چھمن) بھلا میان تراب علی ہمپر تو آنچ نہ آئیگی۔

تراب علی۔ تم کیون گھبرائے جاتے ہو خواہ مخواہ کے لیے۔

گھسیٹے۔ ارے صاحب ہم غریب آدمی پانچ چھ روپے کی اوقات کہین گیہون کے ساتھ گھن کی طرح پس نجائین۔

تراب علی۔ اور آخر ہم کس مرض کی دوا ہین۔

رئیس زادہ۔ آج تم بڑے کام آئے۔

تراب علی۔ قربان جاؤن پیر و مرشد۔ جہان حضور کا پسینا گرے وہان غلام کا خون گرے۔ اور کیا۔

چھمن۔ حضور کونسلی سے انھون نے وہ تقریر کی ہی کہ ہوش اُڑا دیے۔ جو خداوند وہان ہوتے تو انعام ضرور دیتے۔

رئیس زادہ۔ اوہ انعام کی کون بات ہی۔ اور اب کیا انعام نہ ملیگا۔ جسدن میان تراب علی کچھری سے آئے اور دروازے ہی پر سے غل مچایا کہ مقدمہ جیت گئے۔ بس

اُسی دن سمجھو کہ انکا ستارہ چمک گیا۔

تراب علی نے کہا ایک انعام کی کیا بات ہو خداوند حضور کی بدولت بہت کچھ پیدا کیا برسون سے نمک کھاتے ہیں۔ اسی سرکار کے ساختہ و پرداختہ ہیں خانہ زاد۔ رگ و ریشہ میں اس سرکار کا نمک پیوست ہو۔ خدا کرے جاہ و حشم روز بروز ترقی پائے۔ ہر صبح کو دولت آستان بوسی کو آئے اقبال قدم قدم پہ ساتھ ہو۔ رحمت خدا کے ہاتھ میں ہاتھ ہو عزت بڑھے رتبہ بڑھے اور اسی سرکار کی بدولت تراب علی فیل نشین ہو ہاتھی پہ چڑھے۔

رئیس زادے نے کہا کیا خوب دعا میں بھی مطلب نہیں چھوڑتے۔ چھمن بولا واللہ اسوقت تو وہ بات کہی کہ اللہ میان بھی ہنس پڑتے ہونگے۔ اسوقت فرط طرب سے سینہ باغ باغ ہو۔ اور عرش برین پر دماغ ہو تو کاہے سے۔ گئے تو تھے پژمردہ و افسردہ۔ آئے شادان و فرحان۔ جاتے وقت قدم اُٹھانا دوبھر تھا۔ آتے وقت ہوا کھاتے گپین اُڑاتے مزے سے آئے۔

چھمن۔ اب چلیے حضور۔

رئیس زادہ۔ اسی فٹن پر۔

تراب علی۔ ہان ہان حضور اسی فٹن پر۔

رئیس زادہ۔ اب تو اس فٹن پر بندہ نہ سوار ہونے کا۔

تراب علی۔ فٹن سڑک پر لاؤ میان لپیٹے۔ حضور سوار ہون غلام کا ذمہ ہو ایسی بات ہو

الغرض بعد خرابی بصرہ فٹن پر سوار ہو کر چلے مگر

	زیر قدمت ہزار جان است		آہستہ خرام بلکہ مخرام	

رئیس زادہ (مسکرا کر) اب تو میان لپیٹے پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہین۔

تراب علی۔ حضور سانپ کا کاٹا رسی سے ڈرتا ہو۔

چھمن۔ اور کیا دودھ کا جلا پانی پھونک کر پیتا ہو۔

لپیٹے۔ حضور کلیجہ دھڑ دھڑ کر رہا ہو۔

تراب علی - اور کیون جی اگر وہ مرجاتا تو کیسی ٹھہرتی -
گھسیٹے - واہ چھوڑ چھاڑ کر فٹن گنگا پار ہو رہتا -
تراب علی - کیا خوب انکو ابھی شاہی ہی کی باتین یاد ہین نادان ہو کون؟ ارے گنگا پار کیا ہی پاگل - وہان بھی سرکار کمپنی بہادر کی عملداری ہی -
راوی - مورخ ہم بے بدل ہستند -

فٹن ذرا تیز چلی اور رئیس زادے نے غل مچایا - آہستہ آہستہ آہستہ تیز تیز نہ چلو گھوڑیون نے ذرا کنوتی بدلی اور انکے ہاتھ پاؤن پھول گئے اپ چلا کر دن کو للکار رہے ہین کہ اُترہ پڑو اُتر پڑو - ساتھ ساتھ چلو - کئی مقام پر خود اُتر پڑے - لوگون کی ناک مین دم - تراب علی نے لاکھ سمجھایا - میان چھمن نے دلاسا دیا مگر بے سود - بہزار خرابی کہین فٹن در دولت پر پہونچی اور دروازے پر ایک دفعہ ہی غل مچا کہ آ گئے آ گئے - اجی ددا جی بڑے حضور کو اندر اطلاع کر دیجیے کہ سرکار آ گئے -

نورا دربان نے کہا یہان کنوؤن مین بانس پڑ گئے - بڑے حضور گھبرا اُٹھے تھے کہ آج خلاف معمول اتنی دیر کہان ہوئی چہ طرفہ آدمی دوڑے محل بھر مین کہرام مچ گیا بارے شکر ہی کہ حضور آ گئے - بسم اللہ - رئیس زادہ اُتر پڑا - ددا فرخندہ اندر سے دوڑی آئین چٹ چٹ بلائین لے کر کہا کہ حضور بس جلدی اندر چلیے - بیگم صاحب کی آنکھین روتے روتے لال بیر بہوٹی ہو گئی ہین - اور بڑے حضور بھی بیدم ہین نصیب اعدا - یہ اتنی دیر آپ رہے کہان میان - گھر بھر مین دشمنون کے کان بہرے کہرام سا مچ گیا - ہوش اُڑے ہوے تھے سب کے - رئیس زادے نے جیسے ہی دہلیز پر قدم رکھا گھر بھر کی ماما اصیلین مغلانیان خوش خوش ہشاش بشاش لپکین - چھوٹے حضور آئے چھوٹے حضور آئے مبارک سلامت کی صدا چرخ ہفتم تک پہونچی - بڑی بیگم رئیس زادے کی مادر مہربان کی جان مین جان آئی اور فرط محبت سے لڑکے پر خفا ہو رہین -

بڑی بیگم - اے غضب خدا - اتنا بھی خیال نہ رہا کہ بڑھیا کُڑھ کُڑھ کے اتنی دیر مین مر تو نہ جائیگی - بوڑھے باپ کی خدا نہ کردہ جان پر تو نہ بن آئیگی آخر تُش یہ اتنی دیر جو لگائی

رہے تو دل مین سمجھے کیا تھے ایک آدھ کی لاش گھر سے نکلوانے کا قصد تھا شاید چلو اوپر باپ کے پاس۔

بڑے نواب۔ بیٹا تم اب تک کہان تھے۔

رئیس زادہ۔ قبلہ کہین نہین ہوا کھانے گیا تھا۔

بڑے نواب۔ اے تو اتنی دیر۔ اتنی دیر مین نو آدمی چینٹ کے تین چار پھیرے کر آئے۔

رئیس زادہ۔ گرمی کے سبب سے منٹ باؤن نکل گیا تھا۔

بڑے نواب۔ معقول! ۔ بے انگریزی پڑھے ہی وحشت کی لینے لگے تو ہماری تشفی کے لیے ایک آدمی یہان دوڑا دیا ہوتا۔ بس پھر چاہے آدھی رات تک نہ آتے۔ ہمارے قلب کی اسوقت عجیب کیفیت تھی۔

دوا فرخندہ۔ اے کئی آدمی حضور کو ڈھونڈھنے ادھر آدھر گئے ہین۔

رئیس زادہ۔ تو یہ ایسا بھی کیا خوف تھا۔

بڑی بیگم۔ لڑکے جب سر پلنے لگیگا تب بال بچّون کی قدر معلوم ہوگی۔

بڑے نواب۔ جاؤ اب کھانا وانا کھاؤ۔

رئیس زادہ۔ بہت خوب۔ مگر قبلہ وکعبہ یہ تو بڑی مصیبت ہوئی کہ جہان کسی دن ذرا دیر ہوگئی اور گھر بھر مین کہرام مچ گیا۔ کنوون مین بانس پڑنے لگے یہ اصیلین مغلانیان گھر مین نوکر چاکر صاحب باہر غل مچانے لگے۔ اتفاق اگر کسی روز ہوا کھانے صدر نکل گئے کسی روز منٹ باؤن کی طرف گئے۔ ذرا دیر ہوئی اور یہان قیامت کا سامنا۔

بڑے نواب۔ صاحبزادے تم خوب ہوا کھاؤ۔ منع کون کرتا ہے تمھین۔ فٹن پر جاؤ۔ پالکی پر جاؤ۔ جب چاہے آؤ۔ مگر دو چار آدمیون کو ساتھ لیجاؤ اور اگر دور جانے کا قصد ہو تو ہمسے کہہ جاؤ۔ بس

رئیس زادہ۔ بہت خوب آیندہ ایسا ہی ہوگا۔

بڑی بیگم۔ بیٹا تم ابھی اولاد کی ماتما کا حال کیا جانو کہ کن کن نذرون نیازون سے پالا ہے

رئیس زادہ باہر آیا آتے آتے گھر مین مغلانی کی ایک نوجوان خوبرو اور ستم ظریف لڑکی نے جو ذرا بن ٹھن کے رہا کرتی تھی چپکے سے کہا کہ ہوا کھانا حضور کو مبارک ہو۔ رئیس زادہ مسکراتا ہوا باہر نکلا۔ مصاحبین اور حوالی موالی سب نے سرو قد تعظیم کی ایک صاحب بولے حضور اسوقت بڑی تشویش تھی۔ دوسرے نے کہا اندر سے باہر تک کھانا پینا حرام ہوگیا تھا تیسرے صاحب نے فرمایا قربان جاؤن طرح طرح کے خیال دل مین آتے تھے مگر بخیر گذشت۔

اتنے مین ایک اور مصاحب آئے روشن علی۔

روشن علی۔ آداب بجالاتا ہون پیرو مرشد۔

رئیس زادہ۔ کہان سے آتے ہو۔

روشن علی۔ حضور ذرا پھرنے گیا تھا۔

رئیس زادہ۔ کوئی تازہ خبر۔

روشن علی۔ سب بدستور حضور۔ سُنا کہ آج گاڑی سے ایک آدمی کچل گیا چھاؤنی کی گاڑی تھی کرایہ کی۔ گھوڑے تیز جاتے تھے۔ موڑ پر شاید گولہ گنج کی چڑھائی کے وہان پر کوئی مزدور چپیٹ مین آگیا مگر بچ گیا۔

تراب علی۔ چوٹ تو نہین آئی۔

روشن علی۔ سُنا ہڈی مین کچھ یون ہی سی چوٹ آئی اچھا ہو جائیگا۔

چھمن۔ اجی ڈاکٹر چٹکی بجاتے ہڈی بٹھاتا ہے۔

ادھر چھمن اور امام الدین خان مصاحبون مین یون چپکے چپکے گفتگو ہونیلگی امام الدین خان نے پوچھا یار حال تو بتاؤ یہ ہوا کیا۔ چھمن آہ سرد بھرنے لگا۔ کہا یار یہو دونون نے مار ڈالا ہائے مار ڈالا۔ اسکے بعد کمہار کا حال بیان کیا اور پھر ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے۔

امام الدین۔ اَئین! مین دیکھتا ہون کہ تم خود دیوانے ہو رہے ہو واہ میان۔ اب رنگ لائی گلہری۔ عقل کے ناخن لو ہوش کی دوا کرو۔ واہی ہو کون! واہ اچھے رہے

چھمن۔ ـــہ

گرچہ بدنامیست نزد عاقلان	ما نمی خواہیم ننگ و نام را

یہان ننگ ونام اور ناموس اور عقل سب کو دور سے سلام ہو ہم تو بھئی ہر روز انکی صحبت گرمائینگے۔ کھڑا دیکھتے ہی مجنون و مفتون ہو گئے اور چھوٹے حضور نوجوان و نوخیز تو ہین ہی اور وہ کافر بھی پندرہ پندرہ برس کی ہین دیکھیے طرفین سے کیسی گرم جوشی ہوئے ۔ اب یارون کے ہاتھ کیسے گرماتے ہین۔

امام الدین۔ دونون ہاتھون سے لوٹو۔ مگر ہماری بھی فکر رکھنا۔

چھمن۔ تم تو شریک حال ہوے پہلے تم پھر اور کوئی۔

امام الدین۔ ہان صاحب تو منڈیاؤن مین ٹھہرے پھر سیدھے گھر چلے آئے۔ یا کہین اور گئے تھے۔

چھمن۔ وہان نواب کو چھوڑا فٹن پر ہم اور تراب علی چلے کونسلی کے ہان۔

امام الدین۔ (چٹکی لیکر) ارے ستم! تو یہ کہیے بالکل آلو کی دم فاختہ ہی ہین بھلا ایسین کونسلی کا کون کام تھا۔ اچھے رہے کونسلی کے ہان گئے بھی تھے یا یونہین فقرہ چست کر دیا ساقن کے ہان دم لگایا ہوگا۔ اور چھوٹے حضور سے آکے کہہ دیا ہوگا کہ ہو آئے یہ کہا اور وہ کہا خوب سبز باغ دکھایا ہوگا۔

کہا تیرے سر کی قسم ساقن کے وہان بھی گئے تھے۔ مگر وہان سے پلٹ کر پہونچے کونسلی کے ہان اس سے تراب علی سے بات چیت ہوئی اس نے کہا ہم ایسے چھوٹے مقدمے مین وکالت نہین کرنا چاہتے۔ مگر اتنا کہے دیتے ہین کہ کوچبین کو جب کوئی تلنگا یا برق انداز بلانے آئے تو بھیج دینا ورنہ ایک روپے جرمانہ کی سزا ہو جائیگی۔ بس یہان آکر تراب علی نے وہ اڑان گھائیان بتائین کہ کچھ نہ پوچھیے۔ کہا کہ پیر و مرشد کمھار کا حال دیکھا تو ٹانگ مین انتہا کا درد پایا اسنے تو آسمان سر پر اٹھایا کہ مین نالش کرون گا اور لندن تلک لڑونگا اور بڑے صاحب کے ہان عرضی دونگا۔ آخر مین نے ایک دکاندار سے چودہ روپے قرض لیکر اسکے حوالے کر دیے۔ اچھا چونگا کیا نا۔ ابھی سنئے

تو جائیے - کہنے لگے کہ پھر مین کونسلی کے پاس گیا وہ اچھی طرح مخاطب نہوا - مگر ایک
مہاجن کی کوٹھی سے دو سو روپے قرض لیے تب جا کے کونسلی کو دیے اور اُسکی رائے
لی اور خدا جانے کیا کیا جھوٹ بولے - بس یہ سمجھیے کہ جھوٹ کے چھپر اُڑا دیے آف
کچھ ٹھکانا ہی -

امام الدین نے کہا چلو چین لکھتا ہی - ایک تو یہ بہو دن والا مقدمہ تھا ہی دوسرا
اسپر طرہ ہوا - اس مین بھی کچھ نہ کچھ دے ہی مرینگے -

چھمن - دو سو چودہ تو دو دو صبح ہی رہتے ہین -

اب رات بھیگی تو چھنٹ چھنٹ کے تراب علی اور میان چھمن اور امام الدین خان
اور نواب صاحب اور ایک انھی مصاحب الدولہ بہادر رہ گئے -

تراب علی - حضور امام الدین حاضر ہین -

رئیس زادے نے کہا میان خان صاحب ہم تو بڑی مصیبت مین پڑ گئے ایک
آدمی دب کے مرگیا - اب دیکھیے کیا ہوتا ہی - خانصاحب نے تشفی دی پیر و مرشد کچھ نہ ہوگا
گھبرا نہین خان صاحب بڑی بلا سے مقابلہ کرنا ہی -

تراب علی - لاحول ولا قوۃ - بلا سے حضور کے دشمنون کا مقابلہ ہو حضور سے اس مقدمے
کے واسطے غلام تو اپنا اور کھسیٹے کا نام لکھوا آیا -

رئیس زادہ - واللہ -

تراب علی - حضور کے قدمون کی قسم -

امام الدین - اجی وہ بات ہی کیا ہی - چار پانچ سو روپے کا تو خرچ ہی -

رئیس زادہ - اجی خرچ ہو جسکو چاہے ہزار بارہ سو خرچ ہو جائے مگر عزت پہ حرف
نہ آئے -

امام الدین نے کہا کیا مجال - چھمن بولا کیا حقیقت ہی کسی کی رئیس زادے نے
کہا ... دیکھو تو اونٹ کس پہلو بیٹھتا ہی ابھی تو مقدمہ ہی در پیش ہی پھر سمجھا جائیگا ابھی
سے ... جانے سکے - چھمن بولا خداوند رئیس لوگ عالی ہمت ہوا کرتے ہین اور حضور تو

پوتڑون کے رئیس ہین سارے شہر مین ڈگی پھر جائیگی کہ قصد کرکے پھر تشریف نہ لے گئے
چلیے اور ضرور چلیے ایسے ایسے خفیف معاملون سے تو آپ کو واسطہ ہی نہ رکھنا چاہیے

چھوٹے نواب پر نئی نئی مصیبت پڑی تھی۔ ایسی اُفتاد کبھی کاہے کو پڑی تھی
مگر مصاحبون نے بھڑک مٹانا شروع کیا۔ ایک نے کہا حضور اب تو مقدمہ گھسیٹے اور
تراب علی کے سر پڑا۔ حضور تو تلوہ بچ گئے اب حضور سے واسطہ ہی کیا رہا۔ وہ اپنے
سمجھ لینگے۔ حضور پر ذرا آنچ نہ آنے پائیگی۔ بلا کو تو ہم لوگون نے اپنے سر لے لیا۔

تراب علی۔ ہان روپے کی فکر البتہ کرنی چاہیے میرے تپے کفن کو ٹکا بھی نہین ہی اور
بے زر کارروائی معلوم۔

نواب۔ اوہ جی وہ رقم ہی کون لمبی چوڑی ہی کس قدر روپیہ چاہیے۔

تراب علی۔ اجی حضور کوئی بیس بائیس سو۔ کیون جی جھمن۔

جھمن۔ سب ملاکر تین ہزار رکھ لو۔

نواب۔ (جھمن سے) تین ہزار روپیہ لالہ سے لیکر الگ رکھو اور جب جب تراب علی مانگین
بے دریغ دو۔ اب رات بھی زیادہ آئی ہے اور تم لوگون کو تکان بھی بہت ہوا ہے
اب برخاست۔ کل ملاقات ہوگی نیت شب بخیر۔

صبح کو دربان نے آکر دست بستہ ایک وحشت ناک خبر سنائی شامت کی صورت
مجسم سامنے نظر آئی۔ یعنی ایک برق انداز جوان طمانچہ خاکی گھٹنا کالی وردی ڈانٹے سر خا
سرخ پگڑی باندھے ایک رومال ہاتھ مین لیے ہوے آن کھڑا ہوا۔ اور نواب امداد کو جھک
کر سلام کیا۔ نواب صاحب کے حواس غائب ہوش پران مصاحب فرحان وخندان
کوئی وظیفہ خوان ہوا کسی کو نادعلی یا سورۂ جن ورد زبان ہوا۔

نواب۔ اللّٰھم احفظنا من کل البلیات۔

تراب علی۔ کہان سے آنا ہوا بھئی جوان۔

برق انداز۔ چوکی پر سے آیا ہون۔

تراب علی۔ کیون؟

برق انداز - وہی وہ جو گاڑی سے کھار کھل گیا تھا نہ - اُسی لیے -
نواب - الٰہی خیر کیجیو - خداوندا بچا لیجو -
جھمن - اچھا کہو کیا کہتے ہو -
برق انداز - حضور وہ کوچوان کا چالان ہو گا - اسکے تئیں ساتھ کر دیں -
جھمن - خواہ مخواہ ساتھ کر دیں - ساتھ کر دینے کی وجہ ؟
برق انداز - آدمی کچل گیا ہو کہ نہیں -
جھمن - کس نے کچلا -
برق انداز - جو کوئی وہ گاڑی ہانکتا تھا - اور کس نے کچلا -
تراب علی - ابے میاں کوئی گھسیٹے کو تو بلا لاؤ ذرا -

میاں گھسیٹے سے جو چوبدار نے جا کر کہا کہ چلیے سپاہی آیا ہو اور آپ کے چالان کا پیغام لایا ہو تو ہوش فرو ہو گئے - چہرے پر مردنی چھائی سمجھے کہ بس قیامت ہی آگئی چوبدار کے ہاتھ جوڑے کہ بھائی للہ سپاہی سے اتنا کہ دے کہ گھسیٹے یہاں نہیں ہیں میں اسی وقت کی ریل پر سوار ہو کر کانپور چل دونگا گنگا اُس پار - چوبدار نے سمجھایا کہ کیسے نادان ہو بھلا بھاگ کے جاؤ گے کہاں اور کیا کہیں توپ لگی ہو - گولہ چلتا ہو جو تجھ پہ کوئی بھیجتا ہو - قضا کے منھ میں جاتے ہو - آخر ماجرا کیا ہو یہ تو بتاؤ بھی نہ کہ کچھ جرمانہ ہو گا - پھر ؟ حضور دے دینگے - تمکو کیا فکر ہو -

گھسیٹے - بھائی بُرا سامنا ہو آج -
چوبدار - اجی ہو بس جاتے ہی پھانسی کا حکم سنایا جائیگا -
گھسیٹے - اُف بُری ہو گی -
چوبدار - کیا گلا گھونٹ کے کوئی مار ڈالیگا -
گھسیٹے - دیکھیے کیسی گذرتی ہو -
چوبدار - خدا ہی مالک ہو - کام تو پھانسی ہی کا کیا ہو - چور بے ایمان -
گھسیٹے - ذرا سا ٹھنڈا پانی پلواؤ -

چوبدار۔ (خدمتگار سے برف کا پانی منگوا کر) تو پیو۔

گھسیٹے۔ خدا سلامت رکھے۔ اُف۔

چوبدار۔ یار کتنا مانو۔ اُٹھو۔ خدا گواہ ہو جو کچھ بھی ہو۔

گھسیٹے۔ ہائے اُٹھا ہی تو نہین جاتا۔

چوبدار۔ خدا سمجھے۔

گھسیٹے۔ یہ سب اللہ میان ہی کے تو کانٹے بوئے ہوئے ہین۔ اب بھی سمجھنا باقی ہے۔

چوبدار۔ او شہدے او کافر چوچو سنبھال۔ اور سنو۔

گھسیٹے۔ اُف کیا جانے کیا حال ہوگا۔

چوبدار۔ اُلٹے لٹکائے جاؤگے عدالت کے دروازے پر۔ گویا کہین کا۔

گھسیٹے۔ ہان بھائی بگڑے کا کوئی دوست نہین۔

چوبدار۔ ایسی مصیبت کون سی نازل ہوئی کہ بس اب مرے ہی جاتے ہو۔

گھسیٹے۔ جسکے نہ ہوئی بوائی۔ وہ کیا جانے پیر پرائی۔

چوبدار۔ (ہنسکر) اُف اوہ مار ڈالا۔

گھسیٹے۔ میان ہم آپ ادھ مرے ہین۔ کسی کو مارینگے کیا۔

چوبدار۔ اب چلتے ہو یا مچلتے ہو۔

گھسیٹے۔ ہم تو نہ جائینگے چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے۔

چوبدار۔ تو پھر ہم اب زبردستی لے چلینگے۔ اور نہین تو کیا۔

گھسیٹے۔ یا اللہ کس مصیبت مین جان ہو۔

چوبدار۔ مصیبت کیا آج حلال ہوے بس۔

گھسیٹے۔ جو اللہ کی مرضی ہو بھائی۔

چوبدار۔ اُسکی مرضی کا حال تو وہی جانے مگر ہماری مرضی تو یہی ہے کہ تمھارا گلا چھلکے رہنے دو۔ راہی کہین کا۔

ادھر نواب صاحب نے تراب علی کو حکم دیا کہ بھئی دیکھو سپاہی گھرلا ہی کو چھین کو بلا دو۔ چوبدار بھی مر گیا جا کے۔ تراب علی لپکے ہوئے میان گھسیٹے کے پاس گئے۔ ارے میان گھسیٹے بھوت۔ چلو سپاہی آیا ہے بیٹھے کیا کرتے ہو۔ چوبدار نے کہا اجی یہ تو راگ لائے ہین اسوقت جانے کیا واہی تباہی بک رہے ہین کہتے ہین کہ اب بس پھانسی ہی ہوئی بچّون کی طرح مچل رہے ہین انکی تو کچھ عجیب باتین ہین تراب علی نے کہا ہین! پاگل ہو کون چلو جھٹ پٹ اٹھو۔ گھسیٹے بولا غریب کی جورو سب کی بھاوج یہ تو وہی مثل ہوئی۔ پوچھا آخر کیا چلنے سے بچ جاؤگے۔

میان گھسیٹے افتان وخیزان چوبدار اور تراب علی کے ساتھ ڈرتے ڈرتے ہزار خرابی چلے۔ جب نواب نامدار کے حضور مین پیش کیے گئے تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔

نواب۔ تم بالکل نادان ہو۔

گھسیٹے۔ آپ کے دربار مین جو دانا ہو اسی کو حضور میری عوض بھیج دین۔

نواب۔ واہ بڑے بزدل ہو۔

گھسیٹے۔ حضور یہ چھمّن تو بڑے دلیر ہین انھین کو بھیج دیجیے۔

چھمّن۔ مین کہونگا کہ پہلے تو گھسیٹے ہی تھے بیچ مین کہان آگیا۔

گھسیٹے۔ اور مین کہونگا کہ اسی سے تو آدمی نکل گیا۔

چھمّن۔ گنوار ہین کہ نواب چلے جاؤ۔

گھسیٹے۔ آپ تو ٹھہر گئے ہین۔ پھر آپ ہی میری جگہ پہ تشریف لیجائیں۔

نواب۔ ہم برق انداز سے کہہ دینگے وہ اک دو دن جا کر کپتان لیجائیگا۔

گھسیٹے نے کہا حضور میرا استقفا (استعفا) تراب علی بولا پھر اس سے کیا بچ جاؤگے برق انداز نے قہقہہ لگایا۔ جانو توپ لگی ہو۔ گھسیٹے بولا ہان بھائی ہنسو ہنسو تم۔ وقت ہی تمپر ایسا آن پڑا ہو۔ اس فقرے کو چھمّن نے ایسی نکلی سے کہا کہ واہ جی واہ آج تو سب نے زور سے قہقہہ لگایا اور گھسیٹے کو غصہ چڑھ آیا۔

برق انداز نے دق ہو کر پوچھا آپ چلوگے یا مین چوکی پر رپٹ بولون تھوڑی دیر مین صاحب اجلاس پہ آجائینگے۔ ہمپر خفگی ہوگی۔ نو بج گئے ہین گھسیٹے نے پوچھا بھلا نہ چلنے کی بھی کوئی تدبیر ہی۔

برق انداز نے کہا تدبیر و دبیر بس یہی ہی کہ تمکو کھدیرتا نے چلے (نواب صاحب سے) غریب پرور اب ہمین کیا حکم ہوتا ہی۔ انھین زبردستی پکڑ لیجا ئینگے ہم۔

نواب صاحب نے حکم دیا تراب علی گھسیٹے کو زبردستی لیجاؤ۔ گھسیٹے نے کہا بھیّا سپاہی یہان سے کوس بھر پر میرا گاؤن ہی۔ مین جا کے جورو اور لڑکون سے تو مل آؤن۔ اتنے تو کہون کہ مین اب جاتا ہون (رو کر) ابھی آجاؤنگا۔

برق انداز نے پھر قہقہہ لگایا۔ اخاہ یہ تو جیسے مرنے جاتے ہین۔

نواب صاحب نے کہا سب سے مل کے جائینگے بیچارے۔ جھمن بولا تمے خوب آدمی میان گھسیٹے۔ امام الدین نے کہا کیا چل بسے۔ نواب صاحب نے فرمایا ابھی نہین مگر چل چلاؤ لگ رہا ہی۔ گھسیٹے نے کہا حضور اب میری بندی خلاصی کیجیے (رو رو کر) مین ایسی نوکری سے درگذرا۔

برق انداز بولا اجی نوکری گئی کھیلنے اب چلتے ہو یا مسخرہ پن کرتے ہو۔

میان گھسیٹے کو تراب علی نے گھسیٹ گھسات کر بہزار دقت ایک ڈولی پر لادا اور باندھکر لے چلے۔ برق انداز اور جھمن اور ایک چوبدار ساتھ ساتھ۔

گھسیٹے۔ دُہائی بڑے صاحب کی۔ دُہائی بڑے صاحب کی۔

برق انداز۔ کیا بیہ پڑ رہے ہین۔

گھسیٹے۔ یہ سارا فساد تراب علی اور جھمن کمبخت کا ہی۔

جھمن۔ بس تم صاف صاف کہہ دینا کہ حضور ہمنے غل مچایا گر کھار نے ایک نہ سنی۔

گھسیٹے۔ اجی دیکھیے تو کیسا صاف صاف کہہ دیتا ہون کہ آپ بھی یاد کرین۔

جھمن نے کہا آواز تو نکلیگی نہین کہنے لگے یاد کروگے۔ ہونھ ؟ ۔ میان گھسیٹے گھسٹتے ہوے عدالت کے دروازے تک پہونچے تراب علی نے ایک درخت کے سایہ مین لیجا کر انکو

بٹھایا اور سمجھایا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں کونسلی بڑا خرانٹ ہی۔ تمکو تلوہ بچا لاتا کوئی بد کرامات نہیں دو چار روپے جرمانہ ہو جائینگے۔ بس مزے سے دندنا ئینگے۔

گھسیٹے۔ کا دم فنا تھا۔ مبتلاے رنج و بلا تھا۔ لب پر آہ و فغان قضا کا نوحہ خوان۔

چوبدار۔ ارے یار رقم تو اینٹھنا بھول ہی گئے۔

جھمن۔ واہ بھولتے جیسے پاگل ہو گئے یہان تڑکے تڑکے پانچ سو اینٹھ لائے۔ یہ دیکھو یہ بندے ہوے ہین یار لوگ کہین چوکنے والے ہین بھلا۔

چوبدار۔ اے جیو میرے شیر (پیٹھ ٹھوک کر) شاباش!

جھمن۔ اب مقدمہ ہوے تو چھٹے بجرے ہون پھر

چوبدار۔ امام الدین خان کا بھی حق ہی بھئی۔

جھمن۔ ضرور گر روشن علی کو ایک ٹکا ند ینگے۔

جھمن۔ اجی کس شمر کا نام لیا۔

چوبدار۔ سچ کہنا آج تمکو کیسا دھر دادیا۔

جھمن۔ میان گھسیٹے کس سوچ مین ہو۔

گھسیٹے۔ میان کیا بتائین کس سوچ مین ہین۔

جھمن۔ آخر۔

گھسیٹے۔ آخر کی مان گھوڑے ملتی ہی۔

جھمن۔ واللہ مانتا ہون کبھی کبھی تو وہی اصطبل کی آخر کو جیسان ہوش۔ وہ مثل نہین ہی کہ اوکھلی مین سر دیا تو پھر موسلون سے کیا ڈرنا۔ سمجھ تو چکے ہی ہین کہ پھانسی ہوتی ہے پھر اب تھوڑی سی زندگی کے لیے ہنس بول بھی نہ لین۔

گھسیٹے نے کہا بھئی ایسا نہو کہ صاحب ہمپر جرمانہ کر دین اور تم لوگ دل لگی باز تو ہو ہی اپنے اپنے گھر چل دو اور ہمارا مکان گانسا جاکے ہمکو نقد روپیہ دے دو کہ صاحب ادھر جرمانہ بولے ادھر تڑسے چہرہ شاہی گن دیے۔

تراب علی نے دس روپے گھسیٹے کو دے دیے۔

گھسیٹے کے ہوش پران کہ خدا جانے آج کس بلا مین مبتلا ہون کیا معلوم کمہار کمبخت کی ٹانگ ٹوٹی ہاتھ ٹوٹا سر پھوٹا کیا آفت نازل ہوئی حاکم کیا حکم سنائے۔ کبھی تراب علی سے بہ اصرار کہتے تھے کہ بھائی جان ہمکو ذرا گھر تو ہو آنے دو۔ بقول اگویا کاٹے پانی جاتے تھے۔ کبھی درخت کے سایہ مین بیٹھکر سوچتے تھے کہ بھاگ جاؤن یا دیوانہ بنجاؤن۔ کرون تو کیا کرون۔

جھمن۔ (مسکرا کر) سنا وہ کمہار مر گیا۔

تراب علی۔ نہ جی تم اور ڈراے دیتے ہو۔

گھسیٹے۔ ارے میان ادھ مرے کو کیا مارتے ہو۔

جھمن۔ سوے پر سو ڈرے

گھسیٹے۔ خدا کرے تم بھی کسی مقدمے مین پھنسو۔

جھمن۔ پھنس چکے۔ یہان ایک نیارے ہین۔

گھسیٹے۔ جیلے تو ہو ہی۔ کبھی نہ کبھی پھنسو ہی گے۔

تراب علی۔ اب تم سب کو بانی پی پی کے کوسنا شروع کرو۔

گھسیٹے۔ اللہ کرے سب کا بھلا ہو اور سب کے بعد ہمارا بھی بھلا ہو۔

جھمن۔ یار ابھی تک پکار نہین ہوئی۔

اتنے مین ایک پالکی گاڑی آئی اور صاحب مجسٹریٹ بہادر اسمین سے برآمد ہوے

جھمن۔ انھین کے اجلاس پر مقدمہ ہو۔

گھسیٹے۔ (اٹھکر) ہان بھلا یہ پلٹن کے صاحب تو نہین ہین۔

جھمن۔ یہ کیون۔ اسکے کیا معنی۔

تراب علی۔ اجی انصاف کرینگے ضرور ہی صاحب لوگون کے مزاج مین انصاف بہت ہوتا ہی۔

گھسیٹے۔ ارے بھائی۔ یہ سب تقدیر کے کھیل ہین بچنے والا بچ ہی جاتا ہو دو چار ... اللہ۔

بچنا نہین ہوتا وہ جو چاہے کچھ نہ کرے بے وجہ بچارہ پھنس جاتا ہی۔

جھمن - آج تم بھی قسمت آزمائی کرو۔

گھسیٹے - اللہ مالک ہو بھائی۔

تراب علی - اسے کیا پاس ہی - پاگل کہین کا۔

جھمن - بزدلا - نامردا۔

اتنے مین چپراسی نے پکارا (گھسیٹے کوچبان حاضر ہی)

تراب علی - حاضر ہی - حاضر ہی۔

جھمن - چلو بھیا۔

گھسیٹے - یا خدا یا میرے اللہ - مالک میرے بچایئو - میرے مولا۔

تراب علی - اب چپکے چلے چلو اور جو کچھ دعا مانگنی ہو تو دل ہی دل مین مانگو لڑ بچاتے چلو

گھسیٹے آبدیدہ ہو گیا اگر کوئی ذرا چھیڑتا تو رو دیتا چلا تو قدم اٹھانا دوبھر ہو گیا۔
پاؤن ڈگمگانے لگے رنگ فق چہرے سے وحشت برسنے لگی - چلتے چلتے صاحب مجسٹریٹ
کی بگھی کی طرف گیا اور کوچبین سے یون پوچھنے لگا۔

گھسیٹے - بھائی علیکم السلام -

کوچبین - سلام بھیا۔

گھسیٹے - ہمکو پہچانا -

کوچبین - ہان وہان نواب صاحب کے ہیان ہو - سمند جوڑی کی فٹن پہ

گھسیٹے - ہان بھائی ایک مصیبت مین پھنس گئے تھے پہیے کے تلے ایک کہار
کا ہاتھ دب گیا۔

راوی - اس وحشت کے صدقے کمہار کا کہار اور پاؤن کا ہاتھ بنایا۔

کوچبین - میان یہ کار بڑا نا جیک (نازک) ہی - جری (ذری) اچوکا اور تلوار کی دھار پر دم
آٹھون گھڑی کھیت رہے جیسے جا کے سپاہی۔

گھسیٹے - تمہارے صاحب کا بگاڑ کرتا تو نہین ہی۔

کوچہین - نہین کسوسے بولتے چالتے نہین - سیدھے انگریز ہین بچارے ہم صاحب تو کبھی کبھی کچھ کہتی بھی ہین - یہ بچڑ تو بولتے تک نہین -

گھسیٹے - دیکھیے ہین کیا حکم ہوتا ہی -

کوچہین - اونھ ہونا کیا ہی - روپیہ دو روپیہ جرمانہ اور کیا -

کانسٹبل نے للکارا کہ چلو جھٹ پٹ صاحب خفا ہو رہے ہین -

تراب علی نے بھی ڈانٹ بتائی کہ اب چلتے ہو یا ڈھرّا لے کے بیٹھے ہو - خفگی کا لفظ جو سنا تو میان گھسیٹے کی رہی سہی عقل بھی جاتی رہی - بارے بہزار خرابی اجلاس پر پہونچے تو دونون ہاتھ باندھکر چور کی طرح کھڑے ہوے مگر بدن بھر تھر تھر کانپ رہا ہے - اور پھوٹ پھوٹ کے رونا آتا ہے - نوبت بانیجا رسید کہ صاحب نے اُنسے پوچھنا شروع کیا -

صاحب - تمھارا نام -

گھسیٹے - حضور بال بچے والا ہون - دو ننھے ننھے لڑکے ہین - ایک بیٹا پایا ہی - اور قبیلہ ہی حضور - اور دو منصیان ہین -

صاحب - اوہ ڈل - یہ مجرم ہی گھسیٹے - باپ کا نام ؟ -

گھسیٹے - حضور میرا نام کاغذ پر چڑھا لین مگر باپ کا نام نہ لکھین مرے ہوے مردے کیون اُکھیڑیے -

سررشتہ دار - (شاعر آدمی) مرے ہوے مردے نہین گڑے ہوے مردے -

تراب علی - یہ کوچوانی ہی خوب جانتا ہی - منطق نہین پڑھا ہی -

صاحب - باپ کا نام گڑا مردہ -

راوی - صاحب مجسٹریٹ کا قاعدہ تھا کہ جو کچھ لکھتے تھے اُسکو زبان سے بھی ادا کرتے جاتے تھے - حضرت نے جو میان گھسیٹے کے باپ کا نام گڑا مردہ لکھا تو اجلاس پر حاضرین کو بے اختیار ہنسی آئی -

سررشتہ دار - ابھی اسنے باپ کا نام نہین بتایا -

صاحب - وِل تمھارے باپ کا نام کیا ہی۔
گھسیٹے - حضور میرے بال بچے بھوکون مرجائینگے (ہاتھ جوڑکر) حضور مین مرمٹونگا
صاحب - یہ پاگل ہی۔ کون ہی۔ تم کون ہی۔
گھسیٹے - حضور پاگل ہون۔
صاحب - اچھا کانسٹبل اسکو پاگل خانے لیجاؤ (مسکراکر) جاؤ پاگل خانے تم۔
گھسیٹے - حضور دن بھر گاڑی چلاؤن گا نوکری بجاؤن گا رات کو پاگل خانے مین سورہا کرونگا۔
صاحب - (ہنسکر) باپ کا نام۔
سر رشتہ دار - بتاتا نہین نامعقول گنوار۔
گھسیٹے - ہاے عجب (غضب)
صاحب - باپ کا نام ہاے عجب -
سر رشتہ دار - نہین خداوند -
صاحب - چپ رہو۔ باپ کا نام ہاے عجب - دادا کا نام۔
گھسیٹے - وہ تو عمر بھر مرغ لڑایا کیے۔
صاحب - دادا کا نام مرغ - وِل عمر کتنا
گھسیٹے - نصیر الدین حیدر جب گدی پر بیٹھے تو مین پاؤن پاؤن چلتا تھا۔
صاحب - سر رشتہ دار - اسکا عمر کتنا۔
سر رشتہ دار - خداوند ہماری طرح یہ بھی پچپن سال کے پیٹے مین آگیا۔
صاحب - عمر ۵۵ سال - رہنے والا کہان کا ہی۔
گھسیٹے - اچھی کس میرسی ہی۔
صاحب - رہنے والا کرسی کا - تمنے گاڑی بے کابو (قابو) چلایا۔
گھسیٹے - حضور راس جھمن کے ہاتھ مین تھی۔
صاحب - (سرخ ہوکر) کیا !-

گھسیٹے۔ حضور ذرا حکم دین تو استنجا کر آؤن۔ حواس ٹھکانے نہین ہین۔
سررشتہ دار۔ ارے مرد خدا جو ہوا ہو بتا دے۔ کوئی کھا نہین جائیگا۔
جھمن۔ بتا دو بتا دو۔
تراب علی۔ کہہ دو صاف صاف۔ ڈرتے کیون ہو۔
گھسیٹے۔ تمھین بڑے باپ کے بیٹے ہو تو کہہ دو کہ راس ہمارے ہاتھ مین تھی۔
صاحب۔ مجرم نے اقبال کیا کہ راس ہمارے ہاتھ مین تھی۔
گھسیٹے۔ حضور گلا پھاڑ پھاڑ کر چلایا کہ ہیٹ ہیٹ (بہت زور سے) موڑ پہ سے بھاگ چل ہٹ۔ بچ ہٹ دور ہٹ ایک نہ سُنی اور ہمکو پھانسی دلوائی۔
کھار۔ گوسیان جب کلے پہ گاڑی آئے گئ۔ تب پکارس کہ چل ہٹ حرامجادے جب ہاؤن پھل گیا تب کہس ہمار گوڑ کاٹ ڈارس۔
گھسیٹے۔ حضور اس سے مجھسے لاگ ڈانٹ ہے۔ یہ لیے مرتا ہے۔ حضور میرے بال بچے ننھے ننھے ہین۔ کھارن تو بھولے بھالے کھلونے بنا کے بیچ بھی لیگی۔ میری جورو تو سینا پرونا بھی نہین جانتی۔
صاحب۔ ہمکو تمھاری جورو سے کچھ مطلب نہین۔
گھسیٹے۔ تو خدا حضور کو سلامت رکھے مجھکو تو اُس سے مطلب ہے۔ اس بوڑھو تی وقت مین جورو اور اتا سب وہی ہے۔
صاحب۔ (ہنسکر) تم مسکھری (مسخراپن) کرتا۔
گھسیٹے۔ مسکھری؟ اجی حضور جان پہ بن آئی ہے مسکھری کسکی جورو ہے۔
کھار۔ گوسیان ہمار گوڑ کچل ڈالس ہے۔
صاحب۔ بولو۔ ول تمنے گاڑی تیز کیون دوڑایا۔
گھسیٹے۔ حضور جھمن نے کہا تھا۔
جھمن۔ ارے چپ بیوقوف بڑا شریر ہے بھئی۔
گھسیٹے۔ حضور مین حضور کی صورت دیکھے ڈرتا ہون۔

صاحب - وَل تم ہکو وولف سمجھتا کیا سمجھتا - ہمکو وولف جانتا -

گھسیٹے - مین نہین سمجھا - بوف کیا -

سررشتہ دار - صاحب بہادر فرماتے ہین کہ تم کیا ہکو بھیڑیا سمجھتے ہو -

گھسیٹے اللہ کرے اس کمہار کو بھیڑیا لیجائے -

صاحب - گھسیٹے پر دو روپیہ جرمانہ -

الغرض بڑی دیر تک روبکاری رہی اور آخر کار دو روپے میان گھسیٹے پر جرمانہ ہوے - حضرت نے دو روپے چپکے سے میز پر رکھے اور موچھون پر تاؤ دیتے ہوے چلے -

تراب علی - کہو پھانسی تو نہین دی گئی -

جھمن - جی چاہتا ہے ایک گنڈا دون پاجی کو - ہر ستّے ہمارا ہی نام لیتا تھا - رسی بھی جھمن ہی کے ہاتھ مین تھی - اور گاڑی بھی جھمن ہی کے کہنے سے دوڑائی اور کمہار بھی کچلا تو جھمن کے سبب سے - اس مردود کی شیطنت کو تو دیکھیے -

تراب علی - اس تو تو مین مین کو جانے دو مطلب کی دو دو باتین سن لو -

جھمن - انکو اچھی طرح سمجھا دو -

تراب علی - گھسیٹے - جو کچھ مل رہے تو کیسا -

گھسیٹے - مل رہے ؟ مل کیا رہے ؟

تراب علی - اجی روپیہ مل رہے تو کیسا -

گھسیٹے - ہم سمجھے ہی نہین - روپیہ کیا چھت پھاڑ کے ملیگا - کہین ڈاکا واکا ڈالنے کی نیت تو نہین ہے - اجی ہان - کہ پھر کچہری آنا پڑے - اور ابکی بڑا گھر ہی دیکھین - بھیا - اب خدا یہان نہ لائے - باپ کا نام بتاؤ دادا کا نام بتاؤ حلف اٹھاؤ - توبہ اب سے آئے گھر سے آئے -

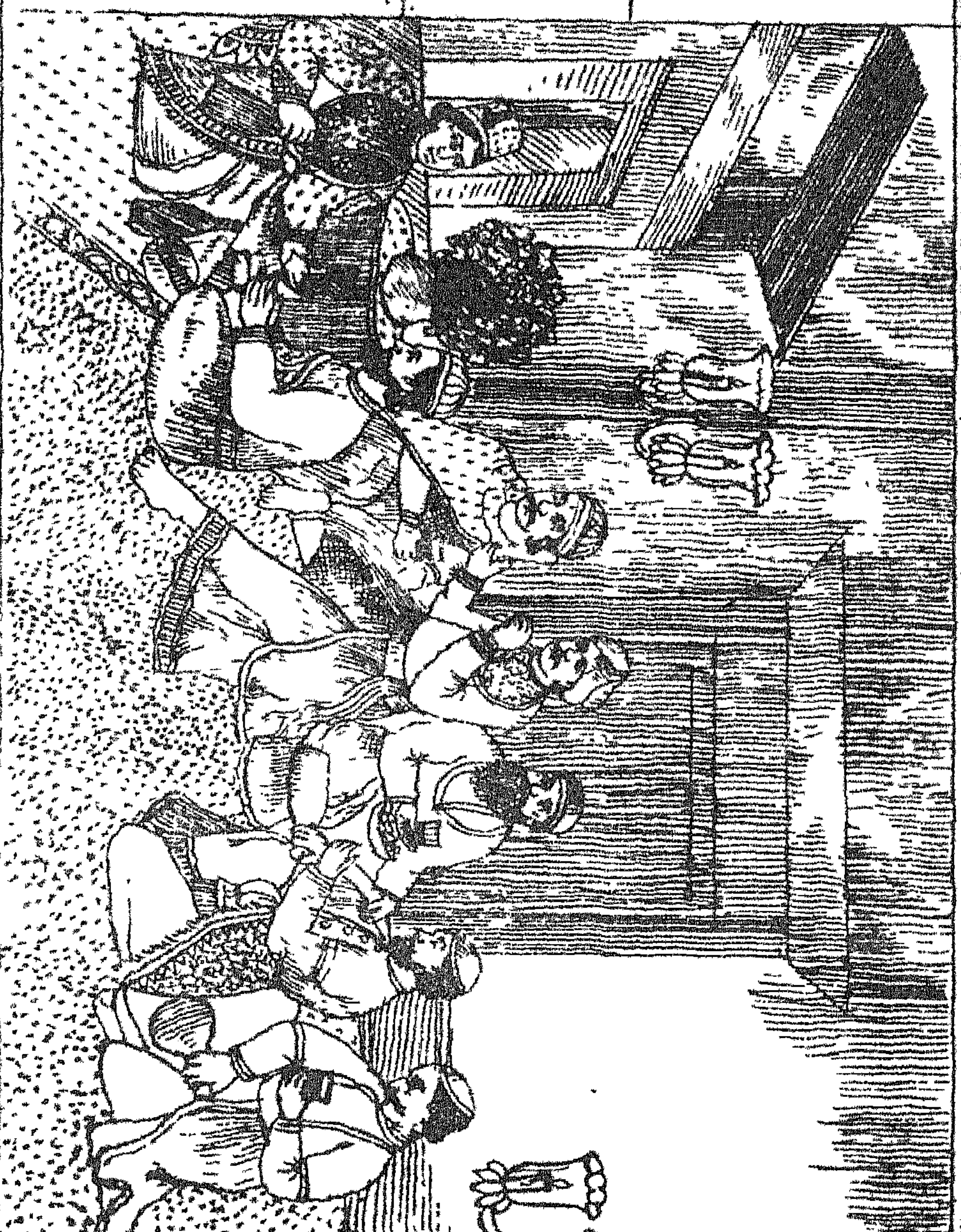
تراب علی - کتنا کوڑھ مغز آدمی ہے - اسے میان نواب سے اگر جھوٹ بول کے روپیہ ملے تو لوگے کہ نہین -

جھمن - نہین زہر ہی -
گھسیٹے - واہ - نیکی اور پوچھ پوچھ - جوتے وہ تمکو تو بھی دین -
جھمن - (ہنسکر) اور بیٹے وہ آپ کو بھی سبق دیتا ہی -
تراب علی - ع

ہم تو مرشد تھے تم ولی نکلے

تم اللہ ہمکو دو شان کبریائی مگر تم پسندریا پن نہ کرنا -
گھسیٹے - نہین یہ کیا بات -
جھمن - تم کہنا کہ ایک انگریز کونسلی ہماری طرف سے تھا - اس نے خوب خوب تقریر کی -
تراب علی - اور کہنا کہ کمہار نے بھی ایک ڈبلو کیا تھا -
گھسیٹے - اجی ہم کہہ دینگے کہ اراٹون صاحب اُنکی طرف سے تھے -
تراب علی - ارے ! کہین ایسا غضب بھی نہ کرنا - اراٹون تو ولایت گئے ہین -
جھمن - دھروا ہی دیا تھا -
تراب علی - نہین جی - وہان کس کو یہ فکر ہی کہ اراٹون کون ہی اور کہان -
گھسیٹے - تو پھر ہمکو کیا دلواؤ گے - ہم پندرہ سے کم نہ لینگے -
تراب علی - (جھمن کے کان مین) اچھا گو کھا پھنسا -
جھمن - بھئی پندرہ دینگے مگر اس شرط سے کہ ایک رپٹ کے یار لوگ دم لگائین -

	دورچھٹا	
	بزم شراب	



تشنہ ام جام شرابے ساقی
دم آبے دم آبے ساقی

آج آمادۂ شر ہین سب رند
روکنے سے نہ رکینگے اب رند

درِ مسجد پہ اڑینگے جاکر
آج واعظ سے لڑینگے جاکر

محتسب کے بھی مزے لینگے
مے گلرنگ کے چھینٹے دینگے

یہ بھلا سنتے ہین کب قاضی کی
ست ہین کرتے ہین اپنے جی کی

رند ہین آج بڑے زوردن پہ
کہہ دو قاضی سے نہ نکلے باہر

ورنہ چھن جائیگا جامہ اُسکا
زہن سے ہوگا عمامہ اُسکا

مستعد لوٹ پہ ہین سب احباب
جس طرح پائین پئین آج شراب

جبہ تسبیح و عمامہ بک جائے
آج سب زہد کا جامہ بک جائے

موسم گل ہوے احمر ہو
صبر پھر ہم سے بھلا کیونکر ہو

باغ مین سب ہین مچائے ہوی شور
بلبلین ہین کہین کویل کہین مور

دوب ہر سمت ہری نکلی ہے
قاف سے سبز پری نکلی ہے

بادہ خوار دن کی بھی تیاری ہو
ساقیا چل کہ تری باری ہے

اب سنیئے کہ جب میان گھسیٹے چھمن کے ساتھ نواب صاحب کی کوٹھی سے روانہ ہوئے تو مصاحبون نے باہم سازش کرکے بھولے بھالے رئیس کو چھینٹے دینے شروع کیے۔

امام الدین۔ کیون حضور کیا نصیب اعدا کچھ طبیعت ناساز ہو۔

روشن علی۔ چہرے پر اُداسی چھائی ہوئی ہو۔

امام الدین۔ بھئی اُداسی تو چھایا ہی چاہیے کتنی بڑی بدنامی کا مقدمہ ہی۔

حاکم علی۔ اجی ہمارا کونسلی بھی خوب لڑیگا۔

امام الدین۔ بھائی جان جنگ دوسرطرف سرکاری وکیل بھی بلا کا مقرر ہو۔

حاکم علی۔ اجی خدا مالک ہو۔

روشن علی ۔ حضور کا چہرہ دیکھکر مجھے وحشت ہوتی ہی۔
امام الدین ۔ انتہا کا رنج اور قلق ہی بھائی ۔ آج لکھنؤ بھر مقدمہ دیکھنے اُمنڈ آئیگا۔
روشن علی ۔ خداوند نعمت للہ دل کو مضبوط رکھیے ۔ یار و غم دور کرنے کی بھی کوئی تدبیر ہی۔
نواب ۔ اسوقت واقعی ہمارا پتلا حال ہی۔
مصاحبین ۔ اے حضور خدا نکرے ۔ خدا نکرے ۔ حضور کے دشمنون کا پتلا حال ہو۔
رفیق ۔ پھر آج بھی چکا ہی اُڑے یا چوسر ہی کی دو ایک بازیان ہو جائین۔
روشن علی ۔ کھیلا کس سے جائیگا ۔ چہرے کی کیفیت نہین دیکھتے۔
امام الدین ۔ حضور غم غلط کرنے کی ایک وہ تدبیر ہی کہ سارا رنج منٹون مین دور ہو جائے۔
روشن علی ۔ کیا کیا ہم بھی سنین۔
نواب ۔ بتاؤ پھر بتاؤ نہ۔
امام الدین ۔ حضور جان بخشی ہو تو غلام عرض کرے ۔ پیر و مرشد تخلیے مین چلکر عرض کرونگا۔

امام الدین مصاحب نمبر اول نے کونے مین لیجا کر نواب نامدار سے آہستہ آہستہ کچھ کہا ۔ نواب نے کہا اجی نہین لاحول ولا قوۃ ۔ امام الدین بولا حضور کو اختیار ہی ۔ مگر رنج کے لیے تو اکسیر ہی اکسیر ۔ نواب نے کہا کھل جائیگا اُس نے کہا اے خداوند کیا مجال ۔ کھل جائے تو وہ سزا دیجیے جو چور کی ہوتی ہے ۔ ایسی بات سے بھلا ۔ ہم حضور کے بدخواہ تھوڑا ہی ہین ۔ کچھ جان نثارون سے بھلا یہ اُمید ہو سکتی ہی ؟ ~

غم کار خود را بیفزاے قدر ۔ کہ ہرگز نیاید ز بیہودہ عذر

حضور مین ذمہ دار ۔ جو ذرا کسی کے فرشتہ خان کو بھی خبر ہونے پائے ۔ روشن علی سے بھی مشورہ لے لیجیے ۔ اشارے سے روشن علی کو بلا کر ۔ حضور ایک امر مین مشورہ چاہتے ہین روشن علی نے کہا مین سمجھ گیا ۔ پوچھا پھر کیا کہتے ہو ۔ کہنا بسم اللہ کیجیے ۔ نواب صاحب نے کہا لائیگا کون

امام الدین بولے ہیں ابھی اسی دم۔ یہ کون بات ہے۔ نواب صاحب نے حکم دیا اچھا لاؤ بھی۔ دیکھیں تو سہی۔

حضرات ناظرین! کچھ سمجھے بھی۔ جی! یہ راز و نیاز کی باتیں ہیں۔ سنئے مصاحب بدمعاشوں نے آپس میں سکوٹ کر لی تھی کہ جب گھسیٹے دفان ہو تو سب کے سب مل کے نواب سے کہیں کہ حضور کا چہرہ بہت اُتر گیا ہے۔ اُس وقت ایک کہے دوسرا تائید کرے تیسرا کچھ بیان کرے اسی طرح وہ وہ فقرے چست ہوں کہ وہ خود بیمار بن بیٹھیں۔ تب امام الدین خان چھیڑیں کہ حضور غم غلط کرنے کے لیے جام شراب ناب کافی ہے۔ خوب ہی بھبتے دیں۔ اور بادہ گلگوں کی بڑھ بڑھ کے تعریفیں کریں۔ اگر اس رنگ میں آ گئے تو سبحان اللہ۔ پھر کیا پوچھنا ہے روز ٹنڈھا کرے۔ اور پھر یاران بادہ نوش سرشار ہو جائیں بڑی دیر تک کمیٹی رہی آخر کار باتفاق رائے یہی تجویز قرار پائی کہ رئیس زادہ مانے یا نہ مانے چھیڑو ضرور جوان آدمی ہے شاید بادۂ احمر کا شوق چرائے۔

خیر نواب صاحب نے تھوڑی دیر غور کر کے آخر کار منظور ہی کر لیا۔

امام الدین خان مصاحبوں بھر میں سب سے زیادہ خرانٹ تھے اور پرلے سرے کے بادہ گسار۔ دائم الخمر۔ سوچے کہ اگر برانڈی ہی سے بسم اللہ ہوئی تو سب بنا بنایا معاملہ بگڑ جائیگا۔ لہذا ابتدا میں وہ پلواؤ کہ نواب صاحب کو شراب سے عشق ہو جائے۔ پھر دیکھا جائیگا۔ جاتے کہاں ہیں۔ ادھر نواب صاحب سے منظوری حاصل ہوئی۔ ادھر امام الدین خان نے دیوان جی کے پاس جا کر سو روپے رئیس کے حساب میں لکھوا کر مانک جی کی کوٹھی کا راستہ لیا۔

امام الدین۔ مانک جی! بندگی عرض ہے۔

مانک جی۔ (بہت ہی خوش ہو کر) بندگی بندگی آپ اتنے روز کہاں رہا۔

امام الدین۔ طبیعت کچھ بے لطف تھی۔

مانک جی۔ [illegible] دس دس دن شراب [illegible]

امام الدین۔ لائیے پھر اسوقت تو پلائیے۔

مانک جی۔ بولیے کیا حکم ہے۔

امام الدین۔ ڈنس مونی برانڈی اور سوڈا اور برف۔

مانک جی۔ (پارسی زبان مین) بیراجی۔ ڈنس مونی اور سوڈا اور برف آپ کو پلاؤ بہت جلد۔

بیراجی نے کہا۔ اخاہ کہان رہے اب تلک۔ کہا کہان بتائین یار کچھ پوچھو نہ بیراجی نے کہا ایک دن ہم نے آپ کو کہین دیکھا تھا۔ پوچھا کہان؟ کہا امین آباد پوچھا کسکے ہان۔ کہا بس سمجھ جاؤ تم لوگ بڑا بدمعاش ہے۔ یہو دونون کے پاس کیا کرنے گیا تھا کہا ہان وہ (ہنسکر) تم بھی خوب ٹوہ لیے رہتے ہو۔ بیراجی نے کہا لیجیے صاحب پیجیے واہ کیا برانڈی ہے۔ بڑھاپے جوان ہو جاے اہو ہو شراب کیا قدرت خدا ہے۔

امام الدین خان نے سوڈا کے ساتھ برانڈی کے دو جام پیے۔ جب سرور محبوب گٹھے تو بیراجی اور مانک جی سے باتین کرنے لگے۔

امام الدین۔ ہمین کچھ بوتلون کی ضرورت ہے۔ اور کچھ اور سوڈا خریدینگے۔

بیراجی۔ لیجیے۔ اب تو آپ کچھ خریدتے ہی نہین۔

امام الدین۔ (فہرست نکالکر) ان اشیا کی قیمت بتاؤ۔ ڈنس مونی برانڈی لمن سیرپ (شراب لیمون) پک می اپ۔ آرنج بٹرز۔ آیا پانا۔ سوڈا واٹر۔ لیمونیڈ۔ ٹمبلر۔ وائین گلاس اسپون۔ نورک چینی کی تشتریان۔ چینی کی پلیٹین۔ چاے دان۔

بیراجی۔ پونے تین اور تین پونے چھ ہوے اور سوا ساٹ ہوے اور سوا۔ سوا آٹھ اور تین۔ سوا گیارہ اور عمدہ آیا پانا کی بوتلین پانچ ہی پانچ روپے آئینگی۔

امام الدین۔ اجی دامون کا خیال نہ کرو اعلی سے اعلی دو۔

بیراجی۔ اچھا تو سوا گیارہ۔ اور دس۔ اکیس روپے چار آنے اور دو روپے تیئیس چار آنے۔ ٹمبلر ۵ کے ہوے۔ رحہ ۵ اکیاون روپے اور چار چپن ہوے

اور دس روپے چھپنٹھ اور بارہ معلے سا سی اور عے سا نوے اور سات روپے - ایک سو چار کا مال ہوا سب -

اما الدین - ایکے دو سو دس روپے سات آنے لکھو -

ہیرا جی - ہان ! کیا لائے رنگ پر - چین کرو بس -

ہیرا جی نے کل سامان وحشت مزدوروں کے سر پر لاد کر انکے ساتھ بھیجا امام الدین سوچے کہ اگر بڑے پھاٹک کی طرف سے لے چلے تو خدمتگار سپاہی دواجی سب کی نظر پڑیگی لہذا دوسرا دروازہ کھلوا کر چپکے سے لے گئے اور مصاحب تو سب گٹھے ہوے تھے ہی کسی غیر کو کانون کان خبر بھی نہو نے پائی -

رفیق - (نواب سے) پیر و مرشد - سب سامان آگیا -

نواب - سامان کیسا !

رفیق - وہی جو امام الدین خان لینے گئے تھے -

نواب - ہان ! اُس مین سامان ہی کیا تھا - ایک بوتل ہی نہ ہو !

رفیق - حضور وہ تو درجن بھر مزدورون پر لاد کر لائے ہین -

نواب - سب چیزین یہان اُٹھوا لاؤ - اور کوٹھی کا دروازہ بند کرا دو - آہہ ہہ ہہ ہو بھئی واللہ کیا کیا چیزین ہین - خدا گواہ ہر جی خوش ہو گیا -

امام الدین - حضور سب جا کڑا ہین - جو کہیے اس مین سے پھیر دون -

نواب - واہی ہو کچھ پھیرنا یہ کیا معنی - ہر سب سامان کوئی ڈھائی سو کا ہر -

روشن علی - اس مین کیا شک ہر خداوند -

رفیق - بلکہ اور زیادہ کا ہو گا -

امام الدین - حضور کوئی انیلا جاتا تو تین سو سے کم کو نہ لاتا - اور اگر حضور جاتے تو حضور سے پانچ ہی سو لیتے - مگر غلام دو سو گیارہ روپے اور سات آنے مین سب لایا ہر - حضور تراب علی کو بھی کچھ ری بھیجیے - جھمن اکیلے گھبرا ئینگے تراب علی آداب عرض کر کے رخصت ہوئے -

اتنے میں ابر سیہ نے عشرت صحبت رندان کی آگ اور بھی بھڑکائی قبلہ کے رخ سے جھومتی ہوئی کالی کالی گھٹا آئی اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام گلستان عالم پر چھاگئی۔ ؎

برق چشمک زن ز طرف کوہساران میرسد
ساقیا سامان ساغر کن کہ باران میرسد

آمد فصل بہاری ہے آج
شور پر شور گھٹا اٹھی ہے
کیا گھٹا ٹوپ ہے چھایا سا دل
جس طرف دیکھو گھٹا ہے چھائی

جوش پر رحمت باری ہے آج
کیسی گھنگھور گھٹا اٹھی ہے
چاروں جانب سے گھر آیا بادل
آج چلتی ہے ہوا چوبائی

خوب دکھلا رہی ہے زور گھٹا
سیے دیتی ہے شرابور گھٹا

اب سنیے کہ برسات کی رت سہانا سمان۔ در و دیوار نور افشان۔ کوٹھی عالیشان لطافت کی روح نزہت کی جان۔ سامنے خانہ باغ۔ زینت و فرحت کا چشم و چراغ۔ اشجار ہرے بھرے۔ گلبن پھولے پھلے۔ گل بوٹے پر بہار خضارت آگین۔ ایک ایک شاخ بہار آفرین۔ سبزان چمن کا دھانی لباس۔ پھولوں کی مست کرنے والی بوباس نرگس شہلا کی نظارہ بازی سوسن آزاد کی زبان درازی۔ برگ گل کی رنگ آمیزی۔ نسرین و نسترن کی تلخ بیزی۔ شگوفہ حجرہ نشین۔ کہیں سمن کہیں یاسمین جو پھول ہے خندہ رو کشادہ جبین۔ نازک اندام نازک آئین۔ نو عروس بہار کا نکھار قابل دید ہے۔ شاہدان چمن پردہ عالم ہے کہ دید ہے نہ شنید ہے۔ سنبل رو کش طرۂ تابدار محبوبان پری تمثال ہے۔ نیشان صبح نفس و دقیقہ رس تحریر ور و شنفشہ سے صفت سنبل ہمرنگ محال ہے۔ گل اور نگ۔ رشک نگار خانہ ارژنگ الغرض جو روش ہے اس درجہ غالیہ بار ہے کہ مشام جان رشک طبلۂ عطار ہے۔ موج ہوا شانہ کش جعد خوبان فرخار ہے۔ تختہ بجائے خود گلزار ہے۔ نسیم عنبر بار کی مستانگی

اور نگار بندی سے سبزہ سبز بخت ہے۔ موسم گل اور بادہ نوشی کا وقت ہے۔ ہر سمت تماشا نظر فریب۔ گلبدنون کا حسن بلیغ آتش زن کالاے صبر و شکیب۔ نونہالان چمن کی چہرہ افروزی اور باد نوروزی نے ستم ڈھایا۔ اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ ابر سیہ جھوم جھوم کر آیا۔ چمن بہین نمونۂ قدرت بیچون ہے موسم جوش جنون ہے۔ سہ

عشرت سے بلبلون کو قفس کا نہین خیال
گلچین سے اب گلون کو نہ مطلق رہا ملال
از خود شگفتہ ہو گئے غنچون کا ہے یہ حال
بھولے ہوے ہین کبک دری اپنی چال ڈھال
ہر برگ بوستان جہان کا نہال ہے
شمشاد جھومتے ہین خوشی کا یہ حال ہے

باد نسیم رقص کنان ہے چمن چمن
پھولے نہین سماتے ہین جامے مین گلبدن
مہکی ہوئی ہے چار طرف بوے نسترن
یہ گل نئے کھلے ہین کہ سوسن ہے خندہ زن
ہر خار پر گلون سے سوا اب نکھار ہے
بلبل کا ذکر کیا رگ جان بیقرار ہے

ادھر کالی کالی گھنگھور گھٹا چھائی۔ ادھر رندان بادہ نوش نے محفل جمائی مصاحبون کی بن آئی۔ خوب شراب لنڈھائی۔ امام الدین مصاحب نمبر اول کے بادہ گسار درجہ اعلی کے میخوار۔ مئیچون کے پیر۔ بدمستون کے دستگیر۔ فن مے نوشی کے مسلم الثبوت استاد۔ سیہ مست مادر زاد۔

روشن علی مصاحب نو آموز۔

میر گلباز۔ اجونی مین چہرہ دن کے گرد گھنٹال تھے۔ صاحب مال و منال تھے شراب پینے مین طاق۔ سیہ مستی مین شہرۂ آفاق۔

لالہ حسین بخش۔ ہر دم کچے کھڑے کی چڑھی رہتی تھی۔

افیونی مصاحب۔ چینیا بیگم کے عاشق زار مگر شراب سے خشک نہ تھا۔

الغرض یہ پانچون مصاحب چھوٹے نواب صاحب کے محرم راز ہوے۔ ہمدم و ہمراز ہوے۔ میان امام الدین ساقی بنے۔ دور چلنے لگا۔ امام الدین نے نوش مونی

برانڈی کی بوتل کھولی - اور ڈرتے ڈرتے آدھا واکین گلاس ٹمبلر مین ڈالا - تھوڑی سی برف ملائی - لیمونیڈ کا کاگ دن سے اڑایا - اور ملن سرب - (عرق لیمون) ملا کر چھوٹے حضور کو پلایا ؎

ای دل شراب پیجیے دن ہین شباب کے
قربان واعظون کے عذاب و ثواب کے

نواب نامدار والاتبار بادہ گسار تو تھے ہی نہین جھجکتے ہوئے آپ نے دس دس بیس بیس قطرے نوش جان فرمائے تو لمن سرب کے ذائقے اور بوباس سے ایسے مسرور ہوئے کہ جامے مین پھولے نہ سمائے - اور عین حالت سرور مو نور مین خواجہ میرور کا یہ شعر زبان پر لائے ؎

کیا بادۂ گلگون سے مسرور کیا دل کو
آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو

امام الدین باغ باغ - مصاحبون کا جوش بریت پر دماغ -

بیا ساقی آن مے کہ حور بہشت
عبیر ملائک دران مے سرشت

بیا ساقی آن مے کہ تیزی کند
بباغ دلم مشک بیزی کند

بیا تا بنوشم بیاد کسے
کہ ہست از غمش در دلم خون بسے

بیا ساقی آن جام یاقوت وش
کہ بر دل کشاید در وقت خوش

مصاحبون کے منھ مین پانی بھر آیا - ساقی لاابالی کی تندرستی کے لیے سب نے دست دعا اٹھایا ؎

ہمیشہ گرم ہو حسن مین ساقی سبزہ رنگ
محفل مین اب تو لوگ ہین سب تشنۂ ترنگ

دیتے ہین ایک جام کے اندر دو رنگ
شیشے اٹھا کے منھ سے لگا لین یہ ہے امنگ

اب تاب ضبط کی نہین بے اختیار ہین
ہم چکھنے سے دختر رز سے سرشار ہین

امام الدین خان نے ایک ایک جام برانڈی سب کو پلایا - اور ایسا چھکایا کہ سب

پرست اور جنون پرست ہو گئے۔ ادھر ابر سیہ اور باد بہاری ادھر بادہ نوشون کے جھگھٹے اور سیہ کاری۔ بادہ خوار غزل خوان اور طرب کوش ہین۔ ساقی ہر گردش جام ہی اور بادہ نوش ہین۔

امام الدین ؎ یا الٰہی حلال ہون واعظ + دخت رز کو حرام کرتے ہین۔

نواب۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ کیا کہا ہی۔ آہو ہو ہو یہ کس کا کلام ہی۔

امام الدین۔ ای حضور ملک الشعرا امیر وزیر صبا کا شعر ہی۔

نواب۔ خواجہ صاحب کے ارشد تلامذہ۔ کیا روزمرہ ہی۔ واللہ کیا بول چال ہی۔

امام الدین۔ حضور جب ہی تو مشہور ہوا کہ نسیم اور صبا نے آتش کو بھڑکا دیا۔

روشن علی۔ نسیم کون یہ پنڈت دیاشنکر۔ اجی کن دھوتی بندون کا ذکر کرتے ہو۔

نواب۔ کیا! دھوتی بند!!! سخت متعصب ہو تم۔ (چین بہ جبین ہو کر) قسم قرآن کی یکتا و بے مثل تھا۔ دیاشنکر نسیم خواجہ صاحب کا ناز اور فخر تھا۔ گلزار نسیم مین قلم توڑ دیے ہین اور اسکے کیا معنی ہندو کا کلام اچھا ہو تو تعریف نہ کرے اور صبا تو خود نسیم کے مداح تھے۔ ؎

	ای صبا وہ ہوا سے باغ نہین		چل بسے ہین نسیم جسدن سے	

امام الدین۔ پیر و مرشد وہ ایسا سخن سنج و نکتہ دان تھا کہ بعد مرگ کشمیری پنڈت کہتے ہین ہندو اور مسلمان کہتے ہین مسلمان تھا۔ اب چار دن مین سن لیجیے گا عیسائی کہینگے کہ کرستان تھا۔ حق یون ہے کہ وہ فخر بنی نوع انسان تھا۔ سچ ہی۔ ؎

	چنان با نیک و بد عرفی بسر کن کز پس مردن	
	مسلمانت بزمزم شوید و ہندو بسوزاند	

نواب۔ ہاے واللہ مصرعے کیا قند و نبات کے ریزے۔ جواہرات کے ٹکڑے ہین۔ (چٹکی لیکر) ؎

	تھا دم بخود آسکی سنکے فریاد		انگلی لب جو پہ رکھ کے شمشاد	

خدا گواہ ہی نور کے مصرعے ہین جنکو آپ زمزم سے دھوئیے۔

روشن علی۔ (شراب کے نشے مین) لاحول ولا قوۃ کافر کے کلام کی اور یہ تعریف۔

لالہ حسین بخش۔ (امام الدین کو خالی جام دکھا کر)۔ ؎

صاحب قلقل سے صدائی ہر آمین آمین	اپنے ساقی کو جو ہم رند دعا دیتے ہین

نواب۔ ؎

دی اُسنے دعا کہا بصد سوز	فرخ ہون تنہا مین این فیروز
گل ہون تو کوئی چمن بتاؤن	غربت زدہ کیا وطن بتاؤن
گھر بار سے کیا فقیر کو کام	کیا لیجے چھوڑے گا نون کا نام
پوچھا کہ سبب کہا کہ قسمت	پوچھا کہ طلب کہا قناعت

امام الدین۔ ای سبحان اللہ حضور کو زہ دریا نوش اسی کو کہتے ہین۔

نواب۔ ماقل ودل اسے۔ ذرا سنیئے گا۔ ؎

بے طرح گلون کی ہی تو شیدا	گلچین نہ ہوا ہو کوئی پیدا

میر گلباز۔ اہاہا۔ (چٹکی لگاکر) ہان حضور دو چار شعر اور پڑھیے گا۔ حضور کی زبان سے اور بھی بھلے معلوم ہوتے ہین۔

امام الدین۔ حق ہی۔

لالہ حسین بخش۔ ہم کہنے ہی کو تھے۔

نواب۔ (جام اٹھاکر)۔ ؎

بولی وہ پری بصد تامل	کیون جی کہین لے گئے تھے وہ گل
بلبل کی طرف کیا اشارہ	جھلا کے کہا کہ خام پارہ
غربت مین لگا یا داغ تو نے	لٹوائی بہار باغ تو نے

امام الدین۔ حضور دور چلتا جاے ایسی شعر خوانی نہو کہ پینے مین فرق آئے

میر گلباز۔ پینے کے اب دن گئے۔

نواب۔ (مسکراکر) بجا ارشاد ہوا۔

میر گلباز۔ حضور اسوقت کا کہنا سننا ساقی کے قابل ہی۔ ؎

کیفیت شراب مین ہو بے تکلفی	پاس ادب مجالس رندان سے دور ہی

نواب - ابھی اسوقت سرور ہی۔

کاگ دنادن اڑنے اور آسمان کی خبر لانے لگے۔ رندان بدست جام پر جام لنڈھانے لگے۔ ؎

دور چلے دور چلے ساقیا　　اور چلے اور چلے ساقیا

اسنتے میں پھوہار نے بہار کی آگ کو اور بھی بھڑکایا۔ ترشح نے خوب ہی رنگ جمایا۔ ؎

لاکھوں میں بھی چھپتی ہوئی وہ محفل طرب　　ہر شخص تاک میں تھا کرے بادہ عتب

میر گلباز - (امام الدین سے) ؎

یاں خوف کچھ نہیں ہی حساب و کتاب کا　　دے بھر کے اپنے ہاتھ سے ساغر شراب کا

امام الدین - یار دوڑا سمند جوش کی باگیں لیے ہوے۔ ایسا نہو کہ ٹھوکر کھا دو۔

نواب - ارے میاں آتی تو پیے کہ نین ہو جائیں ؎

موے تو تشنۂ الفت اتر گیا عاشق　　وہ کیا شراب تھی جسکا خمار تک نہ رہا

گلوں پر خون ٹپک رہا ہی۔ باغ بوے عنبر بار سے مہک رہا ہے۔ آب آتش لباس کا جام مروق چھلک رہا ہی۔ ہوش کچا نکر گیا۔ ؎

قلقل شیشۂ مے سے ترے میکش ساقی　　سن رہے ہیں خبر راز نہان واعظ

اپنے رندوں کی میں ہو حق کا ہوں سننے والا
یا الٰہی نہ سنانا سخنان واعظ

میر گلباز - یہی بات ہی حضور۔ ؎

لطف مے تجھ سے کیا کہوں زاہد　　ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

لالہ حسین بخش نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ امام الدین کی آنکھ چوکی اور حضرت نے بوتل منھ سے لگائی اور چوتھائی لنڈھا گئے تو آنکھڑیاں خون کبوتر کی سی سرخ ہوگئیں۔ اپنے آپے میں نہ رہے لگے غل مچانے۔ ؎

سفر اعلیٰ موج دامن دریا کتر گئی　　کشتی کا بادبان سر دریا کتر گئی

روشن علی۔ (تعل مچاکر) حضور دیکھا۔ دھوتی بند کا کلام سُنا سُنا حضور سُنا دھوتی بند بین جی اور کیا۔ صاحب تمھارے کیا ہینگ تھی۔ سُنا حضور یہ دھوتی بند جی۔ کیا کہا۔

امام الدین۔ پیر و مرشد انکی تو خبر آگئی۔

نواب۔ (قہقہہ لگاکر) ہان اب یہ تو چل بسے۔ اچھے آدمی تھے بیچارے۔

روشن علی۔ (رُک رُک کے) نہین۔ حضور۔ مین۔ مین۔ مین۔ مین نے کیا کہا۔ ہان مین نشے مین نہین ہون۔ سُنا حضور۔ یہ دھوتی بندون کا۔ کیا کہتا تھا مین۔ مگر خداوند نشے مین نہین ہان۔ ہان سمجھے۔ لوگ۔ مین نشہ نہین۔

نواب۔ (ہنسکر) ہان ہان سب سمجھے۔

امام الدین۔ میان روشن علی اب نہ پینا بھائی۔

روشن علی۔ یہ۔ یہ۔ یہ دل لگی بازی اچھی۔ نشہ نہین مین مین کو۔

امام الدین۔ (زور سے قہقہہ لگاکر) مین کو؟ خاصے۔

نواب۔ اجی حضرت مجھکو یا مین کو۔

روشن علی۔ (لیٹ کر) جی حضور میکو ہمارا کا نام ہی۔ مگر سُنا دھوتی کا اشعار۔

نواب۔ (مسکراکر) ہان دھوتی بند کا اشعار سُنا۔

امام الدین۔ آپ نے بھی کوئی اشعار یاد کیا۔ آپ بھی تو فصحا اور علما ہو۔

میر گلباز۔ چڑھ گئی۔

امام الدین۔ غین ہو جی۔ اب ہوش مین تھوڑا ہی ہو لیجے۔

نواب۔ کچھ اور پلاؤ جی امام الدین۔

امام الدین۔ ابھی خداوند (آیا پانا کی بوتل اُٹھاکر) پیر و مرشد زاہد کے دادا کو پلا ئے تو واللہ شراب طہور بھول جائے۔ ہائے کیا شراب ہے۔ آب حیات ہی واللہ آب حیات ہی ؎

بدہ ساقی آن تلخ شیرین گوار	کہ شیرین بود بادہ از دست یار

اگر ہوشمندی بیا بادہ نوش	چو نوشی دمے یادہ آئی بہوش

حضور لسان الغیب حافظ شیرازؒ نے یہ اسی شراب ناب کی تعریف مین کہا تھا۔

نواب۔ (ایا پانا کا جام پی کر) واہ۔ میان یہ تو شربت قند و نبات ہے۔ شراب کیا آب حیات ہے۔ اہاہا (پھر چسکی لگا کر) واہ۔ صوفی اُسکو ام الخبائث کہتے ہین۔

راوی۔ دیکھیے رفتہ رفتہ قلعی کھل جائیگی۔ گھبرایئے نہین ذرا۔

امام الدین۔ جی ہان حضور۔ اسی کو زاہدون نے حرام کر دیا ہے۔ ایمان سے کہیے گا کیا چیز ہے۔ واللہ جو سو برس کا بڈھا پیے تو از سر نو جوانی عود کر آئے۔

روشن علی۔ سُنا حضور (کروٹ بدلکر) دھوتی بند ہین یہ۔ آپ —— ہان کیا او۔ (آنکھین کھول کر) یہ کس کا مکان ہے جی۔ ہائین۔ ہمارا کھپریل کہان ہے۔

لالہ حسین بخش۔ (گلا پھاڑ کر) مار لیا۔ مار لیا۔ مار لیا ہے۔ ہم نے کام دیو کو مار لیا ہے۔

نواب صاحب نے کہا ارے یہ تو غل مچانے لگے۔ توبہ توبہ خدا ہی خیر کرے امام الدین خان نے اُٹھکر سب دروازے بند کر دیے۔ اور خدمتگار سے کہا کہ خبردار کسی کو یہان آنے نہ دینا۔ جو آئے اُس سے کہہ دو کہ نواب صاحب سوار ہو گئے۔

روشن علی۔ ارمیان امام الدین۔ ذرا۔ ہان لاؤ۔ جام لاؤ۔ ہم ابھی اور پئینگے سُنا ہم کچھ اور ہم —— لانا ایک بھر کے جام۔

نواب۔ دونون بگڑے ہوئے ہین۔ پھر اب علاج کیا کرین جی۔

میر گلباز۔ خداوند کیا عرض کرون۔ مگر گھبرایئے نہین۔ مین ان دونون کا بندوبست کر دونگا۔ دونون اسوقت چور ہین یہ بخت بالکل از خود رفتہ۔

نواب۔ (چسکی لگا کر) بھئی واقعی یہ ایا پانا شربت قند و نبات ہے۔ سچ مچ آب حیات ہے۔

راح ۔ روح ہی۔ کیمیاے فتوح ہی۔ شکر بیون کے لب لعل گون کے بوسے کا مزہ آتا ہی۔ ایک جام روح کو وجد مین لاتا ہی۔ لطف زندگانی ہی تو یہ ہے۔ لطف جوانی ہی تو یہ ہی۔ ؎

خوش شد دلم گرد سر شیشہ سلامت باشد	دختر رز کہ مرا کرد جوان پیر شود

امام الدین ۔ خداوندا اسکا لطف یہ ہی کہ گلزار سراپا بہار ہو۔ اور نگار گلعذار ہو۔ ساقی نوش لب ہو۔ اور بنت العنب ہو۔ مینہ رم جھم برسے۔ زاہد صد سالہ بھی رندون کی مستیان دیکھکر ترسے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سَن سَن چلتی ہو لب مینا سے قلقل کی صدا نکلتی ہو۔ مہوشون اور خوش گلو ارباب نشاط کی نازک آوازی اور مطرب خوش نوا کی ناخن بازی۔ آتش عیش کو اور بھی بھڑکائے صوفی صافی آب آتش خواص سے طہارت کرنے آئے۔ چہل ہو دل لگیان ہون سر در جمین مستیان ہون۔ دنیا سے الگ تھلگ بستر جمائین۔ رندون کے جمگھٹے ہون قلاوزیے (قل اعوذیے) آنے نہ پائین۔ گلبدن غنچہ دہن معشوق بھر بھر کے جام مے پلائین۔ فکر قریب پھٹکنے نہ پائے۔ چُلّو مین اُلّو ہو جائے۔ ؎

زان می خورم شراب کہ بیہوشی آورد	وز انچہ غیر اوست فراموشی آورد

روشن علی ۔ خداوندنا کلام ۔ مین اسوقت نشے وشے مین نہین ہون کچھ ۔

امام الدین ۔ ہان ہان معلوم ہی۔ بس چپکے پڑے رہو غل نہ مچاؤ ۔

روشن علی ۔ غول کیسا ۔ چپ سور ۔ غول ! غول !!! اٹھون پھر ۔

نواب ۔ اخاہ یہ تو بلوہ کرنے پر آمادہ ہین جی ۔ خدا خیر کرے ۔

روشن علی ۔ ساقی حدیث سرو گل ولالہ ـــــ (اٹھکر) خداوند ہوت ۔

امام الدین ۔ روشن علی ۔ بس لیٹ رہو ۔ (چپکے سے) بھائی کیون نکلوانے کی فکر مین ہو للہ بس لیٹ رہو چپکے سے ورنہ راز افشا ہو جائیگا ۔

روشن علی ۔ (لڑکھڑا کر گرکے) کیون بے گرادیا ہمین ۔ بھلا ۔ حضور ہم ہم ۔ سمجھے ہم ۔ کیا سمجھے ابھی ہم کچھ صاحب نا شے (نشے) مین تھوڑا ہی ہین ۔

نواب - ہان ہان بھئی نشے مین نہین ہو - کہتا کون ہر کہ نشے مین ہو -
امام الدین - میان روشن علی واسطے خدا کے ہُلّڑ نہ مچاؤ -
روشن علی - نواب کہان ہی - کدھر چھپ رہا -
امام الدین - کچھ خیر ہی - تم تو مین دیکھتا ہون جامے ہی سی گذرے جاتے ہو جی -
روشن علی - تو کیا ہم کچھ کوچھ - کوچہ نشے مین تھے - کیا تھے -
نواب - توبہ توبہ کیسی بہکی بہکی باتین کرتا ہی -
اتنے مین میان روشن علی کا خدمتگار آیا - تہور سے کہا کہ میان سے کہہ دو آپ کا آدمی کرم علی حاضر ہی - آم گھر پر سے آیا - کیسے بیٹھون کہیے چلا جاؤن تہور (دروازے پر جاکے) شیخ جی - شیخ جی - شیخ جی - صاحب دروازہ کھولیے -
میر گلباز - کون ہی -
تہور - حضور مین ہون تہور -
امام الدین - کیا یہان آؤگے - کام بتاؤ - کچھ کہنا ہی -
تہور - جی میان روشن علی کا آدمی گھر سے آیا ہی - کرم علی -
روشن علی - بلاؤ سامنے - ادھر بلاؤ ہمارے روبرو - آیا کہ مرگیا -
امام الدین - تہور آنے دو بھئی مگر خبردار اور کوئی نہ آنے پائے -
تہور - نہین حضور کیا مجال - (کرم علی سے) چلو جی بلاتے ہین تمھین -
میر گلباز نے دروازہ کھولا - مگر ایک ہی پٹ اور تہور کے کان مین چپکے سے کہا کہ یہان شراب لنڈھائی جاتی ہی دور چل رہا ہی - خبردار کسی کو کانون کان خبر نہونے پائے سمجھے ار میان یہان سب کے سب شرابین پی رہے ہین - جام پر جام چسکی پر چسکی - سب مست ہین گر کوئی سننے نہ پائے - اتنا خیال رکھنا - تہور نے کہا واہ جی ہان میان جانتا ہون) مین نے ہی تو بوتلین اُٹھا اُٹھا کے رکھی تھین مجھ سے آپ کیا کہتے ہین - میر گلباز نے نشے کی ترنگ مین پھر کہا کہ میان تہور یہان ہم لوگ دروازہ بند کرکے برانڈی کی چسکی لگا رہے ہین - تم کسی سے کہوگے تو نہین -

تہور سمجھا کہ یہان سب کو کچے گھڑے کی چڑھی ہی مسکرا کر خاموش ہو رہا۔ مگر میر گلباز نے اُسکے کان مین پھر یون کہا۔

میر گلباز۔ یار جے آج اسوقت ابھی ابھی یہان ولایتی عرق انگور کا دور چل رہا ہے اسے جسکو تم ہیچ قوم کے لوگ شراب کہتے ہو۔ وہ سب پی رہے ہین۔ مگر تمکو راز دان کیا۔ کسی سے کہنا نہ سننا۔ بس ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم۔ اور جو کہا تو تم طرفی

تہور۔ اب آپ چپکے سے اندر ہی بیٹھ رہین + باہر نہ نکلیے گا۔

میر گلباز۔ تم سمجھے نہین ہم نے کیا کہا۔ بھئی ہم کہتے ہین کہ ہم سب شراب لنڈھا رہے ہین۔

تہور۔ (ہنسکر) مین خوب سمجھا۔ مگر آپ گھڑی گھڑی دُہراتے کیون ہین۔

میر گلباز۔ اچھا بتاؤ تم کیا سمجھے۔ جو سمجھے ہو وہ بتاؤ ہمین کہ یہ سمجھے۔

تہور۔ آپ نے کہا کہ کمرے کے دروازے بند کرکے سب شرابین پی رہے ہین۔

میر گلباز۔ کبھی نہین۔ کبھی نہین۔ ہم نے یہ نہین کہا۔ ہم نے یہ کہا کہ اسوقت یہان اسوقت شراب اُڑ رہی ہی۔

تہور۔ (پھر ہنسکر) ہان اب سمجھ گیا بس۔

کرم علی۔ ذری ہمکو میان سے ملنے دیجیے۔

امام الدین۔ ارے میان گلباز۔ کیا باتین کر رہے ہو آہستہ آہستہ تہور سے۔

تہور۔ حضور وہ کرم علی کھڑا ہی بھیج دون۔

امام الدین۔ ہان بھیج دو۔ اُس سے کچھ پردہ تھوڑا ہی ہے۔ وہ تو راز دان ہی۔

کرم علی۔ (کمرے مین جاکر) کیا سوتے ہین میان یا پی بہت گئے۔ آپ لوگ انکو زیادہ نہ دیا کیجیے۔

امام الدین۔ کچھ پوچھو نہ بھئی یہ پی تو مارے ہوکے کے بہت جاتے ہین مگر پھر اپنے آپے مین نہین رہتے۔

کرم علی۔ میان۔ میان۔ مین حاضر ہون۔

روشن علی۔ (اٹھکر) ابے یا جی تو یہان کہان۔ ہائین ابے تو یہان کہان بولتا ہے کہ دون یک۔
کرم علی۔ اجی آپ نے بلایا تھا کہ نہین۔
روشن علی۔ تو ہم نے نواب صاحب کے ہان بلایا تھا کہ یہان بلایا تھا۔ یہان کیون آیا تو ہم نے تو نواب کے ہان آنے کو کہا تھا۔ تو یہان کیون آیا یا جی یہان آیا کیون۔
کرم علی۔ حضور نواب صاحب ہی کا تو مکان ہے یا کسی اور کا۔
روشن علی۔ (چانٹا لگاکر) لے اور لیگا۔ اور دون۔ (ایک اور دھپ لگاکر) حرامزادے یہان کیون آیا ہم نے تو نواب صاحب کے مکان پر بلایا تھا۔
امام الدین۔ بیٹھو بیٹھو۔ از برائے خدا بلوہ نہ مچاؤ۔ بھائی نواب صاحب کی ڈیوڑھی پر بلایا تھا نہ کتنے۔ پھر نواب صاحب ہی کی تو کوٹھی ہے یہ۔ یہین تو وہ بھی آیا۔ پھر اسکو جو تم نے بے وجہ چانٹا لگایا تو یہ نشے کی حرکت تھی یا نہین اور اوپر سے کہتے ہو کہ مجھے نشہ نہین ہے۔ ہوش کی باتین یہی ہین کہ چانٹا دے بیٹھے۔ اور بے سبب بے قصور۔
روشن علی۔ (آہستہ سے) بھائی جان۔ ہمارا حکم تھا کہ نواب صاحب کے ہان آنا اسنے عدول حکمی کی یا نہین۔
امام الدین۔ تم اسوقت کہان بیٹھے ہو۔
روشن علی۔ سنو لیا ساقن کی دکان پر اور کہان بیٹھے ہین۔
اس فقرے پر نواب نامدار اور حضور خدمتگار اور کرم علی اور میر گلباز چارون کو بے اختیار ہنسی آئی۔
نواب۔ یہ سنو لیا ساقن کی دکان نہین ہے حضرت یہ خاکسار کا جھونپڑا ہے۔
روشن علی۔ (چونک کر) ہان! دیکھون تو۔ واہ۔ کہین ہوتے آپکا مکان آپ کا مکان ہوتا تو چھوٹے نواب صاحب نہ ہوتے یہان۔ ہم کیا گدھے ہین یا نشے مین ہین

روشن علی - اور باتین کس سے کر رہے ہو (نواب کی طرف اشارہ کرکے) یہ کون ہیں!
روشن علی - یہ سنو لیا ساقن کے بھائی ہین - چھٹن - اسپر پھر قہقہہ پڑا اور نواب صاحب کسی قدر جھینپے کہ مردک نے ساقن کا بھائی بنایا -
روشن علی - ارے! یہ تو ہمارے حضور ہین -
راوی - جی ہان یہ وہی ہین جنکو سنو لیا ساقن کا بھائی بناتے تھے آپ - بارے خیر اتنی دیر بعد آپ کو ہوش آیا -
نواب - پھر کتنے بے قصور کرم علی بیچارے کو کیون پیٹا بھلا -
روشن علی - کون کرم علی - ہمارا نوکر - وہ اسوقت یہان کہان ہی -
امام الدین - یہ کیا کھڑا ہی - آنکھین کھول کر دیکھو وہی ہی یا کوئی اور -
روشن علی - ہان واللہ خوب بتایا - کرم علی ہی سچ مچ جیسے کرم علی ہی ہی -
نواب (قہقہہ لگاکر) سچ مچ جیسے کرم علی کی ایک ہی کہی - اسکو تم نے اسوقت بے خطا مارا کچھ یاد ہی - ؟
روشن علی - بھیّا کرم علی کیا تمکو ہمنے پیٹا تھا اسوقت - سچ کہنا دیکھو لگی لپٹی کی سند نہین -
کرم علی - کھوپڑی بھنّا گئی آپ کے نزدیک دل لگی ہی -
روشن علی - ہان! کھوپڑی بھنّا گئی - توبہ توبہ - اچھا تو پھر جو ہم کہین وہ کرو ذرا نیچے سر سے ٹوپی اتار کر) تمھین قسم ہی ہمارے باپ کی - تم بھی زناٹے سے ایک دھپ لگاؤ - چوکنا نہین -
کرم علی - واہ آپ کا نمک کھاتے ہین - یہ کیا بات - آپ چاہے اور دو ایک چپتین لگا لین -
روشن علی - ہاتھ جوڑ کر) بھائی - تمھین ہمارے نمک ہی کی قسم ایک دھپ تو ضرور لگاؤ -
امام الدین - کچھ خیر ہے خدمتگار سے کہتے ہو کہ دھپ لگا - لیٹ رہو لیٹ رہو -

روشن علی - کبھی نہین - کرم علی تم ہمارا حکم نہ مانوگے - ہمین اسوقت پیٹو - زور سے دھول جماؤ -

نواب - روشن علی اسوقت کہان ہو تم -

روشن علی - (جھومتے ہوے) ہین کہان - جہان تم وہان ہم -

نواب - ہم اور تم کہان ہین -

روشن علی - ہم تم دونون سنو لیا کی دکان پر دم لگا رہے ہین - دمون کی خیر رہے - الٰہی دمون کی خیر -

امام الدین - اُف - بہت نشہ چڑھ گیا -

نواب - بالکل غین ہیں جی - ذرا ہوش نہین -

روشن علی - کیا مجال - ہم نشے مین نہین ہیں - ہم ہوش کی باتین کرتا ہی چرس کے ایک دم مین ہم نشہ نہین ہوتا - تم کس مافق (موافق) بات زبان سے نکلتا ہی دل ہم بول دیا صاف صاف -

لالہ حسین بخش بھی غین بڑے ہوئے تھے - مگر یہ چہ میگوئیان سنتے ہی کلبلا کے اٹھ بیٹھے -

لالہ حسین بخش - ارے سیودنوا (شیودین انکے کہار کا نام تھا) او سیودنوا ارے بولت نا ہین - مرگوا سسر چپائی مارے پڑا ہی -

امام الدین خان کو جو دل لگی سوجھی تو حضرت نے آواز بنا کر شیودین کی طرف سے یون جواب دیا - کہو لالہ کا دکہت ہوا ہمین تنک آنکھ لگی اور جگائے دیہو - کاؤ کہی ناک مان دم آئی گوا - سے اب حاجر ہون کچھ کہیو -

لالہ - ارے خسرال مان جائے کے ہمری خوشامن سے سند لیا کہو - کہ للا کی والدہ شریفہ کا برسبیل استعجال تھیے دین - یہی ساعت سے آؤ - تنک توقف ہوئی تو فرقدان پر ایک (ایک) بال نہ بچرائی دہے - سنیو کہ ناہین گوش ہوش سے سنو -

نواب نے ہنسی کو بہت ضبط کیا مگر پھر بھی نہ رک سکی - امام الدین خان مارے ہنسی کے لوٹنے لگے - اور میر گلباز بھی مسکرائے - تہور اور کرم علی باہر چلے گئے اور دروازہ بدستور بند ہوگیا -

امام الدین (آواز بگاڑ کر) لالہ کھسدا من کہکا کہت ہین ہو -

لالہ حسین بخش - ارے سسر نین جاہل ہی رہا - کہت رہیون کہ تھوڑی سی منطق پڑھے نہ مانس - کھسدا من ناہین خوشدا من - پڑے سنے سے سری کا پارسی مان کہت ہین -

امام الدین - (پھر آواز بدل کر) لالہ تم تو جاے کے اپنی کبیلا کا بلاے لاؤ اور ہم جاے کے اپنی مہرارو کا لے آئی - ہم تو سسر سمجھتے ناہین اس جھلی کو -

لالہ - (دھوتی سنبھال کر) کاہے رے سار کے سار یہ سسر تین کس کا بنایس ہو - ؟ -

امام الدین - لالہ تم کا ناہین کہت ہون -

لالہ - پھر کہکی شان شریف مان یون کلمات سخت و نا ملائم زبان سے نکالس رے -

امام الدین - لالہ تم کا ناہین کہیون - تمھرے باپ کا کہیون -

لالہ - ہان رہ سار کا کہیو - ہم کا کہیو تو قلمدان فرقدان پر کھینچ مرہیون کہ دندان دو دسی (۳۲) حلق مان گھس جائی - ارے سیو دوا تنک وار دو رپلائی دست -

امام الدین - وارد آب نہ پیہو - ناہین ای کا پلو اپے لاگو گے -

لالہ - یہ جون اُس تمازت شمس ہو کہ بس کچھ نہ پوچھو بھائی رے بھائی غلیواز و زغن بیضہ چھوڑت ہے تنک باد کش تو دست سیمین سے ڈلا دو للا کی مہتاری -

امام الدین - (عورت کی آواز بنا کر) واہ اور سنو ہم کا کچھ بارن ہین انکا گرمی لاگت ہو پنکھا ڈلاؤ - ڈلاے چکی تمھرے ہاتھ ناہین ہین -

لالہ - للا کی مہرارو - رہ - توبہ توبہ - مہتاری مہتاری تم سبھے د غمزے) بچل کرت ہو

مدااب ذرا ذرا دن بدن کالی پڑت جات ہو۔
امام الدین۔ (آہستہ سے) خداوند یہ سب سے بڑھ گئے۔
نواب۔ اُف۔ یار مارے ہنسی کے بُرا حال ہو۔ بھئی سیٹھ جی کو تو بلاؤ۔ کل سے ملاقات نہین ہوئی۔
خدمتگار۔ سرکار وہ گانون گئے ہین کل آئینگے۔
میر گلباز۔ حضور اسوقت یہان سب نے شراب پی ہو۔
نواب۔ این! یک نشد دو شد۔
امام الدین۔ من چہ نشہ ام برادر فلان من بسیار نشہ ست۔
میر گلباز۔ خداوند۔ غل نہ مچنے پائے۔ ہلڑ نہو۔ (بہت آہستہ سے) قسم قرآن کی یہان سب پیے ہوے ہین۔
نواب۔ سچ کہو۔ تم پیے ہوے ہوگے۔ ہم نے تو نہین پی دی۔
میر گلباز۔ (آگے کھسک کر) خداوند حضور نے بھی پی ہو۔
نواب۔ اجی خدا خدا کرو۔
میر گلباز۔ (اور آگے بڑھکر) قسم قرآن کی آپ نے برانڈی پی ہو۔
نواب۔ واسطے خدا کے جھوٹی قسم تو نہ کھاؤ۔
میر گلباز۔ (اور کھسک کر) حضور کے قدمون کی قسم مین نے اور آپ نے اور ان دونون نے اور تہور نے۔ نہین تہور نے نہین۔ سب نے پی ہو۔ ادہر دیکھ لیجیے نہ بوتل ہی سامنے رکھی ہو۔
نواب۔ واہ یہ تو سرکے کی بوتل ہو جی۔
میر گلباز۔ (اور آگے کھسک کر) اچھا سونگھیے (بوتل اُٹھا کر) سونگھیے حضور۔
نواب۔ اب خدا کے لیے بہت آگے تو نہ کھسکتے آئیے۔ تمکو بھی نشہ چڑھ گیا۔
میر گلباز۔ (پیچھے ہٹکر) کیا طاقت خداوند۔ غلام نشے وشے مین نہین ہو۔
امام الدین۔ مرد خدا یہ حرکت نشے ہی کی ہو یا کچھ اور۔ کہ آگے کھسکتے کھسکتے کلے تک

پہونچے اور بار بار کہتے جاتے ہو کہ یہان اسوقت سب پیے ہین کون نہین جانتا کہ سب پیے ہین۔ مگر اتنا ہوش ہی حضور کہ تہورنے نہین پی یہی غنیمت ہی۔ میان گلباز کا لمبران دونون سے کم ہے پہ تو بالکل مدہوش ہین۔

نواب۔ واللہ مجھے رہ رہ کے ہنسی آتی ہی کہ تڑسے ایک چانٹا جمایا کہ نواب کے ہان بلایا تھا وہان کیون نہ آیا یہان کیون آیا۔ اُف۔ اچھا لطیفہ ہوا اپنے حساب سنو لیا ساقن کے ہان موجین لے رہے تھے۔

امام الدین۔ جی ہان اور لالہ کی باتین بھی یاد رکھنے کے قابل ہین۔

تہور۔ (دروازے کے پاس آن کر) حضور ذری آہستہ آہستہ باتین کیجیے۔ ظہورن دو تین دفعہ آچکی ہی۔

نواب۔ مجھے ٹوہ لیتے آتی ہی۔ صلاح ہو تو ذری گھر ہو آؤن۔

امام الدین۔ نا صاحب۔ کہین ایسا غضب بھی نہ کیجیے گا مُعًا چھوٹی بیگم صاحب بھاپ لین گی۔ مانا کہ حضور نشے مین نہین ہین۔ مگر اس کمبخت برانڈی کی خوشبو گل کی طرح مہکتی ہی۔

نواب۔ ہمین نہین معلوم ہوتی۔

امام الدین۔ بس گئی نہ اب ہمین اور آپ کو کیا معلوم ہو گی۔ کوئی باہر والا آئے تو اُسے برابر لپٹین آئین۔

نواب۔ اچھا تہور سے کہو کہ چھوٹے حضور گلوریان مانگتے ہین ڈیوڑھی پر کہہ دے کہ اندر سے گلوریان بنکر آئین۔ جس مین اُنھین یہ خیال نہو کہ کہین گئے ہین۔

امام الدین۔ بہت خوب۔ مگر نئی بات ہو گی۔ حضور سوچ لین ذرا ایسا نہ ہو خواہ مخواہ شک گذرے۔ ہی کہ نہین۔ کیونکہ آج تک حضور گلوریان کبھی گھر سے نکلے آئین نہین۔ پس خواہ مخواہ شک ہو گا کہ کیون منگوائین اور خداوند ہزار بات کی ایک بات یہ ہے کہ چور کی داڑھی مین تنکا اسوقت بادۂ گلگون کا شغل نہوتا تو یہ خیال کبھی نہ جاتا مگر وہی چور کی ڈاڑھی مین تنکا اسوقت جالنے دیجیے۔

لالہ حسین بخش۔ (چونک کر) ارے کو واہی تنک للاّ کی مہرارو کا پتے دیو۔

امام الدین۔ للاّ کا ابھی بیاہ تو ہوا ہی نہین مہرارو کہان سے آئی۔

لالہ۔ مہرارو نا ہین ارے ہمری مہرارو قبیلہ للاّ کی مہتاری کا کہت ہی۔

امام الدین مسکرائے اور نواب صاحب نے بے اختیار کئی بار قہقہہ لگایا۔

روشن علی۔ ؎ بہار گا ئیو مضطرب جہان گلستان ہی
پیالہ دیجیو ساقی کہ جوش باران ہی

نواب۔ سوجھنے لگی دور کی۔

روشن علی۔ ؎ لپٹ لپٹ کے مزے خوب بادہ کش لوٹین
کہ شاخ تاک لپٹنے مین عشق پیچان ہی

امام الدین۔ اسوقت تو میان روشن علی ہوش کی سی باتین کر رہے ہین۔

روشن علی۔ ؎ بجائے بادہ ٹپکتی ہی تاک سے مستی
پیالہ دیجیو ساقی کہ دور مستان ہی

نواب۔ کہو اب ہوش آیا۔ یا ابھی سنو لیا ساقن ہی کی دکان پر دم لگا رہے ہو۔

امام الدین۔ اب ساقن کو چھوڑا ساقی کی طرف چلے۔

روشن علی۔ ؎ یہ زبان کہتا ہی کوئی کہ بیہوش مجھے
باتین سنواتے ہین کیا کیا اب خاموش مجھے

میر گلباز۔ حضور سب کباب کے شراب کا مزہ نہین۔

نواب۔ اتنی دیر مین ایک ہی بات تو ہوش کی کہی تمنے۔

امام الدین۔ لاحول ولاقوۃ مجھے بھی کچھ خیال نہ رہا واقعی کباب کے بغیر لطف نہین۔

نواب۔ غلام دستگیر سے کہو کہ باورچی کو بلائے۔

امام الدین۔ بہت خوب حضور (دروازہ دکھوکر) تہور۔ غلام دستگیر سے کہو کہ باورچی سے جا کر کہے کہ حضور یاد فرماتے ہین ابھی حاضر ہو۔

تہور۔ غلام دستگیر کو تو مین نے ٹہلا دیا اور اسوقت باورچی کو یہان بلوا لیجئے

جو کہیے حکم دیا جائے۔

امام الدین۔ (پیٹھ ٹھونک کر) شاباش کیا بات کہی ہے اچھا تم بس اتنا کہدو کہ کوئی سیر بھر قیمہ منگوا کر دو طرح کے کباب پکائے۔ مگر جلد ہتھیلی پر سرسون جمائے۔ لیکن استاد اچھے ہوں۔ یا کہو تو نواب صاحب سے حکم دلوا دون۔

تہور۔ حضور آپ تو اول نمبر کے مصاحب ہین۔ ابھی ابھی تو جا کے کھڑے کھڑے لاتا ہون۔ اسی دم پکوا کے لاتا ہون۔ یہ کیا بات۔ جیسا آپ کا حکم ویسا چھوٹے حضور کا حکم۔

امام الدین۔ ارے میان ہم تم دونون اسی سرکار کا نمک کھاتے ہین۔

تہور۔ مین ابھی پکوائے لاتا ہون۔ مگر شیخ جی کسی وقت حضور کی چوری سے ہمین بھی ایک چلّو پلوا دیجیے گا۔

امام الدین۔ (بہت خوش ہو کر) اوہ یہ کہیے۔ اچھا تمکو بھی دینگے مجھے تو تم سے خوف تھا کہ مبادا پردہ فاش کردو اب تسکین ہوئی۔ لے کباب تو پکوا لاؤ جھٹ پٹ۔

تہور۔ (باورچی خانے مین جا کر) آج تمھارا امتحان ہے۔ اسی وقت دم کے دم مین سیر بھر قیمہ خوب باریک کٹا ہوا منگواؤ اور دو طرح کے کباب پکاؤ۔

باورچی۔ اچھا کون مانگتا کون ہے۔

تہور۔ چھوٹے حضور کا حکم ہے۔ لیکن یار جلدی کرو اب دیر نہ لگاؤ نہین تو خفا ہونگے بڑی تاکید کی ہے۔

باورچی۔ اچھا ابھی بھیجے دیتا ہون ایک کنکڑی ڈال کے کوٹ دیگا۔

غلام دستگیر۔ ہم بتائین۔ حاجی صاحب کے ہان پڑوس مین آج کئی من سالن کٹا ہے کئی بکرے حلال ہوئے ہین جا کے دو طرح کے کباب آدھ آدھ سیر انکے ہان سے لے آؤ انکا باورچی تو تمھارا بھائی تھا ہی وہ نہین ضرورت کے وقت چپکے سے لے جاتے ہان صاحب حاجی کو نہ معلوم ہونے پائے۔

باورچی - خوب سوچے - اچھا جاتا ہون -

باورچی جاکر حاجی صاحب کے باورچی سے جو اسکا بھانجا تھا آدھ سیر گرما گرم شامی کباب نہایت خوب پکے ہوے اور کسی قدر دو پیازہ لے آیا اور تھوڑی دیر کے بعد میان تہور خدمتگار کو دے آیا۔

باورچی - لوے آیا اب انعام دلواؤ داروغہ جی -

تہور - داروغہ امام الدین خان ہین ہم تو خدمت دار ہین اچھا تو جاؤ انام (انعام) دلوائینگے -

باورچی - جیتے رہو - مین نے دو پیازہ چکھا تھا - بھئی واللہ خوب پکا ہے -

تہور - (دروازے کے پاس جاکر) کباب لایا ہون -

نواب - ایْن اتنی جلد - سچ مچ ہتھیلی پر سرسون ہی جما لائے -

امام الدین - لاؤ - اخاہ - یہ تو کئی چیزین ہین بھئی - واہ میان واہ اسوقت انعام کا کام کیا -

نواب - تہور کو دو روپے اور باورچی کو چار روپے دیے جائین -

تہور - خدا حضور کو سلامت رکھے -

امام الدین - غنیمت جانو اس سرکار کو بے مانگے انعام ملتا ہے حق تعالے حضور کو قیامت تک شاد و بامراد رکھے کیا دم ہے خدا کی قسم الٰہی ایسی ہی توفیق خیر رئیسون کو عطا فرمائے -

میر گلباز اور امام الدین خان اور تہور تینون نے ملکر نواب گردون مدار جم اقتدار کو دعائین دین - نواب نے ہاتھ بڑھایا اور ایک کباب کھایا - میر گلباز نے بھی خوب ہتے لگائے اور امام الدین خان نے بھی کئی کباب کھائے -

امام الدین - حضور بے دور کے اسکا لطف نہین حکم ہو تو گلاس مین تھوڑی سی دون -

نواب - بھئی ہو تو ایسا ہی مگر کہین مین بھی ان دونون کی طرح بیہوش

نہو جاؤن ۔
میر گلباز ۔ نہین خداوند ایک گلاس کچھ بہت تھوڑا ہی ہی ۔
نواب ۔ اچھا پہلے آدھا گلاس دو ۔
امام الدین ۔ بہت خوب یون ہی سہی ۔
امام الدین نے اپا پانا کا آدھا گلاس اپنے آقاے نامدار کو دیا اور لموینڈ کی پوری بوتل اُس مین آنڈیل دی ۔ اور لمن سرب کے کوئی تیس چالیس قطرے ملا کر ایک بہت بڑا ٹکڑا برف کا ڈال دیا ۔
امام الدین ۔ لے حضور اب نوش جان فرمائین ۔
نواب ۔ کیون میر صاحب اجازت ہی ۔
میر گلباز ۔ بسم اللہ ۔ بسم اللہ ۔
نواب ۔ (چسکی لگا کر) آج تک جو ہمکو یہ معلوم بھی ہو کہ شراب اس قدر شیرین ہوتی ہے ۔ ع

ساقی ار بادہ ازین دست بجام اندازد		عارفان را ہمہ در شرب مدام اندازد
بادہ با محتسب شہر ننوشی حافظ		کہ خورد بادہ ات و سنگ دبجام اندازد

امام الدین ۔ (برانڈی کا پورا گلاس پی کر) ع

گلبن عیش می دمد ساقی گلعذار کو		باد بہاری وزد بادۂ خوشگوار کو

لالہ ۔ (آنکھین کھولکر) یہ کون گاتا تھا واہ کیا اچھی ٹھمری ہی ۔ آہو ہو ہو ۔
امام الدین ۔ ٹھمری کی ایک ہی کہی مانتا ہون ۔
روشن علی ۔ (اٹھکر) ذرا باہر جائینگے ہم ۔ ابھی جاتا ہون خداوندا اور ابھی آتا ہون خداوندا ۔
نواب ۔ معاذ اللہ ارے میان خداوند کہو خداوندا نہ کہو ۔
روشن علی ۔ (بیٹھکر) ع

یار و خطا معاف کرو مین نشے مین ہون		ستیشے مین می ہی کہ مین نشہ مین نشے مین ہون

بھنگ بینا گنڈھی گندی تیر اڈیرا کہان (چٹکی بجاکر) ارے بھنگ بینا گنڈی گنڈی تیرا ڈیرا کہان ہو (تالیان بجاکر) گوریانے مارا برہ بان گوریانے مارا برہ بان۔

لالہ - اوہو ہو ہو ہو ہو

روشن علی - سنو لیا ذری ایک تان تو لگاؤ دمون کی خیر دمون کی خیر۔

میر گلباز - (آہستہ سے) پیر و مرشد غلام ناک ناک بدتا ہو قسم خدا نے شریف کی یہ اسوقت عجب ہوی ہے

نواب نے زور سے قہقہہ لگایا۔ اور امام الدین بھی خوب ہی ہنسے۔

نواب - خدا سے شریف یہ جملہ سنا آپ نے۔

امام الدین - جی ہان خداوند۔ اور واللہ کس مزے سے آپ فرماتے ہین کہ یہ اسوقت بیچے ہوے ہو۔ گویا کسی کو معلوم ہی نہین اور کان مین کہتے ہین چپکے سے جس مین کوئی سن نہ لے واللہ عجب دل لگی ہو (کباب کھاکر) حضور دو پیازہ تو نوش فرمائین۔ میر صاحب آپ نے تو بات ہی کھینچ لیا مگر واسطے خدا کے چپکے سے کھائیے گا۔ ہان ایسا نہو کہ دلی یا بدخشان مین کوئی سن پائے تو پھر غضب ہی ہو جائے۔

نواب - (مسکراکر) ہو تو معاملے کی بات۔ مگر یار بہت آہستہ آہستہ کہا۔

امام الدین - اُف۔ واللہ پھڑکا دیا۔

میر گلباز - (آہستہ سے) خوب بکے ہین۔ حضور ہاتھ کاٹ دے باورچی کے۔

نواب - ایُن استقلال تعریف کرنے پر آئے تو ہاتھ ہی کاٹ ڈالے بچارے کے۔

امام الدین - میر گلباز نے اسوقت دو چوقی کی بات کہی کہ جی چاہتا ہے انکی زبان کاٹ ڈالون۔

نواب - سبحان اللہ۔ واللہ اچھا جواب ترکی بہ ترکی فرمایا۔

تہور - (دروازے کے پاس آکر) شیخ جی۔ حضور ایک بھدری آیا ہو کہتا ہے چھوٹے نواب کے سالے نے رحیم آباد سے حضور کے پاس بھیجا ہو کیا حکم ہوتا ہے بھیجون یا کہون کل آؤ۔

امام الدین - خداوند اُنے دیجیے دو گھڑی دل لگی ہوگی۔ دیکھئے تو کیسے اینڈے

بنیڈرے سوال کرتا ہون کہ پوتھی دو دھی بغل مین دبا کے بھاگتے ہی بن پڑے۔ گر باہر بٹھایئے
بچق کے اُدھر۔
بھڈری ۔ سلام ہجور سلام ہجور۔
امام الدین ۔ بندگی بڑے بھائی۔
لالہ حسین بخش ۔ (کروٹ بدلکر) تیرے بھائی کو آگ لگائی کہو للا کی مہتاری بھی آئی
یا نہین آئی۔
نواب ۔ امام الدین ۔ اپ کی غل مچائے نہ تو پیٹ چلو۔
امام الدین ۔ حضور اس بھڈری کی طرف مخاطب ہون اُسکو کہنے دیجیے۔
نواب ۔ (امام الدین خان کے کان مین) اس سے پوچھو کہ ظہورن سے جو ہمنے کہا ہے
اسکا وہ کیا جواب دیگی۔
امام الدین ۔ (مسکراکر) واہ حضور ہم سے تو ذکر بھی نہ کیا آپ نے ۔ یہ اندر ہی اندر
ہنڈیا پک رہی ہے۔
نواب ۔ تم سے کہا تو تھا کہ ایک معلے مین ہیر دی کرنی پڑیگی۔
امام الدین ۔ یاد آیا ۔ یہ کہیے ۔ ہاں تو اچھا ہے حضور۔
نواب ۔ نکاح ہو تو لطف ہے ۔ اچھا مہراج سے پوچھو تو۔
امام الدین ۔ مہراج بتاؤ حضور ۔ دریافت کرتے ہین کہ ہمارا مطلب کب حاصل ہوگا۔
بھڈری ۔ (تھوڑی دیر پوتھی کے ورق اُلٹ کر اور جھوٹ موٹ کچھ بڑبڑا کر) پرمیشر چاہی
تو آج کے آٹھوین دن چاندی سے بھیٹ ہو ۔ یہی حکم آوت ہے جاہے
لکھ رکھو۔
نواب ۔ واہی سا ہی ۔ سوال دیگر جواب دیگر ۔ کہین کھیت کی سنین کھلیان کی۔
امام الدین ۔ حضور وہ جواب دیا ہے کہ واہ جی واہ۔
نواب ۔ اجی جاؤ بھی چاندی سونے سے ہمارے سوال کو کیا تعلق ہے
بھلا ۔ فرمایئے۔

امام الدین - خداوند چاندی کو فارسی مین سیم کہتے ہین کہ نہین - اور طہورن سیم ہون
ہے - یا نہین کہیے ہان - پھر بتا تو دیا بیچارے نے کہ آٹھوین دن سیم بدن ملے - اب
اور کیا صاف صاف چاہتے ہین حضور -

نواب - واہ واہ - شاباش امام الدین شاباش - واللہ تم تو چھپے رستم نکلے -

میر گلباز - (بہت ہی چپکے سے) غل یہان بہت مچتا ہی - مگر ہم کہے دیتے ہین کہ سب
کے سب پیے ہین -

امام الدین - حضور یہ قاعدہ ہی کہ جو دُھن سمائی رہ سمائی - بس انکو یہی دھن ہے کہ
سب پیے ہین - پوچھیے انکار کون کرتا ہی - مگر پوچھیے کس سے دس پانچ منٹ
کے بعد ایک بانک ضرور لگا دینگے کہ حضور سب کے سب پیے ہوے ہین اسکا
علاج کیا ہی - مگر شکر ہے کہ ہُلّڑ نہین مچاتے - یہ اچھی سوجھی کہ آہستہ آہستہ بولو -
یہان تک غنیمت ہی -

میر گلباز - تو کیا مین جھوٹ کہتا ہون کچھ سنتے ہین سب نہین ہین بہتے
ہو کچھ کچھ -

امام الدین اور بڑے حضور اور حسین بخش اور روشن علی اور تہور - نہین نہین
تہور نہین - سب نے پی ہی -

نواب - بڑے حضور نے بھی پی ہی -

میر گلباز - ہمین نہین معلوم کہ دیا سمجھا دیا کہ ذرا غل نہ مچاؤ - مانتے ہی نہین بڑے حضور
نے کیا نہین پی ہی -

امام الدین - مردِ خدا بڑے حضور تو مخلص آدمی ہین -

میر گلباز - بڑے حضور کا کون ذکر کرتا ہی جی - چھوٹے حضور کو کہتا ہون مگر مین نشے مین
نہین ہون -

نواب - ہرگز نہین کہتا کون ہی کہ آپ نشے مین ہین کیا طاقت -

تہور نے بھڈری کو چپکے سے رخصت کر دیا - بھڈری پھاٹک تک بھی نہین

پہونچنے پایا کہ ایک گاڑی گھڑگھڑاتی ہوئی داخل ہوئی تہور کا رنگ فق ہو گیا کہ خدا خیر کرے ایک مصیبت کو ٹالا۔ تو دوسری سے مقابلہ ہوا۔ گاڑی پر سے ایک سبزپوش اترا اور تہور سے آنکر پوچھا کہ نواب صاحب ہین ہون تو کہدو میرزا محمد آغا صاحب تشریف لائے ہین۔

تہور۔ نواب صاحب تو کوئی آٹھ بجے سے سوار ہو گئے ہین۔ ابھی تک آئے نہین۔

سبزپوش۔ تو آتے ہونگے پھر۔ آخر کھانا کھلے تو گئے ہی نہونگے کچھ۔

تہور۔ کھانا تو کھا گئے ہین۔ اب وہ کوئی چار بجے آئینگے۔

سبزپوش۔ اللہ اللہ۔ تو ہم جاتے ہین کہدینا کہ محمد آغا صاحب تشریف لائے تھے۔

تہور۔ (سلام کرکے) بہت خوب۔ اطلاع کردونگا۔

گاڑی واپس روانہ ہوئی۔ نواب اور امام الدین دروازے کے پاس کھڑے ہوکر تہور اور سبزپوش کی گفتگو سنتے تھے۔ کانپ رہے تھے کہ ایسا نہو کہین کمرے مین چلے آئین۔ تو قلعی کھل جائے اور شہر بھر مین نکّو بنین کہ کل تک تو مولویت کی لیتے تھے۔ آج بادہ گسار ہو گئے۔ امام الدین الگ دعا مانگ رہے تھے کہ یا خدا اس بلا کو دور کر۔ کہان سے کمبخت مرے سپٹے ہماری جان کے دشمن اسوقت دھوپ مین آئے۔ بارے بخیر گذشت تہور خدمتگار تو ایک ہی خرانٹ تھا وہ بھرّے دیے کہ گاڑی واپس ہی کرادی۔ ورنہ نواب صاحب کی عزت خاک مین مل جاتی۔

نواب۔ تہور آج تمنے عزت رکھ لی۔

امام الدین۔ واللہ بڑا کام کیا۔ خدا کی قسم کارنمایان کیا۔ خداوند خدام بادب انھین کو تو کہتے ہین۔ تجربہ کار آدمی۔ اسوقت تو ایسی بات بنائی کہ جی خوش ہو گیا۔

تہور۔ ای حضور مین تو ہکا بکا ہو گیا تھا کہ اب کرون تو کیا کرون بڑی

مشکل پڑ گئی تھی۔ بارے اللہ نے بچا دیا۔ وہ جو آپ سے بات کرتے تو معلوم ہو جاتا کہ پانڈی پیے ہوئے ہین اللہ نے عزت رکھ لی۔

روشن علی۔ ارمیان یار دو ایک آدھ کباب تو کھلواؤ کتنے روکھے پھیکے لوگ ہو۔ شراب پلائی اور کباب ندارد۔

میر گلباز۔ ارے چپ اُدھڑ مچاتا ہو۔ جس مین زمانہ بھر تاڑ جاے۔ لاحول ولاقوۃ اِی لاحول۔

امام الدین۔ تم اپنی تو کہو میر صاحب۔ اب کچھ سرور کم ہوا کہ نہین۔

میر گلباز۔ آہستہ آہستہ پوچھو تو جواب دون گلا پھاڑ پھاڑ کے مت چیخو۔

امام الدین۔ اچھا روشن علی کو ایک کباب تو دو۔

روشن علی۔ (ڈُھلکر) حضور اسوقت اتنا نشہ ہو کہ گرا پڑتا ہون۔

امام الدین۔ انکھڑیان بھی تو لال لال ہین جیسے خون کبوتر۔

نواب۔ اب یہ بتاؤ کہ بیہوش تو نہین ہو آپے مین ہو۔ یا نہین۔

روشن علی۔ حضور اب ہوش ذرا ذرا آتا جاتا ہے حکم ہو تو ایک کباب غلام بھی کھائے۔

نواب۔ سینے۔ حکم کی کیا ضرورت ہو۔ کھاؤ میان۔

روشن علی۔ (کباب کھاکر) خداوند آپ تو ہم پیالہ و ہم نوالہ ہوے۔ بیہوشی مین بھی ایک بات یاد رہی۔ پوچھیے وہ کیا تو کہ چلون حضور اسکی بڑھیا ڈھڈھو البتہ قتل کر ڈالنے کے قابل ہو اور وہ تو خود قاتل ہو۔

امام الدین۔ کیا! این۔ کیا خوب اور تس پر اپنے نزدیک ہوش کی باتین کرتے ہین۔ خیر!

نواب۔ یہ تم بکے کیا۔ اچھی بے تکی سنائی بڑھیا کون اور ڈھڈھو کون تم ہو کہان۔

امام الدین۔ یہ؟ یہ سنو لیا ساقن کی دکان پر دم لگا رہے ہین۔

روشن علی - اسکے کیا معنی - سنو بیا کا یہان کیا ذکر تھا -
امام الدین - تمھین کچھ ہوش بھی ہو -
نواب - کرم علی کو تمنے چانٹا دیا تھا - یاد ہو -
روشن علی - نہین حضور -
نواب - اُس سے تمنے کہا کہ ابے ہمنے تو نواب کے ہان بلایا تھا تو یہان کیا کرتے آیا - بس اسی پر اُس بیچارے کو ایک چانٹا آپ دے بیٹھے اور بے وجہ اور بے قصور - تم اسوقت ہوا کے گھوڑون پر سوار تھے سنتے کسکی تھے
روشن علی - لعنت بکار شیطان -
امام الدین واللہ مارے ہنسی کے بڑا حال تھا - گھڑی گھڑی اُس سے کہین کہ بولا تھا نواب کے مکان پر جاؤ - تم سور یہان کسواسطے آیا - یہان تم آیا کیون اسپر نواب صاحب نے پوچھا کہ تم اسوقت ہو کہان آپ نے فرمایا ہین کہان سنو لیا ساقن کی دکان پر دم لگا رہے ہین -
روشن علی - لاحول ولا قوۃ - حضور کے سامنے آج کمال خفیف ہوا -
نواب - اجی تمنے ہمکو کب چھوڑا - ہمکو بھی صلواتین سنائین -
امام الدین - ہوش مین تو تھے نہین جو زبان پر آیا بک دیا -
روشن علی - (نواب کے قدمون پر ٹوپی رکھکر) خداوند قصور معاف ہو غلام سے بیجا حرکتین ہوئین -
نواب - (ٹوپی اُٹھاکر) اجی نہین اسکا کسکو خیال ہو - وہ وقت ہی اور تھا -
روشن علی - نہین حضور زبان مبارک سے فرماوین کہ ہمنے معاف کیا تو میری تسلی ہو -
نواب - اچھا ہمنے معاف کر دیا -
روشن علی - (استادہ ہو کر تین بار سلام کیا) جان مین جان آئی حضور -
امام الدین - حضور تو اُسوقت ہنس رہے تھے -

نواب - ہان جی ہمین جو ذرا بھی ملال ہوا ہو تو قسم لو-
روشن علی - حضور رئیسون کو ایسا ہی لازم ہی-
امام الدین - تم رنج کیون کرتے ہو اتنا - ارے بھئی تم کچھ جان بوجھ کے تھوڑا ہی کہتے تھے -
روشن علی - اسوقت عرق انفعال کے سیکڑون گھڑے ہمپر پڑ گئے - توبہ توبہ لاحول ولا قوۃ -
اتنے مین لالہ حسین بخش صاحب کلبلا کر اُٹھے اور چلے تو دروازے کے دو شیشے چکنا چور کر ڈالے - امام الدین نے ٹھکر ٹکڑے اُٹھائے اور حسین بخش کو ایک ڈانٹ بتائی کر نامعقول کیا رسواے دہر کریگا سب کو - بیٹھ یہان کونے مین مارے شیشے توڑکے دھر دیے ایسے جامے سے گذر جاتے ہو - آپے ہی مین نہین رہے اپنے - حسین بخش لڑکھڑا کر پلنگ پر گرے تو برانڈی کی بوتل لڑھک گئی - فرش سب شرابور - میر گلباز اور روشن علی نے ملکر اُٹھایا - امام الدین نے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور کمرے کے ایک کونے مین لیجا کر لٹایا -
نواب - یہ تو بہت بے کیف ہین - انکا کچھ علاج کرنا چاہیے -
امام الدین - نہین دیکھیے ہم ایک علاج کرتے ہین - ابھی ابھی زمین و آسمان کا فرق ہو جائے -
یہ کہکر امام الدین خان نے سوڈا کی ایک بوتل کھولی اور لالہ حسین بخش کے سر اور دماغ پر خوب زور سے بوتل کو اونچا کر کے تڑ تڑا دیا - اس کے بعد سوڈا کی دوسری بوتل کھولی اور لالہ صاحب کو پلا دی - تھوڑی دیر مین پھر ایک بوتل پانی سر پر ڈالا کوئی آٹھ منٹ مین لالہ نے آنکھ کھولی اور کہا کہ سر مین انتہا سے زیادہ درد ہی - آنکھین نکلی پڑتی ہین اور پیاس کی کمال شدت ہی امام الدین نے اُسی وقت سوڈا کی ایک بوتل پھر کھولی اور برف ملا کر لالہ حسین بخش کو دی - اُنھون نے ٹھنڈا ٹھنڈا سوڈا جو پیا تو کسی قدر تسکین ہوئی - اور جان مین جان آئی - نواب صاحب نے پوچھا کہ اب

کچھ تسکین ہو آہستہ سے بولے کہ جی ہان کچھ کچھ تسکین معلوم ہوتی چلی - پیاس کی اب وہ شدت نہین ہو آج ہم بڑے بڑے پھنسے -

امام الدین - اجی اک دو گھڑی مین خاصے بھلے چنگے ہو جاؤ گے - گھبراؤ نہین -

میر گلباز - اُنھون نے تو ایسی کچھ پی بھی نہین تھی مگر اتفاق -

امام الدین - نہین پی تو خوب - مگر برانڈی کے ساتھ سوڈا ملایا نہ لوہینڈ تو وجہ کیا ؟ عمر بھر ٹھرا پیا کیے - انکو برانڈی اور سوڈا سے کیا سروکار - خالی برانڈی پی اور پی کثرت کے ساتھ دماغ پر گرمی چڑھ گئی بس لگے تنکے چننے یہی تو اس مین خرابی ہو - جب پیے ترکیب کے ساتھ -

نواب - تم بھی واللہ اسکے نقاد ہو - ہمیشہ کیل کانٹے سے درست رہتے ہو -

امام الدین - اے خداوند کیا جانے کسوقت کیا افتاد پڑے -

نواب - ہماری تو راے یہ ہو کہ پیے اعتدال کے ساتھ -

میر گلباز - جی ہان اعتدال کو تو خدا نے عجب برکت بخشی ہو -

نواب - بس دائرۂ اعتدال سے قدم باہر رکھا - اور گیا گذرا آپ بھی کسی قدر تجاوز کر گئے تھے -

میر گلباز - نہین حضور مین تو بیہوش نہ تھا -

نواب - ہان صاحب وہ ڈھڈھو والا فقرہ میان روشن علی نے بیان کیا -

روشن علی - وہی حضور جب آپنے ظہورن کا نام لیا تھا - بس سمجھ جائیے -

نواب - بڑے بدمعاش ہو - اور سب باتون کے لیے بیہوش تھے اسبات کے لیے ہوش آگیا -

روشن علی - (مسکراکر) کبھی کبھی ہوش آجاتا تھا -

تہور - (دروازے کے پاس سے) ذرا باتین کم کیجیے بڑے حضور باہر تشریف لائے ہین -

نواب - (دنگ ہوکر) ارے ! ابا جان آگئے -

امام الدین۔ آف۔ غضب ہوا۔
میر گلباز۔ حضور دروازے نہ کھولیے گا۔ ہرگز ہرگز۔ اتنا کہنا ماننے نہین غضب ہی ہو جائیگا۔
تہور۔ اس طرف نہین آتے اصطبل کی طرف تشریف لے گیے ہین۔ چھپے بیٹھے رہیے ہین بات بنا لونگا۔
نواب۔ سُن سے جان نکل گئی۔ اب آج سے توبہ کی کہ گھر پر ہرگز ہرگز نہ پیئینگے۔
امام الدین۔ حضور اسکا تو بس وہی لطف ہی کہ باغ مین مینھ برس رہا ہو جھولا پڑا ہو۔ ساقی سیم ساق و آئینہ زانو اور مطرب صافی مذاق و عنبر موجود اور دَور چل رہا ہو۔
روشن علی۔ اور کیا کمرے بند کر کے لطف مے نوشی نہین۔
نواب۔ آج کسی پر افشاے راز نہو تو ایک دن باغ بھی چلیین۔
امام الدین۔ حضور افشاے راز کیونکر ہو سکتا ہی بھلا۔ کمرے مین آپ اور دروازہ بند اور تہور تعینات۔ پھر بھلا بھید کیونکر کھلیگا۔ بتائیے آپ مطمئن رہین۔ ایسی احتیاط کی جاے کہ بات پھوٹنے نہ پائے۔ اور اب یہ لالہ حسین بخش اور یہ روشن علی بھی ذرا ہی ذرا پایا کرینگے۔
نواب۔ بڑے حضور کیا کرتے ہین۔ ادھر آنے کا تو قصد نہین ہی۔
تہور۔ کنکوے کے پیچ دیکھ رہے ہین۔
امام الدین۔ ہان! بڑے حضور کو پتنگ کا شوق بہت ہی۔
نواب۔ اُن کچھ ٹھکانا ہی۔ شوق سا سوق۔ جوانی مین اشرفی اشرفی پیچ بد بد کے لڑائے ہین۔ مگر اب بجز یاد الٰہی دنیا و مافیہا سے واسطہ نہین۔
روشن علی۔ ایسا ہی چاہیے۔
امام الدین۔ بڑھاپے مین ہم بھی توبہ کرینگے۔
نواب۔ واللہ بڑا احسان اللہ میان پر کیجیے گا۔ بڑھوتی وقت کی توبہ قبول نہین ہوا کرتی

خدا سے بھی شرارت!!!

اب سنیے کہ میاں گھسیٹے افتان و خیزان چھمن اور تراب علی کے ساتھ کوٹھی میں داخل ہوئے۔ نواب سے خدمتگار نے عرض کیا حضور گھسیٹے آگئے۔ فرمایا جلدی بیان کرو کیا روبکاری ہوئی۔ اُسنے کہا خداوند دور ویے دے کے میاں عذاب سے چھٹے تراب علی نے کہا حضور اسوقت تو شکر ہے کا شکیرہ ہو تو پی جاؤں۔ ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پلوائیے۔ مر مٹے آج۔

امام الدین خان بولے اجی پانی کیا پیوگے۔ بادہ گلگون پیو۔

تراب علی۔ آج تو خلاف معمول بوے خوش سے کمرہ بسا ہے۔

چھمن۔ گگا بیان نہین دیکھتے۔

نواب۔ رنگ ہی رنگ ہو بھئی واللہ۔ اور میاں لطف زندگی بھی یہی ہے مر گئے کچھ بھی نہ تھا۔

ساقیا یان لگ رہا ہے چل چلاؤ
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

محفل ہے خور و نوش کی بیٹھے ہین گلعذار
چھایا ہے ابر چار طرف سے عجب بہار

باد نسیم جھومتی آتی ہے بار بار
کو کو سے قمریوں کی ہر اک دل ہے بیقرار

طاؤس رقص مین ہے عشرت پیے ہوے
ہین بلبلین بھی شادگان کر لیے ہوے

تو پھر لاؤ امام الدین خان ہمکو بھی شریک کرو (نواب سے) کیا حضور عرصے سے اسکا شوق کرتے ہین۔

نواب۔ اجی توبہ۔ آج ہی تو بسم اللہ ہوئی۔

تراب علی۔ اعجاز ہے حضور اعجاز ہے۔ واللہ جو بات چیت یا چال ڈھال سے ذرا بھی معلوم ہوتا ہو کہ شراب پی ہے۔

چھمن۔ واللہ مین کہنے ہی کو تھا۔

امام الدین۔ اجی یہ کم ظرفوں کا کام ہے کہ پی اور بازار مین واند مچانے لگے۔ حضور

عالی ظرف ہین بوتل کی بوتل پلا دیجیے ذرا تو معلوم نہو –
ایسے کم ظرف نہین ہین جو بہکتے جائین

تراب علی – مگر خداوند انگھڑیون مین تو لال ڈورے آگئے –

چھمن – ہان واللہ مین کہتے ہی کو تھا –

امام الدین – (برانڈی کا جام دیکر) بسم اللہ

تراب علی – خداوندا اجازت ہو –

نواب – نوش جان – اور چھمن کو تو دو –

چھمن – نہین حضور مجھکو تو معاف ہی کیجیے – مین نے کبھی جام نہین دیکھا –

نواب – اجی تو مٹی کا جام نہ سہی – (مسکرا کر) یہ جام جہان نما تو دیکھو

چھمن – اعجاز – اعجاز – اعجاز – حضور اعجاز –

تراب علی – خدا جانتا ہو کیا کہی ہو –

امام الدین – اور برجستہ – آورد کا نام نہین – سبحان اللہ –

میر گلباز – اصل مین دیکھیے تو ہو بھی جام جہان نما ہی –

تراب علی – (کئی بار چسکی لگا کر) ؎

پی کے مے دستار لالہ کی اچھا لا چاہیے
دیکھنا تھا رادہ وہ گلگون قبا برسات کی

پھر جھوم جھوم کر ؎

سبزۂ مینا کا عالم دیدنی ہو آج کل
ایک سے کو دو کی جاتی ہو گھٹا برسات کی

نواب – اور چھمن کو پلانا پھر بھول گئے –

تراب علی – (اپنا گلاس دیکر) تو یہان تو حور اور شراب طہور کے پھیر مین پڑو ؎

گر شیخ بہشت و حور و کوثر باشد
وانجا مئے ناب و شہد و شکر باشد
پر کن قدح بادہ و در دستم نہ
نقد ز ہزار نسیہ بہتر باشد

چھمن – نہین اس خیال سے نہین – واللہ کوئی مذہبی خیال مانع نہین ہو اسوقت –

نواب – ہائین بے ادب – ہمارا حکم نہین مانتا –

چھمن - پیر و مرشد معاف ہی کیجیے۔
نواب - پچھاڑ کے پلاؤ۔

گو میان چھمن آدمی بد معاش اور اوباش پرلے سرے کے گرگے تھے مگر شراب سے طبیعت نفور تھی۔ سوچے کہ اگر اب بھی انکار کیا تو کھڑے کھڑے نکالے جائینگے اور شراب پینے کو جی نہین چاہتا۔ بُرے پھنسے۔ شرابیون سے حجت کرین تو مفت مین پٹین۔ روزگار الگ جائے کوئی ٹکے کو نہ پوچھے۔ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ تھوڑی دیر غور کرکے کہا کہ حضور کا حکم ہو تو باہر جاؤن بھی حاضر ہوتا ہون۔

میر گلباز - واہ آچکے - حضور یہ گئے تو پھر نہ آئینگے۔
نواب - جانے دو - پا پیین - یا اُٹھ جائین - ؟

	یک کار ازین دو کار می باید کرد	

چھمن - اسی دم حاضر ہوا - حضور کے قدم مبارک کی قسم -
نواب - جائیے جائیے - وہ نہ آئیگا تو کیا ہو جائیگا - خود پچھتائے گا - یہان کسی کا کیا جائیگا -
میر گلباز - پیر و مرشد یہ سچ - مگر باہر جاکر بدنام کرنے کو تو بہت ہین۔
چھمن - کیا تقریر چھانٹتے ہین - کوئی جانے بڑے بقراط کی دُم بنے ہین -
میر گلباز - ہان! ہمارے محاورات اور طرز کلام پہ اعتراض ہے ؎

	بت بھی پوجنے لگے خدائی کی شان ہو تیری کبریائی کی	

چھمن - آپ دراصل ہین -
میر گلباز - (کھلکھلا کر ہنس پڑے) دراصل ہین - کیون صاحب دراصل ہین حضور! فی الحقیقت کے بیچ مین میان چھمن بھی اپنے دشت کے دوسرے خواجہ صاحب ہین -

نواب - پیو جی -

جھمن - لائیے - خداوندا رحم کیجیو - (ایک گھونٹ آیا پانا کا پی کر) آہو ہو ہو آنکھیں کھل گئیں وہ کباب چلھ جاؤں (کباب کھا کر) واہ واللہ کیا پکاتا ہے اور لطف یہ کہ مربا اور حلوا سوہن اور سوہال تک اور حضور پکوان تک ایسا پکاتا ہے کہ ہندو کیا پکائینگے - اور پلاؤ قورمے کا تو بادشاہ ہی - ہمہ دان ہی -

تراب علی - اچار اسکے ہاتھ کا کھایا ہی کبھی -

جھمن - اچار والے کا لونڈا ابھی بولا -

نواب - پیتے ہی چڑھ گئی -

تراب علی - اب سب کو رخصت کیجیے تو حال بیان کردن -

نواب - امام الدین خان تم تو ٹھہرو اور سب کو وفان کرو -

اب کمرے مین نواب صاحب اور تراب علی اور امام الدین خان کے سوا پرندہ پر نہین مار سکتا - میان تراب علی دوزانو ہو کر یون گپ اڑانے لگے

تراب علی - خداوند یہان سے چلے تو گھسیٹے راہ مین کوئی سو بار سمجھا ہوگا - نکدم کر دیا خداوند تو ٹھسو کر کے سمجھاتے سمجھاتے لے چلے جون تون کرکے کچہری پہونچے تھنے میان مٹھو کو پڑھانا شروع کیا - کونسلی نے کہا کہ اگر جوابت ہی خاصے) ہم سمجھا دینگے تو بدنامی ہماری اس مین ہی - ہم تمکو جو بتا دین وہ تم سکھا دو ہم پڑھ پڑھ کے آتے تھے اور انکو جتاتے تھے اور یہ میان توتے کی طرح گردن ہلا ہلا کر سنتے سب کچھ تھے - مگر دھیان چڑیا کی طرف تھا -

امام الدین - حضور نے خوب کیا کہ دو دن کی چھٹی دے دی جاکے بیوی سے مل آئیگا -

تراب علی - اسے بس حضور سب سن سے اور اس کان سے سنے اُس کان سے اڑا دے جان عذاب مین کر کیونکر سمجھاؤن - کبھی تو مین جھلا اٹھتا تھا

کبھی بھیا بابا کر کے سمجھاتا تھا - خیر صاحب پکار ہوئی - صاحب اجلاس پر بیٹھے تو پھر تو حضور - بس کچھ نہ پوچھیے بس حضور -

نواب - امام الدین خان یہ بھی لڑبکے - ایک لفظ کہینگے اور بیس بار بس حضور -

امام الدین - اجی اب صاف صاف کہ دونا جھٹ پٹ -

تراب علی - بس حضور -

نواب - پھر وہی بس حضور -

تراب علی - (چٹکی لیکر) آپ تو کہنے نہین دیتے -

نواب - اور سنیے اب ہمکو ڈپٹنے لگے آپ - خیر صاحب فرمائیے -

تراب علی - بس پھر پہونچے اجلاس پر صاحب پوچھتے ہین باپ کا نام کہتا ہو خداوند میرے بال بچے بہت ہین - دو ننھے ننھے لڑکے ہین - اور کیا معلوم کیا کیا بکتے رہا - صاحب بھی بہت ہی ہنسے - اتنے مین کونسلی نے مجھے بلایا اور کہا مقدمہ بلٹا جاتا ہی حضور مین سیدھا سادہ مسلمان مین سمجھا کر کونسلی بہکاتا ہے مجھے جس مین کچھ اور دے نکلون - مین نے کہا واہ صاحب تو ہنس رہے ہین اور آپ کہتے ہین مقدمہ بلٹا جاتا ہے - اُنھون نے کہا - تم نہین سمجھتا یہ بات صاحب جس سے ناراض ہوتا ہے ہنس دیتا ہے - بس سنتے اور مقدمہ گیا - رنگ بُرا ہے اب - دو چار باتین کان مین کہدین مین نے گھسیٹے کو ایک ترکیب سے اجلاس ہی پر سمجھا دیا - تب تو میان گھسیٹے لگے فراٹے اُڑانے پھر کیا تھا بنگئی بات - مگر واہ رے کونسلی دور ہی سے وہ وہ باتین بتائی ہین کہ واہ جی واہ -

نواب - دور سے! کیا اجلاس پر تمھاری طرف سے جواب ہی نہین کی -

تراب علی نے کہا اے خداوند بھلا ایسے ایسے خفیف مقدمون مین کہین ولایتی کونسلی اجلاس پر جایا کرتے ہین - حضور انکے بڑے دماغ ہین - ہزارون کی آمدنی ہے ہزارون کی - بڑے خرچ - وہ کیا کسی کو کچھ سمجھتے ہین -

توبہ توبہ آخرش صاحب مجسٹریٹ نے دو روپے جرمانہ کر دیے میں نے کھن سے پھینک دیے۔ اور حضور ایک محرر نے کئی بار دھمکایا کہ نواب صاحب کی گواہی ضرور ہونی چاہیے۔ آپکے نام سمن جاری ہوا۔

نواب صاحب نے کہا اُف غضب ہی ہو جاتا اگر کم جرمانہ ہوتا بھی ذلت ہو۔ اب کونسلی کو شکرانہ بھی دینا ہوگا۔ کل جاکے دے آؤ۔

امام الدین خان سے تراب علی نے کہا کیوں بھئی بس ایک ہی جام پلا کر رہ جاؤ گے ۔

کہینگے ساقی مہوش سے آج ہم سرشار
کہ ایک جام کے امیدوار ہم بھی ہیں

اسکے بعد جلسۂ طرب برخاست ہوا۔

دور ساتواں

یہودنوں کی پریشانی اور حضرت پولیس کی کارستانی



اُن مہوش لالہ رو سیم بدن عنبر مو یہودنون کے بھائی نے جو تیسی جھڑاؤ کڑے
کی جوڑی پائی تو سوچے کہ ذرا بازار مین چل کے انکوا ئین تو کتنے کی مالیت ہی۔
سیٹھ جی کی مشکی دو ور کا یہ گھوڑی پر جو پلی شیر مین لے آئی تھین سوار ہوے کوئی
بیٹی کو جہیز مین گھوڑا ہاتھی دیتا ہے۔ یہ بہنون کی کمائی پر اتراتے پھرتے ہین
گھوڑی پر سوار ہو کر گول دروازے کے پاس آٹہرے۔ چوک مین لالہ ہرسکھ
کی دکان پر جوڑی انکوائی۔ انھون نے آنک کر ایک ہزار روپیہ دام لگائے۔
اسکے بعد لالہ نیم داس کی دکان پر آئے۔ اُنھون نے جو کڑے کی جوڑی دیکھی
تو بھانپ گئے کہ یہ لالہ ایشری داس کے ہان کی ہے۔ آدمی بھیجکر ڈنکی کوٹھی کے
منیب کو بلوایا۔ اُسنے جوڑی دیکھتے ہی کہا۔ یہ یہان کون لایا۔ یہودی نے
کہا ہم لائے ہین۔ پوچھا تم یہ جوڑی کہان سے لائے کہا تمکو اس سے
کیا مطلب۔ منیب جی انکو پچھلی والی بارہ دری (یعنے کوتوالی) لے گئے۔
سب انسپکٹر سے رپٹ کی گئی کہ یہ چوری کا مال ہے۔ یہودی (سلیمان)
کے حواس غائب ہوگئے کہ یہ اچھی افتاد پڑی۔ دریافت کیا گیا کہ تم کون ہو
نام کیا ہی۔ یہان کیا کرنے آئے ہو کہان فروکش ہو۔ کہا ہم یہودی ہین سلیمان
ہمارا نام ہے۔ یہان امین آباد کے چوراہے پر برج مین ٹکے ہین سب انسپکٹر
نوجوان آدمی اور خوش رو جوان۔ وردی اسپر بہت زیب دیتی تھی۔ تاڑ گیا
کہ یہ اُنھین تتار عالم یہودنون کے زمرے کا کوئی ہی۔
منیب جی سے پوچھا لالہ یہ تمھین کیونکر معلوم ہوا کہ یہ کڑے کی جوڑی تمھارے
ہی ہان کی ہی۔ اُسنے کہا حجور سنار موجود ہے جسنے بنائی اور کئی اور گواہ ہین۔ مینا کار
موجود ہی۔ کندن ساج موجود ہی۔ پانچ چھ دن ہوے کہ چوری گئی تھی۔ پوچھا
روزنامچے مین رپٹ لکھائی ہے۔ کہا ہان لکھ دی ہے سلیمان سے
دریافت کیا تم نے یہ جوڑی کہان پائی۔ کس سے بنوائی کس سے مول لی
سب کے جواب مین اُسنے کہا صاحب ہمارا مال ہے۔ اب کیا یاد ہے کب

بنوائی تھی - اور ہمارے پاس ہزارون روپیہ کا زیور ہے - کچھ یہی کڑے کی جوڑی
تھوڑا ہی ہے - سب انسپکٹر نے اس سنار اور مینا کار اور کندن ساز کو بلوایا جس
جس کے نام نیب سے لیے تھے اُن سب نے اُن کے جوڑی پہچانی اور کہا یہ ہمارے
ہاتھ کی بنائی ہوئی ہو - جب سلیمان نے دیکھا کہ اب مین پورا چور اور مجرم بنا جاتا
ہون - اور پولیس کے محرر نے کہا کہ حسب دفعہ ۴۱۱ تم چوری کے مال کی علت مین
ماخوذ ہوے - تو یہ اور بھی چکرایا - صاف کہہ دیا کہ یہ کڑے کی جوڑی ہماری بہنون
نے ہمکو دی ہو تھانہ دار نے حکم دیا کہ جا کے انکی بہنون کو امین آباد سے بلا لاؤ - اُن
پری تمثال بہودنون کا تو ایک زمانہ عاشق تھا - کانسٹبل کے پہونچنے کے پہلے
ہی ایک صاحب اُنکے ہان داخل ہوگئے اور کل معاملے سے مطلع کیا عورت
ذات اور نوعمر ناتجربہ کار اور پردیس کا واسطہ - بڑی ہی بدحواس ہوئین
اب جائین تو کہان جائین اور کرین تو کیا کرین - اُسنے کہا چلیے میرے ہان
چلیے - یہ سوچین کہ کیا معلوم یہ خبر صحیح ہے یا غلط - اور اگر صحیح بھی ہے تو اس
اجنبی کے ساتھ کہین کیونکر جا سکتی ہین - کرایے کی ایک خالی گاڑی جا رہی
تھی فورًا آدمی سے کہا کہ روک لے - اور بدحواسی کے ساتھ اُتر پڑین انکے
اُترتے ہی بھیڑ لگ گئی - صدہا آدمی جمع ہوگئے - بیفکرے ٹکٹکی باندھے
کھڑے ہین - گاڑی تک جانے کو راستہ نہین ملتا - بہزار خرابی گاڑی تک
پہونچین - سوار ہوئین تو کوچبین نے پوچھا کہان چلیے گا - کس امیر کی قسمت
کھل گئی کہ چاند سورج کی جوڑی اسکے گھر جاتی ہے - یہ کوچبین کانا آدمی تھا
واحد العین - اور بڑا مسخرہ اور شریر - شیرین نے کہا نواب صاحب کی کوٹھی
پر چلو - تو وہ کہتا ہو - اسے اس بھولے پن کے صدقے - حضور یہ نخلو شہر ہی
یہان گھر گھر نواب ہین - کسی کا نام تو لیجیے - نام انکو یاد نہین لیلی نے کہا اچھا
سیٹھ جی کے ہان چلو - وہ بولا اے حضور آپ تو پہیلیان بجھواتی ہین - کون سیٹھ
لنشٹی مل کے ہان لیچلون - اسپر بیفکرون نے آوازہ کسا - واہ بیٹا واہ - جیتے رہو -

کیا کھاؤ گے۔ ٹھنڈھی ل کے پاس لیجاؤ یا گرڈ والون کی کوٹھی۔ چہارم تمھاری کہین نہین گئی۔ دوسرا بولا یہ گاڑی والا ہی یا لال کھان (خان) کتھا۔ اتنے مین ایک جوان سا فقیر آگیا۔ خدا سلامت رکھے میری بھولی بھالی مس بابا کو۔ ان گورے گورے نازک نازک ہاتھون سے سائین کو آج دلوا دو۔ بلاجٹ بلاجٹ۔ ان پیارے پیارے گالون کی پچھا در سائین کو بھی مل جائے آج۔ اتنے مین ایک اور بے نکے لنگڑے بنے ہوے فقیر چنڈو خانے سے نکلے۔ بھر دے بھر دے شاہ جی کی تو ہی بھر دے

رہین تا حشر زندہ یا الٰہی یہ مسی بابا
فقیرون کا سوال اک ماہرو تجھسے یہی ہوگا

ترقی پر ہو ہر دم یہ ادا و ناز بیجا انکا
زکات حسن دو بوسہ لب لعل شکر خا کا

کوچبین نے کہا میم صاحب گاڑی کو ان تماش بینون نے گھیر لیا ہی۔ جلدی بتایئے کہان جایئے گا۔ اتنے مین انکے آدمی نے برج سے کہا ارے میان سیٹھ گوجیمل کے ہان لے چلو۔ کوچبین نے لوگون کو ہٹا کر گھی تیز کی۔ سیٹھ جی کی کوٹھی پر داخل ہوئی۔ خدمتگار نے اطلاع دی۔ حضور وہی بھودمین آئی ہین اسوقت نصرت الدولہ انکے ان بیٹے ہوے تھے غنچۂ دل کھل گیا۔ بلاؤ بلاؤ۔ نیکی اور پوچھ پوچھ۔ فورًا بلاؤ۔ یار ہم قسمت کے دھنی ہین۔ سیٹھ جی نے کہا ؎

ہمنشین جب مرے ایام بھلے آئینگے
بن بلائے وہ مرے گھر مین چلے آئینگے

اتنے مین وہ دونون پریان انا البرق کہتی ہوئی آئین۔

سیٹھ۔ ہلو۔ بی شیرین جان صاحب سلام۔ مس لیلی گڈ مارننگ۔

شیرین۔ مرنے جینے کی خبر بھی نہین لیتے ہو۔ سچ ہی یہ دلیسون کی کسکو پڑی ہی۔

سیٹھ۔ کیون کیون خیر باشد۔ اسوقت یہ سیدھا سادہ لباس کیسا ہی۔ اور یہ وحشت کیون برستی ہی۔ مگر جانی خدا گواہ ہی اس سادگی مین اس سے بڑھکر جوبن ہی اور یہ اسوقت میم صاحب بنکر آئی ہو۔

لیلی۔ نہین میم اور جوبن کی سوجھتی ہی۔ اور یہان جان پہ بنی ہے۔ ذرا ادھر آؤ تو کہین

ہوش اُڑے ہوے ہین۔
سیٹھ۔ اُنسے کچھ چوری نہین ہی جی۔ یہ ہمارے دوست ہین نواب نصرت الدولہ بہادر۔
شیرین۔ ہان ہم نے آپ کو دیکھا ہی۔ آپ اکثر کمیت گھوڑے پر سوار ہوکر نکلتے ہین۔
نصرت۔ زہے نصیب کہ آپ نے ہمین دیکھا۔ ہم تو اس قابل ہین نہین آپ پر تو تمام لکھنؤ کی جان جاتی ہی۔ مگر یہ اسوقت آپ نے وحشت ناک خبر سُنائی خیریت تو ہے۔ آپ کے دشمنون پر خدا نخواستہ کیا مصیبت پڑی ہی۔
شیرین نے مختصر طور پر بیان کیا کہ ایک جوہری کے لڑکے نے ہمین ایک ہیرے کی جوڑی بیچی تھی سونے کی جڑاؤ۔ ہمنے کہا ایک جوڑی لیلی کے واسطے بھی بنوا لینا بھائی کو دی کہ جاکے انکو اوکنٹھے کی ہی وہان آسکو پولیس والون نے گرفتار کرلیا کہ یہ چوری کا مال ہی۔ کوتوال نے ہماری طلبی کی ہمکو پہلے ہی سے معلوم ہوگیا تو گھبرا کے یہان بھاگ آئے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک آدمی نے آنکر عرض کیا سرکاران دونون کی تلاش مین ایک تلنگا آیا ہی۔ کہا ٹھہراؤ۔ کپڑے پہنکر نصرت الدولہ اور گوجرمل کوتوالی چلے۔ اور وہ دونون اپنی کرائے کی گاڑی پر گئین۔ اِدھر یہ دونون رئیس زادے اُدھر وہ دونون پریزادین پچھلی والی بارہ دری یعنے کوتوالی مین داخل ہوئین۔
ان رئیس زادون کو دیکھکر سب انسپکٹر سمجھ گیا کہ سفارشین آنے لگین اگر کوئی اور بنیا مہاجن ہوتا تو تھانہ دار ڈپٹ دیتا۔ مگر سیٹھ جی کا تمام شہر احسانمند تھا۔ اور نصرت الدولہ بھی ایک نامی اور یار باش رئیس تھے۔
یہان اسقدر کارروائی ہوچکی تھی کہ روزنامچے مین چوری کا جرم درج ہوگیا تھا تھانہ دار کے دل کی اسوقت عجب کیفیت تھی۔ بار بار کنکھیون سے اُن تبان سیمبر رشک قمر پر لفظ غلط انداز ڈالتا تھا اور دل ہی دل مین سیٹھ جی کو کوستا جاتا تھا کہ اُنکے سبب سے دال نہ گلنے پائیگی۔

تھانہ دار۔ کوئی کرتے کی جوڑی آپ نے اپنے بھائی کو دی تھی۔

شیرین۔ (گوجر ل کی طرف دیکھکر) جی ہان دی تھی۔

تھانہ دار۔ سیٹھ جی صاحب آپ بڑے خوش نصیب آدمی ہین ا یہود نون سے آپ نے کہان بنوائی تھی۔

شیرین۔ ہمکو ایک جوہری کے لڑکے نے دی تھی جو گھوڑے پر چڑھ کے نکلتا ہی چاندی کا اسباب گھوڑے پر ہی۔

اس جوہری بچے سے سب واقف تھے۔ اتنا پتا سنتے ہی نیب جی کے تو ہوش اُڑ گئے اور تھانہ دار اپنے دل مین سوچا کہ آج بڑی لمبی رقم چیرونگا۔ اور عمداً وقصداً اُسکے اظہار قلمبند نہین کیے۔ نیب جی کی طرف دیکھکر کہا۔ سنا لالہ جی گھر ہی مین چوریان کرو۔ اور پولیس کو بدنام کرو اب بتاؤ خاک مین عزت مل جائیگی یا نہین۔ نیب جی کا رنگ فق اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ نواب صاحب مع جھمن اور تراب علی کے کوتوالی مین رونق افروز ہوے شیرین اور لیلی نے سلام کیا۔ مسکراتے ہوے آگے بڑھے نصرت الدولہ اور سیٹھ جی نے کہا۔ آئیے میان تم یہان کہان کہا جہان تم وہان ہم۔ تھانہ دار نے استادہ ہو کر سلام کیا۔ کہا خان صاحب ذرا یہان آئیے گا علیحدہ کرنے مین تھانہ دار اور نواب صاحب مین گفتگو ہونے لگی۔

نواب۔ بھئی اس مقدمے کو بہت طول نہ دینا۔ خبردار۔

خان۔ (تھانہ دار) بڑا نازک ہو گیا ہی مقدمہ۔ نیب نے تو چوری کا مال لکھوایا۔ اور کئی دن پہلے روزنامچے مین رپٹ بھی لکھائی گئی ہی۔ اور ان یہودن نے صاف صاف کہہ دیا کہ اُس جوہری بچے نے دی ہی۔ جو گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتا ہی اور چاندی کا ساز ہی۔ ہم بے چالان کیے نہ رہینگے۔ اگر ان بنے مہاجنون جوہریون کے ساتھ رعایت کرین تو کھائین کیا۔ دس روپے روز کا تو خرچ ہی یہ کہان سے آئے جناب۔ آپ اس مقدمے مین نہ پڑیے۔ ذرا دور دور سے تماشا دیکھیے۔ بڑی خوش نصیبی سے یہ مقدمہ آیا ہے۔ یہ یہودنین بھلا یون ہتے چڑھنے والی تھین۔ اب لوٹ ہاتھ تو آئی ہی۔

نواب - بیوقوفون کی طرف نظر بھی نہ دیکھیے گا - اتنا یاد رہے -

تھانہ دار - (ہنسکر) ہان! یہ فرمائیے - اچھا صاحب - دوست کے مال پر نظر نہ ڈالیےگا

اگر اس جوہری سے تو بھرپور رقم لونگا -

نواب - اور مروت بھون کھائی لعنت ہی تیرے

تھانہ دار - گھوڑا گھاس سے یارانہ کرے تو بھوکون مرے - ایسی مروت سے بندہ درگذرا اگر ابھی تک سویرا ہو کر روزنامچے مین ہم نے کچھ لکھا نہین ہی - نیب کو بلا کر سمجھا دیجیے کہ لالہ کپورچی مل کو سمجھا کر ایک توڑا فوراً لے آئین ورنہ وہ ہین اور کوتوالی اور عالم باغ کا میدان -

نیب جی بلائے گئے - کہا لالہ آج ہی تو پھنسے ہو - اب ہاتھ گرماؤ یا چکی پیسو جائے یا - روپے کا منھ دیکھو یا عزت کو عزیز رکھو - نواب صاحب نے کہا چلو ہمارے ساتھ تمھارے لالہ ہی نے ہمکو بھیجا ہو - تھانہ دار اپنے بیچ کے ملازم گنیڈا سنگھ کی معرفت رشوت لیا کرتا تھا - اسکو بھی ساتھ کر دیا - راستے مین نیب جی کی زبانی معلوم ہوا کہ جوہری بچہ اپنے خاندان اور کل ارباب قوم کے خلاف شرابخوار ہو گیا ہی - اسی قسم کی کئی حرکتین شراب کے نشے مین اس سے سرزد ہو چکی ہین - ایک روز تین دوشالے کھڑے کھڑے جلا دیے ایک روز پڑوس کے مکان مین ایک کمھار کے گھر مین کود پڑے - کمھارن نے غل مچایا - بڑا فضیحتا ہوا -

نواب صاحب - دل ہی دل مین سوچے کہ جدھر دیکھو اس شراب کی کثرت اور جس سے سنو اسی مردار کی شکایت ہی - اپنی اور سیٹھ جی کی بے اعتدالیان یاد کر کے افسوس کیا - انکو شک کی جگہ یقین ہو گیا کہ جوہری بچے نے شراب ہی کے نشے مین کڑے کی جوڑی چرا کے دی ہو گی -

جوہری کی کوٹھی پر پہونچے تو لالہ نیم جان بوڑھے آدمی - چہرے کا رنگ فق کہ نواب صاحب کو آج ہم نے بڑی تکلیف دی مگر اور ہمارا کون ہے جو اسوقت کام آتا - نواب صاحب نے سارا حال کچا چٹھا کہہ سنایا - ہزار روپے کی رقم جانے کا

اسقدر افسوس ہوا کہ رونے لگے - تھوڑی دیر کی سرگوشی کے بعد گینڈا سنگھ کو چار سو روپے دیے اور کہا ہم ابھی کوتوالی مین آتے ہین - دو سو کل دیے جاینگے - کوتوالی مین جا کر تھانہ دار کو سمجھا دیا کہ چھ سو پر قناعت کرو - اُسنے فوراً انکو ایک ترکیب بتائی - اور یُنہی پڑھا کر یون کارروائی کی -

تھانہ دار - شیرین جان تمکو یہ کڑے کی جوڑی کسنے دی -

شیرین - ہمکو سیٹھ گوجرمل نے دی - ہم انکو انگریزی گانا اور پیانو بجانا سکھاتے ہین

تھانہ دار - آپ نے یہ جوڑی انکو دی تھی سیٹھ جی صاحب -

سیٹھ - جی ہان - خاص میری بنوائی ہوئی جوڑی ہے -

تھانہ دار - نیب جی اگر یہ کڑے کی جوڑی آپ کی ہو تو وزن ضرور یاد ہوگا -

نیب - ہان سرکار - اسکا تو جین ایسا کہ آٹھ توے سے ماسا دو ماسا کم ہوگا بیشی نہین ہوئیگا -

تھانہ دار - سیٹھ جی - آپ کی جوڑی کا کیا وزن تھا -

سیٹھ - نو توے دو ماشے -

سونا تولا گیا تو ٹھیک نو توے دو ماشے نکلا -

نیب جی دست بردار ہوئے - تھانہ دار نے انکو ضمانت پر رہا کر دیا - اور صاحب مجسٹریٹ کے اجلاس مین رپورٹ کر دی مقدمہ داخل دفتر -

دوسرے روز میان چھمن خبر لائے کہ خداوند کچھ اور بھی سنا - پولیس والے سو روپے یہودیون سے بھی لے مرے حضور تو جوہری کے ہان گئے تھے - اور نصرت الدولہ بہادر اور سیٹھ جی کو باتون مین لگایا اور دو برق انداز سلیمان کو علیحدہ لے گئے - کہا بچہ دس برس کو بھیجے جاؤ گے - اور یہ دونون چھ چھ مہینے جیلخانہ بھگتینگی تھانہ دار صاحب کو دو سو روپے نذر دو تو بچنے کی صورت نکلے ورنہ کچھ بیسوا کے اسنے بڑی خوشامد کی تب جا کے سو روپیہ پر راضی ہوئے اور اسی وقت سو روپے کا نوٹ دھر دیا لیا - مگر یہ رقم بالائی یار لوگون نے اوپر ہی اوپر اُڑا دی -

تیسرے روز خبر آئی کہ جس برج کو حضور پری منزل کہتے تھے اُسکی پریان اُڑگئین کمرے خالی پڑے ہین۔ دو ایک آدمیون کی زبانی سُنا کہ لکھنؤ کے حضرات ذات شریف سے اسقدر جہ گھبرائین کہ بھاگ گئین۔ اسی عرص مین سیٹھ جی اور نواب نصرت الدولہ بہادر آئے تو بدحواس کہرام مچگیا ہائے ستم۔ وا دردا۔ وا مصیبتا۔ نواب غضب ہوگیا۔ ؎

آج ہوتا ہی ولا درد جو میٹھا میٹھا
دھیان آیا ہی تجھے کس کے لب شیرین کا

سیٹھ۔ شہر چھوڑ کے جنگل بسانے کو جی چاہتا ہی۔ ؎

گریبان پھاڑ کر دیوانے نے زنجیر کیون پہنی
کرے کیا عقل دخل اسمین جنون کا کارخانہ ہی

یار مین تو دیوانہ ہوجاونگا کوہ الم ٹوٹ پڑا۔

دور آٹھوان

بیگم صاحب کا روٹھنا۔ نواب کا منانا۔



کئی روز کے بعد نواب صاحب دربار برخاست کرکے شب کو محلسرا تشریف لے گئے۔ سوچتے جاتے تھے کہ آج بیڈھب سامنا ہے ڈیوڑھی مین قدم رکھا تو مغلانی کی وہی چھوکری جس نے مسکرا کر کہا تھا کہ ہوا کھانا مبارک ہو چمک کر سامنے آئی اور مسکرائی۔

رئیس زادہ۔ (آہستہ سے) یہ آج مسکراتی بہت ہین آپ۔

مغلانی کی چھوکری۔ حضور آپ ہمسے ڈرا کیجیے۔

رئیس زادہ۔ تم سے تو نہین ہان تمھاری رسیلی نشیلی انکھڑیون سے البتہ ڈرتے ہین ان دونون بدمستون نے از خود رفتہ کردیا یہ چشم تخویہ بھی بدبلا ہی۔ ظالم مظلوم نما ہی شوخی کوٹ کوٹ کر اسمین بھری ہی واللہ کیا آنکھ ہی۔ ؎

چشم خونخوار تو از بسکہ سیہ کار افتاد
آنقدر بادہ کشی کرد کہ بیمار افتاد

مغلانی کی چھوکری۔ نہین ایمان کی قسم اب ہم سے حضور ڈرتے رہین۔

رئیس زادہ والا تبار گردون مدار نے اس ملیح نوخیز کے حسب حال یہ کلام بادل پُر درد بصد حسرت پڑھا۔ ؎

ای کہ سر حلقۂ خوبان سیہ فام توئی
چشم بد دور کہ خال رخ ایام توئی
گرچہ سر تا بقدم آمدہ نسخۂ کفر
کعبہ را مردمک دیدۂ اسلام توئی

مغلانی کی چھوکری۔ آج چھوٹی بیگم صاحب کی طبیعت بے مزہ سے ذری۔ جانے کیا سبب ہی۔

رئیس زادہ۔ کیون کیون خیر تو ہی۔

مغلانی کی چھوکری۔ اے کیون کیون کا ایکی۔ مارے غصے کے اور کیون کیا سنخے بنے جاتے ہین۔

رئیس زادہ۔ کس پر بدد ماغ ہو ئین۔

مغلانی کی چھوکری۔ حضور پر۔

رئیس زادہ۔ ایں! قصور۔ خطا۔ گناہ مین نے کیا کیا بتاؤ ظہوران (مغلانی

کی چھوکری کا نام تھا)

ظہورن ۔ حضور سوچین ہمکو تو تعینات کیا ہی کہ ٹوہ لیتے رہین ۔

رئیس زادہ ۔ کیا سوچون ۔ ذہن کام نہین کرتا ۔ اُنھون نے کسی زیور کی فرمایش کی ہو اور مین نے نہ بنوادیا ہو تو کہون اس سبب بدماغ ہوگئین ۔ اُنکی خاطرداری تواضع دلجوئی نہ کرتا ہون تو اُنکو برا ماننے کا موقع ہی خدا ہی خیر کرے ۔

ظہورن ۔ ہان یہ تو ٹھیک ہی مگر اب کیا کہون ۔

رئیس زادہ ۔ (آہستہ سے چٹکی لیکر) بتاؤ تمھین خدا کا واسطہ ۔

ظہورن ۔ (ہاتھ کو زور سے جھٹک کر) بس ذری الگ ہی رہیے گا ۔

رئیس زادہ ۔ اشعر کے طرز پر ہے

ہم ایسے ہوگئے اللہ اکبر ای تری قدرت	ہمارے نام سے اب ہاتھ وہ کانون پر دھرتے ہین

ظہورن ۔ اوپر آئیے گا تو معلوم ہوگا ۔

رئیس زادہ ۔ تم ساتھ چلو جانی ۔

ظہورن ۔ چہ خوش چرا نباشد ۔ واہ جانی وانی نہ کہیے گا ۔

رئیس زادہ ۔ چلو ہمارے سر کی قسم ۔

ظہورن ۔ ای حضور قسم نہ دیجیے آپ تو غضب کرتے ہین ۔ واہ وا ۔

رئیس زادہ ۔ اگر ہمارا کچھ خیال ہی تو ساتھ چلیے ۔

ظہورن ۔ اچھا چلیے کل کو کہین یہ کہنا نہ دیجیے کہ کہا نہ مانا ۔

رئیس زادہ ۔ (ہاتھ مین ہاتھ دیکر) چلی آؤ چپکے چپکے ۔

ظہورن ۔ (ہاتھ چھوڑا کر) یہ چھیڑخانی رہنے دیجیے مین اس طرح ساتھ جاؤن تو خود بھی نکالی جاؤن ۔ بس حضور اپنی عنایت تہ کر رکھیے ۔ یہ آج تو بڑی مستیون پر ہین آپ ۔

رئیس زادہ ۔ اچھا آپ پہلے چلین ۔ خداوند برا نہ مانیے ۔

ظہورن ۔ ہماری مجال ہی بھلا ۔ جب مین پہونچ جاؤن اوپر تب قدم اُٹھایئے گا

بدگمانی سے ڈرپے۔

چھت پر جو پہونچے تو دیکھا کہ انکی چاہیتی بیوی ایک نازک مسہری پر خواب نازمین ہیں فرش صاف جیسے بگلے کا پر نزاکت کا یہ عالم کہ سایے سے بھی کمر نازک لچکنے لگے چھوٹی بیگم گلبدن کا پائجامہ پہنے تھیں اور سفید باریک تن زیب کا ڈوپٹہ کھسک کر آدھا مسہری کے داہنی طرف لٹک رہا تھا زلف پریشان تکیے پر بکھری ہوئی تھی کچھ بال بل کھاتے ہوئے گوری گردن کے اردگرد کالی ناگن کی طرح لہرا رہے تھے ظہورن نے جاکر آہستہ آہستہ جگانا شروع کیا مگر ڈرتے ڈرتے۔

ظہورن - چھوٹی بیگم صاحب چھوٹی بیگم صاحب بیوی اے حضور ذری آنکھ تو کھولیے دیکھیے سرھانے کون کھڑے ہیں۔

رئیس زادہ - مکر کیے پڑی ہیں۔

ظہورن - حضور اب آپ جانیں آپ کا کام جانے میں تو جگا چکی۔

رئیس زادہ - ذرا ہاتھ پکڑ کر بلاؤ۔

ظہورن - اب حضور ہی اتنی جرأت کریں۔

رئیس زادہ - (گدگدا کر) اٹھو۔

ظہورن - آئیے حضور ہمکو تو حکم دیا تھا کہ ذری چھوٹے نواب صاحب کی چال ڈھال کو دیکھتی رہنا اور آپ ہیں کہ دنیا اور خود سو رہی ہیں۔

رئیس زادہ - اخاہ - یہ جب ہی تم کہتی تھیں ظہورن کہ جیسے ڈرتے آپ - خیر صاحب اب ڈرا کرینگے۔

ظہورن - جی اور کیا۔

رئیس زادہ - اے صاحب اٹھیے - اٹھو تمھیں خدا کی قسم - ہمیں ایک گلوری بنادو بس پھر چاہے سو رہو۔

بیگم - کیا ہو گیا - جہاں اتنی دیر رہے تھے وہیں جاؤ وہیں گلوریاں بنوائیے۔

رئیس زادہ - آئین! خدا خیر کرے - یہ نئی بات سننے مین آئی -

ظہورن - کسی نے آپ کی طرف سے کان بھر دیے ہین -

بیگم - اسوقت سر مین درد ہی بے اختیار سونے کو جی چاہتا ہے اب صبح کو صاف صاف بیان کرینگے سونے دو -

رئیس زادہ - درد سر اور نیند! خیر اچھا سو رہو اسوقت -

معشوقۂ نازنین اور ہمخوابۂ مہ جبین کو نواب زادۂ با تمکین نے خشمگین اور چین بہ جبین جو پایا تو آہستہ سے قدم اٹھایا اور دبے پاؤن جاکر پرند مشکین کو رخ انور سے ہٹایا اور گوش صفا کوش دلبر ناز فروش کے قریب یون فرمایا ؎

چہ کردہ ام سبب رنجش تو چیست بگو	بگو بگرد سرت بدگمانیت گردم

حیرت تھی کہ یا للعجب یہ کیا اسرار ہی کہ یہ فتنۂ خوابیدہ بر سر پیکار ہی اور صورت سے اس درجہ بیزار ہی کہ آدھی بات تک نہ پوچھی آنکھ تک نہ کھولی میدان فکر مین عقل کے گھوڑے لاکھ دوڑائے مگر منزل مقصود تک نہ پہونچنے پائے سوچے کہ ابھی کل تک تو یہ کیفیت تھی کہ ہماری جدائی ایک آنکھ نہین بھاتی تھی ذرا دیر ہوئی تو پیش خدمت پر پیش خدمت آتی تھی چلیے بیگم صاحب یاد فرماتی ہین صبح سے صورت بھی نہین دیکھی بیقرار ہوئی جاتی ہین اور آج ایسی بگڑین کہ روٹھنے کے آثار صاف عیان ہین رنجش و ملال کی باتین نمایان ہین چہرۂ زیبا پر نقاب ہی - آفتاب عالمتاب تہ سحاب ہی - ؎

نیم موسی نقاب از چہرہ بردار	نمی آید خوشم این لن ترانی

حضرت نے گدگدانا شروع کیا تب تو چھوٹی بیگم نے نزاکت سے ہاتھ جھٹک کر چادر کو خوب زور سے لپیٹ لیا تو نواب صاحب نے چادر کے چھیننے کا قصد کیا -

اس چھینا جھپٹی کے بعد نواب نے خوب دل کھول کر گدگدایا کئی بار چھوٹی بیگم نے چٹکیان لین کئی مرتبہ جھلا کر انگلیون کو یون ہی سا کاٹ کھایا -

میان بیوی کی لڑائی جیسے ۔ ساون بھادون کی جھڑی ایک چھینٹا پڑا اور کھل گیا ۔ ابر محبت سے غبار کلفت دھل گیا الغرض شکر رنجی ع

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

اور اس روٹھنے منانے بگڑنے اور گدگدانے مین بھی لطف ہے ۔ یہ خیالات نواب زادہ والا تبار کے دل مین آئے تو خوب ہی مسکرائے ۔ ے

بگاڑ بھی نہین آنکا بناؤ سے خالی | نہ جاؤ عاشق و معشوق کی لڑائی پر

نواب ۔ تم ایسا روٹھین کہ میرے آئے حواس غائب ہوگئے ۔

بیگم ۔ یہ ٹھنڈی گرمیان رہنے دیجیے بس ۔

نواب ۔ (ہنسکر) کیا ہر کیا ۔

بیگم ۔ یہان سوکھے ٹھٹے کسی کو پسند نہین ۔

نواب ۔ آخر یہ ماجرا کیا ہی ۔

بیگم ۔ تمھین سوجھ ۔

نواب ۔ یا الٰہی کچھ سمجھ مین ہی نہین آتا سوچون کیا خاک جب کوئی بات بھی ہو ۔

بیگم ۔ اپنے ہی دل سے پوچھو ۔

نواب ۔ دل تو قابو ہی مین نہین ہی ۔

بیگم ۔ دیکھا ۔ ع

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

دل قابو ہی مین نہین ۔ کاہے سے بے قابو ہو گیا ۔ خدا نا کردہ کون ایسی سختی اٹھائی یہ بے قابو کاہے سے ہوا ۔

نواب ۔ تمھاری خفگی سے ۔

بیگم ۔ بجا ۔ تمنے کہا اور مین نے مانا بندی کا میکا بھی اس لکھنؤ ہی مین ہے کرسی مین نال نہین گڑی ہے ۔ ہماری خفگی سے آپ کا دل بے قابو ہو گیا

کیون صاحب ؟ بجا۔ ایسے انیلے ہم نہین ہین کسی کے خفا ہونے سے دل بے قابو نہین ہوا کرتا۔

نواب - یہ بدگمانی ! خدا حافظ ہی۔

بیگم - دل جب بے قابو ہوتا ہی کہ جب کسی کے قابو مین آجائے۔

نواب - آین ! او چھا جی - این گل دیگر شگفت۔

بیگم - مین تو تمہر جان دو ن تمھاری تصویر تک کی دن مین سیکڑون بار دی بلائین لون اور تم یہ ہتکھنڈے سیکھو کہو دل جلے یا نہ جلے۔

نواب - آلہی خیر - آلہی خیر۔

بیگم - کیا نخرے ہین (منھ چڑاکر) الہی خیر - الہی خیر - جانو کچھ جانتے ہی نہین۔

نواب - قسم جناب امیر کی۔

بیگم - چلو بس قسم وسم نہ کھاؤ لڑکورے گھر مین جھوٹی قسمین کھانا گناہ ہی۔

نواب - تو جب جھوٹی قسم ہو نہ۔

بیگم - (پلنگ سے جھپٹ کر اٹھین) اور اوپرسے باتین بناتے ہو۔

نواب - اے تو کچھ کہو تو منھ سے (بیگم کے سر پر ہاتھ رکھکر) اس سر کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ۔

بیگم - (منھ پر ہاتھ رکھکر) بس بس (کر) کے آگے اور کلمہ نہ نکلے ہم ایسی سننے نہین ہین - ہمارا سر بھی کوئی کدو مقرر کیا ہی آپ یہ قسم بازی تو کر رکھیے - اسی صوفی مالزادی کے سر کی قسم کھاؤ جسکے پھیر مین پڑے ہو۔

نواب - یہ آج تمنے سوگ نشینون کی وضع کیا بنائی ہی۔

بیگم - (ہاتھ زور سے پٹک کر) مین کہتی ہون تمھین یہ آج ہو کیا ہی جو اول جلول منھ پر آتا ہی بے دھڑک بک دیتے ہو سوگ نشین ہون ہمارے دشمن واہ کہین سبزی تو نہین پی آئے ہو۔

نواب - جی ہان بھنگ پی ہی - تمنے آج یا قوتی ضرور کھائی ہی تمھاری زبان

کترنی کی طرح چلتی ہو۔
بیگم۔ پھر آپ کے تو خیر سے ابھی داڑھی بھی نہین۔
نواب۔ (ہاتھ مین ہاتھ دے کر) اب جی خوش ہو گیا بس۔
بیگم۔ ہوا ہو ہمارے تو دل کا کنول بجھا جاتا ہی۔
نواب۔ (پیشانی کا بوسہ لیکر) واسطے خدا کے بتاؤ تو یہ روٹھی کیون ہو۔
بیگم۔ اچھا اب کی پھر میرے سر پر ہاتھ رکھو کہ ہمین کچھ نہین معلوم۔
نواب۔ (سر پر ہاتھ رکھکر) اس سر کی قسم جو مجھے معلوم ہو۔
بیگم۔ ہاے غضب مین فقط تمھین آزماتی تھی آف ہمارے سر کی قسم کھائی غضب خدا۔!!!
نواب۔ خدا ہی سمجھے جو مین کچھ بھی سمجھتا ہون۔
بیگم۔ کیا اڑتے ہین ہمسے۔
نواب۔ خیر اب مین اصرار نہ کرونگا (تنگ کر) اس بدگمانی کا علاج ہی نہین اللہ ری بدگمانی۔
بیگم۔ اچھا یہ آج ابھی تک غائب کہان تھے آپ۔ شام کے گئے گئے اتنی رات جاکی آئے۔ جانے کیا کیا برے خیال جاتے تھے۔
نواب۔ ہوا کھانے گیا تھا اور گیا کہان تھا۔ یہ بھی گناہ ہی۔
بیگم۔ یہ اڑان گھائیان کسی اور کو بتایئے۔
نواب۔ کہا نہ کہ اس بدگمانی کا علاج ہی نہین ہاری مانو نہ جیتی مانو۔
بیگم۔ آپ کو ہوا لگی ہی۔
نواب۔ (ہنسکر) تمھین سودا ہو گیا ہی۔
بیگم۔ بجا۔
نواب۔ آخر مین کوئی دودھ پیتا بچہ ہون جو سر شام سے گھر مین گھس رہون ساری خدائی کے خلاف باتین کرتی ہو۔

بیگم ۔ ہان نواب تک دودھ پیتے ذری سارے بچے تھے اب آج رات سے جوان ہو گئے ۔ ہی نہ ۔

نواب ۔ ایک ڈاکٹر نے کہا ہی کہ صبح شام ہوا کھانے سے طاقت آتی ہی ۔

بیگم ۔ اس ڈاکٹر نگوڑے کا سر ۔ نہ کہین جاؤ نہ آؤ اور سینے اللہ جانتا ہے ۔ ٹھیک ٹھیک بتاؤ ورنہ مہنا متھ مچاؤنگی اور جو اپنی دالی پر آئی تو پھر خوب سا تماشا بھی دکھاؤنگی ۔

نواب ۔ ٹھیک ٹھیک بتا دون پھر ۔

بیگم ۔ ہان اور جھوٹ بتاؤ گے تو کیا مین جان نہ جاؤنگی ۔

نواب ۔ مین وہان گیا تھا سمجھ جاؤ بس ۔

بیگم ۔ ہان ہان آپ مسکرانے کیا ہین کیا جھوٹ بھی ہی ۔

نواب ۔ شان خدا ۔

بیگم ۔ سنا ہوا ہی سب ۔

نواب ۔ (بوسہ لیکر) تم مجھسے اسقدر بد گمان ہو ۔

بیگم ۔ ہین ہی ۔

نواب ۔ اچھا پھر کچھ دن مین تمھین خود ہی معلوم ہو جائیگا ۔

بیگم ۔ ای ہی کچھ دن مین تو تم کھل ہی کھیلو گے ۔

نواب ۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی ۔

بیگم ۔ اور یہ نیچے چپکے چپکے ظہورن سے باتین کیا ہوتی تھین ۔

نواب ۔ کس سے ۔ ؟

بیگم ۔ تمسے تمسے اور کس سے ۔ ہونھ ! کس سے ۔

نواب ۔ مجھسے ؟ کب ؟

بیگم ۔ (چٹکی لیکر) ابھی ابھی جب ادہر آتے تھے اور کب ؟

نواب ۔ کچھ نہین ۔ باتین کیسی ۔

بیگم ہان ما بلاؤن ظہورن کو قلعی کھُل جاے۔ کچھ نہین! ہم سب سُن رہے تھے۔

نواب ۔ تم تو مین دیکھتا ہون اب اُڑتی چڑیان پکڑنے لگین۔

بیگم ۔ کیسی کچھ۔ جب تم نے کہا کہ اوپر تم بھی ساتھ چلو تو اُسنے کہا کہ مین نہین جاؤنگی پہلے آپ جائین۔

نواب ۔ اچھا پھر اس اتنے کہنے مین بھی کچھ گناہ ہوا۔

بیگم ۔ گناہ نہین ہوا مگر تم نے چھپایا تو۔

اتنے مین کالی گھنیری گھٹا جھومتی ہوئی اُٹھی اور چوطرفہ تاریکی چھا گئی تھوڑی دیر مین بجلی لوکنے لگی اور رعد نے سوتون کو خواب سے جگایا۔ ایک دم کے دم مین ننھی ننھی بوندین ٹپ ٹپ گرنے لگین۔

بیگم ۔ چلیے مسہری اور پلنگ اُٹھائیے۔

نواب ۔ ٹھہرو ظہورن کو بلا لین۔

بیگم ۔ (چین بہ جبین ہوکر) پھر وہی بات۔

نواب ۔ نہین نہین بھول گیا بھول گیا خطا ہوئی مین نے تمھاری تکلیف بچانے کے لیے کہا تھا تجھے کیا نہ سہی۔

بیگم ۔ تو اور اتنی لونڈیان باندیان اصیلین مغلانیان ماما چھو چھو بھری ہوئی ہین اُنکا کسی کا نام نہ پھوٹا (منھ بناکر) ظہورن کو بلاؤن۔؟۔

نواب ۔ (ہنسکر) توبہ۔

اتنے مین ایک لونڈی آئی اور آتے ہی زینے کے پاس سے چلائی کہ حضور لونڈی حاضر ہی۔ الغرض پلنگ کمرے کے اندر بچھایا گیا اور مسہری بھی آدھی بھیگ چکی۔ جب اندر گئے تو نواب صاحب نے ٹھنڈی ہوا سے مسرور ہوکر یہ اشعار بہ لحن باربدی پڑھنے شروع کیے۔ ؎

پیک فرخندہ فال آپہونچا	پھر پیام وصال آپہونچا
پھر مبارک ہو صحبت ساقی	موسم برشکال آپہونچا

اُڑکے اب جائیگی کہان بطمی	ابر باران کا جال آپہونچا

بیگم- اہا ہا کیا ٹھنڈک ہو اسوقت ہان یہی شعر ین پڑھتے جاؤ-

نواب- اس مین ایک شعر بہت اچھا ہے دیکھو برسات کی تعریف مین کچھ اشعار پڑھین یسنو گی-

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ پڑوس سے گانے کی آواز آئی اُسوقت کا سمان بھی قابل دید تھا بلکہ دید تھا نہ شنید تھا کالی کالی گھٹا چوطرفہ چھائی ہوئی - مینھ جھاجھم برس رہا ہے رعد کا گرجنا اور بجلی کا چمکنا اور بھی لطف کی آگ کو بھڑکاتا ہے کمسن ماہر دنو خیز میان بیوی ایک سجے سجائے کمرے مین بیٹھے مزے مزے سے باتین کرتے ہین ایک دوسرے کی محبت کا دم بھرتے ہین اور پڑوس مین گانا ہو رہا ہے پیچھے وائرے والا گت بجاتا ہے مطرب اسپنے فن کے جوہر دیکھاتا ہو کیسا ہی غنچہ طبع کیون نہو یہ سمان اُسکی بیکلی کو دور کردے انقباض خاطر اور ملال طبیعت کو کافور کردے-

نواب نامدار وجم اقتدار اور اُنکی زوجہ مقدسہ رشک بتان فرخار کو گانیکی آواز ایسی بھائی کہ کھڑکی کھول کر دونون نے چپکے چپکے تاک جھانک لگائی تو دیکھتے کیا ہین کہ بارہ بارہ چودہ چودہ برس کی پانچ چھ چھوکریان ملکر گاتی ہین اور سامعین کو وجد مین لاتی ہین- کبھی اندر سبھا کے اشعار عاشقانہ وردزبان کبھی برکھا کی رت کا بیان- مگر علم موسیقی سے ناواقف ہان نیچر نے اُنکو ایسی نازک آوازی عطا کی تھی اور اُن کی آواز اسدرجہ پر تاثیر تھی کہ سامع دل وجان سے عاشق ہو جاتا فرط بیقراری سے تاب مفارقت نہ لاتا اول تو سب کی سب سراپا انداز و طناز دوسرے خوش الحان ونازک آواز تیسرے نو خیز و کمسن چوتھے برسات کی رات بارش کے دن اس سب مصالحے نے ملکر وہ رنگ اثر جمایا کہ روح تک وجد مین آئی-

ایک دفعہ دو تین چھوکریون نے ملکر آدھی رات پچھلے رسے پہر کا کویل

کو کے بار بار) یہ تان جو اونچے سروں میں لگائی تو نواب اور بھی مست بادۂ جنون ہو گئے عاشق مفتون ہو گئے۔

گشتہ ام زجنون ساغرے کہ ہوش نماند ۔۔۔ دگر معاملہ با پیر میفروش نماند

خون جوش زن ہوا طائر دل نخچیر تیر محن ہوا ع

چنان مست جنونم کز غمش چون در سماع آیم ۔۔۔ ز شادی روح مجنون با من دیوانہ می رقصد

پچھلے پہر بیگم کی آنکھ لگ گئی مگر نواب صاحب ادھر سے ادھر کروٹین بدلتے تھے نیند نہین آئی تھی۔ بہو دنون کی یاد نے انکو سخت پریشان کیا آخر کار انکو یہ سوجھی اُٹھ چل کے ظہورن کو چپکے سے جگائین آہستہ آہستہ گئے دیکھا کہ وہ سرمست نازنین پلنگڑی پر لیٹی ہوئی ہے مگر غافل۔ نواب صاحب نے بے اختیار بوسہ لیا۔ بوسہ لیتے ہی اُسکی آنکھ کھل گئی دیکھا تو چھوٹے حضور اشارے سے کہا چلے جائیے یہ بوسہ لینے کی جرأت تو کر ہی چکے تھے آو دیکھا نہ تاؤ پھر ایک بوسہ لے لیا ظہورن کہ زنکہ پانزدہ سالہ اور ستوالی تھی بڑی ہی خوش ہوئی مگر حیادامنگیر تھی۔ اس عرصے مین دو ایک عورتون نے انگڑائی لی۔ ایک دو نے کھانسا تو نواب صاحب معًا چلے گئے اور تھوڑی دیر مین تڑکا ہو گیا۔ کوئی دو گھڑی دن چڑھے باہر برآمد ہوئے تو دیکھا کہ جھمن اور ایک اور مصاحب مین گلخپ ہو رہی ہی رفتہ رفتہ تکرار بڑھ گئی اور لپاڈگی کی نوبت پہونچی چھوٹی بیگم نے ظہورن کو حکم دیا کہ نواب کو ہمارے نام سے بلواؤ۔ ظہورن ڈیوڑھی مین آئی اور نورا دربان کو پکارنے لگی۔

ظہورن۔ نورا۔ نورا۔ اے نورا۔ موت لے گئی موے اینچی کو۔

خدمتگار۔ نورا۔ او نورا۔

نورا۔ (نیند سے چونک کر) کیا ہی میان۔

خدمتگار۔ دیکھو ظہورن دروازے پر کھڑی پکار رہی ہین۔

نورا۔ (آنکھ کھول کر) کیا ہی ظہورن۔

ظہورن۔ تیرا سر ہو کب سے کنواڑے پاس کھڑی غل مچا رہی ہون۔
نورا۔ کہو کہو نا۔
ظہورن۔ چھوٹی بیگم صاحب پوچھتی ہین کہ لڑائی کس سے ہوئی یہ ہلڑ اور غل کیسا ہے
نورا۔ لڑائی دڑائی تو کہین نہین ہوئی۔ خواب دیکھتی ہو گیا۔
ظہورن۔ ارے یہ محلے بھر مین کھلبلی پڑ گئی ہے تجھے خبر ہی نہین ابھی۔ موا دوانہ (دیوانہ) گھنٹہ بھر سے برابر بم چخ مچی ہے تیرے حساب کچھ ہوا ہی نہین۔
نورا۔ (خدمتگارون سے) کیا بات تھی بھئی بتاؤ بھائی۔
خدمتگار۔ جھمن اور روشن علی مین دو دو چونچین ہو گئین اسوقت۔
نورا۔ ہان یہ کاہے پر۔ ہوا کیا تھا کوئی چھتّا بھی ہوا۔
خدمتگار۔ چھتا کہین ہوے دیتے ہین دو دو پنجے کسا لیے بس تھوڑا سے چٹ الگ کر دیا۔
نورا۔ جھمن کرارا ہی بھئی۔
خدمتگار۔ اجی روشن علی بھی جتنا رہا چھکے چھوڑا دیے میان کے ظہورن نے جا کر اندر پرچہ جڑا۔
ظہورن۔ (چھوٹی بیگم سے) اے حضور وہان تو کشتی ہو گئی تمام خون خچر۔ موے دوانے کھا کھا کے سنڈے ہوے ہین اور چھوٹے نواب صاحب نے انکو اور بھی منھ لگا رکھا ہے۔ اور نورا تو موا اونگ رہا تھا۔ جب مین نے چار پانچ ہانکین دین تب لوگون سے پوچھتا ہے کہ یہ کیا بات تھی۔
چھوٹی بیگم نے کہا ذری بلواؤ تو ظہورن نے نورا کو پکارا۔
نورا۔ (بہ آواز بلند) حاضر۔ ابھی تھین ابکی پھر اونگ گیا۔
ظہورن۔ چھوٹے نواب صاحب سے عرض کرو کہ ظہورن پردے کے پاس کھڑی ہی کچھ پیغام لائی ہے ذری یہان تک آجایئے کھڑے کھڑے بڑے حضور نے یاد کیا ہی۔

نورا۔ (نواب سے) حضور ظہورن پردے کے پاس ذرا حضور کو بلاتی ہین۔

امام الدین۔ لاحول ولاقوة۔

تراب علی۔ یہ جھن سب کو نکلوائینگے۔

ایک رفیق نے کہا جی ہان انکی ایسی ہی حرکتین ہین دو چار ڈنڈ کیا کیے کزمین پر قدم ہی نہین رکھتے۔ نواب صاحب نے کہا لاحول اب جانے تھی ہر نہ انکار کرتے بنتی ہر جاے ماندن نہ پاے رفتن۔ توبہ توبہ لاحول ولاقوة ان بدمعاشون سے خدا بچاے آبا جان کو خبر ہو گئی اب سخت ذلیل ہونا پڑیگا۔ کہا کیا کچھ حضور انکی بدولت جو نہو سو تھوڑا۔ یہ جھن نے بہل کی۔ ڈنڈبل پر بہت بھولے ہین۔ نواب زادۂ باوقار بھجواے۔ قہر درویش برجان درویش۔ مضطر وبیقرار اُٹھے اور چلے تو پردے کے قریب معلانی کی چھوکری ظہورن سے کہ صاحب حسن وجمال خوبرو زہرہ تمثال پانزدہ سالہ آفت کا پرکالہ تھی دوچار ہوے ظہورن اسوقت چھوٹی بیگم کے دوپٹے مین عطر عروس ملکر آئی تھی عطر کی لپٹ جو نواب کے دماغ مین پہونچی تو مست ہو گئے اور ظہورن کا پیارا پیارا ہاتھ چوم لیا ظہورن کے ہوش پران کہ خدا ہی خیر کرے بیگم صاحب اسوقت دیکھ لین تو مفت مین مہنا مچ جائین خدا جانے کس کس قسم کے خیالات دل مین جگہ پائین لیکن اُس خوشرو اور خوش ابرو رئیس زادے پر ریجھی ہوئی تو خود ہی تھی موقع غنیمت جانکر ایک ادا سے ہوش ربا سے ذرا کھسک کر کھڑی ہوئی اور مسکرا کر کہا۔ دیکھو نواب یہ دل لگی ہمیت گوارا نہین ہے۔

نواب۔ (ہاتھ جوڑ کر) خطا ہوئی۔

ظہورن۔ (تیکھی چتون کرکے) اے واہ صاحب اچھی خطا ہوئی کہ ایک سیانی لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر مروڑ ڈالا۔

راوی۔ واہ مروڑ ڈالا یا چوم لیا۔

نواب۔ معاف کرو پیاری۔
ظہورن۔ (پھر تبسم کرکے) اہا ہا پیاری! (ہنسکر) کہاں ہوا سوقت۔ یہ پیاری کی کیا تقریر تھی حضور۔ کہ دون چھوٹی بیگم سے جاکے۔
نواب۔ (دانتون کے تلے اُنگلی دباکر) ارے! کہین ایسا غضب بھی نہ کرنا ہم تو خیر تم تو فوراً ہی گھر سے نکالی جاؤگی۔
ظہورن۔ (تنک کر) اُنھ اُنھ ذری دیکھیے گا بڑے نکلوانے والے آئے۔
نواب۔ قریب آؤ کچھ کہینگے۔
ظہورن۔ (اور پیچھے ہٹ کر) بس الگ ہی رہیے دور دور۔ دیکھو ہمنے کہدیا ہے ہان۔
نواب۔ اچھا قسم کھاؤ کہ چھوٹی بیگم سے نہ کہوگی۔
ظہورن۔ اللہ جانتا ہی جو کسی سے بھی ذکر کرون اور چھوٹی بیگم سے کہکر بھلا سوتیاڈاہ پیدا کرونگی۔
نواب صاحب اندر تشریف لے گئے سمجھے تھے کہ بڑے حضور یعنے بڑے نواب صاحب کو خبر ہوگئی مگر جب سُنا کہ چھوٹی بیگم نے بلوایا ہے تو جان مین جان آئی منٹ بھر کے بعد بی ظہورن بھی پہونچین لیکن اب وہ ظہورن نہین ہین جو پہلے تھین۔ اب نواب صاحب کے سامنے اٹھکیلیان کرتی چلتی ہین یا نیچے ناز وادا سے اُٹھائے اور جھوم جھوم کر چلنے لگین چھوٹی بیگم کو کیا خبر تھی کہ ظہورن بھی اب مطبوع طبع نواب نامدار ہین اُنھون نے نواب صاحب کو خوب آڑے ہاتھون لیا۔
چھوٹی بیگم۔ یہ دنگا کیسا تھا۔
نواب۔ دو بدمعاش لڑپڑے باہم۔ مگر مین ابھی ابھی اُنکو سزا دونگا۔
چھوٹی بیگم۔ بھلا محلے والے کیا کہتے ہونگے اپنے دل مین۔
نواب۔ کشدنی امر۔
چھوٹی بیگم۔ کیا قصا تھی۔

نواب۔ کیا؟۔
چھوٹی بیگم۔ پوچھتی ہون کیا قضا تھی کہ ٹالے نہ ٹلتی شدنی امر کیا۔
نواب۔ مین ابھی ابھی خدا کی قسم اسی دم سزا دونگا جسمین پھر انکو جرأت نہ ہو۔
چھوٹی بیگم۔ موے کھا کھا کے سنڈے ہوئے ہین روٹیان لگی ہین نگوڑونکو۔
نواب۔ اور کیا۔
چھوٹی بیگم۔ اوپر سے ہنستے ہو اور کیا جو میرے نوکر ہوتے نہ تو کٹھے کٹھے نکالدیتی۔
نواب۔ کیا خوب۔ اور ہین کسکے نوکر آخر۔
چھوٹی بیگم۔ ہائین غضب خدا کا دنگا ساد نگا مچا تھا۔ اور طرہ یہ کہ آپ بیٹھے ہین وہ رئیس کیا کہ جنکے سامنے دنگا ہو۔ مصاحب کشتیان لڑین اور رئیس بیٹھے منہ تاکا کرین۔
نواب۔ مین جا کے ابھی موقوف کیے دیتا ہون دونون کو۔
ظہورن۔ پہلے اس موئے اپھی کو تو دفان کرو نورا کو۔ اتنا غل غپاڑا مچا اور اسکو کانون کان خبر ہی نہین۔ دن رات بیٹھا اونگا کرتا ہے دربان ایسے ہوا کرتے ہین۔
راوی۔ اللہ اللہ اب بی ظہورن بھی شیر ہین نواب صاحب سے فرمایشین ہونے لگین کہ فلانے کو موقوف کرو ڈھکے کو موقوف کرو۔ سچ ہی ہے۔

خواجہ با بندۂ پری رخسار	چون درآید ببازی و خندہ
چہ عجب کو چو خواجہ حکم کند	دین کشند بار ناز چون بندہ

چھوٹی بیگم۔ چاہے نورا کو پنشن دو۔ چاہو کسی اور کام کے لیے مقرر کرو مگر میرے دروازے پر آج سے آیا تو مین نکلوا ہی دونگی۔
ظہورن۔ حضور آپ نہ کچھ کہین جواب کی یہان دروازے پر بیٹھا نہ تو اللہ جانتا ہی تاک کرتا تاک ہی توڑونگی موے کی پینک مین تو ہوتا ہی ہے موئے الّو کی شکل سے ہمین نفرت ہے۔

نواب ثریا جاہ بیگم صاحب کی میٹھی میٹھی باتون اور ترشروئی کے ساتھ پیار کی گھاتون اور بی ظہورن کی رنگین ادائی اور دلربائی کے لطف اُٹھا کر باہر تشریف لائے پردہ اُٹھاتے ہی دیکھا کہ نورا اور بان بداطوار افیونیون کا سردار وقافلہ سالار تپائی پہ بیٹھا اونگ رہا ہے مارے غصے کے کس کر ایک لات جمائی تب تو میان نورا چونک پڑے اور متحیر ہو کر بولے کہ یا الٰہی یہ کیا آفت ناگہانی آئی آنکھین جو کھولین تو دیکھا کہ چھوٹے حضور ہین جھک کر بہ ادب آداب بجالایا اور چپکا ایک کونے مین دبک رہا۔

نواب۔ تم ابھی ابھی برطرف۔

نورا۔ کیا مجال۔

نواب۔ (چانٹا لگاکر) مردک۔

نورا۔ کیا خوب یک نشد دو شد پہلے لات جمائی اب چانٹے کی نوبت آئی بڑے حضور کی دہائی۔

مصاحب۔ ارے چپ دل لگی کرتے ہین۔

نورا۔ ہمارا تو پھر کس نکل گیا آپ کے نزدیک دل لگی ہے۔

نواب۔ تجھکو ہمنے اسی دم موقوف کر دیا۔

نورا۔ اے حضور کیا طاقت

نواب۔ کوئی ہے۔

خدام۔ حاضر۔ حاضر پیر و مرشد حکم حضور۔

نواب۔ اس پاجی کی گردن مین ہاتھ تو دو۔

نورا۔ پہلے حضور ہاتھ لگا کر دیکھ لین پھر اورون کو حکم دین۔

نواب۔ (دھپ جماکر) اب خوش ہوا یا ایک اور دون۔

نورا۔ بس ہمین پہ شیر ہین دُبلے مارین شاہ مدار۔

نواب۔ بھنگ پی گیا ہے کیا۔

نورا۔ اے حضور کہہ دیا ہے بس اسی مین خیر ہے کہ زبان نہ کھلوائیے غلام اس ڈیوڑھی پر حضور کے باپ کے اباجان کے وقت سے مقرر ہے۔ خدا گواہ ہے جو پردے کے پاس کبھی ایسی گفتگو سُنی ہو جیسی ابھی ابھی سُنی سمجھے۔؟

نواب۔ (رنگ فق) مت بک نالائق نابکار۔

مصاحب۔ (دنگ) حضور یہ گھاگس کھا گیا ہے۔

نواب۔ نورا ادھر آ (علحدہ لیجاکر) کیا بکتا ہے بے تو۔

نورا۔ (کان مین چپکے سے) غلام سے اور اس چکو ظہورن سے لاگ ڈانٹ ہے مگر حضور آسپر بے طور ریجھے۔ اسوقت تو واللہ آپ نے غضب ہی کیا کہ عین ڈیوڑھی مین زبردستی بوسہ ہی لیا اب خدا کے لیے مجھ بوڑھے پر رحم کرو ظہورن آپ کو اور آپ ظہورن کو مبارک مگر مجھ بڈھے بیچارے کو اس خام پارہ کے چغلی کھانے سے کیون در بدر ٹھوکرین کھلواؤ گے۔

نواب۔ خبردار نورا نمک حرامی نہ کرنا کسی سے جو یہ راز کہا تو حلال ہی کر ڈالونگا سمجھا؟۔

نورا۔ خوب سمجھا۔ مگر یہ حرام کا سون کے لیے حلال کا لفظ بھی کتنا موزون ہے حضور مین کوئی چرکٹا تو ہون نہین غلام بھی فارسی خوان ہے۔

نواب۔ ہمنے تمھارا قصور معاف کردیا۔

نورا۔ ہونھ! کیا احسان جتاتے ہین۔ پیرو مرشد حضور نے میرا قصور معاف کیا یا غلام نے زبردستی قصور معاف کروایا انصاف کیجیے۔

نواب۔ زیادہ بک بک ہمین پسند نہین۔

نورا۔ واہ! ظہورن سے گھنٹون گھل گھل کے باتین کیا کیے۔ ہمنے جو ایک بات کہی تو بگڑ کھڑے ہوئے۔ شان خدا۔

نواب۔ تمنے ظہورن کو چڑیل کیون کہا۔

نورا۔ بغض اور تعصب کے سبب سے عداوت اور حسد کے سبب سے۔

نواب۔ شاباش نورا بڑے سچے آدمی ہو۔ اچھا سچ بتاؤ۔ ظہورن کیسی ہے خوبصورت اور جوان کہ نہین۔

نورا۔ ای حضور بس ڈبیا مین بند کرنے کے لائق ہے۔ جوانی پھٹی پڑتی ہے ابھی پورے پندرہ کی بھی تو نہین پھلا وا ہے پھلا وا ہے۔

نواب۔ نورا تم اب راز دان ہو۔

نورا۔ حضور کے باپ اور دادا تک کا تو مین راز دان ہون آپ تو ابھی کل تشریف لائے ہین افشاء راز کرون تو کھڑا چنوا دیجیے ایسی بات ہے بھلا۔

نواب۔ نورا ظہورن پر ہماری جان جاتی ہے۔

نورا۔ ای خداوند حضور کے دادا کے وقت مین ایک مغلانی تھی رام رہے بس کچھ نہ پوچھیے ظہورن سے بھی بڑھی ہوئی اسپر آپ کے دادا جان مرتے تھے اور بڑے حضور کا بھی ایک منہارن پر دل آیا تھا۔ یہ تو پشتہا پشت سے حضور کے ہان ہوتی آئی ہے ہان فرق اتنا ہے کہ وہ لوگ کامیاب نہوے۔ اور حضور میری راے پر چلینگے۔ تو سرخرو ہونگے۔ ع

اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔

نواب۔ تم اگر کوئی صلاح بتاؤ نہ تو عمر بھر کے لیے خوش کر دون۔

نورا۔ واہ ہم در گذرے۔ عمر بھر کے لیے خوش کر دینگے ہان ہان جانتے ہو نہ کہ ابھی آدمی ہے منخنی سا۔ صدہا عوارض مہلک مین مبتلا۔ بہت جیا بیچیائی سے اور دس پانچ مہینے کھنے لگے عمر بھر کو خوش کر دونگا بس اپنی کائنات رہنے دیجیے۔

نواب۔ ارے کمبخت پھر کیا انعام دین۔

نورا۔ بس مین اسی ڈیوڑھی پر رہون۔

نواب۔ اچھا ظہورن سے کہو۔ وہ ہان جائین تو کیا مضائقہ۔

نورا۔ مانا۔

نواب۔ پھر نکل نہ جانا۔

نورا۔ اجی ہوش کی دوا کیجیے حضور۔
نواب۔ نورا تم بڑے گستاخ ہو گئے ہو۔
نورا۔ حضور کا لفظ تو آخر مین کہہ دیا تھا کہ نہین۔ پھر کیا؟۔
نواب۔ اچھا ظہورن کی مان کو تو گانٹھو۔
نورا۔ اجی تو اس جھگڑے سے آپ کو کیا مطلب میرا جو جی چاہے وہ کرون آپ کو آم کھانے سے واسطہ ہی یا درخت گننے سے۔
نواب۔ پھر اسکا کب جواب دوگے۔
نورا۔ ٹکا سا جواب کہیے آج ہی دے دون مگر جواب باصواب کل دونگا۔
نواب۔ اچھا مگر ضرور۔
امام الدین۔ اخاہ! اسوقت تو میان نورا خوب گھل گھل کے باتین کر رہے ہین
نورا۔ ہونھ! آئے وہان سے بڑے مصاحب کی دم بنکر۔ بھائی یہان برسون سے اسی سرکار کا نمک کھاتے آئے ہین تم سے ایرے غیرے پچکلیان سیکڑون آئے اور سیکڑون گئے۔
نواب۔ نورا تم جاکے اب بیٹھو مزے سے ڈیوڑھی پر۔

نواب نامدار مع رفقا و سما جیبن بدکردار اپنے عالیشان کمرے مین جاکر بصد زیب و تجمل متمکن ہوے۔

میان نورا نے میدان خالی پایا تو پردے کے پاس سے ظہورن کو بلایا ظہورن ململ کا دوپٹا سنبھالتی ہوئی باہر آئی تو نورا کو ڈیوڑھی پر دیکھکر بہت جھلائی۔ چین بہ جبین ہو کر بولی کہ اس افیمی نگوڑے کو موت بھی نہین آتی ہر قضا بھی اس کھوسٹ کو بھول بھول جاتی ہی۔

نورا۔ لو ظہورن اب کیا پوچھنا ہے گھی کے چراغ جلاؤ چھوٹے حضور نہیر ریجھ گئے۔
ظہورن۔ اے ڈر موے کچھ شامتین تو نہین آئین۔

نورا - ابھی ابھی مجھ سے پوچھتے تھے کہ بی ظہورن کوئی چودہ پندرہ برس کی ہونگی مین نے کہا قربان جاؤن حضور اٹھتی جوانی ہی متوالی ہو رہی ہی -

ظہورن - ارے خدا سے ڈر مردوے کہین آسمان نہ پھٹ پڑے -

نورا - دادی جان کے مرنے کی قسم -

ظہورن - (ہنسکر) اے لو اور سنو مسخرے کی باتین - قبر مین پاؤن تو خود لٹکائے بیٹھا ہی تیری دادی کیا عاقبت کے بورے بٹوریگی -

نورا - بھئی ہماری دادی دادی کو نہ کوسا کرو - ظہورن تیری نشیلی انکھڑیون کی قسم تو نے چھوٹے نواب صاحب پر جادو کر دیا - رسیلی نینون والیون نے جادو ڈالا -

ظہورن - (قہقہہ لگاکر) اخاہ خیر سے نان مین کی بھی پیٹ کھلے گئے ہین -

نورا - ظہورن اللہ جانتا ہی تمپر ہزار جان سے نواب عاشق ہین میرے منھ سے کہین اتنا سا کلمہ نکل گیا کہ گدرایا ہوا بدن ہی تو بگڑ کے فرمانے لگے کہ واہ کہین ہو نہ گدرایا ہوا بدن یون نہین کہتے کہ دھان پان عورت ہی لو اب چین کرو -

ظہورن - ای چل دور ہو موے انہی آج سے ہمسے دل لگی دل لگی نہ کرنا نہین تو جانیگا -

نورا - سنا نہین کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے - زیادہ ترش ہو گی تو مین صاف صاف کہہ چلونگا - وہ اُسوقت کیا میٹھی میٹھی باتین ہو رہی تھین - ہمکو آڑان گھائیان بتاتی ہو کیون بڑی نواب بو بو -

ظہورن - اللہ جانتا ہی تیرا اپنا خون ایک کر ڈالون گی اسوقت جو واہی تباہی منھ مین آتا ہی بیدھڑک بکتا جاتا ہی کچھ دوانہ تو نہین ہو گیا ہی - اُلو کہین کا -

نورا - ظہورن جو مین جھوٹ کہتا ہون تو بہشت نصیب نہ ہو اللہ جانتا ہی - نواب مجھ سے ابھی ابھی کہہ چکے کہ کوئی تدبیر نکالو جسمین ظہورن -

ظھورن - اچھا اب اسوقت مختصر کرو چھوٹی بیگم جب آرام کرینگی تو مین چپکے سے چلی آؤنگی - اور سُن لونگی -

نورا - ای تم سلامت رہو -

ظھورن کو شک کی جگہ یقین تھا کہ نواب میرے عنفوان شباب اور جوانی کی آب و تاب پر ہزار جان سے ریجھے ہوئے ہین جاتے ہی صابون سے منھ دھویا اور خوب ہی نکھار کیا بالون مین حنا کا سولہ روپے سیر والا تیل گیسوبل کی لیتے تھے اور رخ انور سے حسن و جمال برستا تھا سرخ موباف پر عالم تھا چھوٹی بیگم نے جو اُنکو دیکھا تو مسکرا کر کہا کہ اللہ اللہ آج تو غضب کے نکھار مین اسوقت تو ظھورن بیگم زادی معلوم ہوتی ہے -

ظھورن - بندگی پھر آخر پیشخدمت کسکی ہون ابھی آپ کے طفیل مین شہزادی معلوم ہونگی یہ سب حضور ہی کی جوتیون کا صدقہ ہے - کچھ اور ؟ -

اب دوسرا حال سنیئے کہ رئیس زادۂ با توقیر جب نور اور بان مقرر و لسان سے رمز و کنایہ کی باتین کرکے کمرے مین آیا تو مسند جواہر نگار و عظمت بار پر بیٹھکر فرمایا کہ امام الدین خان بھئی اسوقت ہم از بس نادم و خجل و شرمندہ و منفعل ہوئے - امام الدین خان نے گردن نیچی کرکے کہا حضور بات ہی ایسی ہوئی مگر افتاد - تراب علی بولے قبلۂ عالم یہ سارا تخم فساد میان جھمن کا بویا ہوا ہے ایسے ہی لوگ تو درباروں اور رئیسون کا نام بد کرتے ہین ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کردیتی ہے گیہون کے ساتھ ہم لوگ بھی گھن کی طرح پیسے جاتے ہین -

تراب علی - بہت چل نکلے تھے - جب دیکھو گٹے بازی ہی کی باتین کیا کرتے کوئی بولا اور آپ نے نیلی پیلی آنکھین کین اب آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوگا -

جھمن - حضور قصور اگر ہوا تو دونون سے روشن علی بچ جائین اور غلام معتوب ہو - بھلا یہ کونسی بات ہے انصاف کی اور یون حضور مالک ہین -

تراب علی - اور سنیے ؟ انکی اور روشن علی کی برابری ؟ وہ وزیر زادہ ہے حضور مگر گردش فلکی سے مجبور ہے یہان جھمن بھی کوئی شریف ہین -

نواب - ہان ! کیا شریف نہین ہے یہ -

تراب علی - اے خداوند نام ہی سے نہ دیکھ لیجیے - جھمن - بھلا جھمن بھی آج تک کسی بھلے مانس کا نام ہوا ہے - یا جیون کے نام ہین شیخ جھمن - یا سید جھمن یا مولانا جھمن کسی نے کبھی سُنا ہو تو بتائیے - اور روشن علی میر روشن علی خان صاحب تو مشہور عالی خاندان آدمی ہین -

نواب - جھمن کے سبب سے محلے بھر مین آج ہماری بدنامی ہوئی -

رفیق - اسمین کیا شک ہے خداوند -

دوسرا رفیق - حضور کی بدنامی تو کیا مگر ہان ہم لوگون کی البتہ ذلت ہوئی -

تراب علی - لوگون نے اپنے اپنے دل مین کیا کہا ہو گا کہ یہان کیسے کیسے بدمعاش جمع ہوتے ہین -

مصاحب - حضور آج تو دربار بالکل بھٹیار خانہ ہوگیا -

نواب - پھر اب جھمن کی صورت دیکھنے کا مین کیونکر روادار ہون -

جھمن - حضور زبان مبارک سے بس اتنا فرما دین کہ جھمن ہمجانب نے تیرا قصور معاف کر دیا -

نواب نے کہا جاؤ معاف کیا - تو ایک مصاحب نے کہا جھک کر سلام کر بے ادب - دوسرا بولا سات بار گن کے - تیسرے نے کہا بڑی ذرہ نوازی کی حضور نے - امام الدین بولے ایسے رئیس پیدا کہان ہوتے ہین بھائی جان واہ واللہ کیا مزاج پایا ہے - دھوم ہے دھوم ہے - اللہ جانتا ہے دھوم ہے -

جھمن نے زمین دوز ہو کر کہا آداب حضور - حق تعالی حضور کی مرادین برلائے جلا لیا - خدا جانتا ہے تن مردہ مین اسوقت جان آگئی - اسپر روشن علی نے کہا تن مردہ ہو نہ ہو تن مردہ یا خاصے ہٹے کٹے بنے ہین -

دور نوان

صحبت رندان ہمدم وہمساز اور خاتون بلقیس مرتبت پر افشاء راز



یہی وظیفہ ہی دن رات مجھکو مستی مین — چڑھاؤن جام کوئی نشہ کا اُتار ہوا
تمام عمر پیے جام بادۂ گلگون — جہان مین نام مرا رند بادہ خوار ہوا

پہلے تو نواب ہلال رکاب جھے کہ وہ یاقوت لب سیم غبغب سیو دین این آباد کے بد معاشون کی بد معاشی کے ڈر سے کسی اور محلے مین جاکر مسکن گزین ہوئی ہین چو طرفہ آدمی دوڑا دیے کہ جاکے خبر لائین مگر اُنکا پتا نہ ملا آخر کار نواب صاحب کو یقین ہوگیا کہ ان پریون نے کسی اور شہر کو غیرت پرستان بنایا لکھنو کو ویران اور سونا کر گئین دل وحشت منزل کی عجیب کیفیت تھی۔ کسی پہلو چین نہین آتا تھا۔ لہذا نصرت الدولہ اور سیٹھ جی کو بلوایا اور اُنسے کہا کہ از براے خدا اُن عاشق کش معشوقون کی صورت زیبا کہین سے تو دکھا دو۔ سیٹھ جی نے کہا ہمنے اُڑتی سی خبر سُنی ہے کہ اُن شاہدان طناز نے کانپور کو دار الفرح و السرور بنایا ہے۔ ابھی ہوٹل مین ٹکی ہین مگر کمپنی باغ کے محاذی ایک بنگلا استقامت کے لیے ٹھہرایا ہے اتنا سننا تھا کہ نواب صاحب نے جھمن کو بلایا اور نادری حکم سنایا کہ اسی دم کانپور جاؤ اور اُن اصنام لالہ رو کی خبر لاؤ ہماری طرف سے یہ دو شعر کہ دینا ؎

ای شاہد عشوہ ساز چونی — معشوقۂ عشقباز چونی
من بے تو بنالہ ہاے خونی — تو بے من خون گرفتہ چونی

اتنے مین تراب علی آیا دست بستہ عرض کیا پیر و مرشد وہ تو بخطا راست بمبئی چلی گئین انکو بعض حضرات نے ڈرا دیا کہ سیٹھ جی تمپر نالش کرنے والے ہین۔ اور جو ہری والے سے پھڑک کھا ہی چکی تھین بد حواس ہوکے بھاگ گئین۔

سیٹھ۔ ہاے افسوس۔ ام الدین بھی۔ اسوقت کچھ پلواؤ۔
نواب۔ مین کہنے ہی کو تھا۔ میرے دل کی بات کہی۔

نصرت - بے اسکے اسوقت ہرگز نہ رہا جائیگا۔

شرابیون کا قاعدہ ہی کہ روز توبہ کرتے اور روز توبہ شکنی۔ صبح کو توبہ کی شام کو پی رہے ہین۔ پیتے ویرنہ توبہ کرتے۔ اچھے ہم ہین اچھی توبہ اور چاہے کوئی عارضہ ہو شراب کو شب کا علاج سمجھتے ہین۔ غم غلط کرنے کے بہانے سے اتنی پی کہ نواب صاحب بیہوش ہوگئے۔ سب کو ہوش آیا تو نہ گوہر لال نہ نصرت الدولہ۔ تراب ہے۔ گلباز اور لالہ حسین بخش غین پڑے ہوے حکم دیا کہ انکو جگا کر رخصت کرو اور محلسرا کی جانب سے دور دور۔

نواب نامدار مصاحبین سے رخصت ہو کر محلسرا جانے لگے تو دروازے کا پردہ اٹھاتے ہی دیکھا کہ بی ظہورن خوب نکھر کر کھڑی ایک عورت سے چپکے چپکے باتین کرتی ہین۔

نواب - بی ظہورن ہین۔ دیکھون! یہ تو کوئی اور معلوم ہوتی ہین۔ اندھیرے مین کچھ سوجھتا ہی نہین ظہورن ہی ہین نہ۔

ظہورن - (شیرین ادائی کے ساتھ ترش ہو کر) اے ہی کیا انجان بنے جاتے ہین جا تو کچھ جانتے ہی نہین۔

نواب - کہان کہان اسوقت کہان۔

ظہورن - آپ کوئی قاضی ہین؟ -

نواب - یہ باتین کس سے کر رہی ہو۔

ظہورن - کسی سے کر رہے ہین (عورت سے) دوگانا چلو چلین۔

نواب - اخاہ یہ آپ کی منھ بولی بہن ہین؟ ذری ہمین تو دکھا دو۔

دوگانا - (ظہورن سے لپٹ کر) اے ہی بہن یہان تو جیسے کوئی فنکاری مارتا ہی۔

ظہورن - اے یہ نگوڑا اوربان ہی۔ موا اُلو ابو بک خراٹے لے رہا ہی۔

دوگانا - اُف جی سننا اٹھا۔ توبہ ایسے کسی کے خراٹے ہون۔ خر خر خرا سہم گئی مارے ڈر کے۔

نواب۔ ظہورن تمھین واللہ ذری اپنی منھ بولی بہن کا جھمکڑا دکھا دو۔
دوگانا۔ اونھ اونھ۔ بڑی دکھانے والی اپکی ظہورن چلو بہن چلین۔ اب ہمین پرائے مردوں کی یہ باتین زہر لگتی ہین۔
نواب۔ اللہ اللہ یہ تو بڑی گرماگرم معلوم ہوتی ہین۔
دوگانا۔ ظہورن یہ مردوا آخر ہی کون۔ اللہ جانتا ہی تمھارے سبب سے چپکی ہو رہی نہین تو کسو کا مقدور پڑا تھا کہ آدھی بات کرلیتا۔
ظہورن۔ ای چپ رہو چھوٹے نواب صاحب ہین۔
دوگانا۔ ای واہ حضور۔ یہ آپ کے وصف تو آج معلوم ہوئے۔
ظہورن۔ چھپے رستم ہین بہن۔ اور ڈھٹائی تو دیکھو۔
دوگانا۔ اب ہم نہ بولینگے تم دونون کے بیچ ہین۔ تم جانو وہ جانین۔
ظہورن۔ ہائے میرے اللہ اب جاتے ہو کہ ہم جا کے چھوٹی بیگم سے کہدین۔ آپ تو دانست دار آدمی ہو کر وہ بنے جاتے ہین۔
دوگانا۔ ای ہی محنت کا جھگڑا نکالا ہی ہماری تو آنکھین جھکی پڑتی ہین۔
ظہورن۔ (ہنسکر) نیند حرام کردی۔
نواب۔ اچھا ذرا انکی صورت دکھاؤ بس ہم چلے جائین۔
ظہورن۔ دکھا دو دکھا دو۔ کیا گھوں کے پی جائینگے کچھ۔
دوگانا۔ ای واہ اچھی آئین۔ اسوقت یون ہی جی نگوڑا بدمزہ ہے یہ اور آئین وہان سے دل دکھانے۔ حضور ہماری شکل تو آپ کے دیکھنے کے قابل نہین۔
ظہورن۔ (ہنسکر) اُف دوگانا تم بڑی شریر ہوا بھی چپکتی کہی یون ہی نہ کہدو کہ آپ کا منھ اس قابل نہین کہ ہمین دیکھیے۔
دوگانا۔ تم جانو وہ جانین۔
نواب۔ ہنسی ہنسی مین بات اُڑا دی۔ خیر یاد رکھنا۔

ظہورن۔ سب یاد ہی۔
دوگانا۔ ایک چیز آپ سے مانگین جو دیجیے تو۔
نواب۔ جان تک حاضر ہی۔
دوگانا۔ اہی خدا خدا کرو۔ ہم ایک چیز مانگتے ہین۔
نواب۔ مانگو۔
دوگانا۔ ایسا نہو بات ہی جاے۔
نواب۔ کیا مقدور۔ ایسی بات ہی۔
دوگانا۔ ظہورن گواہ رہنا ہین۔
ظہورن۔ ہان گواہ ہین مگر فریاد کس سے کروگی بہن۔
دوگانا۔ مانگتی ہون پھر۔
نواب۔ ضرور کہو نہ۔ اصرار کیون کرتی ہو اسقدر۔ نہ دین جب ہی کہنا دین اور پھر دین۔
دوگانا۔ (خوب کھلکھلا کر ہنس پڑین) ہمین سونے دیجیے اور جانے دیجیے۔
ظہورن۔ خوب کہی ہے بس اب ہم ایک نہ سنینگے۔ ہماری گواہی ہو چکی ہے اب جانے دیجیے۔
نواب۔ آنہ یہ تو تمھاری ہی سی طرار نکلین۔
ظہورن۔ ہین ہین۔
نواب۔ اچھا جاؤ۔ اسوقت چل دے گئین۔

نواب صاحب والا مقام بام فلک احتشام پر تشریف لے گئے۔ ادھر بی ظہورن اپنی منھ بولی بہن سے ہنس ہنسکر یون گفتگو کرنے لگین۔

ظہورن۔ تین چار دن سے چھیڑ خانی کر رہے ہین۔
دوگانا۔ مگر کیا مجاز پایا ہی۔ بڑے ہنسکھ ہین۔
ظہورن۔ ہان مگر چلبلے بڑے ہین۔ جب بیگم صاحب سے انسے ہوتی ہے

تب دیکھو کیفیت ۔ وہ بھی خوب چلی کٹی سناتی ہین ۔

دونون جاکر چارپائی پر لیٹین اور آہستہ آہستہ گانے لگین ۔ ؎

دیوانہ ہی دل یار تری جلوہ گری کا	مشتاق نہایت ہی یہ شیشہ ہی پری کا
انداز کہان یہ روش حور و پری کا	دم بند ہی ٹھوکر سے تری کبک دری کا
ساقی کی نگاہون نے مرے ہوش اُڑائی	آنکھون سے دیا جام مے بیخبری کا
سبزہ مری تربت پہ ہرا خوب ہوا ہی	لیسے ہین ————

ظہورن ۔ چپ چپ کچھ بجتا ہی ۔ دو ۔ تین ۔ چار ۔ پانچ ۔ چھ ۔ سات ۔ آٹھ نو ۔ دس ۔ گیارہ ۔

دوگانا ۔ اوہ ۔ گیارہ بجگئے ۔ بڑی رات آئی ۔

ظہورن ۔ جب ہی جمائیون پر جمائیان آتی ہین ۔

دوگانا ۔ جیسے ڈاک بیٹھ گئی ۔

ظہورن ۔ اب سو رہو ۔ صبح اُٹھینگے تو باتین ہونگی ۔

دوگانا ۔ دکروٹ پہ کہ ہمین تڑکے جگا دینا ۔

نواب صاحب کوٹھے پر سے چپکے چپکے گانا سُن رہے تھے دونون کی نازک آوازی دل و جان سے بھائی تھی ۔ مگر تین ہی چار شعر سُنے تھے کہ وہ سو رہین ۔

نواب صاحب دبستان بادہ گساری کے ابجد خوان تو تھے ہی پینے کو تو برانڈی کے کئی جام پی گئے لیکن کوٹھے پر جاتے جاتے وہ تیز نشہ چڑھا کہ الامان الامان ۔ پہلے تو بند کمرے مین بیٹھے بادۂ احمر کے تلبر تلبر اُڑا اُسے آدھ آدھ گھڑی کے بعد چسکی لگائی ۔ کبھی اپا پانا کا جام لیا ۔ کبھی برانڈی لیمونیڈ کے ساتھ نوش جان فرمائی اب کھلے میدان مین جو آئے تو خمیازہ کھینچنا پڑا پلنگ پر قدم رکھتے ہی چکر آیا ۔ سنبھلے ۔ لیٹے تو پھر چکر آیا ۔ ناز و نعم پروردہ امیر کے صاحبزادے تکلیف کا برداشت کرنا دل لگی تو ہے نہین ۔ گھبرا اُٹھے پہلا پہلا واسطہ اور نشے کا عالم سمجھے نزع مین ہین ۔ تصور جو بندھا ۔

تو نشے میں یہ سوجھی کہ نبض چھوٹ گئی۔ اعزا و اقربا کے ماتم اور شور و شین کی آواز کان مین آنے لگی چھوٹی بیگم تھوڑی دیر مین کسی ضرورت سے اُٹھین تو دیکھا کہ حضرت آرام مین ہین۔ پاؤن کی آہٹ پاکر نواب صاحب کسی قدر ہوش مین آئے گرمی کی اس درجہ شدت تھی کہ بھنائے جاتے تھے آہستہ سے کہا کہ (پانی) چھوٹی بیگم نے اچھی طرح سُنا نہین۔ قریب آنکر پوچھا کہ کیا کہتے ہو۔ نواب صاحب نے اشارے سے بتایا کہ پانی پیون گا۔

بیگم۔ کیا کرنے پڑے ہین۔ کوئی جانے خدا ناکردہ دشمن بیمار ہو گئے۔

نواب۔ (آہستہ سے) پانی۔

بیگم۔ (تنک کر) اوہو یہ نکری باتین یہان کسی کو بھاتی نہین کیا کہتے کیا ہو۔

نواب۔ (ہاتھ جوڑ کر) پانی (پھر اشارے سے بتا کر) پانی۔

بیگم۔ پانی۔ لو۔

بیگم صاحبہ نے صراحی کا ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پلایا۔ نواب نے چاہا تھا کہ لیٹے ہی لیٹے پیین مگر بیگم صاحب نے کہا کہ لیٹے لیٹے پانی پینا منحوس ہوتا ہے اُٹھ بیٹھو ذری۔ اُٹھنا اسوقت دوبھر تھا۔ مگر بہزار خرابی اُٹھے اور پانی پیتے ہی گر پڑے۔

بیگم۔ ہائین۔ خیر تو ہے۔

نواب۔ اُف۔ پھونک دیا۔

بیگم۔ (پاس آنکر) پنڈا پھکا ہے۔

نواب۔ پانی سے اسوقت بڑی تسکین ہوئی۔

بیگم۔ کچھ کہو تو یہ ماجرا کیا ہے۔ (منھ بنا کر) ہونھ ہونھ کچھ عجب طرح کی بو سی آتی ہے۔

نواب۔ ہمین تھوڑا پانی اور پلاؤ۔

بیگم۔ لو مگر یہ گھڑی گھڑی پانی پینا کیا معنی ہے کیا۔ ماجرا کیا ہے۔

نواب۔ خیریت ہے۔

بیگم۔ اللہ خیریت ہی رکھے مگر کیا ایسا گرما گرم کھا لیا کہ رہ رہ کے دم بدم پیاس لگتی ہے۔

نواب۔ کہہ دونگا۔ اسوقت کوئی پنکھا جھلے تو جان مین جان آئے۔

بیگم۔ ظہورن کو چپکے سے بلا لون (زینے پر جاکر) ظہورن۔ او ظہورن ہائین۔ سانپ سونگھ گیا کیا۔

نواب۔ (اپنے دل مین) خدا نکرے۔

بیگم۔ ای ظہورن (کنکری پھینک کر) ظہورن۔

ظہورن۔ (چونک کر) کون ہے؟

بیگم۔ ذری یہان تو آنا۔

ظہورن۔ (اپنے دل مین) یا اللہ اسوقت آدھی رات کو کیا کام ہے اور تو کبھی نہین بلوایا آج معمول کے خلاف بلوائی ہین۔ ہو نہ ہو کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے۔ کہین انکی اور ہماری باتین نہ سن لی ہون۔ اللہ بچائے جو تان سنینگی تو ہمین کاٹ کھینگی۔

دوپٹا سنبھالتی ظہورن اوپر داخل ہوتی ہین۔

ظہورن۔ اے حضور خیر تو ہے۔

بیگم۔ اسوقت کہتے ہین کہ گرمی معلوم ہوتی ہے۔ اور ہمکو پنڈا پھیکا نظر آتی دیتا ہے۔ وہ اچھا ذری پنکھا جھلو۔

ظہورن۔ (سرہانے جاکر) حضور طبیعت کیسی ہے۔ کہین درد ورد تو نہین ہے۔

نواب۔ (نہایت ہی مسرور ہوکر) کون ہے ظہورن۔

ظہورن۔ ہان حضور طبیعت کیسی ہے۔ دیکھواتے ہی مین منہ تکتی سا نکل آیا۔

بیگم۔ (نواب کے کان مین) ایک بات پوچھون سچ سچ بتا دینا کہین کسی ماں زادی نے تو نہین ٹونا دونا کر دیا۔

نواب۔ (مسکرا کر) کچھ خبر ہے۔

بیگم - پھر ہو کیسے - بے چینی کیون ہے -
نواب - پانی -
ظہورن - ابھی لائی - لیجیے حضور مگر تن کے پانی نہ پیجیے گا - دو گھونٹ پانی پی کے ہونٹھون کو تر کر لیجیے -
نواب صاحب نے چاندی کی کٹوری اُس سیمبدن کے دست رنگین سے لیتے ہی ایک ٹھوکا دیا - ظہورن کھل گئین کہ اسوقت بھی چھیڑ خالی سے باز نہین آتے -
نواب - آت پانی سے ذرا تسکین ہوتی ہے -
بیگم - ارے کہین وہ تو منھ نہین لگی - یہ کہو ہم پر کھے گئے اب کالا پانی نگوڑا بھی منھ لگا -
ظہورن - نہین حضور - اللہ اللہ کیجیے - یہ بد گمانی ہے بیوی -
بیگم - ہم بی ہمسائی کے بیان کو ہنسا کرتے تھے اب لوگ ہمین ہنسینگے -
ظہورن - اے تو حضور اب اسدم تو نہ کچھ کہیے بیچارے آپ ہلکان ہین مین بناؤن ایک گنڈا میرے پاس ہے -
نواب - اب یہ گنواری باتین رہنے دو - گنڈے تعویذ کا خبط ہمکو نہین ہے -
ظہورن - دوا جان کو جگا لاؤن -
بیگم - انھین سے پوچھو -
ظہورن - حضور اب تو ذرسی ذری ارام ہے - اسوقت جو غنچہ کھلے تو طبیعت ہلکی ہو جائے -
نواب - ظہورن ذرا سر دبا دو - جو تکلیف نہو تو -
ظہورن - اے حضور آپ کے اوپر سے مجھ سی سیکڑون قربان ہو جائین سر کا دبانا بھی کوئی پہاڑ اٹھانا ہے -
بی ظہورن سرھانے بیٹھکر پیارے پیارے ہاتھون سے نوجوان

نواب زادے کا سر دبانے لگین۔ تھوڑی دیر مین ایک عجیب ادا سے دلربا نے دوپٹا اپنے سر سے سرکا دیا تاکہ مانگ کا جوبن نواب زادے کی آتش عشق کو اور بھی تیز کر دے۔

نواب۔ اُف کسی کروٹ چین نہین آتا تھا اب کچھ کچھ فرق ہے۔ عطر کا ایک پھویا تو لاؤ۔

بیگم صاحب کمرے کے اندر گئین۔ صندوقچی کھولی۔ عطر نکالا۔ وقع وقت غنیمت جانکر نواب صاحب نے چپکے سے معشوقہ پری چہرہ کے دست سیمین کو چوم لیا اور ظہورن نے بھی ہنسی خوشی ہاتھ ڈھیلا کر دیا۔ اس تھوڑے ہی سے عرصے مین ظہورن نے وہ وہ پیاری ادائین کین کہ نواب کا دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ اتنے مین بیگم صاحب عطر کی شیشی لیکر کمر نازک کو لچکاتی ہوئی آئین تو ظہورن کی طرف دیکھکر مسکرائین۔ ظہورن کے دل مین تو چور تھا سمجھی کہ بیگم صاحب نے بھانپ لیا۔ اسوقت گورے گورے گالون کی رنگت کئی دفعہ سبز سے سفید اور سفید سے سرخ ہو گئی۔ مگر وہ مسکرائی صرف اس بات پر تھین کہ عطر کی عوض تیل لائی تھین کہ دیکھون نواب پہچانتے ہین یا نشے کی حالت مین تیل کو عطر کے دھوکے دھوکے بدن مین مل لیتے ہین شیشی لا کر نواب صاحب کو دے دی۔

بیگم۔ بوجھو تو بھلا۔ کسکا عطر ہی۔ باجی جان نے قنوج سے بھیجا تھا۔

نواب۔ (سونگھکر) ماشاء اللہ۔ آپ کی باجی جان کے قربان۔ ایسا عطر تو شہزادیان بھی نہ چھوئین۔ آپ کی باجی جان خیر سے بڑی نفیس مزاج ہین۔

ظہورن۔ (شیشی لیکر) واہ۔ ای یہ تو حنا کا تیل ہی چھوٹے گندھی کے یہان کا۔

بیگم (قہقہہ لگاکر) ہم جان بوجھ کے لائے تھے کہ دیکھین نشے مین چور تو نہین ہین۔

ظہورن۔ ای بس چپ بھی رہیے۔ ایسا بھی نشہ نوج کسی کو ہو۔ کیا وہ سوادِ ربان حیثیت مقرر کیا ہی کچھ۔ کہان نگوڑا تیل کہان عطر۔

بیگم - (عطر کی شیشی دیکر) لو -
نواب - ہاں یہ البتہ عطر ہی - دماغ کو معنبر کر دیا -
بیگم - گلوری کھاؤ گے جو جی چاہتا ہو تو بنا دوں -
ظہورن - واہ پان اور گرمی کریگا -
نواب - خدا جانے پان کے عوض کیا بلا ئے آؤ - بس آپ گلوری رہنے دیجیے ہم دوگھڑی
برف ہو چکی کر ہو -
ظہورن - حضور ساری پگھل گئی - منگوا لیجیے - اُس موئے مچھندر نگوڑے نورا
کو بھیج دوں ؟ -
بیگم - واہ آج کا گیا پرسوں کی خبر ہے - سیدانی کو بھیج دو سیدانی کو -
نواب - اور سنیے - عورت ذات - آدھی رات - برف لینے جائے - یہ پچاس ساٹھ آدمی
کیا دیکھتے ہی بھر گئے ہیں -
بیگم - ای ہو مطلب یہ کہ بات نہ چھٹنے پائے -
ظہورن - تو چہری سیدانی کا یہ جگرا نہیں ہی کہ اسوقت اندھیاری میں کوس بھر برف
لینے جائیں -
بیگم - کون - اسد جانتا ہی وہ بڑی تھر ہی - جاوے تو لے ہی آوے -
ظہورن - ای وہ مشغل کیا ہو بچاری -
بیگم - یہ شوق تمھیں کب سے ہوا - اور کوئی اتنی پی جاتا ہو - بھلا - یہ موسے خوشامد
خوروں نے اس ڈھرے لگایا ہوگا -
نواب - سچ یوں ہی کہ مغل پٹھان شیخ سید برہمن چھتری کسی قوم سے نہیں بچی ہے
اور ہاں خوب یاد آیا بہت بڑھ بڑھ کے باتیں بناتی ہو تمھارے بھائی نہیں
پیتے - واللہ اعلم -
بیگم - واہ تو کیوں تنا ایسا اچھا کام کرتے ہیں - انھیں کوئی بھی اچھا کہتا ہے - مگر اب
تمھاری آنکھیں بگی خوب -

نواب۔ ہان ع

خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

ظہورن۔ ای بیگم صاحب مین صدقے ہو جاؤن بہت دن ہوئے کوئی چھ مہینے جب سے آپ کے ہاتھ کی گلوری نہین کھانے مین آئی۔

بیگم۔ (پیشانی نورانی پر دست رنگین ٹیک کر) ای پتھر پڑین تمھارے اس جھوٹ پر ظہورن چھ مہینے ہوئے ہمارے ہاتھ کی گلوری کھائے کو۔ا

ظہورن۔ وہ نہ سہی چھ مہینے مگر بہت دن تو ہوگئے۔

بیگم۔ (گلوری بناکر) لو۔

ظہورن۔ بندگی۔ واہ واکیا گلوری ہی۔ اللہ جانتا ہی پسینے آگئے یہی تعریف ہے بنانے کی۔

نواب۔ بس اب بہت خوشامد نہ کرو۔

ظہورن۔ ای لو خوشامد کرتی ہون مین۔

نواب۔ اس پلنگ مین کھٹمل بہت ہین۔ آج بیطور دق کیا۔

بیگم۔ ای تو مسہری پر سور ہو۔ ہم کو نیچ نکلوا لینگے۔ یہ کھٹمل کہان سے آئے۔

نواب۔ نہین آج ہم اس پلنگ پر سوئینگے جسکے ہرے ہرے پائے ہین۔ بہت بڑا پلنگ ہی۔ خوب آرام سے سوئینگے۔

ظہورن۔ تو مین نیچے جاکے جگانہ دون دو تین کو ہاتھون ہاتھ پلنگ آجائے یہان۔

نواب۔ نہین ہم خود چلتے ہین۔ تم یہان سیدانی کو بھیج دو اور مغلانی کو۔

ظہورن نے جاکر بی بی سیدانی اور بی مغلانی کو جگایا اور کوٹھے پر بھیجا۔ نواب صاحب نے پلنگ اُٹھایا۔ ظہورن قریب کھڑی دیکھتی تھین۔

ظہورن۔ دیکھیے دیکھیے اسوقت بہت زور نہ بدن پر دیجیے۔ اے ہی کہین منڈیر کی اینٹین نہ گر پڑین تو ناحق ناحق چوٹ آئے۔

نواب - مضبوط لینا پلنگ - چھوڑون - چھوڑتا ہون بی سیدانی -

ظہورن - اے واہ - (آہستہ سے) ہاتھ پکڑ کر چھوڑ دینا ایسے ہی بے غیرت نکٹون کا کام ہی -

نواب - (جھیپ گئے) جواب دینے کو تھے مگر نہ سوجھا - کیا! -

ظہورن - بس اب شرمایئے نہ -

سیدانی - حضور پلنگ بچھ گیا تشریف لایئے -

ظہورن - جایئے بس اب جایئے اب کہین پی پی کے غل نہ مچایئے کہ محلہ بھر جاگ اُٹھے -

نواب - ظہورن تمھاری ساری وضع قیامت بپا کرتی ہی -

ظہورن - اے بس اب جاتے ہو یا باتین بنایا کروگے سیدانی کو کہین کچھ اور شک نہو کہ پیے ہوئے گر پڑے کہین -

نواب - تمھاری صورت دیکھنے سے اُسوقت ہمین وحشت ہوتی ہی -

ظہورن - کیا کہا - کیا ہوتا ہو کیا ہوتی ہی -

بیگم - ظہورن کیا کرنے لگی وہان -

ظہورن - حضور پانی پی رہے ہین - گھونٹ گھونٹ -

بی سیدانی اور بی مغلانی اُتر آیئن - اور نواب صاحب کوٹھے پر جا کر پلنگ پر لیٹ رہے - شب کو باد سرد کے فرحناک جھونکون اور چھوٹی بیگم کی زلف چلیپا کی بوی عنبر بار اور چاندنی کی دل لبھانے والی بہار سے نواب نامدار خوب میٹھی نیند سوئے - تین بجے آنکھ کھل گئی تو مارے پیاس کے لب خشک تھے - اور شدت تشنگی سے کلیجہ منھ کو آتا تھا - بہزار دقت بستر استراحت سے اُٹھے اور لڑکھڑاتے ہوئے صراحی سے ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پیا تو ذرا قلب کو تسکین ہوئی - پھر سو رہے - ساڑھے چار بجے کے وقت پھر نیند سے چونک پڑے اور پھر گئی آبخورے پانی کے پیے - سوئے تو آٹھ بجے کی خبر لائے

سویرے منھ اندھیرے بیگم صاحب نے کئی بار جگایا مگر وہ اسوقت سُنتے کب
تھے۔ بڑے نواب صاحب نے تین چار مرتبہ دریافت کیا کہ آج
چھوٹے نواب کیسے ہیں۔ تشویش تھی کہ خلاف معمول اتنی دیر تک سونا
کیا معنی۔ چھوٹی بیگم صاحب عورت تھیں تمیز دار کہلا بھیجا کہ پنڈا تو ذری
پھیکا تھا۔ بے چینی اسقدر کہ پلک سے پلک نہ جھپکی۔ کوئی چار بجے خدا خدا
کرکے آنکھ لگی اب اسوقت اچھے ہیں۔ مگر رات بھر کے جاگے ہیں ذری
سولیں تو اچھا۔ بڑے نواب صاحب کو کیا معلوم تھا کہ یہ سیہ کاری
اور بادہ گساری کا نتیجہ ہے سمجھے کہ آج کل فصل اچھی نہیں ہے اور آدمی
ہیں نازک مزاج کھانے پینے میں بے اعتدالی ہوئی ہوگی۔ جب آٹھ کا گجر
بجا تب تو چھوٹی بیگم بھی گھبرائیں کہ تڑکے گجر دم کے لیٹے والے اور اب تک
غافل سو رہے ہیں۔ ظہورن سے کہا کہ ذری جا کے جگا تو دو۔ دیکھو سارے محل
میں دھوپ پھیل گئی آپ ابھی تک آرام ہی کر رہے ہیں۔ ظہورن نے کہا بیگم
صاحب حکم بجا لانے میں اس لونڈی کو عذر نہیں۔ مگر آپ ہی دل میں سوچیے
کہ اتنی ڈھٹائی میں کہاں سے لاؤں کہ جاکر جگاؤں۔ بھلا کوئی بات بھی ہے
ہاں حضور کے ہمراہ کہیے تو چلی چلوں۔ مگر اکیلے جاتے ہوئے طرح طرح
کے خیال آتے ہیں۔ اور جو آپ کی یہی مرضی ہے۔ تو بسم اللہ چلتی
ہیں۔ یہ کہکر ظہورن کوٹھے کی طرف جانے لگی چھوٹی بیگم نے اسکے دوپٹے
کے آنچل کو پکڑ کر مسکراتے ہوئے کہا کہ ٹھہرو ہم بھی ساتھ چلتے ہیں جو تم کو ایسا
ڈر لگتا ہی خوف ہے تو آؤ ہم بھی ساتھ چلیں۔ ظہورن نے کہا قربان جاؤں
حضور اللہ نہ کرے کہ ڈر کا مقام ہے۔ مگر آپ منصف مزاج ہیں آپ ہی خود
سمجھیے کہ میں کوئی بوڑھی عورت تیس چالیس برس کی ہوتی تو بے جھجک چلی جاتی
مگر تو چھوٹے نواب صاحب کو خدا سلامت رکھے بڑے نیک رہتے ہیں لیکن پھر
بھی جو دیکھتا وہ اپنے دل میں کیا کہتا کہ یہ جوان جہان اور ان کو جگانے گئی حضور ہم

غریب ہین تو کیا ہوا عزت آبرو کا بڑا خیال ہی۔ بیگم صاحب پھر مسکرائین
اور بولین کہ ظہورن اللہ جانتا ہے ہم تمسے اسوقت بہت خوش ہوئے۔ آؤ
چلو چلین جگائین۔ آخرش سونے کا بھی کوئی ٹھکانا ہے۔ اے آٹھ بجگئے اور اب تک
آپ سو ہی رہے ہین۔ ظہورن پیچھے پیچھے اور بیگم صاحب آگے آگے دونون ملکر
گئین نواب صاحب کو جگانے۔ کوٹھے پر پہونچین کمرے مین گئین تو دیکھا
کہ حضرت بالکل غافل سو رہے ہین۔ دنیا و مافیہا سے بیخبر

بیگم صاحب۔ اللہ اللہ۔ دنیا بھر مین دھوپ پھیل گئی اور یہ سو ہی رہے
ہین بے غافل۔

بیگم صاحب۔ (شانہ ہلاکر) اٹھو اٹھو۔ اجی کچھ خبر بھی ہے۔ اے آٹھ بجگئے۔

ظہورن۔ حضور اب اٹھیے۔ دن بہت چڑھ گیا۔

بیگم صاحب۔ اجی اٹھو بھی۔ اوئی۔ موئی نیند نوج کی وہ ہو گئی۔

نواب۔ (انگڑائی لیکر) کے بجے ہونگے اسوقت۔

بیگم۔ نو بجینگے اب۔ ذری آنکھ تو کھولو (منہ پر سے دلائی ہٹاکر)۔

نواب۔ اُف اوہ۔ نو بجینگے!! توبہ۔ توبہ۔

ظہورن۔ حضور بڑے نواب صاحب کئی بار پوچھ چکے ہین۔ مجھسے۔

نواب۔ (آنکھ کھولکر) اُفّاہ! سچ نو ہی بجے۔ لاحول ولا قوۃ۔

بیگم۔ اب اسوقت جی کیسا ہے؟ طبیعت تو اچھی ہو

نواب۔ ہان۔ فضل الٰہی ہو گو تشنگی کی شکایت ہو۔ ارے پیاس کے لب خشک ہوئے
جاتے ہین۔ تالو مین کانٹے پڑے ہوئے ہین۔ زبان خشک ہو۔

ظہورن۔ سویرے سویرے نہار منہ پانی پینا برا ہوتا ہو۔

بیگم صاحب۔ اے کچھ حرج نہین ہوتا ہے۔ پانی لاؤ جاکے۔

بیگم صاحب نے کہا جو صراحی خوب ٹھنڈی ہوئی ہو وہ لے آؤ۔ ظہورن سمجھے
گئی کہ آب سرد لائے۔ جب بیگم صاحب نے نواب سے کہا ہماری بھی کھانے

جو جھوٹ بولے سچ کہنا تمھین قرآن کی قسم اب اسوقت نشہ تو نہین ہے۔ ہائے غضب ارے اتنی انسان پیے ہی کیون کہ دس دن تک خمار باقی رہے ہائے افسوس اب اسوقت کیا کہون۔ شام کو کہونگی۔ نواب سخت خفیف ہوئے۔ مارے شرم کے منھ سے کوئی کلمہ نہ نکلا۔

اتنے مین بی ظہورن ایک شیشے کا گلاس اور ایک صراحی ٹھنڈے پانی کی لائین اور نواب پر اپنی نزاکت ثابت کرنے کے لیے صراحی کو زمین پر پٹکا۔ اور ادئی کہکر بیٹھ گیئین۔ اللہ ری نازکی۔ کچھ ٹھکانا ہے۔ ہمین اس مقام پہ پھر دیکھ قول یاد آیا۔ ؎

خواجہ با بندهٔ پری رخسار — چون درآید ببازی و خنده
چه عجب گو چو خواجه حلم کند — وین کشد بار ناز چون بنده

بیگم صاحب نے صراحی سے ایک گلاس پانی انڈیلا اور اپنے دست سیمین سے نواب صاحب کو دیا۔ نواب صاحب اسوقت پانی کو غنیمت سمجھتے تھے انھون نے چاہا کہ لیٹے ہی لیٹے پانی پی جائین۔ مگر بیگم صاحب نے تنک کر کہا کہ اللہ جانتا ہے ہم پانی دانی پھینک دینگے اور اٹھکے چلے جائینگے ہزار بار سمجھایا کہ لیٹے لیٹے پانی نہ پینا چاہیے۔ ذری اٹھ بیٹھو۔ پانی پی لو پھر لیٹ رہنا۔

نواب صاحب کوشش کرکے اٹھے۔ پانی پیا تو جان مین جان آئی پھر لیٹ رہے اور باتین کرنے لگے۔

نواب۔ کیا آپا جان یہان آئے تھے۔

ظہورن۔ نہین حضور یہان تو نہین آئے۔ مگر کئی بار پوچھ چکے۔

بیگم۔ اب اٹھکے انسے ملتے آنا۔ کہہ دینا کہ رات کو ذری جی مالش کرتا تھا مگر اب اچھا ہون۔ وہ بچارے بہت بیقرار ہین۔

ظہورن۔ ای ہیا ہا ہی چاہین۔ بیگم صاحب۔

بیگم۔ اور کیا۔ مگر اب آج سے توبہ کرو کہ پھر کبھی نہ پینگے۔

نواب۔ واسطے خدا کے اسوقت کوئی اور ذکر چھیڑو۔
ظہورن۔ اچھا اور ذکر سہی۔ وہ سوار بان دخان ہوا کہ نہین۔
بیگم۔ وہ تو مر کے بھی بھتنا بنیگا موذی کاٹا۔
نواب۔ پشتہا پشت سے اسی سرکار کا نمک پر ور دہ ہے۔ اب پیرانہ سالی مین اُسکو کیونکر جدا کرون۔ سوچو تو سہی۔
بیگم۔ تو اُسکو پنشن دو۔ کوئی اور مقرر کرو۔

نواب زادۂ بلند اختر و عالی گوہر خراماں خراماں اپنے پدر بزرگوار کے پاس آئے۔ فرط ادب سے زمین دوز ہو کر آداب بجالائے۔ بڑے نواب صاحب خوش ہوئے کہ فرزند دلبند صحیح و سلامت سامنے آیا۔

بڑے نواب۔ شب کو کیسے تھے بیٹا۔
نواب زادہ۔ ابّا جان۔ جی مالش کرتا تھا۔
بڑے نواب۔ اب تم دودھ پیتے بچے نہین نام خدا جوان ہو ہزار بار سمجھا یا شبنم مین شب کو سونا مضر ہی۔ دس گیارہ بجے تک خیر چنداں مضائقہ نہین مگر تمھارے مزاج مین ضد اور ہٹ بہت ہو۔ رات بھر اوس مین سوتے رہے ہمارا کہا نہ مانا۔
نواب زادہ۔ بجا ہی کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا ہو ورنہ شبنم سے تو مین خود احتیاط رکھتا ہون۔
بڑی بیگم۔ کمرے مین رات بھر پنکھا چلتا رہے تو کیا ٹھنڈک نہو۔ اُس مین کیا لڈو دھرے ہین (پیشانی پر ہاتھ رکھکر) بنڈا اگنگنا تا ہی۔
ظہورن۔ جی ہان رات بھی پنڈا پھیکا تھا۔
بڑے نواب۔ (نبض دیکھکر) نہین۔ فضل الٰہی ہو
بڑی بیگم۔ کیا اسوقت بدن صاف ہی۔
بڑے نواب۔ ہان ہان۔ فضل الٰہی ہے۔ بس یہ اوس مین سونے کے سبب سی خرابی ہوئی۔

اب مصاحبین بادہ گسار کا حال سنئے۔ لالہ جبین بخش نے جو ہوا کھائی تو پاؤں ڈگمگانے لگے۔ یہ گرے وہ گرے۔ اس مصیبت سے تھوڑی دور چلے تھے کہ نشہ اور بھی تیز ہو گیا۔ اب راستہ نہیں سوجھتا۔ ایک درخت کے تنے سے ٹکرائے اور گرے اور وہیں بیہوش پڑے رہے۔

تراب علی ساقن کی دکان پر پہونچے۔ زبان چرس کے دم لگائے ایک تو برانڈی کا نشہ ہی کیا کم تھا اسپر چرس کا دم اور بھی طرّہ ہوا۔ سے آزاد دماغ پر گرمی چڑھ گئی اور چپ سے دکان ہی پر گرے۔ دو چپا۔ آدمیوں نے ملکر اُٹھایا۔ کسی نے پانی کے چھینٹے دیے کسی نے برف کا ٹکڑا کھلایا۔

ساقن۔ میری دکان پر ایسی بات کبھی نہیں ہوئی تھی۔

ہتک باز۔ اور ایسے تو کچھ دم بھی نہیں لگائے۔

چرسیا۔ اجی صاحب تمھارے اگلی چلم کی تو آسمان کی گھبراتی ہے آج تو جب آئے جب ہی ڈھیلے نظر آئے (نقل)۔

ہتک باز۔ ڈاکٹر کو بلواؤ۔

ساقن۔ اور دو روپیہ کے گھر سے آئینگے۔ مر جائیگا موا مر جائے۔ کل موا آج دوسرا دن۔

برق انداز۔ کیا ہوا بیوی سلام۔

ساقن۔ اے میاں کیا بتاؤں کیا ہوا۔ یہ آئے اور اک دو دم لگائے بس بیہوش ہو کر پڑے (ارے لو وہ گاڑی ڈاکٹر کی آتی ہے) ذرا روک دیجیے روک دیجیے

ڈاکٹر۔ گاڑی رکوا کر کیا ہاں۔

ساقن۔ ذرا ایک مریض کو دیکھتے جائیے۔ یہ سامنے بیہوش پڑا ہے۔

ڈاکٹر۔ دل کیا ہوا کیا۔

ساقن۔ ابھی کوئی آدھ گھڑی ہوئی کہ یہ دکان پر آئے تو انھوں نے کہا کہ جی مالش کرتا ہے مگر منھ سے شراب کی بو آتی تھی اور نشے میں تھے میں نے

لاکھ لاکھ منع کیا کہ چرس نہ پیو۔ اسے بہن تو اُس طرف کسی کام کو گئی ادھر آپ نے دو دم لگا ہی تو لیے۔ بس پھٹ سے گر پڑے۔

ڈاکٹر۔ اچھا آدمی ساتھ کر دو ہم دوا دے دیگا۔

ساقن۔ میرے بابو صاحب ایسی دوا دیجیے کہ ہوش آجائے۔

ڈاکٹر۔ اچھا دوا ہی۔ سو گھبرانے کا بات نہین۔

ڈاکٹر صاحب نے ایک گولی دیکر کہا کہ یہ گولی ابھی کھلا دو تو استفراغ ہو گا اور ہوش آجائیگا۔ (اسکے بعد اس بوتل کی دوا آدھی چھٹانک اسوقت پلا دو اور آدھی چھٹانک دو گھنٹے کے بعد) آدمی نے گولی اور بوتل لی اور حکم کے بموجب ایک گولی تراب علی کو کھلائی۔ استفراغ ہوا ہوش آیا۔ بتایا کہ سر مارے درد کے پھٹا پڑتا ہے اور دماغ پھنکا جاتا ہے۔ آدمی نے بوتل سے آدھ چھٹانک عرق ایک پیالی مین لیکر پلا دیا۔ دس بارہ منٹ مین تراب علی اُٹھ بیٹھے۔

ساقن۔ اب کیسے ہو۔

تراب علی۔ اب اچھا ہون مگر گرمی بہت معلوم ہوتی ہے اور سر مین تھوڑا درد ہے۔

ساقن۔ کوئی ایسا کام کرتا ہی۔ شراب پی کے آئے اور اسپر اتنے دم لگائے۔

چرسیا۔ توبہ۔ توبہ۔ بہت بچے صاحب تمھارے۔

تراب علی۔ اب ہم جا کے سرا سے اکا کرتے ہین اور گھر جاتے ہین۔

چرسیا۔ اِکا نکرنا۔ اُسکے ہچکولے صاحب تمھارے اور بھی حیران کر دینگے مجے مجے (مزے مزے) پیدل چلے جاؤ۔ ٹھنڈی ہوا ہی اسوقت۔

تراب علی۔ رخصت ہوئے۔

میر گلباز کا حال سنیے۔ یہ جو نواب صاحب کے دربار سے آٹھے تو سیدھے نان بائی کی دکان پر پہونچے اور نشے کی حالت مین اس سے یون کہنے لگے۔

میر گلباز۔ بھائی جان اسوقت کچھ کھلواتے نہین ہو۔
نان بائی۔ جو حکم ہو مگر کیا پیے ہوے ہو۔ ذری دکان سے الگ ہی رہیے گا کوئی مسلمان دیکھ لیگا تو چھوئیگا نہین۔
میر گلباز۔ سنتے ہو میان ہم اسوقت پیے ہوے ہین۔
نان بائی (مسکراکر) ہان ہین سمجھا۔
میر گلباز۔ سمجھے نہ جو مین نے کہا۔ ہم اسوقت برانڈی پی کے آتے ہین۔ چار بوتل ڈالی۔
نان بائی۔ سمجھا سمجھا۔ آپ کے بے کہے سمجھ گیا تھا۔
میر گلباز۔ کہنیکے تو ہم اپنے منھ سے کبھی نہین۔ مگر ہم پیے ہوے ہین۔ ارے میان تمکو ہماری بات کا یقین نہین آتا۔ واللہ ہم پیے ہوئے ہین۔ نہ بھئی۔
نان بائی۔ اب جائیے سو رہیے رات بہت آئی۔
میر گلباز۔ لاحول ولا قوۃ انکو یقین ہی نہین آتا۔ خدا گواہ ہے ہم پیے ہوئے ہین۔
نان بائی۔ اجی تو مین کیا کرون پیے ہوئے ہین آپ تو میری بلا سے
میر گلباز۔ یہ نہین۔ نہ بھئی مطلب یہ کہ برانڈی اسوقت خوب پی ہو۔
نان بائی۔ خدا نکرے کہ شرابی سے پالا پڑے۔
میر گلباز۔ اور امام الدین بھی پیے ہوئے ہین۔ اور ہم بھی۔
نان بائی۔ امام الدین کون شخص ہین۔
میر گلباز۔ ہونہہ۔ جانتے ہی نہین گویا گویا جانتے ہی نہین۔ جان بوجھکے پوچھتے ہین کہ کون شخص ہین گویا کبھی کی ملاقات ہی نہین جانتے ہی نہین گویا۔
نان بائی۔ اب جائیے حضرت۔ گھر جائیے۔

میر گلباز۔ ارے میاں ہم تو نشے مین ہین سمجھے بھائی جان نشے مین غین ہین۔ چور بالکل۔

نان بائی۔ (چلاکر) اجی پڑو جہنم مین نشے مین ہو یا کسی مین ہو۔ ہماری دکان چھوڑ دو۔ چلو اٹھو۔ واہ بک بک کے مغز کھائے گئے۔

نان بائی کا آدمی۔ میان انکو پہچانا نہین یہ تو گلباج (گلباز) ہین۔

نان بائی۔ ارے! توبہ توبہ۔ میر صاحب ہین میر صاحب۔ آئیے مین سمجھا نہین تھا ابھی تک۔

میر گلباز۔ ہم اسوقت خوب پیے ہوئے ہین برانڈی پر برانڈی اور جام پہ جام

نان بائی۔ کہا سنا ماف (معاف) کیجیے گا۔

میر گلباز۔ ٹھنڈی ہوا نے اور نشہ تیز کر دیا۔

نان بائی۔ میر صاحب اِتی کیون پی جاتے ہو بھائی۔ ذرا سی پی بس مالہ (معاملہ) ختم کیا۔

میر گلباز۔ تمنے دیر مین ہمکو پہچانا۔

نان بائی۔ جی ہان آپ کو کبھی اس تردن (طرح) دیکھا تو تھا ہی نہین پہلے۔

میر گلباز۔ بجے کے۔

نان بائی۔ یہی کوئی گیارہ کا عمل ہی۔

میر گلباز۔ اوہ۔ گیارہ بجے۔ اچھا سلام۔

نان بائی۔ ذری ٹھہرے رہیے مین اپنا آدمی ساتھ کیے دیتا ہون چھبن ذری انکے ساتھ تو چلے جاؤ۔ گھر تک جانا۔

چھبن۔ اچھا۔ پھر اُدھر ہی سے مین گھر چلا جاؤنگا تڑکے آجاؤنگا۔

میر گلباز۔ آدمی کی تو ضرورت نہ تھی (آگے بڑھے تو ٹھوکر کھائی)

نان بائی۔ یا علی۔

چھبن۔ اُدھر کیچڑ ہی۔ یون آئیے۔ اِدھر اُدھر۔ ہان یہ۔

میر گلباز۔ (دو قدم جاکر پھر پلٹے) ارمیان سنتے ہو خوب یاد آیا لالہ حسین بخش لالہ حسین بخش بھی پیے ہوے ہیں۔

نان بائی کی دکان پر تین چار آدمی اسوقت بیٹھے تھے۔ سب کے سب کھلکھلاکر ہنس پڑے کہ اتنی دور جاکر پھر پلٹے اور صرف اتنا کہنے کے لیے کہ لالہ حسین بخش بھی پیے ہوئے تھے لاحول ولا قوۃ۔ نان بائی نے کہا جی ہان سب پیے ہوئے تھے اب آپ جائیے۔ رات بہت آئی کل ملینگے۔

الغرض میر گلباز نے راستے مین کوئی پچاس مرتبہ نان بائی کے آدمی سے کہا کہ نواب نے بھی اور تراب علی اور امام الدین نے بھی برانڈی کے کئی جام لنڈھائے اور لالہ حسین بخش نے بھی خوب ہی مزے سے چسکی پر چسکی لگائی اُس بیچارے کی ناک مین دم آگیا وہ کہتا جاتا ہے کہ آپ چپ چاپ گھر چلے چلیے۔ مگر یہ ایک نہین سنتے آخر کار وہ چور ملے۔ میر گلباز کو دیکھکر جھک کر آداب بجالائے اور یون گفتگو کی۔

چور۔ آپ اسوقت کہان۔

میر گلباز۔ ارے میان کسی سے کہنا نہین نواب نے بھی آج خوب پی اور ہم نے بھی پی۔ اور تراب علی نے بھی پی۔ تجھے خوب پی۔

چور۔ آپ اسوقت بہت پی گئے ہین۔

میر گلباز۔ چپ بے سور ہین نے اسوقت برانڈی پی ہی۔

چور۔ چلیے اب ہمارے ہی ساتھ چلیے۔ گھر پر جائیے یا ہمارے ہان چلے چلیے۔

نان بائی کا آدمی۔ (چپکے سے) انکو لیجاؤ۔ یہ راہ بھر بکتے آئے۔

چور۔ چلو استاد گانا سنوائین۔

میر گلباز۔ ہمنے سمجھے نہ ہمنے اور نواب نے اور میر گلباز نے سب نے خوب پی۔

چور۔ آپ نے اور میر گلباز نے پی۔ اور وہ گلباز کون ہین۔

میر گلباز۔ وہ بڑا سور ہی۔

چور۔ کون ؟۔

میرگلباز۔ گلباز۔ اور کون۔ اور نواب۔ اور کون۔ اور تراب علی۔ اور کون۔ اور امام الدین اور کون۔ چلا جاؤ برتر۔

چور۔ (ہنسکر) اُستاد آج تو اسوقت بالکل غین ہو واللہ۔

میرگلباز۔ چپ سور۔ چپ رہو۔ ہمنے اور نواب نے اور تراب علی نے خوب پی ہی خوب ہی پی ہی۔ واللہ خوب ہی پی ہی۔

چور۔ استاد بس چلو ہمارے ساتھ تم اسوقت بہکے بہت ہو۔

نان بائی کا آدمی۔ ہان انکو لیجاؤ نہیں یہ کیا جانے کیا کر گذرینگے۔

چور۔ استاد چلو ایک جگہ برانڈی پلائین۔

میرگلباز۔ (ریشہ خطمی ہوکر) ہان! برانڈی ہی برانڈی ہی۔

چور۔ استاد اول نمبر کی۔

میرگلباز۔ لا۔ لا۔ جلد لا۔ ابے لا بھی۔ مگر ہم اور نواب سب نے پی۔

چور۔ تو چلو پھر یہان کہان ہی۔

میرگلباز۔ اچھا چلو۔

چورون نے نان بائی کے آدمی کو رخصت کیا اور میرگلباز کو دلاسا دیتے ہوے اپنے ہان لے گئے۔ اور وہان انکو تتو تھمبو کرکے بستر پر سلا دیا۔

اب میان روشن علی کا حال سنیے۔ جب نواب کے گھر سے چلے تو یون ہی سا نشہ تھا لیکن راہ مین ایک اور خدائی خوار رند خرابات ملگئے اور وہ ذات شریف انکو زبردستی اپنے گھر لے گئے کہ چلیے آپ کو سونف کی شراب پلائین۔

روشن علی۔ بھئی برانڈی پی کے پھر دیسی پینے والے کی ایسی تیسی۔

رند۔ اجی تم دیکھو تو چل کے واللہ برانڈی ورانڈی سب بھول جاؤ۔

روشن علی۔ مہوے کی ہوگی ٹھرا۔

رند۔ نہین میان خاص سونف کی اور بھپکا بھی نیا تھا۔ خاص داروغہ آبکاری کی

معرفت نبوائی ہی۔ تم چلکے دیکھو تو۔

گھر پہونچکر رند خرابات نے روشن علی کو سونف کی شراب کا ایک جام پلایا

روشن علی۔ ہان ہی تو اچھی مگر دیسی اور ولایتی مین زمین آسمان کا فرق ہے ارے اب چلتے ہین۔ بہت پی۔ قسم ہے خدا کی دو پہر سے چسکی لگاتے لگاتے یہ وقت آیا۔ میان روشن علی نے گھر کی راہ لی۔ مگر ایسے چوندھیا گئے کہ راستہ نہین سوجھتا۔ لڑکھڑاتے ہوے سڑک پر جاتے ہین۔ ایکبارگی ایک آیا سامنے سے آتی تھی یہ جو جھومتے ہوئے چلے تو قریب پہونچتے ہی پانون لگا اور اسپر ارارا کر گرے۔ آیا نے غل مچانا شروع کیا۔ اوئی یہ کون بلا ہے اپنے پل چل مردوے کیا نشے مین ہے کیا۔ روشن علی سنبھلے دس قدم گئے ہونگے کہ پھر چکر آیا تو ایک درخت کے تنے کے سہارے کئی منٹ کھڑے رہے۔ بعد ازان آگے بڑھکر ایک سبیل پر انھون نے پانی پیا اور منھ دھویا تو ذرا تسکین ہوئی وہان سے آہستہ آہستہ چلے اور بہزار دقت گھر پہونچے لیکن پیاس کے مارے برا حال تھا۔

روشن علی۔ (دروازے پر کھڑے ہوکر) کھولو۔ دروازہ کھولو مبارک قدم او مبارک قدم (کنڈی کھڑکھڑاکر)۔

مبارک قدم نے دروازہ کھولا اور حضرت گھر مین تشریف لے گئے۔ جاتے ہی چارپائی پر دھم سے گرے اور کہا کہ مبارک قدم ہمنے تمکو طلاق دی۔

مبارک قدم۔ (لونڈی) کیا! اور سنو۔ میان کیا کہتے کیا ہو۔

روشن علی۔ تمکو۔ تمکو۔ تمکو بھی۔ ہمنے اپنی خوشی اور مرضی سے بحالت ثبات عقل طلاق دے دیا۔ لفظ طلاق تک گفتم پھر اب تو گفتم سو گفتم۔

روشن علی کی بیوی۔ آج ہو کہان اسوقت۔

روشن علی۔ تمکو بھی عاق کیا۔

روشن علی کی بیوی۔ چہ خوش لونڈی کو طلاق دیا اور بیوی کو عاق کیا۔

مبارک قدم۔ بیگم صاحب آپ نہ بولیے۔ اسوقت کچے گھڑے کی چڑھی ہے۔

بیگم صاحب - اى ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے -
روشن علی - تمکو عاق کیا عاق کردیا تمکو -
بیگم صاحب - جورو کو نہین عاق کیا کرتا ہو کوئی - عاق اولاد کو کرتے ہین ہوش مین
آؤ - (مسکراکر) جاؤ ہمنے بھی تمکو خلع دے دیا -
روشن علی - مبارک قدم تمکو ہمنے طا - طـ - طا - طلاق دیا -
مبارک قدم (ہنسکر) تو میان کیا میرے (خصم) ہو تم -
روشن علی - خصم کو بھی ہمنے طلاق دے دیا -
بیگم صاحب - ابھی تو ہوا سے لڑو گے تم - یہ آج سوجھی کیا کہ سب کو طلاق ہی دیتے پھرتے ہین -
روشن علی - تمکو بھی طلاق دے دیا - بس - جاؤ - طلاق -
بیگم صاحب - اب سو رہو سو رہو - مجھ کو طلاق کی باتین ہو رہینگی -
روشن علی - سونے کو بھی طلاق دیا -
بیگم صاحب - یہ آج ہو کیا گیا - واہی تباہی بکتے جاتے ہو - بس اب سو رہو از برائے خدا سونے کا دھیان کرو - طلاق دے چکے گھر بھر کو -

یہ گفتگو اتفاق سے ہمسائے کی عورتین بھی سنتی تھین - روشن علی نے جو کئی بار مبارک قدم کو طلاق دیا اور بیگم صاحب کو عاق کیا تو وہ کھلکھلا کر ہنس پڑین اور پکار کر پوچھا کہ بی ہمسائی آج کیا ماجرا ہو تمھارے میان سب کو طلاق دے رہے ہین - روشن علی کے کان مین جو یہ آواز آئی تو آپ نے غل مچا کر کہا کہ جاؤ تمکو بھی طلاق دیا - ہمسائے کی ایک طرار عورت بولی کہ ہوش کی دوا کر مردوے - کہین سنزی تو نہین پی کے آیا ہے - بی ہمسائی بہن انکو سلا دو - کسی ترکیب سے - روشن علی کی بیوی نے جھینپ کر کہا کہ اے بہن لاکھ جتن کرتی ہون وہ سوتے ہی نہین سب کو طلاق دیتے جاتے ہین تمھاری آواز آئی تمھین کو طلاق دے بیٹھے - روشن علی نے چار پائی پر بیٹھکر

کہا کہ آواز کو بھی طلاق دیا۔ تب تو ہمسائے کی عورتون نے اور بھی قہقہہ لگایا اور بی ہمسائی کو چٹکیون پر اڑایا۔ روشن علی کی بیوی مارے شرم کے کٹ کٹ گئی مگر جھولیون سے جُہل دل لگی تو ہونی ہی تھی کچھ بول نہ سکی۔

روشن علی کی بیوی۔ ای ہمسائی بہن کسو کو ہنسانا چہیے۔

ہمسائی۔ ای ہم تھوڑا ہی ہنستے ہین۔ یہ تو خانم ہنس رہی ہی۔

روشن علی کی بیوی۔ اچھا خانم ہنسو ہنسو۔

روشن علی۔ خانم کو بھی طلاق دیا۔

تب تو روشن علی کی بیوی اور مبارک قدم بھی بے اختیار ہنس پڑین۔

مبارک قدم۔ بسم اللہ میان نے ہماری ہی طلاق سے کی۔

خانم۔ ای یہ آج بو کھلائے کیون ہین۔

مبارک قدم۔ جانے کیا سبب ہی۔ جسکا نام سُنا اُسکو طلاق۔ سُنا اور چٹ طلاق۔

روشن علی۔ ہمکو بھی طلاق۔

مبارک قدم۔ نہ میان۔ تم طلاق دے دوگے تو اس بوڑھونی وقت کسکی ہوکے رہونگی۔

روشن علی چارپائی سے پھر اُٹھ بیٹھے مبارک قدم سے کہا کہ ذرا سا پانی ہمکو پلاؤ لونڈی پانی لیکر گئی۔ تو اب حضرت پانی نہین پیتے۔

میان پانی لائی ہون۔ میان اے میان پانی مانگا تھا۔ روشن علی تو اسوقت اپنے آپے مین تھے ہی نہین۔ یاد کسکو کہ پانی مانگا تھا یا نہین انکی بیوی نے جب یہ کیفیت دیکھی تو مبارک قدم سے کہا کہ دو آفتابے خوب ٹھنڈے ٹھنڈے پانی کے بھر لا۔ دور سے خوب تڑا تڑ سے سر پر دیے تو روشنعلی کے دماغ کی گرمی چھنٹی۔

روشن علی۔ بیگم۔ اف۔ آج تو پھونک دیا ہی ہین۔

بیگم۔ خدا غارت کرے اس ہوئی شراب کو۔ باپ مان کی جمع جتھا سب اسی کے پیچھے

پھونک دی۔ یہ گت ہوئی اب بھی نہین چھوڑتے۔
مبارک قدم۔ ای بیوی اس نگوڑی کا قایدہ (قاعدہ) ہی کہ جہان منھ لگی بس لگی۔
روشن علی۔ توبہ کی۔ بس اب آج سے توبہ کی ہی۔
بیگم۔ ہان ایک دس ہزار دفعہ تو ہمارے سامنے توبہ کر چکے۔
روشن علی۔ خیر جہان دس ہزار وہان ایک دفعہ اور سہی۔
بیگم۔ (آہستہ سے) ہان بیحیائی پر جب کمر باندھی تو کیا ڈر ہی۔
روشن علی۔ اب مین سوتا ہون جگانا وگانا نہین۔
صبح کو جو میان روشن علی اُٹھے تو طبیعت از بس مضمحل پائی سوزش احتراق تشنگی کم طاقتی درد کمر۔ درد سر۔ ان سب کی مہمانی تھی۔ اُٹھتے تو تیورا کے گرے۔
بیگم۔ یا علیؑ۔
مبارک قدم۔ (دوڑ کر) ای میان کیا حال ہی خیر تو ہی۔
روشن علی۔ ذرا سا پانی پلاؤ۔
مبارک قدم۔ لیجیے آپ لیٹے رہیے۔ اُٹھیے نہین۔ توبہ۔ کیا حال ہو گیا رات ہی بھر مین چہرہ اُتر گیا۔ کیا بُری چیز ہی۔
روشن علی۔ نہین آج کچھ طبیعت ہی ناساز ہی۔
بیگم۔ اور جاکے پی لو تھوڑی سی۔ طبیعت تو ناساز ہوا ہی چاہے۔
مبارک قدم۔ لپک کے پچھواڑے سے حکیم صاحب کو بلا لاؤن۔
بیگم۔ ابھی ذرا اور ٹھہر جاؤ۔
روشن علی۔ کہین حکیم وکیم کو نہ بلوانا۔ ورنہ بڑی بیعزتی ہو گی۔
یہ کہکر میان روشن علی پھر سو رہے اور مبارک قدم پنکھا جھلنے لگی۔
اب میان گلباز کا حال سنیے کہ رات کو اُنھون نے وہ ہُلّڑ مچایا کہ الامان گلا پھاڑ پھاڑ کر کہتے جاتے ہین کہ ہو گو آہستہ آہستہ باتین کرو یہان سب

پیے ہوئے ہین۔ نواب نے بھی پی اور لالہ بھی غین ہے اور امام الدین بھی نشے مین ہین۔ اور ہمنے بھی پی ہی خبردار غل نہ مچانا ورنہ سب کو معلوم ہو جائیگا انکے ساتھیون نے سمجھایا کہ میان خدا کے واسطے خاموش بھی رہو۔ تم تو پی آئے ہو ہم سب کو بھی اپنے ساتھ بدنام کروگے کیا۔ وہ برابر یہی کہتے جاتے ہین کہ سب پیے ہوئے ہین۔ لالہ اور تراب علی اور ہمارے نواب صاحب اور جتنے موالی موالی تھے سب پیے ہوئے ہین۔

صبح کو جو نواب صاحب برآمد ہوئے تو مصاحبون سے یون گفتگو ہونے لگی۔

نواب۔ کہیے رات کی سرگذشت کہیے۔

امام الدین۔ حضور خوب مزے مین کٹی۔

نواب۔ تم اپنی کہو میان تراب علی۔

تراب علی۔ حضور پیاس کی بڑی شدت تھی۔ خدا جھوٹ نہ بلائے واللہ کوئی دس تشکیرے تو پی گیا ہونگا۔

نواب۔ یہان تو بڑی بے لطفی مین کٹی۔

اتنے مین میر روشن علی صاحب دوڑتے ہوئے آئے۔

روشن علی۔ مجرا عرض کرتا ہون خداوند۔ خان صاحب کو بندگی ہو۔

امام الدین۔ آئیے آئیے مین تو سمجھا آندھی آگئی۔

نواب۔ آپ کیا آئے گویا بھونچال آیا۔

چھمن۔ اعجاز۔ اعجاز۔ کیا کہی ہو خداوند۔

تراب علی۔ بہت ہی خوب۔ قسم قرآن کی کیا پھبتی ہوئی ہو۔

امام الدین۔ اسوقت تو چھاگئے بھئی روشن علی۔

روشن علی۔ (مسکراکر) حضور تو ایسی پھبتی کہتے ہین کہ پھر جواب کی گنجائش ہی نہین رہتی۔

چھمن۔ اور لطف یہ کہ فی البدیہہ۔

امام الدین۔ آدھ ہونا تو ردکا نام نہیں۔
چھمن۔ غلام دستگیر۔ ارے میان کیا آج رمضان شریف ہین۔
نواب۔ حقہ لاؤجی۔ نہ گلوری نہ حقہ۔ یہ ماجرا کیا ہے۔ ہان روشن علی کل کی کیفیت تو بیان کرو۔
روشن علی۔ کیا عرض کرون خداوند کل تو بے کیف کر دیا۔
نواب۔ ؎

عرق بس خوشی آمد خستہ شد		وہ لے کہ سبز او ار طلائی	

روشن علی۔ حضور یہان سے جو چلا تو راہ مین شیطان کے ایک چیلے مل گئے۔ اب مین لاکھ لاکھ کہتا ہون کہ اسوقت خوب تیز نشہ ہے معاف کرو وہ کہتے ہین نہین سونف کی شراب ذرا سی پیتے جاؤ۔ ہماری سنی ہی نہین اپنی ہی کہے جائین۔ انھین بھی اسوقت سپچے گھوڑے کی چڑھی تھی۔ آخر کار سپچے جھاڑکے چمٹ گئے۔ اور پلا ہی چھوڑی۔ وہان سے جو ہم چلے تو اب راستہ نہین سوجھتا۔ ارے لڑکھڑاتے پڑھکتے خدا خدا کرکے گھر پہونچے۔
امام الدین۔ جاکے سو رہے نہ۔ دنگا تو نہین مچایا۔
روشن علی۔ سو جاتے تو اچھے نہ رہتے۔
چھمن۔ محلے والون پر تو نہین ثابت ہوا۔
روشن علی۔ یہی تو افسوس ہے۔ اور افسوس کیا ہے۔
امام الدین۔ لاحول ولا قوۃ۔
روشن علی۔ جاتے ہی دھڑسے گر پڑے چارپائی پر۔ اب۔ آف۔ واللہ۔ مجھے ہنسی آتی ہے کچھ رونا آتا ہے۔ گرتے تو سب جو بولتا ہے اسکو ہم طلاق دے بیٹھے ہین۔ بیوی نے کہا۔ یہ آج ماجرا کیا ہے۔ ہمنے کہا تمکو بھی طلاق دے دیا ہمسائی کی آواز آئی اور ہمنے انکو بھی طلاق دیا کسی نے پانی کا نام لیا اور ہمنے کہا پانی کو بھی طلاق دیا تو بہ توبہ ہماری بی بی اسوقت کٹ کٹ گئین

اور میری یہ کیفیت کہ چور۔ ذرا پانی نہ ملا اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا مبارکقدم لونڈی نے پوچھا میاں کیسے ہو ہمنے کہا تمکو بھی طلاق دیا۔

امام الدین۔ حضور ہزار بات کی ایک بات یہ ہے کہ ؎

مے کہ بدنام کند اہل خرد را غلط است ۔۔ بلکہ مے میشود از خوردن ناداں بدنام

نواب۔ یہ سب شاعروں کے ڈھکوسلے ہیں جنہیں سے فیصدی بیس بھی شراب سے واقف نہ تھے کہ ہے کیا بلا۔ اصل میں شراب مردار واقعی میں بڑی بُری چیز ہے۔ اُف توبہ۔ توبہ۔ کان پکڑے۔ توبہ کی۔ اب کبھی نہ پینگے۔

اتنے میں غلام دستگیر نے آکر چپکے سے کہا کہ حضور۔ بی مغلانی کہتی ہیں کہ چھوٹی بیگم صاحب ابھی ابھی ذرہی آپ کو بلاتی ہیں۔ پوچھا خیر تو ہے۔ کہا کچھ لڑائی سی ہو رہی ہے گھر میں۔

چھوٹے نواب صاحب جھپٹکر محلسرا میں تشریف لیگئے۔ ادھر چوکھٹ پر انھوں نے قدم رکھا تھا کہ چھوٹی بیگم بجلی کی طرح چمکتی ہوئی سامنے آئیں۔

نواب۔ کیا ماجرا ہے کچھ کہو تو۔

چھوٹی بیگم۔ کہیں تو اُس سے جو کچھ مانے۔ اور جو سُنے ہی نہیں اُس سے کہکے مفت میں بات ہی گنوائیں اپنی۔

نواب۔ (کرسی پر بیٹھکر) خیر تمھیں اختیار ہے نہ کہو۔

میاں بیوی میں یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ بی ظہورن ململ کا صندلی رنگا ہوا دوپٹا پھڑکاتی اٹکھیلیاں کرتی سامنے آئیں نواب صاحب نے جو اُس بت آئینہ زانو پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ چہرہ اُداس ہے اور اشک جاری ہیں۔

نواب۔ ظہورن۔

نواب صاحب کا اتنا کہنا تھا کہ ظہورن اور بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

چھوٹی بیگم۔ روتی کیوں ہو ظہورن۔ اللہ جانتا ہے اسی گھڑی تو موئے کونکالو دن ڈیوڑھی نہ ٹھہری بھنگیر خانہ ٹھہرا شہدا موا۔

نواب - کون - کون - نام تو ہو اسکا۔

بیگم - اُسی موئے خبیث نورا کو۔

نواب - بس اتنے ہی کے واسطے -

بیگم - ہماری تو آنکھون مین تنکے کی طرح کھٹکتا ہی - مگر کیا کرین بس نہین چلتا۔

نواب - کیسی باتین کرتی ہو - بیوقوفون کی سی -

بیگم - اری ظہورن آنچل کی خبر لو - دیکھو دوپٹا سر کا جاتا ہی -

ظہورن - (دوپٹا سنبھال کر) اللہ کرے ہم مر جایئن (رو کر) اب ہم یہان نہ رہینگے آمان چاہین رہین چاہے جایئن -

نواب - آخر صاف صاف بتاؤ تو کہ نورا نے کہا کیا -

بیگم - دو روپے لیکے ظہورن پردے کے پاس گیئن اور نورا سے کہا کہ کسی آدمی کو دیدو اور کہو چھوٹی بیگم صاحب کا حکم ہی کہ چھوٹی الایچی چو گھڑے کی لے آئے - ای بس تنتنا کے بولا کہ چلو چلو - آیئن وہان سے حکومت کرنے کو ئی انکے باپ کا نوکر ہی جیسے - اسپر ظہورن سے رہا نہ گیا - ظہورن نے کہا چپ رہ موئے دولنے - جوتیان کھانے کو تو جی نہین چاہتا ہے - اتنا کہنا تھا کہ ہزارون گالیان دین - بیوا اسکو بنایا - نٹ کھٹ اسکو کہا - تنفتل اسکو کہا - اور اللہ جانے کیا کیا بکا کیا - بھلا زنانی ڈیوڑھی پر ایسے نگوڑے شہدون کا کیا کام ہی - اللہ کو گواہ کر کے کہتی ہون نماز ون جنت کی قسم میری آنکھون مین خون اُتر آیا -

نواب - منھ دھو ڈالو ظہورن -

بیگم - ظہورن منھ دھو ڈالو -

ظہورن نے اٹھکر منھ دھویا - مگر منھ دھوتے وقت اور بھی زار زار روئی نوجوان رئیس زادے نے جو اپنی معشوقۂ نوخیز و پری تمثال حور طلعت جادو جمال کو پھوٹ پھوٹ کے ساتھ پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھا تو ایک عجیب

قسم کا اثر انکے دل پر ہوا جسکو وہی سمجھ سکتے ہین جو سمجھ سکتے ہین بار بار کنکھیون سے اُس برق وش کو دیکھتے جاتے تھے۔ اور سچ یون ہے کہ گو اس خندہ پیشانی کے رونے سے نواب کا دل بھر آیا مگر اُس بت جادو نگاہ کی چشم سرمہ آلود پر اسوقت وہ جوبن تھا کہ غزالان حرم بھی دیکھتے تو شرما جاتے۔ ؎

تعلیم ناز چند دہی چشم مست را		دل القدر صبر کہ توانی نگاہ داشت	

نواب۔ (ظہورن کی مان بی مغلانی سے) بی مغلانی ہین گھڑے گھڑے اُس مردک کو نکالے دیتا ہون۔ تم خاطر جمع رکھو۔

مغلانی۔ اے حضور لونڈی تو اس مالہ (معاملہ) مین بولتی نہین چاہتی ہے بیگم صاحب جم جم جئین۔ اسقدر مجھپر اور میرے بچون پر عنایت کرتی ہین کہ میرا ہی دل جانتا ہے۔ مگر ہان اسوقت اس نگوڑے دربان نے وہ لام کاف بکا کہ جی چاہتا ہے دست پناہ سے زبان پکڑ کر کھینچ لون۔ ظہورن اب دو دو بیٹے علم بردار کا علم ٹوٹے سونڈی کاٹے پر دیکھو اللہ نے چاہا تو آٹھوان ہی دن موئے کا جنازہ نکلے۔

نواب صاحب ازبس خشمگین ہوکر باہر تشریف لائے اور نادری حکم دیا کہ ابھی اس بدبخت نورا کے سر پر پانچ جوتے گن کے لگاؤ۔ یہ کہکر نواب نادر پھر اندر تشریف لے گئے غلام دستگیر نے نورا سے کہا کہ گردن جھکاؤ حضور کا حکم ہم ضرور بجا لائینگے۔ نورا ایک ہی شریر آدمی تھا۔ گڑگڑا کر بولا۔ بڑے بھائی پانچ جوتے ہین تو ہماری کھوپڑی ہی پلپلی ہو جائیگی۔ غلام دستگیر نے کہا پھر چاہے جو ہو۔ حکم ہی دے گئے ہین۔ نورا بہت ہی تیکھے ہوے۔ واہ جی کیسی ہی کہی تمھین شرم نہین آتی خدمتگاری کرنے آئے ہو یا جوتے بازی اس سے تو دو گنڈے پر کتا ہی مار ا کرو تہورنے ہنسکر کہا بس اب گردن جھکاؤ خیر اسی مین ہے بہت سب کی چغلیان کھایا کرتے تھے آج آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوگا بچہ جی کہو۔ اچھا بھئی غلام دستگیر ایک کام کرو۔ دیوار پر پانچ جوتے لگا دو

نورا نے کہا واہ بھائی تھو رکیوں نہ ہو۔ شاباش۔ کیا تدبیر سوچ کے نکالی ہے۔ اندر تک آواز جائے۔ سمجھیں کہ نورا پر بے بھاؤ کی پڑ رہی ہیں اور یہاں کان پر جوں بھی نہ رینگے۔

غلام دستگیر نے گن کے پانچ مرتبہ دیوار پر تڑا تڑ جوتے لگائے اور نورا نے وہ غل مچایا کہ الامان پھاٹک پہ سپاہی اور بنگلے سے تراب علی اور امام الدین اور میاں جھمن اور روشن علی دوڑ پڑے کہ دیکھیں کیا واردات ہو گئی دیکھا تو نورا غل مچا رہا ہے اور خدمتگار دیوار کو جتیا رہا ہے۔ بڑی ہنسی ہوئی۔

بی ظہورن ہشاش بشاش کہ نورا پر جوتے پڑے۔ لاکھ چاہا کہ رونی صورت بنائے رہیں مگر لب پہ ہنسی آہی گئی۔ نواب کے غنچہ دل کے ساتھ اس ہنسی نے باد صبا کا کام کیا۔ اسوقت ظہورن کے رخسار تاباں کی رعنائی قابل دید تھی اور صندلی دوپٹے پر وہ عالم تھا کہ واہ جی واہ۔ ؎

صندلی رنگ پہ میں مر ہی گیا	زرد رو ہر کسکا یہاں مر ہی گیا

نواب۔ اب خوش ہوئیں۔

ظہورن گوری گوری گردن پھیر کر مسکرائیں۔ اس بت شیریں حرکات کے خندۂ نمکین نے انکے دل پہ بجلی گرائی۔ ؎

اگر از بادہ و ند آب لبتان چاشنی ہا	ہمہ گلہائے تبسم از لبش مستانہ می آید

عنان صبر ہاتھ سے چھٹ گئی اور اس نا تجربہ کار کو فریب کی چاہ کنویں میں جھکا گئی۔ جسطرح فصل بہار میں طاؤس رنگین پر و بال ابر کی طرح جھوم جھوم کر ناز کرتا ہے اسی طرح یہ زہرہ شمائل مشتری خصائل لبصد آن بان دلربائی اٹھکیلیاں کرنے لگی۔ ؎

شمع رویش محفل افروز بہار	نرگستانہا از دو پروانہ دار
زلف و کاکل سنبل گلزار طور	ساق و ساعد ماہی دریائے نور
عہد از شوقش دل آوارہ	قرص مہ از سینہ اش انگارہ

از نگاہِ آن دو چشم نیم‌خواب		آب دریا قوت میگرد د شراب	

جیح زار لسترن دیوانہ اش
کشتی بوے سمن دیوانہ اش

حضرت عاشق تن اور پختہ مغزان جنون خوب جانتے ہین کہ جس وقت عاشق زار اپنے معشوق گلعذار کو کسی خفیف بات کے سبب سے آزردہ خاطر پاتا ہے تو جھوٹ موٹ کا رونا دھونا اور روٹھنا منانا کس درجہ لطف دکھاتا ہے بی ظہورن جو اتنی دیر تک روئین اور پھر رخ انور کو صندلی دوپٹے کے آنچل مین چھپاکر مسکرائین تو نواب صاحب کو وہ لطف مزید حاصل ہوا کہ ظہورن یون ہنستی تو ہرگز نہ حاصل ہوتا۔

بیگم صاحب - اُوہ ظہورن کی آنکھین مارے غصے کے لہو کی بوٹیان ہو رہی تھین ۔

سیدانی - ای بیوی پھر ہوا ہی چاہین ۔

نواب - اور اب ۔

ظہورن - (چہرے پر پنکھیا رکھکر) مسکرائین ۔

سیدانی - پنکھیا کی اچھی آڑ کی ۔

نواب - (پنکھیا چہرے سے ہٹاکر) ایّن !

ظہورن نے گردن نیچی کرلی اور بیگم صاحب بولین کہ چلو بس اب چھیڑخانی نہ کرو نہین یہ پھر رودینگی ۔

نواب - ہان ! روتی بھی ہین ۔

ظہورن - (تنک کر) جی ہان عشرے کی پیدایش ہے ۔

بیگم - خیر بارے بولین تو اتنی دیر کے بعد ۔

نواب نامدار بیگم صاحب کا دل بہلاکر اور ظہورن کو ہنساکر باہر تشریف لے گئے

نورا - آداب عرض ہے خدا وند ۔

نواب - اب کی جو شکایت آئی - تو قسم کلام اللہ کی ظہورن سے کہونگا کہ پانچ

چپتین گن کے لگا دے۔

نورا- خداوند افسوس تو یہ ہر گز وہ بھولی بھالی چھوکری ابھی ایک تک گنتی تو جانتی ہی نہیں۔

تہور- ہم نہ گننے جانینگے۔

نورا- حضور اللہ جانتا ہے- ظہورن جب چاہے چپتین لگائے- خدا چاہے تو دو دن تک نازک نازک ہاتھ اور ملائم انگلیان درد کرین اور یہان جون کے ہتون۔

نواب- بڑا بیحیا ہے-

نورا- کون ؟-

نواب- تو اور کون-

نورا- یہ کاہے سے بیحیائی کیا کی-

نواب- ابھی پٹ چکا مگر بیحیائی بلا دور- شرم چہ کتی ست کہ پیش مردان آید-

نورا- قسم ہے قرآن شریف کی کس سور پر پھول کی چھڑی بھی پڑی ہو-

نواب- ایں- بد بخت شرعی قسم کھاتا ہے-

نورا- حضور کا نمک ہی پھوٹ پھوٹ کے نکلے جو اسمین ذرا فرق ہو-

نواب- سچ بولو غلام دستگیر-

غلام دستگیر- (ہاتھ جوڑ کر) حضور قصور ہوا- اب کہیے پانچ کے عوض دس لگا دون-

نورا- اب مجھے حکم دین حضور تو پانچ مین اسکے لگاؤن- بد تمیز اپنے آقا کا حکم نہیں مانتا- خداوند چھوٹی دینے کا جو غلام نے وعدہ کیا تو جھپ سے راضی ہو گیا دیسا بے ایمان ہے-

غلام دستگیر- امام حسین کی قسم جھوٹی دوتی سب جھوٹ ہے-

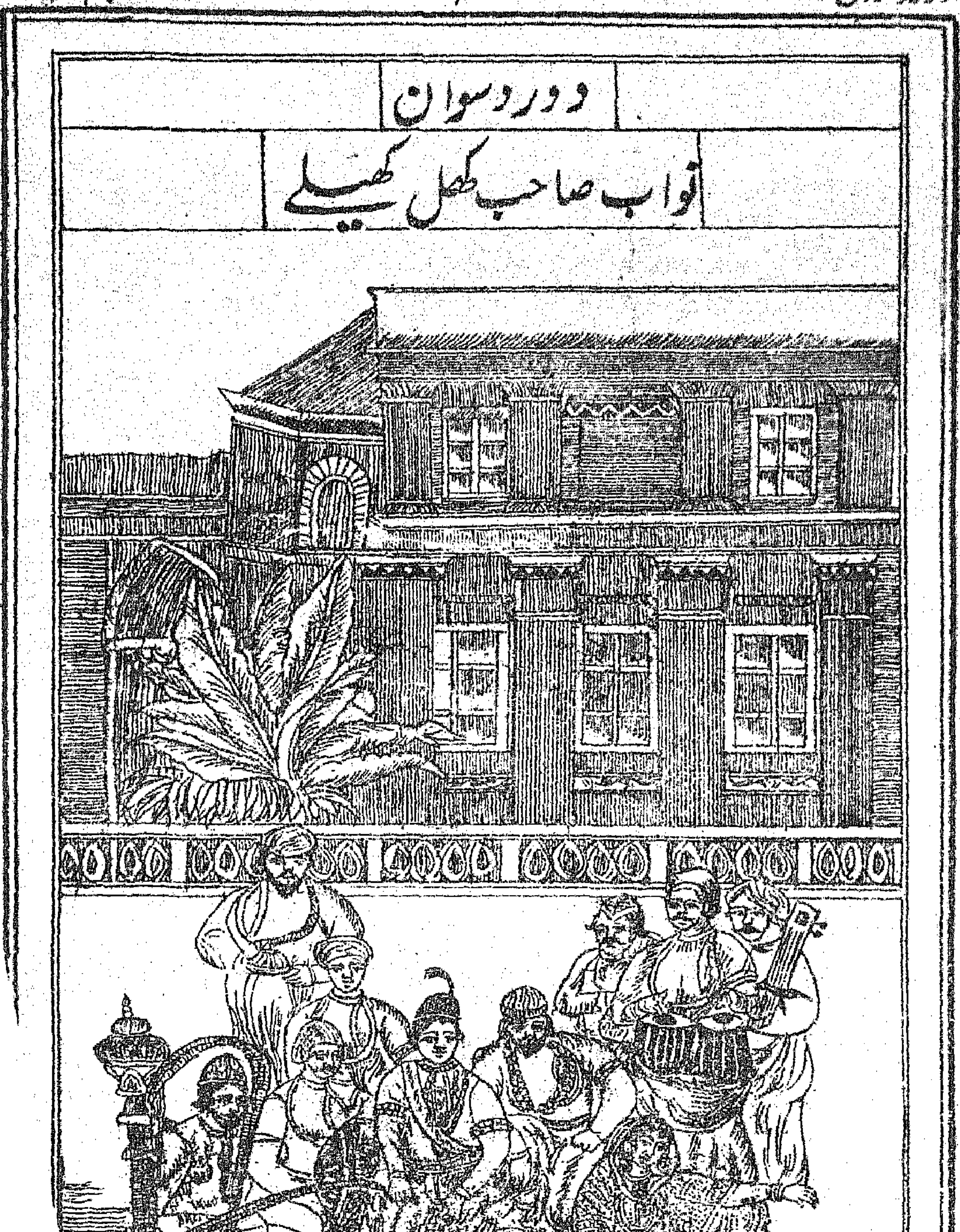
تہور- حضور رونے لگا تو انھون نے ترس کھاکے دیوار پر جوتے لگا دیے-

نواب- بڑے خوش قسمت ہو نورا-

نورا۔ (چپکے سے) مگر خداوند اُس مغلانی کی چھوکری سے کم ہی کم۔

نواب صاحب یہ گرما گرم فقرہ سنکر ہنس دیے۔ اتنی جوشہ پائی تو نورا نے عرض کیا حضور غلام کی مطلق خطا نہ تھی یہ سارے کانٹے بوئے ہوئے اس بوڑھی کھوسٹ مغلانی کے ہین۔ ظہورن کی اما جان۔ ایک ہی بس کی گانٹھ ہو فرہاد کے تیجے کا حلوا اسنے ضرور کھایا ہوگا۔ تاریخ مین دو ہی بڑھیون کا ذکر ہو ایک فرہاد کش بڑھیا اور دوسری یہ ڈھڈو ہو اسکے مارے ناک مین دم آگیا۔ یہان حضور کی جوتیون کے صدقے مین بچپنے سے ترمال چکھنے کے عادی ہین۔ اس فضیحتے سے تو یہی اچھا کہ زہر دے دیجیے کہنے کو تو ہوگا کہ مرتے دم تک ڈیوڑھی نہ چھوڑی۔ مر کے نکلا۔ یہان اسی ڈیوڑھی پر بھوین تک سفید ہوگئی ہین۔

نواب صاحب نے نورا کا قصور معاف کر دیا۔


دور دسواں
نواب صاحب کھل کھیلے

اب نواب صاحب کو جو ساغر و مینا اور اصنام ماہ سیما کی صحبت کا چسکا پڑا تو
آزادی کو روز بروز ترقی ہوتی گئی۔ یہان تک کہ مہینون شب کو ایک ایک دو دو بجے
گھر مین آنے لگے اور سارے شہر مین انکی بادہ گساری اور تماش بینی کا
چرچا ہوگیا۔ مگر ابھی تک بڑے حضور کے کان تک بھنک نہین گئی تھی
ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ ادھر لیلاے شب نے حسن ملیح کی جھلک دکھائی اور
عروس عدن کی سواری بصد زیب و تجمل آئی اُدھر نواب گردون قباب کے خانہ باغ
مین یاران موافق اور رفقای صادق مصاحبین خوشخو اور احباب لطیفہ گو دو گھڑی غم
غلط کرنے آئے۔ اور حسب معمول سب نے باہم صحبت کے خوب مزے اُڑائے کبھی خوش گلوئی
کبھی شعر خوانی کبھی ارباب نشاط کا تذکرہ۔ کبھی ڈوم ڈھاڑیون کا چرچا۔ ؎

تلیان پیے مشکبو دھوان دھار	بیڑے چکھے پان کے مزے دار

اِدھر اُدھر کے فقرے چست ہو رہے تھے کہ اتنے مین نواب نصر الدولہ نے
رنگین طبع خوش مذاق نوجوان رئیس زادے تھے چھوٹے نواب صاحب سے کہا
اسوقت گانا سننے کو جی چاہتا ہے۔ واللہ شب ماہ مین بغیر ماہرو کے کس مردود کو اپنی
ب زندگی کا لطف آتا ہو۔ بلواتے نہین کوئی پری چہرہ اسوقت۔ واللہ بے گلعذار
ن کے باغ کاٹے کھاتا ہے۔ اور یہ پھول خار کی طرح آنکھون مین کھٹکتے ہین۔ بلاؤ
واللہ۔

حب۔ حضور بنا حیدر جان عظیم آباد سے آئی ہین۔

ن الدولہ۔ واللہ! اہو ہو ہو۔ (چھوٹے نواب سے) یار تمھین جناب امیر
ضرور بلواؤ۔

ے نواب۔ حضرت یہ آپ ہی کا کام ہے۔

الدولہ۔ اخاہ بے زبان کو بھی زبان آئی۔ خیر۔

حب۔ واللہ چھپے رستم نکلے۔ ہم تو اب تک سمجھتے تھے بڑے قل اعوذیے
راز تو آج کھلا کہ ضلع جگت مین بھی طاق ہین۔

نصرت الدولہ - ضلع جگت کیا معنی - آپ انھین نرا جانگلو ہی سمجھے تھے اب تک - حضرت

بہت دور ہین - نرے ملا ہی نہین ہین -

مصاحب - خداوند ایک دیہاتن آئی ہی مجرے بیٹھے - واللہ باللہ ثم باللہ کیا نور کا گلا

پایا ہی - ایسی ٹیپ دار آواز تو کسی نے پائی ہی نہین (مجھ یا بندیا لیگئی مورے) کل دیہا

دیہا گائی ہی کہ محفل بھر کو لٹا دیا -

امام الدین - ٹکی کہان ہی -

مصاحب - اجی پرانے حیدر گنج کی طرف جو نخاس کے پل سے جاؤ تو خیراتخانہ کے

پاس ایک بارہ دری نہین ہی بائین ہاتھ -

امام الدین - ہان ہان - ہی کسی راجہ کے پاس ہی گرو -

مصاحب - ہان وہی - بس اسی بارہ دری کے سامنے جو میدان ہی -

امام الدین - ہان اسپتال کے ادھر -

مصاحب نے کہا ہان وہی - بس وہین پر ڈیرا ہی - حضور بیگن ہی بیٹیر ہے سے نکلی ہے

اور ہوبہو - واللہ ہی اچھے اچھے زاہدون کو چٹکیون مین کافر کر دے - اور وہ گت

باندھتی ہی کہ مرقع کھینچ جاتے - اور توڑون کی یہ کیفیت ہے کہ چاندنی مین شکن پڑ

جائے - حضور بوٹی بوٹی پھڑکتی ہے اور بارہ تیرہ برس کا تو سن ہے ابھی اور ہیہ

کمبخت کو تو قرار بھی ہے اسکو ایک دم قرار نہین - طرارہ بھرا اور وہ بجور

تال مین بندا وہ جوبن دیتا ہے کہ واہ جی واہ چوک مین ایک تو اس ساتھ کا

نہین - فرخندہ نام ہے - لوگون نے قہقہہ لگا کر کہا فرخندہ! کیا کسی کی

بھاگی ہے کیا - نرے کاذوذی ہی رہے -

مصاحب نے جھلا کر کہا بات سنی ہی نہین پوری اور بیٹھی جوتی کی طرح

کھول دیے کسی اور صحبت مین ہوتے تو گردن پکڑ کر نکلوا دیے جاتے

لوگ صحبت کے لائق نہین ہین قسم قرآن کی اٹھوا دینے کے قابل ہین -

امام الدین نے کہا فرخندہ دیہاتنون کا نام ہوتا ہے بھائی اسمین ہنسی

مصاحب بولا دیکھیے تو بھلا ۔ ؎

لائق صحبت نگردد ہر کہ خندد بے محل	کفش چون دندان برآرد دور ش از پا میکنند

لائق صحبت نگردد نہیں لائق صحبت نباشد۔

اِمام الدین۔ لائق صحبت نگردد نہیں لائق صحبت نباشد۔

نصرت الدولہ۔ نواب یار بلوا لو اس دیہاتن کو انھوں نے تو تعریف کے پل ہی باندھ دیے (مصاحب سے)

نواب۔ ابا جان سن لینگے بھائی تو بڑی ہوگی۔

نصرت الدولہ۔ اجی بیٹھو بھی چپکے سے بلوا لو کانوں کان تو خبر نہوگی۔

نواب۔ بجا ارشاد ہوا بندہ نواز اور گانے کی آواز تو وہاں تک جاویگی ہی نہیں۔

نصرت الدولہ۔ تو یہ کیا فرض ہو کہ خواہ مخواہ گانا ہی ہو۔

نواب۔ معقول پھر بلانے سے کیا فائدہ۔

نصرت الدولہ۔ سیدھے سادے مسلمان ہیں بیچارے۔ اے نامعقول دو گھڑی گھونگھٹ تمھاری چھپن دل لگا ہو گیا۔ دیکھو تو چھیڑ چھاڑ کیا لطف دکھاتی ہو۔

تراب علی۔ عرض کروں خداوند یہ باتیں یہ باتیں کیا جانے۔ ~~اور آگ تو آگ کہنا چاہیے یہاں کی شست تقریر کی~~

چھمن بھائی کریا۔ اور مکان کو کھری۔ اور آگ تو آگی کہنا چاہیے یہاں کی شست تقریر کی آنکھو کیا بس ہو بھلا۔

مصاحب۔ (جل بھن کے خاک ہو کر) خدا کی قسم جی چاہتا ہو ابھی جا کے ساتھ

صریح ہم کہ رہے ہیں کہ اپنا جواب نہیں رکھتی مگر مانتے ہی نہیں۔

نصرت الدولہ۔ اچھا اسی بات پر لاؤ جا کے۔

مصاحب۔ اجی حضور یہ سب بدمعاش ہنسینگے اور مجھے آئیگا غصہ۔

نصرت الدولہ۔ نواب بھئی واللہ اگر اسوقت نہ بلاؤ تو خدا کی مار تم پر

نواب۔ ایک شرط سے کہ اُس برج میں چل کے بیٹھینگے چاہے جس قدر غل سے مچے خبر ہی نہو کسی کو۔

نصرت الدولہ۔ اجی تم چل کے جہنم میں بیٹھو جاے۔ ۶۔

ہمکو تو دل لگی سے غرض ہو کہین سہی

اتنی سنتے ہی نواب نصرت الدولہ بہادر نے اپنے خدمتگار کو بلایا اور پوچھا۔ فرخندہ کو تم جانتے ہو؟ اسنے عرض کیا جی ہان وہ جو پچھرہٹے سے آئی ہین۔ وہان ثریا گنج کے اسپتال کے پاس رہتی ہین حکم دیا کہ ان کو جاکے لے آؤ۔ ساتھ ہی بلا لاؤ۔ خدمتگار نے جاکے بی فرخندہ کی مان سے کہا کہ نواب صاحب نے بلایا ہے ہمارے ساتھ ہی کر دیجیے۔ فرخندہ نے پوچھا (کہان رہتے کہان ہین کوئی دو تین کھیت ہوگی) خدمتگار نے کہا۔ (کوئی ٹکا ڈولی) انکو ڈولی پر چڑھنے کی عادت تو تھی ہی نہین۔ ٹکا ڈولی کا محاورہ یہ کیا سمجھین۔

الغرض بی فرخندہ کی ڈولی ایک گھنٹے کے عرصہ مین نواب صاحب کی کوٹھی مین داخل ہوئی۔

بڑے نواب صاحب باسٹھ برس کے تھے۔ باسٹھ یہ اور پچھتر برس کے سن مین انکے پدر بزرگوار نے انتقال کیا۔ اتنی مدت سے اس کوٹھی مین کبھی بیسوا کا نہین ہوا تھا۔ لیکن آج نواب نصرت الدولہ بہادر اور رفقاے بدکردار کی بدولت پچھرہٹے والی فرخندہ چھم چھم کرتی ہوئی آئین۔ فرخندہ ایک سیزدہ سالہ بلند بالا برق دم پری چھم نازک اندام گلفام بیسوا رنگ مین چلبلا پن کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ آتے ہی جھک کر سلام کیا اور ایک کرسی پہ بے تکلف جا ڈٹی۔

نصرت الدولہ۔ آپ کا نام کیا ہے؟

فرخندہ۔ ہمارا نام فرخندہ۔

نواب نامدار نے جو اس بت پندار پر نظر ڈالی تو عنان صبر ہاتھ سے چھٹ گئی دولت پارسائی لٹ گئی۔ دیکھا کہ ایک ایک عضو بدن سانچے کا ڈھلا ہوا ہے۔

گل سے رخسار گول گول بدن | گات جس طرح تھے روشن
جلوۂ حسن رشک شعلۂ طور | چشم بد دور آنکھین موتی چور
آڑی ہیکل گلے مین ڈالے ہوے | پیاری پیاری پھبین نکالے ہوے
رگ گل سے کمر لچکتی ہوئی | چوٹی ایڑی تلک لٹکتی ہوئی
پیے مسی کے وہ دانت رشک گہر | جان عاشق نثار ہو جس پر

دیکھتے ہی نواب عاشق زار ہو گئے۔ تیر نظر نے گھائل کر دیا عشق رنگ لایا جنون مزاج پرسی کو آیا۔

نواب۔ لکھنؤ مین کب سے ہو بی فرخندہ۔

فرخندہ۔ یہی تین چار مہینے ہوے ہو نگین عشرہ پھر ہٹا مان ہوا۔ حسین کا بیجھ یہان سہر (شہر) ہان (ہین) کیا۔

نواب۔ گانا کہان سیکھا۔

فرخندہ۔ ددی برس گوالیر مان ایک نایک سے تعلیم پائی۔

نصرت الدولہ۔ اللہ اللہ نایک سے تعلیم پائی۔

نواب۔ اور ناچ کس سے سیکھا۔

فرخندہ۔ اآن سکھا ین رہین۔

نصرت الدولہ۔ واہ رے لکھنؤ۔ اُف پھر کا دیا خدا کی قسم۔

فرخندہ۔ سہر کے لوگن سے تو اللہ پناہ مین رکھے۔

نواب۔ کیون صاحب؟ اہل شہر کا قصور؟۔

فرخندہ۔ اے بات بات پر ہنست ہین۔ ہم تو دیہاتن ہین۔ چاہے کوئی ہنسے یا نہ ہنسے۔

نصرت الدولہ۔ بھئی کتنی ہنس مکھ ہو۔

فرخندہ۔ (ہنسکر) مول بڑھاؤ مول بڑھاؤ۔

امام الدین۔ خداوندا ابھی یہ کھلی نہین ہین۔

نصرت الدولہ - ایک اوئی بی فرخندہ صاحب یاد رکھیے گا - ہاں بھولنے کی سند نہیں -
فرخندہ - تم اپنی لال کتاب پر گھٹ جاؤ - جہاں (جسمین) بھولے نہ پاؤ -
امام الدین - حضور یہ تو قیامت ہو واللہ - رشک حور ہے - خدا جانتا ہے - پرستان کی پریاں دیکھ پائیں تو شرما جائیں - کیا بانکی ادا ہے - اوہو ہو ہو - واہ واہ واہ -
تراب علی - خداوند غلام ناک ناک بدتا ہے جو کوئی اسی ساتھ کی دوسری شہر بھر مین نکال دے -
نواب - واللہ آج تک جو ایسی کافر نظر سے بھی گذری ہو -
فرخندہ نے کہا اسے تنک حقہ وقہ پلاؤ - جیسے ابھی سے رجحان ہے انکے ان نکھٹو کا تا کھو ہمکو تو ہوت ہو مدا ہمکا پسند نا ہین آوت ہی -
اسپر ایک مصاحب بولے - ع

چہ داند بوزنہ لذات ادرک

شیخ کیا جانیں سابن (صابون) کا بھاؤ - فرخندہ نے بھولے پن کے ساتھ کہا جب تمہارا آدمی گوا تو پہلے تو امان بھجت ڈرات راہین مدا پھر پچھے موہن ہمکا جلدی جائے کی سہے بھائی - اس بھائی کے لفظ پر مذاق ہونیلگا نواب صاحب نے کہا نصرت الدولہ یہ آپ کی طرف مخاطب ہوکر اُنھوں نے کیا کہا - وہ بولے آپ کی جیب میرے سر آنکھوں پر - مخاطب تو آپ ہی کی طرف تھیں اور صورت بھی ملتی ہے - اسپر بڑا قہقہہ پڑا محلسرا تک آواز گئی اور چھوٹی بیگم صاحب ظہورن کو ساتھ لیکر سہ منزلے پر آئیں کہ دیکھیں یہ قہقہہ بازی کہاں ہو رہی ہے -
ظہورن - (دریچے سے جھانک کر) ای بیگم صاحب ادھر تو دیکھیے ذری -
بیگم - بہت سے لوگ بیٹھے ہیں -
ظہورن - وہ لوگ تو گئے ایسی تیسی میں - اس کرسی پہ تو دیکھیے ذری غور سے -

بیگم - اوئی - ہان ! یہ بھی داخل ہونے لگین -

ظہورن - آج تک ہمنے کبھی چھوٹے حضور کو اس رنگ مین نہین دیکھا تھا -

بیگم - یہ ان مردوؤن کی بھی کیا ارواح ہو -

ظہورن - بیگم صاحب اللہ جانتا ہو آپ تو آپ - مین تک اس سے آفتابہ نہ اٹھواؤن -

بیگم - واہ ذری قطع تو دیکھو - اللہ جانتا ہو ہنسی آتی ہو -

ظہورن - تپ دق کا عارضہ ہو موئی شفتل کو -

بیگم - اب سب اسوقت اسپر لوٹ ہین - جانو پرستان کی پری ہو تو یہ ہے ہم تو چوٹی ایڑی پر قربان کر دین ایسی ایسی بہتر ہزار کو - ہونھ -

ظہورن - شکل چڑیلون کی ناز پریون کا -

بیگم - یہ بھونڈے غمزے تو دیکھو - واہ رے تیرا چونچلا -

ظہورن - جی چاہتا ہو ایک چھار کھینچ ماروں اٹھا کے -

بیگم - آج آنے تو دو - اب تو کھل ہی کھیلے -

ظہورن - حضور آج کل کے زمانے مین سب مردوؤن کا یہی حال ہے - گھر مین جورو بیٹھی ہے - باہر مالزادی -

بیگم - نیل کا ماٹھ ہی بگڑا ہو - آئینگے نہ - پہلے تو مین بولون ہی گی نہین - میری آنکھون مین خون اُتر آئیگا - اور جو چھیڑینگے تو پوچھونگی کہ کیون صاحب یہی منصفی کے معنے ہین کہ ہم آپ پر جان دین اور آپ ہمارے سامنے ایک چڑیل کو لے کے بیٹھین - خیر -

ظہورن - گھر گنجی چھتیسی -

بیگم - اب تک تو ایسے بے لحاظ نہ تھے - یہ رفیق خوشامد خورے اکھاڑ پچھاڑ کرکے خواہی نخواہی ایک نہ ایک عادت لگاتے جاتے ہین - آخر اسکا نام کیا ہے یہ ہے کون -

ظہورن - آہا - مین تاڑ گئی - اللہ جانے ہو نہو وہی ہو -

بیگم - کون کون - اے جانے کسکا دھیان ہوا تنے بھلا اسے کہان دیکھا تھا -
ظہورن - ایک باری یہ درگاہ جاتی تھی - نوچندی تھی جمعرات اور کچا کچھ ڈوپیون پر ڈوپیان اور فنسون پر فنسین اور گھیان اور گھوڑے اور یہ اور دو تا تا لگا ہوا تھا - رجب کی نوچندی - حضرت عباس کی درگاہ مین تل رکھنے کی جگہ نہ تھی - تو یہ بھی گئی تھی - فیروزہ - نہین - نہین - کیا جانے کیا نام ہے بھلا سا نام ہے مگر ہے یہ کہین دیہات کی -
بیگم - اور ابھی کم عمر -
ظہورن - اے اسی پر تو لٹو ہین - اور اس گھڑی بھی مین ہے کیا ؟ آپ پہلے اپنے ظاہر نہ کیجے - باتون باتون مین پوچھیے کہ کہین باہر کی ہوا تو نہین لگی - کبھی گردن پر تو نہین پہونچے - کبھی کوئی ڈولی تو دروازے پر نہین اتری پھر دیکھیے کیسے چھوٹے کے پکّے ہانتے ہین -
بیگم - (خوش ہوکر) ہان ہان اچھا - خوب سوچین ظہورن -
ظہورن - اے ہو ہو - ادھر تو دیکھیے - نواب صاحب کی کرسی کھسک کر پاس آگئی - اخاہ کُھل آئی کھیلے بیچ بیچ - اگر جو بڑے حضور دیکھ لین اسوقت تو غضب ہی ہو جائے - اللہ بچائے بہو بی - اللہ بچائے -
بیگم - ہمارا تو اسدم جسم بھر پھنکا جاتا ہے - کیا سنے دھڑک سے بیٹھے ہین آفت رہی ڈھٹائی -
ظہورن - ہین رہ رہ کے تاجب (تعجب) آتا ہے کہ وہی نواب صاحب ہین یہ کایا پلٹ ہی ہوگئی -
چھوٹی بیگم اور ظہورن مین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ اُدھر نواب نصرت الدولہ بہادر نے چھوٹے نواب صاحب کے کان مین کہا کہ بھئی اسکو بلوایا ہے تو کچھ خاطر تواضع ضرور کرنی چاہیے - چھوٹے نواب نے بہ خندہ پیشانی کہا کہ رخصت کے وقت دس روپے ہاتھ دھرینگے - وہ بات ہی کیا ہے - نصرت الدولہ

بولے اجی روپیہ تو دو ہی سگے اس مین ایک خراب عادت ہے۔ وہ یہ بتا ہی دون۔ کہنا نہ کسی سے۔ یہ پیتی بھی ہے۔ چھوٹے نواب جو یہ فقرہ سنا تو اچھل پڑے۔ فرمایا کہ اچھا پیتی ہین تو پھر کیا پوچھنا ہے۔ امام الدین خان کو حضور نے قریب بلایا۔ وہ چھڑی کے ساتھ حاضر ہوے۔ کان مین کہا کہ اسوقت تخلیے کی صحبت چاہتے ہین۔ اغیار کو اٹھا دو۔ مگر ترکیب کے ساتھ امام الدین نوان باتون مین برق تھے ہی۔ آپ نے صلاح دی کہ سہل ترکیب ہے۔ حضور ذرا کرسی سے اٹھ کھڑے ہون۔ اور مین پوچھون کہ کیا آرام فرمائینگا حضور جھوٹ موٹ محلسرا کی طرف جائین۔ ایرے غیرے سب ہرہو جائینگے۔ تھوڑے سے مین کہ دونگا کہ تراب علی اور روشن علی کو نہ اٹھنے دین اور اٹھین بھی تو چپکے سے کہ دین کہ جائیے نہین کچھ کام ہے۔ بس چھٹی ہوئی۔ نواب صاحب کو یہ تجویز از بس پسند آئی۔ تھوڑی دیر کے بعد اٹھے امام الدین خان نے حسب تجویز پوچھا کیا حضور اب آرام فرما دینگے) نواب نے کہا ہان) چلیے حوالی موالی دہان) کا لفظ سنتے ہی سب کے سب بھڑبھڑا کے اٹھ بیٹھے نصرت الدولہ بخوبی سمجھ گئے امام الدین خان ساقی بنے اور دور چلنے لگا۔ تھوڑی دیر مین سب مست ہوگئے تو فرخندہ نے بے جھجک گانا شروع کیا۔

فرخندہ۔
بہار آئی ہے بھر دے بادۂ گلگوں سے پیمانہ
رہے لاکھون برس ساقی ترا آباد میخانہ

ترا آباد میخانہ۔ ترا آباد میخانہ۔

نصرت الدولہ ۔ واللہ شین قاف تو درست ہے۔

نواب ۔ بھئی گانا وانا موقوف ہی رکھو ورنہ ہم ذلیل ہو جائینگے۔

فرخندہ ۔ اِئی! اب کوئی اتنا بھی جورو سے ناہین ڈرت ہے۔ اسے گاوے تو دیکھو ہمکا تنک۔

تراب علی نے کہا حضور جھکڑ آنے لگے اور قالب پر —— یہ کہکر تراب علی

چھپٹ سے گر پڑے اور مارے گرمی کے تڑپنے لگے۔ امام الدین خان نے چاہا کہ اٹھائیں مگر بے سود۔ نواب نامدار نے تہور کو حکم دیا کہ پنکھا جھلو۔ اور منھ پر خوب پانی کے چھینٹے دئے۔ فرخندہ کھلکھلا کر ہنسنے لگین کہ ایک تو تھلکے۔ تراب علی کے دماغ پر گرمی چڑھ گئی تھی۔ جب پانی کے چھینٹے دئے تو ذرا ذرا ہوش آیا آہستہ سے کہا کہ حضور غلام کو ڈولی پر سوار کرا کے اسپتال بھیج دیجیے اسوقت بڑی بڑی حالت ہے۔ نواب صاحب سوچے کہ کسی طرح اس بلا کو ٹالون تو جھپ سے راضی ہوگئے مگر امام الدین خان نے سمجھایا کہ خداوند بڑی بدنامی ہوگی۔ شہر بھر مین مشہور ہو جائیگا کہ نواب صاحب کے ہان شراب خواری ہوتی ہے۔ آیندہ جو حکم ہو۔ نصرت الدولہ بہادر چسکی لگا کر بولے کہ انکو پانی پلاؤ اور ہوا مین تھوڑی دیر ٹہلاؤ۔ ایک دس بارہ منٹ مین گرمی چھنٹ جائیگی۔ اسپتال بھیجنا واقعی غلطی ہے۔ تراب علی کو دو آبخورے پلائے گئے اور تہور نے باغ مین پلنگ بچھا کر کہا کہ چلیے ریان خوب ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے تراب علی نے ہوا کھائی تو ذرا جان مین جان آئی اور آرام سے سوئے۔

اب سنیے کہ بی فرخندہ بیٹھے بیٹھے دفعتہً اٹھ کھڑی ہوئین پوچھا کہان۔ کہان کہان جاؤگی۔ بولین ہم ذری نواب صاحب کا محل تو دیکھ لین نواب کے ہوش پران کہ خدا ہی خیر کرے۔ اب چھٹکارا مشکل ہے۔ نصرت الدولہ نے جو یہ کیفیت دیکھی تو اٹھکر فرخندہ کو سمجھایا کہ دیوانی ہوئی ہو۔ بھلا اسوقت شراب پی کر وہان جانا کون سی دانائی ہے فرخندہ کو تو کچے گھڑے کی چڑھی تھی نصرت الدولہ کی چپت گاہ پر ایک ٹیپ جمائی۔ تو ٹوپی کھوپڑی پر سے ایڑی کی خبر لائی۔ یہ تو ارباب نشاط کے ہاتھ سے پٹنے کے عادی تھے کانون کان خبر ہی نہوئے مگر نواب نامدار البتہ بہت ہی جھلائے فرخندہ ہنسکر بیٹھ گئی مگر بیٹھتے ہی پھر اٹھی اور ایک طرارہ بھرا تو صحن مین تھی۔ جب تک امام الدین اور روشن علی وہان تک جائین آسمان سر پر اٹھا لیا

اور اسقدر غل مچایا کہ دربان اور سپاہی بھڑ بھڑا کر دوڑ آئے۔ دیکھا تو بی فرخندہ زمین پر قدم ہی نہیں رکھتین چمک چمک کر گالیان دے رہی ہین مگر ملا جی لوگون نے دانتون کے تلے انگلیان دبائین کہ غضب ہو گیا۔ یہ لوگ کبھی ایسی باتون کے عادی تو تھے ہی نہیں اس واقعہ دردانگیز کو حیرت کی نظر سے دیکھنے لگے۔ سب کو یہی خوف تھا کہ مبادا بڑے حضور جاگ اٹھین یا صبح کو کوئی خوشامد خورا پرچہ جڑ دے تو ستم ہی ہو جائے۔ امام الدین خان اور روشن علی نے آکر فرخندہ کو سمجھایا اور اپنے ساتھ لیجا کر پھر کمرے مین بٹھایا۔

نصرت الدولہ- فرخندہ تم امیرون رئیسون کی صحبت مین رہ کر بھی نادان ہی رہین۔

فرخندہ- (چپت جما کر) تمھار موئے۔ ہم تو نواب کا محل جردر کرکے دیکھیں۔

فرخندہ پھر اٹھی- مگر اس مرتبہ نواب نصرت الدولہ بہادر کو جو غصہ آیا تو طیش کھا کر آپ بھی ساتھ ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور فرخندہ کا ہاتھ پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا فرخندہ نے چاہا کہ انکو اپنی طرف کھینچے مگر نصرت الدولہ نے بٹھا ہی دیا اس چھینا جھپٹی مین نصرت الدولہ کے انگرکھے کے بند چٹ چٹ ٹوٹ گئے اور فرخندہ کی کسی چوڑیان ٹھنڈی ہو گئین-

فرخندہ- گاج پڑ جائے- جن ہاتھون سے چوڑیان ٹھنڈی کین وہ ٹوٹ جائین اللہ کرے-

نصرت الدولہ- پھر تم کہا تو مانتی ہی نہین ہو-

سلارو- دیکھو ہم کہت رہی کہ امیرن کے پاس بیٹھ کے سوور (شعور) سیکھو- بہر بیگم کرے لاگیو شہ-

نواب- انھون نے تو ناک مین دم کر دیا-

فرخندہ چمک کر پھر صحن مین ہو رہی اور لگی غل مچانے یہان تک کہ مطہورت اور چھوٹی بیگم نے مہتابی کی کھڑکی سے پھر جھانکا تو دیکھا کہ وہی بیوا چمک کر

نواب صاحب کو بے نقط سنا رہی ہے اور گرد دس بارہ آدمی آہستہ آہستہ سمجھاتی جلتے ہیں کہ چپ رہو۔ چپ رہو۔ غل نہ مچاؤ۔ بیگم کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور تھوڑی بھی کمال افسوس کرنے لگی۔ لیکن اتنی خیریت گذری کہ بڑے نواب صاحب کا پلنگ بہت دور تھا۔ انکے کان تک فرخندہ کی آواز نہیں گئی ورنہ غضب ہی ہو جاتا۔ نواب صاحب نے نصرت الدولہ سے کہا کہ بھائی اب ہم گھر میں منھ دکھانے کے لائق نہیں رہے۔ واسطے خدا کے اس مردار کو یہاں سے لیجاؤ۔ نصرت الدولہ نے کہا یار خفیف تو ہم بھی ہوئے مگر از براے خدا جورو کو تو ذرا اسقدر ڈرا کرو۔

نواب۔ اجی خوف کو رکھیے چھپر پر۔ جورو کا خوف چہ معنی دارد۔ اپنا نفس خود ملامت کرتا ہی افسوس کا مقام ہی۔

نصرت الدولہ۔ اجی بس جاؤ بھی۔ لائے وہاں سے وہی نرے کٹ ملاؤں کی سی باتیں۔ ؎

مے خورے خور اگر خدا میخواہی
ناکردہ گناہ پیش قاضی نبرند

نواب۔ بس لیسے ہی ایسے کلاموں نے تو شراب خواری کو ترقی دی۔ مجھے خاک نہیں کہ شاعر کا مطلب خاص کیا ہی۔ کہنے لگے مے خور مے خور۔

نصرت الدولہ۔ بھئی اب تو جو ہوا سو ہوا۔

نواب۔ واللہ بڑے ہی خفیف ہوے۔ اب ہم اس قابل بھی نہیں رہے کہ نوکروں کو منھ دکھائیں آپ کو دل لگی سوجھی ہی اور یہاں خون خشک ہی جنت سے ہم ضرور محروم رہینگے۔

نصرت الدولہ۔ اجی جنت کو ڈالو جہنم میں۔ اب بتاؤ چلتے ہو ہمارے ساتھ چلو ہمارے مکان پر چلو۔ فرخندہ کو بھی لیتے چلینگے قسم خدا کی۔

نواب۔ کچھ خیر ہی۔ بھلا اسوقت جانے کا کون موقع ہی۔ کوئی ہی۔ ذرا پہرے والے سے پوچھو گھڑی میں کے بجے۔

خسّو۔ حضور اب چار بجینگے۔

نواب۔ اَئین! تڑکا ہوگیا۔ لاحول ولا قوۃ۔

نصرت الدولہ۔ ابھی نہین کوئی بارہ بجے ہونگے۔

تہور۔ حضور تراب علی کا بُرا حال ہی کھایا پیا سب۔

نواب۔ ہان ہم سمجھے استفراغ ہوگیا۔

تہور۔ بیٹھے رو رہے ہین۔

نواب۔ نصرت الدولہ بھئی اب تم تو اسکو لیکر جاؤ۔ ہم تراب علی کو جاکر دیکھتے ہین۔

نصرت الدولہ۔ ذرا حقہ تو پلواؤ۔

نواب۔ کچھ سٹری ہوگئے ہو۔ تڑکا ہوگیا۔ اب آسکو یہان سے دفان کروگے یا اچھی طرح ذلیل ہی کرنا چاہتے ہو۔ حقہ وقہ رہنے دیجیے۔

نصرت الدولہ کچھ کہنے ہی کو تھے کہ مسجد سے اذان کی آواز آئی تب تو نصرت الدولہ بہادر گھبرائے فرخندہ کو گاڑی پر بٹھایا اور لیے ہوئے۔

شراب پیے تو اتنی تو پیے۔ پیتے پیتے تڑکا کردیا۔ دور جو چلنے لگا تو دنیا و مافیہا کی خبر ہی نہ رہی۔ خوب شراب لنڈھائی۔ تڑکے گجردم نواب نصرت الدولہ بہادر بی فرخندہ کو ساتھ لیکر اپنے گھر تشریف لے گئے اور یہان چھوٹے نواب صاحب کی یہ کیفیت کہ آنکھین جھکی پڑتی ہین تہور کو حکم دیا کہ کمرے کے دروازے کھول دو اور قلی سے کہو کہ پنکھا کھینچے۔

نواب صاحب آرام فرمانے لگے۔ ظہورن نے دربان سے پوچھا کہ چھوٹے حضور کہان ہین اسنے کہا آرام میں ہین۔ پھر ظہورن نے کہا کہ چھوٹی بیگم صاحب دریافت کرتی ہین کہ شب کو کہان تھے۔ دربان نے چپکے سے کہا کہ تھے تو یہین مگر اب تو نئی نئی باتین ہونے لگین۔ وہ جو نواب ہین لمبے سے جنکے یہان دوسرا لڑکا پیدا ہوا تھا وہ آئے تھے۔ اور ایک

ربھاتن کو بھی اپنے ساتھ لائے تھے رات بھر بلا مچا کیا۔ اور وہ پی کے مست
بے ہوش ہو کر دروازے پر آ کے غل مچانے لگی بہن نے کہا غضب ہو گیا
اندر تک معلوم ہو جائیگا اور پھر بڑی خرابی ہو گی ابھی ابھی تو وہ نواب گئے ہیں
کلوورن نے پوچھا اور وہ ربھاتن کہاں ہے اسکو یہیں چھوڑ گئے ہونگے دربان
نے کہا نہیں وہ تو ساتھ گئی ہے۔ اب تو فقط نواب صاحب ہیں۔ رات بھر سونا نصیب
نہیں ہوا اب بھی تان کے سوئے ہیں۔ دیکھ لینا کوئی دس گیارہ بجے کی خبر
لائینگے۔ کلوورن سے دربان نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ خدا کے لیے کہیں چھوٹی بیگم
صاحب سے نہ کہنا نہیں نواب صاحب مجھے گھر سے نکال دینگے۔
کلوورن اپنے دل میں سوچتی کہ یہ کہتا کیا ہے۔ اسکو خبر ہی نہیں کہ چھوٹی بیگم اپنی آنکھوں
سے ساری کیفیت دیکھ چکی ہیں۔

گیارہ بجے کے نواب صاحب بیدار ہوئے تھے وہ کر حضور سے کہا کہ
ہم کیا لائقہ کھائینگے۔ حضور کسی سے کہا نہیں کہ آج [illegible] حضور نے کہا نہیں کیا یہ
اسکو آب زلال چکھ لیا۔ حضور نے تھوڑی دیر میں تعمیل ارشاد کی اور شاہجہانی عمدہ
کیوڑا ڈالکر آب زلال اوس سے تیار کر حاضر کیا۔

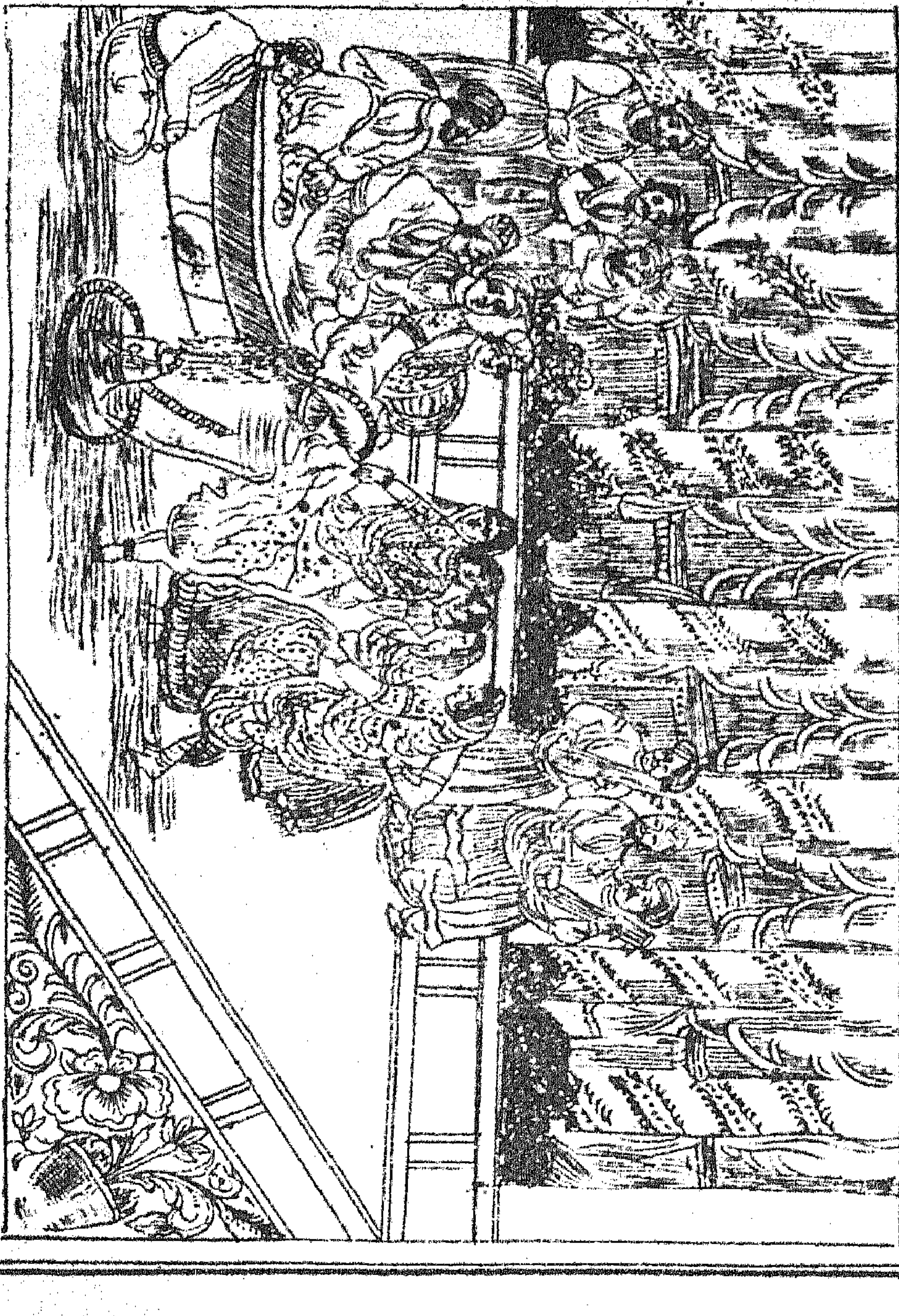
آب پا کر نواب صاحب محلسرا میں تشریف لے گئے تو پہلے کلوورن سے [illegible]
ہوئی شب کا [illegible] تھا۔ اور وہ [illegible] سولہ سنگار اور غضب کا بناؤ
چاند مکھڑے کے [illegible] دوپٹہ [illegible]۔ پھر ان کا [illegible] ہاتھ [illegible]
[illegible] کے گال [illegible] ہاتھ پھیر کر کہا اسوقت آداب [illegible]
ہو کہا حضور کل تو بڑا ہی غضب ہو گیا اب حضور باقی ہی کل [illegible] بیگم
صاحب تک خبر ہو گئی۔ نواب صاحب نے کہا دیکھ چھوٹی [illegible] اور [illegible]
[illegible] پیار کے ساتھ [illegible] کے گورے گورے گال [illegible] ہاتھ پھیرا
اور بیگم صاحب کے کمرے میں گئے۔ تو بند پایا۔ [illegible] میں [illegible]
[illegible] کلوورن نے دیکھ [illegible] [illegible] سے [illegible]

کہا سرکار انھون نے کل رات کا کل حال اپنی آنکھون دیکھا اور بڑے حضور کو بھی سب خبر ہوگئی۔ بیگم صاحب تو مہتابی پر سے سب دیکھ رہی تھین۔ مگر بڑے حضور کا حال ہم نے ابھی اسی وقت امان سے سُنا بلکن یہان تلک سُنا کہ بڑے حضور نے کہا کہ اکیلا لڑکا ہے نہین تو مین عاق کر دیتا۔

عاق کا لفظ سنتے ہی نواب صاحب آگ ہوگئے۔ بیگم صاحب کے کمرے مین بھی نہین جانے پائے اس سے اور غصہ آیا۔ اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ بڑے نواب صاحب نے نورن لونڈی کے ہاتھ ایک رقعہ بھیجا جس مین دو سطرین لکھی تھین۔ (چھوٹے نواب مین اپنے مکان مین یہ بدمستی اور سیہ کاری نہین پسند کرتا۔ تم اب کہین اور مکان لو) پڑھتے ہی جھلا اُٹھے۔ کہا ملعورن اپنی بیگم سے کہہ دینا کہ جیتے جی ہم آنکر اپنی صورت نہ دکھائینگے یہ کہکر چھوٹے نواب بڑے غصے مین باہر چلے گئے اور اُسیدم نصرت الدولہ کے باغ مین جو شہر سے دو کوس کے فاصلے پر تھا جاکر فروکش ہوگئے۔ اور باپ اور بیوی کے جلانے کے لیے فرخندہ کو سو روپیہ ماہواری پر نوکر رکھ لیا اب تو کھل ہی کھیلے۔ نہ بیوی کی لعن و تشنیع کا خوف۔ نہ باپ کا ڈر۔ نہ مان کا لحاظ دن رات صحبت فسق و فجور۔ ہمہ حق۔ روپیہ کوڑیون کی طرح لٹانے لگے ہر وقت نشے مین چور۔ ہر دم مخمور۔ چھ مہینے تک اسی طور پر اُس باغ مین رہے۔ دن عید۔ رات شب برات۔ نہ بیوی کا خیال۔ نہ مان باپ کی فکر۔ بی فرخندہ ہین اور آپ اور مصاحب اور شراب خواری اور سیہ کاری۔

دور گیارھواں

دھوم دھام کی تیاری اور تزک و احتشام کی مہمانداری



جب تک چھوٹے نواب باغ مین رہے نصرت الدولہ اور سیٹھ جی ہر روز بلاناغہ آتے جاتے تھے اور ہر دم شغل میگساری رہتا تھا۔ اس باغ مین ساری خدائی کے افعال قبیحہ و ذمیمہ سرزد ہوتے تھے ایک روز سیٹھ جی نے اپنے ہان نواب صاحب کی دعوت کی اور اس دھوم سے کہ شاید ہی کسی نے کی ہو۔ انکے مزاج مین امارت تو ایسی سمائی تھی کہ کسی سے دب نکلنا کمال شاق گزرتا تھا ادنی ادنی بات مین ہزارون بلٹ جائین مگر بات مین فرق نہ آنے پائے کسی سے آنکھین نیچی نہون۔ کوئی نوک کی نہ لینے پائے۔ اور خدا کے فضل سے روپیہ والے بھی تھے۔ تعلقہ دار۔ ساہوکار۔ تاجر او کار۔ لاکھون کے نوٹ بنک مین جمع۔ ہزارون سود کے آتے تھے۔ سیٹھ کو جرنل صاحب کو فضول خرچ اور بادہ خوار انتہا سے زیادہ تھے۔ ساتھ ہی اس کے دیانت اور سچائی پر ہر دم تلے رہتے تھے۔ دور دور تک انکی ساکھ تھی۔ اس سے بڑھکر ایک وصف ان مین یہ تھا کہ غربا کو چار چھ آنے سیکڑا سود پر دیتے تھے اور ضرورت کے وقت کسانون کی مدد مین ساعی بالخیر ہوتے تھے اگر خدانخواستہ فصل اچھی نہوئی تو سود اور قرضے کی بابت اتنی سختی نہین کرتے تھے ہان اسکے ساتھ ہی ڈوم ڈھاڑی ارباب نشاط اور بدوضع آدمیون کو بھی ہزارون روپیہ بات کی بات مین اٹھا دیتے تھے۔ اور رفیقون کے ہاتھ ایسے بک گئے تھے کہ جو انھون نے کہا وہ کیا۔ دس کی جگہ بیس خرچ ہون یا سو کی جگہ پانچ سو اس سے انکو سروکار نہ تھا۔ تجارت کے سوا اور امور مین حساب کتاب کو دیکھنا اور اسکی جانچ پڑتال کرنا جانتے ہی نہ تھے۔ جسکے پاس جو رقم رکھی وہ آنکے باپ کی جوتی کسی نے جیتے مین ساتھ ہضم کیے اور ڈکار تک نہ لی کسی نے سوا آڑا دیے انکے فرشتے نشان کو بھی خبر نہوئی۔ یار لوگون نے صدہا کے وارے نیارے کیے چٹکیون مین سیکڑون ہزارون چٹ کر گئے انکو کانون کان خبر بھی نہونے پائی۔

نواب والا تبار کی جو انھون نے دعوت کی تو ٹھان لی کہ چاہے دس پندرہ ہزار ایک شب مین صرف ہو جائے مگر ایسی معقول دعوت ہو کہ شہر بھر مین

دھوم مچے اور اخباروں میں چھپ جائے۔ میاں عنایت بھٹیارے کو روپے دیئے
کہ نکیلی رنگیلی چھیل چھبیلی جوان جوان بھٹیاریوں کو بلا لائے اور سکھا کر باہم ہاتھ پھیلا
پھیلا کر اور انگلیاں مٹکا مٹکا کر لڑیں اور جتنی گالیاں یاد ہوں بکیں۔ دم نہ لیں۔ مگر
تاکید کی تھی کہ جتنی ہوں نرالی سج دھج کی ہوں اور بانکی ادا ستم ڈھائے۔
بوڑھی ریٹ ایک بھی ہوئی تو حضور بیداغ ہو جائینگے پھر روادار نہ ہونگے کہ اس
ڈیوڑھی پر میاں عنایت قدم رکھنے پائیں۔ عنایت نے اپنی سرا میں جا کر تو خیز اور رنگیلی بھٹیاریاں
چنیں اسی طرح شہر کی دو چار اور سراؤں سے جوان اور نکیلی بھٹیاریاں منتخب کیں۔ اور آنکھ کا اشارہ بن ٹھن
کے چلو۔ وہ گھر گھر کے بن ٹھن کر چھما چھم کرتی ناز و ادا سے قدم دھرتی آئیں
عنایت نے سیٹھ جی کو اطلاع دی کہ خداوند چودہ چودہ پندرہ پندرہ اور
بیس بائیس برس تک کی کوئی اکیس بھٹیاریاں سولہ سنگار کر کے اسوقت سرا میں
تیار بیٹھی ہیں۔ جو جو دلھن بنی ہوئی اور شہر بھر سے چن کے لایا ہوں۔ سب چھٹی ہوئی
ہیں۔ حکم کی دیر ہے خداوند چاہیں ابھی سے لڑتی جھگڑتی آئیں۔ ایک مصاحب بولے
ارے میاں عنایت کچھ بھی ہے۔ عنایت نے کہا واہ وہی تو ہوتی۔ حضور اب تو
چار دن میں مجرے جایا کرے گی۔ دوسرے صاحب نے فرمایا کیوں بھئی کلمن کو
بھی لائے ہو۔ عنایت بولا اے حضور شیخ اب تو وہ کسی نواب کے گھر بیٹھ گئی تیسرے
دات شریف نے بڑے شوق سے پوچھا کہ بھلا نظیر آباد کی طرف بھی گئے تھے۔ میاں
عنایت نے ایک ٹھنڈا سانس بھر کے کہا۔ واہ وہاں نہ جاتا۔ سب کے پہلے تو وہیں گیا تھا۔
سیٹھ تو جرنل صاحب یہ بیہودہ تقریر سن سن کر کھلے جاتے تھے۔ جامے میں
پھولے نہیں سماتے تھے کہ کوئی نامی بھٹیاری باقی نہیں رہی۔ اسنے میں
ایک رفیق نے بڑے شوق سے دریافت کیا کہ ارے میاں عنایت
نواب گنج کی دلاری ہے یا نہیں۔ لاڈ محمد علی نے آہ سرد بھر کر کہا۔ افسوس
اسوقت تم نے کس کا نام لیا۔ وہ تو مر گئی بیچاری۔ ایں! (مر گئی) ہئے۔ ہائے افسوس
نہیں۔ عنایت نے اسکی تصدیق کی۔ ہاں واقعی مر گئی۔ لوگوں نے کہا افسوس

نام جلائی اور اسقدر جلد قضا آئی بڑی دیر تک محفل اداس رہی تھوڑی کئی منٹ تک اسکی ادائے رنگین اور شوخی کی تعریف کیا کیے۔ سیٹھ جی بھی ان سب کے افسوس مین شریک تھے۔

ارباب نشاط کے پاس پھرتی معمول سے زیادہ بھیجی گئی۔ قوالون پر تاکید کی گئی کہ ٹھیک شام کو حاضر ہون۔

جل ترنگ والے سے کہ دیا گیا کہ اگر انعام خاطر خواہ لیا چاہو تو چراغ روشن ہونے سے قبل ہی آجاؤ۔

ایک انگریز کو جو تھیٹر کا مالک تھا مع اسکی نوعمر اور حسین مس کے بلایا تھا کہ انگریزی ناچ اور تماشا دکھائے۔ وہ بھی کھٹ پٹ کرتا ہوا دن سے موجود۔ رفیق اور مصاحب تعظیم کے لیے اٹھے۔ اور جھک جھک کر آداب بجالائے گویا کوئی بڑے جلیل القدر حاکم آگئے تھے۔ صاحب نے احمد بیگ سے پوچھا کر ول صاحب کہان۔ احمد بیگ نے کہا جی حضور۔ مین سمجھا نہین۔ صاحب بہت جھلائے بولے ڈیم فول۔ مالک کہان اس مکان کا۔ سیٹھ جی نے اٹھکر کہا مین ہون۔

صاحب۔ ول صاحب (ٹوپی اتار کر سلام کیا) آپ نے تکلیف کیا۔

سیٹھ۔ واہ مین نے کیا تکلیف کی۔ آپ نے البتہ تکلیف اٹھائی کہ آج ہی بھلے اندے آئے اور منظور کر لیا۔ آج کیا آپ اکیلے تماشا دکھائینگے یا مس صاحب بھی۔

صاحب۔ ول جگہ بتاؤ۔

سیٹھ۔ جگہ مین خود چلکر بتاتا ہون۔ پس آپ تماشا کرینگے اور مس صاحب ہے۔ نہ۔

صاحب۔ جگہ بڑی چاہیے۔

سیٹھ۔ میدان اور کوٹھی فراخ سب حاضر ہے۔ لیکن مس صاحب کو تو بلائیے۔

صاحب۔ اب وقت بہت کم ہے آپ ہمین جگہ جلد دکھائین۔

سیٹھ جی اپنے ساتھ لے گئے اور کوٹھی کا سب سے بڑا کمرہ دکھایا۔ صاحب ایک ہی خرانٹ آدمی تھا۔ گرگ باران دیدہ امریکا اور فرانس اور انگلستان اور جرمن اور چین اور ہندوستان ہزار دن کنووں کا پانی پیے ہوئے بھانپ لیا کہ رئیس بڑا امیر کبیر ہے۔ اصطبل مین دس گیارہ گھوڑے۔ اغل بغل فنسین اور تامدان پالکیان۔ بگھی خانے مین فٹن پالکی گاڑی کارٹ اودھا ٹینڈم ڈوگکٹ ہر قسم کی گاڑیان۔ دروازے پر سپاہی خدمتگار بارہی کہار جاہ و حشم دیکھکر سوچا کہ انکو پھانسنا چاہیے۔

کوٹھی مین جو قدم رکھا تو دیکھا کہ ہر کمرہ سجا سجایا دلھن بنا ہوا ہے۔ جوشئے ہے بیش بہا ایک سے ایک بڑھ چڑھکر۔ سیٹھ جی نے جو لڑکپن کے سبب سے کئی بار پوچھا کہ مس کہان ہین۔ وہ بھی آئینگی یا نہین انکو بلوائیے نا۔ تو سوچا کہ اس نوجوان رئیس زادی کو اُلّو بنانا چاہیے۔ سیٹھ جی ہر بات مین یہی پوچھین کہ مس صاحب اب تک کیون نہین آئین مہربانی کر کے انکو بھی بلوائیے۔ آپکے بغیر محفل کی رونق نہین۔ رنگ نہ جمیگا۔ صاحب سنتا جائے۔ دل ہی دل مین ہنسے مگر جواب نہ دے۔ اس سے اُنکی بیقراری کی آگ اور بھی مشتعل ہوتی تھی۔ اتنے مین انھون نے کہا کہ اگر آپ ارشاد فرمائین تو مین ابھی ابھی فٹن بھیجدون۔ صاحب نے بہت متانت کے ساتھ یون جواب دیا۔

صاحب۔ ول سیٹھ صاحب مس نہین آسکتین۔ اور آئین بھی تو ناچینگی نہین وہ کسی کے مکان پر جاکر ناچنا گانا پسند نہین کرتین ہان جو خوش ہوگئین تو شاید ہمارے تماشے مین ساتھ دین۔ مگر ہم جانتے ہین کہ وہ نہ آئینگی۔

سیٹھ۔ (ازبس بیقرار ہوکر) نہین آپ ضرور بلوائیے۔ میری محفل کی رونق جاتی رہیگی۔ رنگ بالکل پھیکا ہو جائے گا۔

صاحب۔ اچھا تو چٹھی لکھتے ہین آپ ہمارے آدمی کو فٹن پہ بھیجیے۔ صاحب نے چٹھی لکھی۔

للی - یہ رئیس جسکے ہان آج ہمارا تماشا ہو بڑا امیر آدمی ہے - ہم سے بار بار پوچھتا ہے
کہ مس کہان ہے - مس کیون نہین آئی - ہم نے تو تمھارے اور اپنے دونون کے
تماشے کا ذکر پہلے ہی کر چکا یا تھا مگر یہ سیدھا سادہ آدمی ہم سے پوچھتا ہے کہ آپ
اکیلے تماشا دکھاینگے - ہمنے کہا بیشک تو بہت بیقرار ہوا - تب ہمنے کہا کہ مس
کسی کے گھر پر جاکر نہین ناچتی ہین - ہان اگر کسی امیر یا رئیس کی تواضع کریمانہ و دلی
سے خوش ہو گئین تو مضائقہ نہین - شاید شریک ہو جائین - تم ضرور آؤ مگر اس طرح کی باتین
کرنا کہ سیدھا آدمی ریجھ جائے - اسکے کمرون مین عمدہ عمدہ اشیا ہین - ہم جب تماشے کی
کارستانی کے قائل ہون دو تین ہزار کا اسباب باتون باتون مین اڑا لیجاؤ - مگر جو
کچھ یہان سے وصول ہو گا اس مین تین حصہ ہمارا ایک حصہ تمھارا تم ہماری تنخواہ اور
کھانا پاتی ہو اور تمھارے والدین نے تمکو ہمارے ساتھ بھیجا تھا تو [illegible]
بھیجا تھا کہ اگر کوئی رئیس یا امیر اسکو انعام دے تو صرف ایک حصہ کی تم مالک ہوگی اور
تین حصے کے ہم - رئیس خوبصورت اور نوجوان آدمی ہے - اسکو کسی نے بہکا دیا ہے
کہ تم میری لڑکی ہو - تم انکار نہ کرنا - آج اسکو خوب بناؤ اور اس سے کوئی معقول رقم
اینٹھو - [illegible]

یہ خط بند کرکے اپنے نوکر کو دیا اور فٹن پر سوار کرکے اسکو مس کے پاس
بھیجا - سیٹھ جی نے کوچبان سے کہہ دیا تھا کہ بچہ اگر ہوا سے باتین کرلی جوڑی نے [illegible]
تو کل تم موقوف کر دیے جاؤ گے - بہت تیز جاؤ - ذرا گھوڑون کو دم نہ لینے دو
خبردار - ورنہ میرا نمک پھوٹ پھوٹ کے نکلیگا - ایک سپاہی بھی ساتھ بھیجا گیا
کوچبان گھوڑون کو ہوا کی طرح اڑا لے - خیر صاحب نے اس کمرے مین دو دن
اور آدمیون کی مدد سے اپنا اسباب قرینے کے ساتھ رکھا لمپ روشن کیے [illegible]
کو باہر نکال کر پھر وہ ڈال دیا - تھوڑی دیر کے بعد برآمد ہوے -

صاحب - اب سب ٹھیک ہو -

سیٹھ - بس میرا صاحب کی کسر ہے

صاحب - ول ہم نے تو بہت لکھا ہو اور تاکید کی ہو مگر لڑکی ضد بہت کرتی ہے جو
سمانی بس سکی - ناچنے گانے مین فرانس تک کے تھیٹروں مین ویسی ایک نہین"
سیٹھ - خدا کرے منظور کرین -
صاحب - یہ آپ کے اختیار مین ہو ہم نہین جانتے -
سیٹھ - جو کچھ فرمائینگی - مین نذر کر دونگا - مگر آپ کے ساتھ تماشا دکھانے مین شریک
ہون اور ناچین گائین -
صاحب - آپ اپنے گھر سے دکھلائے شاید کوئی چیز پسند آگئی بس پھر ناچنے سے
انکار نہ کریگی - نقد کی انکو پروا نہین - البتہ شوق ناچنے گانے کا ہے کو شادی
نہین کرتین -
سیٹھ - سن کیا ہوگا -
صاحب - (دل ہی دل مین خوب سمجھے) ول کوئی اٹھارہ برس بلکہ کم -
سیٹھ جی نے حسن و جمال کی تعریف تو سنی ہی تھی اب جو سنا کہ اٹھارہ ہی برس
کا سن ہو تو اور بھی ریجھ گئے - سچ ہے

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد

ٹھان لی کہ اگر ایک لاکھ روپیہ بھی صرف ہو جائے اور یہ ناچنے گانے پر آجائے
تو توقف نہ کرونگا - بلا سے لاکھ پچاس ہزار ہون بھی تو کیا پروا ہے صاحب
کو انھون نے اپنے حساب اپنا یار چہ بنایا - اور وہ ایک ہی خرانٹ دل
مین انکی سادگی اور بھولے پن اور عشق جنون خیز پر قہقہہ لگاتا تھا - اور کہلے
جاتا تھا کہ آج رقم معقول پھنسے چڑھی -
سیٹھ جی - مس صاحب نے اب تک شادی نہ کی -
صاحب - ابھی بچہ تھا - صرف اٹھارہ برس کا اب سن ہو -
سیٹھ جی - اب شادی ولایت مین کیجیے گا - ہو نہ -
صاحب - ول وہ شادی کرنا اگر پسند کرے -

سیٹھ جی - یہ کیا - کیا ہندوستانی رئیس کے ساتھ شادی کرنا پسند کریگی -

اس فقرے پر صاحب بہت ہی ہنسے - لاکھ ضبط کیا مگر ہنس ہی دیے اور بولے کہ دل ہم اس معاملے مین دخل نہین دینے اگر وہ پسند کرین تو کیا ہرج ہے مگر ہندوستانی جنٹلمین امیر ہو - تربیت یافتہ - بد وضع نہ ہو - شراب خوار نہو - جواری نہو بدمعاش نہو - خدا ترس ہو اور حسین ہو - بد صورت نہو - ایسا شکیل اور خوبصورت ہو کہ جو لیڈی دیکھے پھڑک جائے - تو ہم فورًا منظور کر لین - سیٹھ جی اسوقت دیوانے تو ہو ہی گئے تھے سمجھے کہ صاحب جو کچھ کہتے ہین سب سچ ہے - یہ تقریر جو سنی تو دیشہ خطی ہو گئے - بار بار آدمی پر آدمی دوڑاتے ہین کہ دیکھو فٹن آئی - گاڑی کی گھڑ گھڑاہٹ ہوئی اور دوڑے کہ فٹن آئی - صاحب یہ سب تماشے دیکھتا جاتا تھا - انکی بیقراری کی انتہا ہی نہ تھی -

صاحب - کتنے آدمی ہونگے آپ کے ہان -

سیٹھ جی - تھوڑے ہی ہونگے -

صاحب - چاہے جسقدر ہون -

سیٹھ جی - بس سب ملا کر کوئی سو آدمی ہونگے - کیون جی نتھو مل - ہے نہ - یا زیادہ ہو گئے -

نتھو مل - وہ بیس پچیس ... ہوے تو کیا -

سیٹھ گوجر مل صاحب ... ل نے رعونیت جتانے کے لیے کہا کہ جو

اسکو کچھ دین دین نہین اس ... رہ ہو چکا ہے کہ پورا تماشا دکھائیگا

بس آئے اور پھر آئے یہ بڑا جھمیلا یہ ... ہوتا ہے - اسکی نیت مین یہ ہے

بس کچھ مرے - سو اب دیکھ ... کھاتا ہے جو بات یاد رکھنے کے

کابل (قابل) ہے آیندہ جو جی چاہے (چا ... سوکھیے آپ کی مرجی (مرضی) سیٹھ جی

تو اس کافر کے حسن گلوسوز اور نور عالم ... سن سنکر دیوانے ہو رہے تھے

انکو تاب کہان کہ کوئی مصاحب یا رفیق ... کو بے ایمان کہے اور یہ چپ چاپ

سُن لین - تھُّو ل پر بہت ہی جھلائے تو بیچ مین بولنے والا کون ہے - تو ہے کون بیچ مین بولنے والا - گنوار جاہل - خبردار ان باتون مین جو دخل دیا ہوگا تو تو جانے گا - اور سُنیے بڑے مشیر کی دُم بن کے آئے ہین - مجھے کوئی لونڈا مقرر کیا ہے کیا اگر ہزار دو ہزار اور اُٹھ گئے تو کیا ہو جائے گا - دوالا نکل جائیگا ہمارا - آخر ہوگا کیا - ہماری تو دلی آرزو ہے کہ وہ مس آئے اور ہم سے کچھ مانگے - قسم جناب باری کی دس ہزار کی رقم بھی مانگے تو کون مردود دینے سے انکار کرے - طبیعت ہی تو - اور تم صلاح دینے آئے کہ صاحب اگر سو پچاس اور مانگے تو نہ دیجیے گا - چلو ہٹو سامنے سے بدتمیز بے شعور -

لالہ تھُّو ل اِنکے مزاجدان تو تھے ہی سمجھ گئے کہ اب چاہے ساری خدائی ایک طرف ہو جائے ممکن نہین کہ یہ کسی کے سمجھائے سمجھین - صاحب ہے قسمت کا دھنی خوب بٹور لیجائیگا - اور مزے اُڑائیگا - اور وہ پرکالۂ آتش مس تو بس لوٹ لیگی - مال کا مال لوٹیگی اور دل کا دل - اُسکی جوانی اور اس کا چہرۂ نورانی اور مستانہ چال اور حسن و جمال اِنکو دیوانہ بنا دیگا - اب خدا ہی حافظ ہے - عشق ننگے چِنوا دیگا - دست بستہ عرض کیا کہ حضور مجھے یہ کیا معلوم تھا کہ آپ کی نیت کیا ہے اب البتہ سمجھ گیا جواب ہو تو گنہگار - ہزار دار سیٹھ جی نے کہا تم پھاٹک پر کھڑے رہو - جیسے ہی فٹن آئے ہمین فوراً اطلاع دو - بہت خوب کہکے لالہ تھُّو ل روانہ ہوئے - اور پھاٹک پر جاکر ٹھہرے اور صاحب کو جو کچھ اور بندوبست کرنا تھا اُس سے فراغت پائی تو سیٹھ جی نے انکو اپنی کوٹھی از سرِ نو دکھائی صاحب نے بڑی دیر تک تعریف کی اور کہا اس مین شک نہین کہ آپ نے کوٹھی کو خوب سجایا ہے - ہم جانتے ہین یہان ایک رئیس کی کوٹھی بھی ایسی سجی سجائی نہو گی - جو چیز ہے لاجواب - ہزارون مین فرد لاکھون مین انتخاب - کوٹھی کیا دُلھن ہے - مس کو صفائی کا نہایت ہی شوق ہے عجب نہین کہ ہوٹل کو چھوڑ کر آپ ہی کی کوٹھی مین رہنا پسند کرین صرف دو چار دن تو اس ٹھہرین

رہنا ہی ہے۔ سیٹھ جی کا چہرہ گلنار ہو گیا دل ہی دل میں دعا مانگی کہ یا الٰہی مس آتے ہی اس میں رہنا شروع کر دے۔ ہوٹل جانے کا نام تک نہ لے۔ اگر ایک دن ٹک جائے تو برس بھر تک ہر روز دعوت کریں۔ اور آپکی محبت وعشق کا دم بھر دن۔ عقد نکاح میں لاؤں۔ لطف زندگی اٹھاؤں آدمیوں کو حکم دیا کہ فی کمرہ دو دو لمپ اور روشن کر دو۔ خدام سلیقہ شعار نے آقائے نامدار کے حکم کے بموجب دو دو لمپ پھرتی کے ساتھ فوراً روشن کر دیے۔ کوٹھی اور بھی جگمگانے لگی۔ اب ہر سمت عالم نور ہے۔ الٰہی یہ کوٹھی ہے یا کوہ طور ہے۔ ہر در و دیوار سے صبح بنارس کا جلوہ عیاں ہے۔ چپہ چپہ نور افشاں ہے۔

اب سنیے کہ سیٹھ گوجرل کے ایک مصاحب تھے۔ دیبی دین ایک ہی کائیاں زمانہ ساز و دغا باز آدمی۔ مگر جہاں جہاں گوجرل کا پسینہ گرتا وہ بجائے اپنا خون گراتا۔ لیکن بڑا کھانے والا پیٹ کو جڑ سے کھا جائے۔ اور سانس تک نہ لے۔ جو رقم اس کے پاس رکھوائی ایک پائی ہو گئی۔ گوجرل کی بدولت بن گیا۔ خود مہاجنی کرنے لگا۔ اس کی کیفیت جو دیکھی کہ مس کے حسن صبیح کی تعریف سنکر از خود رفتہ ہو گئے تو چپکے سے کان میں کہا کہ اگر حکم ہو تو حضور مس صاحب قلعی پر سے آئیں تو سلامی اتاری جائے ایک دستہ ہو توپوں کا چھڑکا دیں ہوتے کھڑا رہے۔ ادھر قلعی سے وہ اتریں ادھر داغیں داغیں سلامی کی توپ سے پھر دیکھئے کیا رنگ جمتا ہے۔ سیٹھ جی اس صلاح سے ایسے خوش ہوئے کہ دیبی دین کو گلے لگا لیا۔ اور پیٹھ ٹھونک کر کہا کہ شاباش دیبی دین۔ بس ایسے ہی مصاحب تو امیروں اور رئیسوں کے دربار کے قابل ہیں اس وقت تم نے وہ صلاح دی کہ جی خوش ہو گیا۔ کوئی ہے۔ خزانچی سے کہو کہ سو روپیہ ہمارے نجی کے حساب میں لکھ کر دیبی دین کو دے دے۔ دیبی دین نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ کا دیا کھاتا ہوں۔ آپ ہی کی بدولت تو ہیں کچھ کام کریں نہ کاج سیکڑوں روپیہ سال میں پاتے ہیں اور دل چاہے تو سب فارغ

دندناتے ہیں۔ سیٹھ جی آدمی تھے فیاض۔ ایک ذرا سی بات میں رفیق کو سو روپیہ انعام کا دے دیا۔ دیبی دین خوش و خرم کہ سو روپیہ نقد پایا اور رئیس کے دل میں جگہ ہو گئی۔ ہر طرح اچھے رہے۔ حکم دیا گیا کہ بارہ جوان پتھر کلائیں لیکر میں پھاٹک پر حاضر رہیں۔ نعش آتے ہی سلامی اتاریں۔ اگر ایک بندوق بھی رنجک چاٹ گئی تو حضور ازبس ناراض ہو جائینگے۔ جب یہ خبر مشہور ہوئی تو مصاحبوں نے قہقہہ لگایا۔ رفیقوں نے کہا کہ دیبی دین نے رئیس کو اس دم چٹکیوں پر اڑا دیا۔ اچھا بھرا دیا اور خوب ہی رنگ جمایا۔ سپاہی بندوقیں بھر بھر کے پھاٹک پر مس صاحب کی آمد آمد کے منتظر ٹھٹھنے لگے۔ محلے بھر کے آدمی صد ہا زن و مرد میم کے ناچنے کی خبر سن کر کوٹھی کے ادرگرد ٹھٹ کے ٹھٹ لگائے کھڑے تھے۔ کہ ناچ شروع ہو تو دیکھیں میم کس طرح ناچتی ہیں۔

صاحب۔ آپ ساہوکار ہیں۔

سیٹھ۔ ہاں۔ اور تعلقہ بھی ہے۔ اور نوٹوں کا سود آتا ہے اور تجارت کرتا ہوں۔

صاحب۔ واہ وا۔ تب تو آپ بڑے امیر ہیں۔

سیٹھ۔ امیر ہونا تو مشکل ہے مگر ہاں دال روٹی خدا دیے جاتا ہے غنیمت ہے۔

صاحب۔ آپ کے والد کہاں ہیں۔

سیٹھ۔ انتقال کیا۔

صاحب۔ کوئی بھائی ہے۔

سیٹھ۔ جی نہیں۔

صاحب۔ شادی آپ کی ہوئی ہے۔

سیٹھ۔ ابھی نہیں۔

صاحب۔ آپ شادی کیجیے۔

سیٹھ۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک کوئی تربیت یافتہ اور پڑھی لکھی لیڈی

نہ ملیگی ہین شادی نہ کرونگا۔ اگر یہان حسب دلخواہ دہ۔ مطلب یہ کہ مرضی کے موافق شادی ہوگی تو فہو المراد ورنہ ولایت جاؤنگا۔ مصمم ارادہ تھا کہ فرانس جاکر پیرس مین شادی کرون۔

صاحب۔ پیرس نہین۔ پیری تلفظ ہے۔ س کا تلفظ نہین کیا جاتا۔ فرانسیسی لفظ ہے نہ۔ ول۔ تو آپ ولایت کی کسی مس کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہین اچھا ہم مس صاحب سے کہینگے۔ اگر وہ کسی کو جانتی ہون تو سفارش کرین انکے ساتھ اسکول مین دو چار بڑی حسین اور نازک اندام چھوکریان پڑھتی تھین اگر وہ آپ کے عقد نکاح مین آئین تو آپ بھی خوش ہو جائین۔

سیٹھ۔ مس صاحب بھی تو ابھی ناکتخدا ہین۔

صاحب۔ ہان۔ ول۔ مگر ——

سیٹھ۔ مجھے آپ مثل اپنے غلامون کے سمجھئے۔

صاحب۔ اسکے کیا معنی۔ آپ رئیس ہین۔ امیر ہین۔ سر چشم ہین۔ ہم کوشش کرینگے کہ کسی یورو پین لیڈی کو آپ بیاہین۔

سیٹھ۔ (ذرا کڑا کرکے) کوشش کیا معنی۔ آپ کے تو مکان مین اسوقت ہے آپ کی صاحبزادی۔

سیٹھ صاحب کہنے کو تھے کہ آپ کی صاحبزادی ہی مستعد ہین۔ مگر جرأت نہوئی۔ مس انکی لڑکی تو تھی نہین ایک غریب آدمی کی لڑکی کو انھون نے تھیٹر کے لیے تیار کیا تھا۔ تنخواہ دیتے تھے اور ساتھ رکھتے تھے لیکن جہان کہین جاتے تھے لوگ اسکو انکی لڑکی ہی سمجھتے۔ پوچھا کہ آپ گانا جانتا ہے۔ سیٹھ جی نے مسکرا کر کہا۔ کیا خوب گانا اور ترو۔ اکون نہین جانتا۔ مگر قوالون کی طرح مین نہین گا سکتا۔ صاحب بولے کہ ول اگر آپ انگریزی ناچ سے واقف ہوتے تو مس بڑی خوشی سے آپ کے ساتھ ناچتین۔ سیٹھ جی نے کہا کس طرح۔ صاحب نے انکی کمر مین ہاتھ ڈالکر ناچنا شروع کیا۔ سیٹھ گوجرمل کف افسوس ملنے لگے کہ اسے ستم

مین واقف کیون نہوا - کس لطف کے ساتھ کمر مین ہاتھ ڈالکر ناچنا - مگر افسوس صد افسوس اگر کوئی باکمال رقاص اِنسے اسوقت دَس بیس ہزار روپیہ مانگتا اور وعدہ کرلیتا کہ ایک گھنٹے مین ہم ناچنا سکھا دینگے تو سیٹھ بے دریغ دے نکلتے ذرا چون و چرا کرتے لیکن ایسا رقاص کہان -

لالہ نھتو مل - وہ جل ترنگ والا آیا ہے - بٹھا دیا اُس کمرے کے چبوترے پر -

سیٹھ - بہتر ہے نٹنی نہین آئی -

نھتو مل - اب گئی ہی - کپڑے - دپٹے پہنینگی - نہائینگی - دھوئینگی - نہین ٹھنینگی - جب تو آئینگی - بے سنگار کیے کبھو نہ آنے کی -

سیٹھ - ہان چاہیے بھی ایسا ہی - مگر سچ کہنا حسین ہی -

نھتو مل - چاند کا ٹکڑا ہی - چاند کا - دُبلی پتلی کامنی - اور چنچل نار -

اتنے مین منیب جی نے آنکر مژدہ دیا کہ دسون گھوڑے بک گئے - اور سب ملاکر گیارہ ہزار کا فائدہ ہوا - سیٹھ جی بہت خوش ہوے - نھتو مل سے کہنے لگے بو نواب گیارہ ہزار مفت ملے یا نہین - پھر اگر دو چار ہزار اس کامنی کے لیے بھی خرچ کیا تو کیا -

اِسنے مین نواب قمر رکاب کا صحیفہ رشیقہ آیا -

مخدومی جناب سیٹھ صاحب بی فرخندہ کی طبیعت اِسوقت نصیب اعدایون ہی سی بے لطف ہو گئی ہی -

ڈاکٹر صاحب کو بلوایا - نسخہ لکھ گئے ہین - خاکسار نو بجے حاضر خدمت شریف ہوگا - کیا کرون مجبور ہون - ورنہ ممکن نہ تھا کہ وقت معینہ سے ایک منٹ بعد آتا - نہ کہ گھنٹون کی کسر - وجہ معقول پیش کی ہے - قصور معاف فرمائیگا -

آپ کا خادم نواب امین الدین حیدر

یہ خط پڑھتے ہی سیٹھ جی کھل گئے - دعا مانگی کہ خدا کرے نو بجے کے بعد نواب صاحب آئین - تاکہ اُس بُت جادو جمال سے باتین کرنے کا خوب موقع

سے اُسی دم خط کا جواب لکھا۔

عالی جناب نواب صاحب بہادر آداب عرض کرتا ہوں۔ نامۂ نامی پڑھکر طبیعت کو انتشار ہوا۔ خدا شفاے عاجل اور صحت کامل عطا کرے یہاں سب سامان لیس ہی۔

آپکا خادم سیٹھ گوجرمل عفی عنہ تاریخ ——

یہ خط مقبول کو دیا اور باہر گئے۔ تو دیکھتے کیا ہیں کہ ایک کمرے میں جل ترنگ والا اپنے لونڈے لاڑ میون کو لیے ہوے بیٹھا ہے۔ دوسرے کمرے میں ارباب نشاط اور ڈھاڑی اور طبلیے اپنے رنگ میں مست ہیں۔ ایک طرف چانڈو اُڑ رہا ہے۔ ایک طرف ساز مل رہا ہے۔ تیسرے کمرے میں دو طائفے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ ایک خوش گلو گا رہی ہے

نگر اسکو فریب نرگس مستانہ آتا ہی
الٹتی ہیں صفیں گردش میں جب پیمانہ آتا ہے
طلب دنیا کی کرکے زن مریدی پھر نہیں ملتی
خیال آبروے ہمت مردانہ آتا ہے

استاد جی بتاتے جاتے تھے (ہمت مر۔ ہمت مر) دیکھو نعارکی ہیں۔ اللہ اللہ کیسی خوش گلو ہیں اور کس دھیان سے سنتی ہیں جو ایک دفعہ کہا پھر بھول گئی ہاں کہو (ہمت مر۔ ہمت مر) دانہ آتا ہے۔ ہمت مردانہ آتا ہے اور آگے بڑھے تو صادق علی خان صاحب نے اُٹھکر سلام کیا۔

سیٹھ جی۔ آج مقابلہ ہے خان صاحب۔ تان رس خان بھی آتے ہونگے۔

صادق علیخان۔ حضور ہم مقابلہ وقابلہ کیا جانیں۔ بس اتنی آرزو ہے کہ اس کمرے محفل میں جگہ دار بیٹھے ہوں۔ کوڑھ مغز نہ بیٹھے ہوں جو بھاگ اور بھیرویں میں تمیز نہ کر سکیں۔

سیٹھ۔ نہیں آپ بھی فرد ہیں واللہ۔

خان صاحب۔ آپ سے کچھ کان میں کہنا ہی۔

سیٹھ جی۔ کوئی کفر کی بات تو نہ کہیے گا۔

سیٹھ گوجرمل صاحب کے کان مین خان صاحب نے آہستہ سے کچھ کہا۔ انھون نے نتھو مل کو بلوایا اور حکم دیا کہ جو خان صاحب کہتے ہین وہ سُن لو۔

نتھومل۔ آپ بھی بس ایک ہی ہین یہان۔ سیٹھ جی اکثر تعریف کرتے ہین۔

احمد بیگ۔ جی دور دور تک ثانی نہین رکھتے خان صاحب قسم خدا کی بس گانا کیا اعجاز ہی اور پھر دین کے تو پادشاہ ہین۔

ایک رفیق۔ دم غنیمت ہو خان صاحب فرد ہو فرد۔ واللہ باللہ بس یکتا ہو۔

صادق علیخان۔ یہ آپ کی قدردانی ہی۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

احمد بیگ۔ تان رس خان بھی آتے ہین۔

نتھومل۔ آئے ہین یا آتے ہونگے۔

رفیق۔ اجی وہ کوئی آئے ہمارے خان صاحب دب نکلنے والے نہین۔

صادق علیخان۔ وجہ دب نکلنے کی وجہ۔

رفیق۔ سچ ہی۔ اللہ نے جوہر دیا ہی۔

صادق علیخان۔ مگر آج تو لکھنؤ بھر کے طائفے اور قوال اور یہ اور وہ جمع کر لیے ہین بھئی۔ کوئی گھڑی گھڑی بھر کا مجرا ہوگا۔

نتھومل۔ یہ پیار کھان (پیار خان) جو مشہور تھے وہ کون تھے۔

احمد بیگ۔ وہ رباب یے تھے۔ گویون کے بھی پیر۔ راگ کا دھرم رکھنا آنپر ختم ہوگیا۔

صادق علی خان۔ ہولی دھرپد کے بادشاہ تھے۔

نتھومل۔ اور تان رس خان۔

احمد بیگ۔ وہ خیلیے ہین۔ ٹیپ سے کار۔ رنگ باز۔ منھ چڑھے۔

نتھومل۔ کوئی اور ما شورا (مشہور) ہین قدو خان یا قدو خان۔

احمد بیگ۔ وہ تان کا کپتان تھا۔ بڑے زور شور کا راگ کا گانا جس کے شانے سے سُر نکلتے ہین سے کار ذرا گھٹ کے سے تھے مگر منھ چڑھے انتہا سے

زیادہ۔

نتھومل۔ اور ہمارے کہان صاحب۔

احمد بیگ۔ کون! یہ صادق علی خان۔ اجی یہ سب گن پورے اُنھین کون کہے لنڈورے۔ خیال ٹپّہ ٹھمری سب مین طاق۔ خصوصًا دھن مین شہرۂ آفاق۔ نتھو خان ذرا تان کے مقدمے مین واجبی ہی واجبی لیاقت رکھتے تھے۔

احمد بیگ۔ مگر استائی تو ایسی بھرتے تھے کہ واہ جی واہ۔ کیون خان صاحب؟

صادق علی خان۔ اس مین کیا شک ہے۔

احمد بیگ۔ مگر استاد تم بھی اپنے فن مین یکتا ہو۔ دُھن مین تم نے سب کے کان کاٹے۔ اور یون تو سب اپنی اپنی جگہ اُستاد ہین۔ تان رس خان کی بے کاری کیا کچھ کم ہے۔

رفیق۔ میان خدا کی دین ہے۔ ؎

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال	کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہو جائے

کیون صاحب یہ بہادر سین کون تھے۔

احمد بیگ۔ آفتاب تھے اپنے وقت کے۔ سُر سنگار کے بھی موجد تھے رُلا دینا اور ہنسا دینا اُنکے بائین ہاتھ کا کرتب تھا۔ کوئی بات ہی نہ تھی۔

سیٹھ جی اُدھر سے خرامان خرامان برآمد ہوے۔ نہایت حیرت سے پوچھا کہ نتھومل ابھی تک فٹن نہ آئی۔ نتھومل نے کہا خداوند آتی ہو گی احمد بیگ بولے دیر آید درست آید۔ بیچ دھج کے آئینگی۔ پھر بننے ٹھننے مین کچھ دیر لگتی ہے یا نہین سیٹھ جی نے دریافت کیا کہ فٹن کے ساتھ سپاہی گیا ہے یا نہین۔ کہا گیا کہ حضور بھیجا ہے۔

سیٹھ گوجرمل صاحب نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ جناب نواب صاحب کے

پاس جاؤ۔ کہنا پوچھا ہے کہ مزاج کیسے ہین۔ اور کہا ہے کہ ہمکو کچھ جلدی نہین ہے۔ آپ کو جس وقت فرصت ہو تشریف لائیے قدم رنجہ فرمایئے یہان سب سامان لیس ہی۔ آدمی کو بھگا کر روانہ کیا۔ صاحب کے پاس چلے کہ پوچھین کسی شئے کی ضرورت تو نہین ہے کہ اتنے مین بندوق کے دغنے کی آواز آئی۔ دن۔ دن۔ دن۔ بارہ بندوقین ایک دم سے داہین داہین کر کے دغین۔ تھوڑی دور سے ہوئے بدحواس آئے۔ حضور چلیے احمد بیگ پکے پیر و مرشد فٹن آگئی۔ دو رفیقون نے بڑھکر آواز دی خدا وند مس صاحب آگئین آیئے حضور۔ سیٹھ گوجرمل صاحب تھوڑی دور تک تو بدحواس دوڑتے ہوئے گئے۔ مگر پھر سوچے کہ اگر اس حالت وحشت مین ہمکو دیکھا تو اپنے دل مین کیا کہیگی۔ سمجھیگی کہ کوئی جانگلو ہی گنوار۔ ٹھہر گئے اور ذرا دم دل سے کے چلے۔ فٹن کے قریب جا کر کھڑے ہوئے اس بت پندار صنم گلعذار کے اس وقت کچھ اور ہی ٹھاٹھ اور ہی دماغ تھے فرانسیسی فٹن وہ بانکی پوشاک اور کج کلاہ کہ بانکپن بھی اس سے سبق لے بال بکھرے ہوئے بیٹن کالی ناگن کی طرح لہراتی ہوئی کمر نازک کے نیچے تک لٹکتی تھین۔ گوری گوری گردن اور چاند سے مکھڑے کا جوبن اس زلف سیاہ نے اور بھی دو بالا کر دیا تھا۔ بس بلا مبالغہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ بن گھٹا چاند ہی ابر زلف سے ماہ رُخ ابھی ابھی نکلا ہے۔ ایک رفیق نے ڈرتے ڈرتے کہا حضور مس صاحب سیٹھ جی صاحب فٹن کے پاس کھڑے ہین اتنے مین صاحب بھی رپ رپ کرتے ہوئے تشریف لائے۔

صاحب۔ سیٹھ کنور گوجرمل آپ ہین۔

مس۔ (بلطف ہاتھ بڑھا کر) ول سیٹھ صاحب۔

سیٹھ جی نے بڑی خوشی سے مصافحہ کیا۔ نازک دست سیمین اور ملائم ملائم انگلیان جو ہاتھ مین لین تو جامے مین پھولے نہ سمائے۔ مس صاحب فٹن پر سے اُترنے لگین تو سیٹھ جی کی طرف ہاتھ بڑھایا انھون نے لپک کر ہاتھ دیا اور

فٹن سے اُتارا۔ ایک قوّال جو بن بلائے آیا تھا اس کیفیت کو دیکھکر بے تکلف گانے لگا۔ رسیلی نینون والیون نے پھندا مارا۔ سیٹھ جی ادب کے ساتھ ہمراہ چلے۔ اٹھلا اٹھلا کر اور اداے دلربا سے قدم اُٹھا کر مس للی نے خرام ناز سے سیٹھ جی کا دل پامال کر دیا۔ ؎

من باین رفتار شیرین عمر خود در باختم ۔۔۔ عمر من میرفت و من پنداشتم رفتار اوست

سیٹھ جی کا جی چاہتا تھا کہ ہر مقام پر جہان اُس سرو روان گلشن رعنائی کا قدم پڑے بوسے لین اور اُس زمین کو ہزار ہزار بار چوم لین ؎

تو می خرامی و من از پیت نمی دانم ۔۔۔ کز اضطراب زنم بوسہ بر کدام زمین

کوٹھی کے ایک سجے سجائے کمرے مین مس للی بصد شان دلربائی و رعنائی متمکن ہوئین۔ اور زلف چلیپا کرسی کے اِدھر اُدھر فرش مکلف پر مار سیاہ کی طرح لہرانے لگی۔ ؎

نہ زلف ست آنکہ ہر دم بر قد دلدار می پیچد ۔۔۔ ز مستی ہر نفس بر شاخ صندل مار می پیچد

اس بت لیلی سرشت نے رئیس نوجوان پر بغور نظر ڈالی اور ایسی کچھ چتون سے انکو دیکھا کہ تیغ نگہ کا گھائل ہی کر دیا۔ طرح طرح کے ناز و ادا اور عشوہ ہاے دلربا سے انکا دل قبضے مین کر لیا۔ کبھی سینۂ صافی کو اُبھار کر تن گئی۔ کبھی گردن نیم بڑھا کر پھیر لی اور گلوے مصفا کی جھلک دکھا دی گردن فوارۂ نور تو سینۂ صافی رو کش آب بلور۔ ؎

پیداست ہمچو شعلہ نما از تن بلورش ۔۔۔ از سینۂ لطیف دل ہمچو آہنش

مست صہباے ناز۔ سراپا انداز۔ شیرین حرکات انتخاب مہوشان کائنات۔ مہ لقا۔ سیمین سیما۔ ایک ایک ادا مین سو سو کی گھاتین۔ پیاری پیاری بھولی بھولی باتین۔ کبھی آپ ہی آپ لجانا۔ کبھی مسکرانا۔ کبھی پیشانی نورانی پر عرق آنا۔ ؎

نیست عرق کہ بر رخت در حرکات میچکد ۔۔۔ ہر قدمے کہ می نہی آب حیات میچکد

سیٹھ جی سے کہا کہ چلیے کوٹھی کی ذرا سیر کرین۔ یہ کھل گئے کہ شکر اللہ منھ مانگی

ادا بانی۔ اس معشوق عنبر مو کو کوٹھی ایسی پسند آئی کہ سیر کرنے کو دل چاہا کوٹھی دیکھنے کا شوق چرّایا

پہلے سیٹھ جی خانہ باغ کی طرف سے چلے تو حوالی موالی ایرا غیرا نتھو خیرا سب سایے کی طرح مس کے ساتھ پیچھے پھر کر نہایت غیظ و غضب سے دیکھا۔ نتھومل تو ایک ہی کائیان تھے تاڑ گئے کہ تنہائی کی صحبت اسوقت پسند ہے۔ بھیڑ بھڑکّے سے طبیعت نفور ہے۔ شب اوّل ہے۔ بغل مین حور ہے۔ فکر کوسون غم و الم منزلون دور ہے۔ صنم مہوش پایا ہے۔ اور اس غیرت گلزار کے ساتھ سیر چمن کا شوق چرّایا ہے۔ مس نے بصد انداز دلربائی اٹھکیلیان کرتے ناز معشوقانہ سے قدم دھرتے باغ کو رشک فرخار بنایا۔ سیلون کو آتش حسد سے جلایا۔ گلون کو شرمایا۔ ؎

دہ یکایک باغ مین پہونچے جو اٹھلاتے ہوے
کبک بھاگے سامنے سے ٹھوکرین کھاتے ہوے

سیٹھ جی۔ آیئے جھولا جھولین۔

مس۔ واہ۔

سیٹھ جی۔ اگر مضائقہ نہو اور طبع نازک پر گران نگذرے تو ازراہ کرم جھولا جھولیے۔

نتھومل۔ (دور سے) ؎

جھولا جھولینگے بیجا کے چمن مین تجھکو
اترے کہین آنے نہ تو بے حور لقا ساتھی

احمد بیگ۔ کے فاقون مین شعر یاد کیا تھا۔ اور حور لقا کی کمی تھی کہ۔

اس غیرت خوبان فرخار نے چمک کر ایک طرارہ جو بھرا تو دوسری روش مین ہو رہی۔ اور وہان سے جو تن تن کے جھوم جھوم کر چلی تو سیٹھ جی کا دل اور بھی پامال خرام ناز کر دیا ؎

ہر نسیم صبح کا عالم خرام ناز مین
سبزۂ خوابیدہ کو چلتے ہو چونکاتے ہوے

سیٹھ جی سمجھ گئے کہ اب زلف کے پھندے سے نکلنا معلوم۔ بیٹھے بٹھلائے اچھا درد سر مول لیا۔ مس نے تھوڑی دیر کے بعد پوچھا کہ یہان کسی اچھے نامی سوداگر کی کوٹھی بھی ہے۔ ہمکو کچھ سودا خریدنا ہے۔ لفٹنٹ راس یہان فوج مین ایک صاحب ہین۔ ان سے ہم فرمایش کرینگے۔ بیچارے بہت اچھے آدمی ہین۔ اور ہم سے انکو دلی محبت ہے۔ کبھی ہمارا کہنا نہ ٹالا۔ تنخواہ تو کم ہے ابھی مگر گھر کے امیر کبیر ہین۔ انکو ساتھ لیکے جائینگے اور جن جن اشیا کی ضرورت ہے کوٹھی سے پسند کرکے لے آئینگے۔

سیٹھ جی رقیب کا نام سنکر دھک سے رہگئے۔ آنسوؤن کا تار بندھ گیا۔ کہ انکے چاہنے والون مین ایک ہم ہی نہین ہین۔ خاص اسی شہر مین ایک پلٹن کے صاحب بھی ہین جنپر انکو یہ دعوی ہے کہ جو چاہینگے اسکے ساتھ جاکر کوٹھی سے لے آئینگے۔

سیٹھ جی ۔۔

فرمائین حضور مدعا پر کرین
موجود ہے یہ تابع ارشاد کس لیے

مس۔ (مسکرا کر) ہم آپ کے ساتھ باہر نہین جا سکتے۔ آپ بیٹھو۔ ہم یوں ہین۔

سیٹھ جی۔ جو فرمایش کیجیے یہین حاضر ہے۔

مس۔ ہم آپ کو تکلیف دینا نہین چاہتے (خدمتگار سے) ٹھنڈا پانی پلاؤ۔ مس چمک کر دوسری روش مین جا کھڑی ہوئی۔ سیٹھ جی نے بھی اس روش کی طرف رخ کیا۔ خدمتگار ایک بیش بہا ٹھار مین آب سرد لایا۔ سیٹھ جی نے بصد ادب اپنے دست مبارک سے پلایا اور دونون باغ مین ٹہلنے لگے

سیٹھ۔ کل ہم آپ کو اپنے بڑے باغ لے چلینگے۔

مس۔ کل تو لفٹنٹ راس سے اقرار ہے انکے ساتھ ہوا کھائینگے۔

سیٹھ جی ۔۔

صبا کس درجہ توام شادی و غم ہین زمانے مین
شب وصلت سے روز ہجر ہم آغوش آتا ہی

مس - اب تو ناچ کا وقت آگیا -

سیٹھ جی - ہم کمال مشتاق ہین کہ آپ کا ناچ دیکھین -

راوی - دیکھتے جائیے - ابھی وہ آپ کو انگلیون پر نچائینگی -

مس - (تنک کر) ہمارا ناچ ؟ ہمارا ناچ کیسا -

سیٹھ جی - (ڈرتے ڈرتے) کیا آپ آج مجکو نہ ناچینگی -

مس - ہرگز نہین - راس خفا ہو جائینگے -

سیٹھ جی - کسی کو کانون کان تو خبر ہونے نہ پائیگی -

مس - راس کے گوئندے چھوٹے ہوے ہین -

سیٹھ جی - آپ نہ ناچینگی تو ہمکو کمال ملال ہوگا -

مس - خیر - مگر راس کا دل ہم نہ دکھاینگے -

سیٹھ جی ؎

مرے حال پہ رحم کرتا نہین ہے
خدا سے بھی اے بت تو ڈرتا نہین ہے
قضا کی نشانی ہے الفت بتون کی — وہ جیتا ہے جوان پہ مرتا نہین ہے
صبا بیٹھ رہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر
کوئی کام تجھ سے سنورتا نہین ہے

مس - (چین بہ جبین ہوکر) پیارے راس کو برا بھلا نہ کہنا -

سیٹھ جی - (آہ سرد بھر کر) نا ؎

مرجاؤ نگاہین دیکھ تو چین بر جبین ہو — برق غضب ہین نگہ خشمگین نہو
اغیار کے نہ عشق جتانے پہ جائیو — کوئی بکا کرے خبر اے نازنین نہو

مس لی اُنکے جلانے اور نائرہ عشق کے مشتعل کرنے کے لیے نفٹنٹ راس کا نام کئی بار زبان پر لائی - اور واقعی اُنکے کانون سینہ مین حسد اور بغض کی آگ ایسی تیز کر دکھائی کہ ہر دم آہ شرر بار تھی اور طبیعت از بس بیقرار تھی رقیب کا ذکر سنکر شیشۂ دل جلکنا چور ہوا - جگر مین عشق کا ناسور ہوا اُس بت سفاک کو

انکی چتونون سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ راس کا ذکر انکی رگ جان پر نشتر کا کام کرتا ہی - اور نام سنتے ہی آہ سرد بھرتا ہی - سیٹھ جی پہلے تو مثل گل کھل گئے تھے کہ محبوب مطلوب کو باغ مین خندان و فرحان ساتھ لائے مگر اب دل کا کنول بجھ گیا -

جھونکے چلنے لگے پیہم جو ہوائے غم کے	رہ گیا بجھ کے چراغ دل روشن کیسا

کہان تو جشن خسروانہ کی تیاریان تھین کہان آ و آتش فشان ہے - اور بکاولفان ہی - مس نے کہا کہ ہمین اپنی کوٹھی تو دکھلا لاؤ - سیٹھ جی ناشاد و نامراد اُس پریزاد کو ساتھ لیکر چلے - کوٹھی کو جو دیکھا تو ہر در و دیوار نوربار ہے - جو کمرہ ہے جواہر نگار ہے - اشیاے بیش بہا لاتعد و غیر محدود ساری خدائی کی نعمتین موجود -

سیٹھ جی نے ایک نادر جیبی طلائی گھڑی خاص جنیوا کی بنی ہوئی کوئی دو ہزار روپے کی مس للی کی نذر کی اور کہا یہ گھڑی آپ اپنے پاس رکھیے یہ بطریق نذر دیتا ہون - مس للی پھولی نہ سمائین - پیار کی نظر سے سیٹھ گو جرل صاحب کو دیکھا اور مسکرا کر کہا کہ ہمین نہین چاہیے - سیٹھ جی نے دست بستہ عرض کیا کہ کیا خفا ہو گئین اسپر وہ ستمگر قہقہہ لگا کر ایک مسہری پر لیٹ گئی - سیٹھ جی گھڑی ہاتھ مین لیے - کھڑے گھورتے تھے - مس للی معاً اٹھین اور بجلی کی طرح چپک کر دوسرے کمرے مین ہو رہین - سیٹھ صاحب نے کہا از براے خدا یہ تحفہ قبول فرمائیے - غریبون کا کہنا بھی مانتے ہین -

للی نے گردن نیچی کر کے کہا کہ راس سُن لیگا کہ ایک خوبرو جوان کے ہان سے مفت گھڑی لائی - گو جرل اس وقت نہایت ہی برافروختہ ہوے - پھر بھی رقیب روسیہ کا نام اُس گلفام کی زبان پر آیا غصے کو ضبط کر کے فرمایا کہ آنکے تو فرشتہ خان کو بھی خبر نہونے پائیگی - حالانکہ لفٹنٹ راس صرف ایک مصنوعی نام تھا - یہ فقط سیٹھ جی کے پھانسنے کے لیے ساری تدبیرین ہوئی تھین کہ ایک رقم کثیر لیکر ہوا بتائیے اور اُلو بنائیے - سیٹھ صاحب نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی

کہ اگر آپ یہ گھڑی نہ قبول کرینگی تو ہم تماشا دیکھنے نہ آئینگے۔ مس نے اس بھولے پن کے ساتھ انکی طرف دیکھا کہ سیٹھ گوجرمل صاحب ہزار جان سے عاشق زار ہوگئے۔ اور پھر عرض کیا کہ واسطے خدا کے گھڑی کو قبول فرمائیے مس للی نے گھڑی لے لی اور کہا آپ کی خاطر ہے۔

کیا خوب دو سو روپے پر ناچنے گانے تماشا دکھانے آئیں اور دو ہزار کی گھڑی خاطر سے لی۔ ہمکو یقین آگیا۔

سیٹھ جی سمجھے کہ اب مار لیا ہے۔ یاروں کا وار خالی نہیں جاتا۔ اب اس گلبدن ستمین کو عقد نکاح میں لائے۔ پانچوں گھی میں۔ چین ہی چین لکھتا ہے مس للی نے ایک انگریزی شعر پڑھا جسکا مطلب یہ تھا۔

سر پہ احسان لیں امیروں کا		ہم فقیروں کا یہ دماغ نہیں

سیٹھ جی۔ احسان! چہ خوش! احسان کیا معنی۔ الحمد للہ یہ ذرہ پروردہ احسان جتاتی ہو۔ بیشک۔ بیشک۔ ہم کمال مشکور ہوئے آپ نے اسوقت ہم پر وہ احسان کیا کہ دل ہی جانتا ہے اور چاہیے بھی ایسا ہی۔

مس۔ اب ہم پاپا کے پاس ذرا جاتے ہیں۔

سیٹھ جی۔ (ہاتھ پکڑکر)۔ شعر

آج اندھیر ہے گر وصل نہو		رات آئی ہے کہاں جائیے گا

مس للی۔ پاپا نے ہمارے ساتھ اس آدمی کو تعینات کر دیا ہے جب سے برابر ساتھ ہے آپ تاجر بھی ہیں۔

سیٹھ جی۔ جی ہاں۔

مس للی۔ کس کی تجارت ہوتی ہے۔ (مسکراکر) باجرے کی۔

سیٹھ جی۔ وہ کوئی اور ہوتے ہونگے۔ گھوڑے کی سوداگری ہوتی ہے اور جواہرات کی۔

مس للی۔ ایک عمدہ سا گھوڑا کوئی چودہ پندرہ سو کا ہو مگر جوان تو ہمارے ہاتھ بیچیے۔ قیمت ابھی دم دینگے۔

سیٹھ جی - بہت خوب ایسی کھری اسامی کہان ملیگی - مگر مول تول کی سند نہین ایک جوان گھوڑا تو مین ہی ہون -

مس للی - آپ تو گدھون کی سی باتین کرتے ہین - پسند آیا خرید ادر نہ پھیر دیا -

احمد بیگ - (کمرے کے باہر سے) گھوڑے کے لیے پھیرنا بھی کیا خوب کہا ہے حضور واللہ طناز ہی نہین جگت باز بھی ہین -

عنایت بھٹیارے نے پھر آنکر نتھول سے کہا کہ خداوند اب سب اکٹھا ہو گئین سرا مین بیٹھی ہین - جب ضرورت ہو یاد کیجیے - نتھول بولے بس اب بلا لاؤ -

مس للی نے سیٹھ جی سے فرمایش کی کہ کوئی تیز اور سبک خیز گھوڑا ہمین دکھائیے مگر گیارہ بارہ سو تک قیمت کا ہو - سیٹھ صاحب مس للی کو ساتھ لیکر اصطبل دکھانے لے چلے - کمرے کے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ قوال اور ارباب نشاط اور ڈھاڑی اور حوالی موالی سب نے اٹھ اٹھ کر جھانکنا شروع کیا - للی کی گوری گوری صورت پر سیاہ سیاہ زلف عجب جوبن دکھاتی تھی اور بکھرے بکھرے بال جو کمر نازک تک لٹکتے تھے انسے جوبن اور بھی دوبالا ہو گیا تھا - ؎

کمر تک جو زلف چلیپا گئی
میان دو کمر لاکھ بل کھا گئی

جس طرف نظر غلط انداز سے دیکھا کٹاؤ کر دیا - کشیدہ قامت - حور طلعت گلعذار - طرحدار - چھریرا بدن - غنچہ دہن - فرط مستی سے جھوم جھوم کر قدم رکھتی اصطبل کی طرف بصد کرشمہ و خوبی چلی - صادق علی خان پکار اٹھے - ؎

موت آئی جو عشق گیسو مین ::
مغفرت بال بال کی ہوئی :

اصطبل مین جاکر دیکھتی ہین تو ایک سے ایک بڑھکر گھوڑا -

۱- ویلر پنج سالہ - دور کا بیگھی مین اس طرح جاتا ہے جیسے آندھی آگئی ہے اسکا نام آندھی روگ ہے -

۲- کمیت - آٹھون گانٹھ کمیت - ران سواری - پوری گھوڑی - چار سال ہوا بچہ رہی - یہ آگے پہونچے - آرٹن کھٹولا نام ہے -

۳ - سمند سیاہ زانو - گھوڑا کیا دُلھن ہے - کانپور کی گھوڑ دوڑ مین تین بار اور لکھنؤ کی مین مین ایک دفعہ بازی جیتا - گورنے پچھاڑنے مین طاق ہے نام صف شکن

۴ - سبزی گھوڑی پیٹھ پر انسان آیا اور یہ ہوا ہوئی - یہ جا وہ جا - نہایت خوبصورت گھوڑی ہے - نام پری

۵ - سرنگ بڑا منھ زور گھوڑا ہے چلنے مین بجلی - نام برق -

۶ - بگو کا ٹانگھن - بد قطع - بھدّے بھدّے ہاتھ پانون - مگر زمین پر قدم ہی نہین رکھتا - جگری قدم ایسا کہ اچھے اچھے گھوڑے دُلکی جائین گرا سکو نہ پائین نام چلتا پرزہ -

الغرض اصطبل بھر کا مس صاحب نے جائزہ لیا - اور سمند سیاہ زانو پسند کیا اس فرس تندخو کے کپتان دلمات چار ہزار دیتے تھے اور راجہ بھنگا نے پانچ ہزار لگائے تھے - ایک وکیل مہنتانے مین مانگتے تھے شہر بھر مین ایسا ایک گھوڑا بھی نہ تھا - سیٹھ جی نے کہا حاضر ہے - کھلوائے جائیے - تب تو مس ٹلی بہت ہی خوش ہوئین - اور پھر پیار کی نظر سے سیٹھ جی کی طرف مسکراتے ہوے دیکھا اور یہ پہلا ہی مرتبہ تھا کہ اُنکے ہاتھ مین ہاتھ دیکر اٹھلاتی ہوئی چلین - کوٹھی کے قریب صاحب ملے -

صاحب - اب ہمکو آپ اسوقت ذرا سی برانڈی پلوائین -

مس - کیا ساتھ نہین ہے -

مس - آپ بھی برانڈی پیتے ہین سیٹھ جی -

سیٹھ جی - ہان کیون - پیجیے تو لاؤن -

مس - ہم تو میٹھی شراب پیتے ہین -

سیٹھ جی - روز - اپاپانا - موزیل - اسپار - گلنک ہاک - چیری برانڈی کیوریسو - ہر قسم کی میٹھی شراب موجود ہے - نکالون کوئی بوتل -

مس - ول کیوریسو -

سیٹھ جی۔ ہمکو بھی یہی پسند ہے۔

مس۔ آرنج ڈب۔

صاحب۔ تم سب کے سامنے مت بیٹھنا۔ الگ جاکر بیٹھو اور اس بیرا کو ساتھ رکھو۔

بیرا۔ حضور مس بابا کے ساتھ ساتھ تو تھا۔

مس للی۔ ہان یہ کیا کہین چلا گیا تھا۔

مس للی کو سیٹھ جی پھر کوٹھی مین لیکر گئے اور ایک نیا کمرہ دکھلایا للی دنیا بھر کی سیر کر آئی تھی سوچی کہ اگر اسنے اب کوئی فرمایش کرتی ہون تو چھوٹی بات ہے۔ ایک جھاڑ کو غور سے دیکھکر کہا کہ آ با کیا اچھا ہے۔ سیٹھ جی سے اگر اسوقت پچاس ہزار روپیہ نقد بھی مانگتین تو فورا دے دیتے ذرا پس و پیش نہ کرتے۔ انھون نے دیکھا کہ مس للی نے اسکو پسند کیا۔ فورًا آدمی کو حکم دیا کہ لے جاؤ علیحدہ رکھو۔ جب مس صاحب جائینگی تو انکے ساتھ بھیجدینا یہ سوا تین سو روپیہ کو سیٹھ جی نے نیلام سے خریدا تھا۔ اس فیاضی کے صدقے دل مین دعا مانگتے جاتے تھے کہ خدا کے سوقی شے اور پسند کرسکے تو کوٹھی کی کوٹھی اسکے نام لکھدون۔ عشق نے عقل کی آنکھون پر پٹی باندھ دی۔ اسوقت دنیا و مافیہا کی انکو خبر نہ تھی۔

اتنے مین پورن خدمتگار کیور سیو کی بوتل اور ٹمبلر اور برف اور سوڈا اور لیمونیڈ اور کاگ پیچ اور ہٹر زلیکر آیا۔ سیٹھ جی نے کہا پیجیے۔ آج ہمارا آپکا مقابلہ ہے۔ دیکھین کون زیادہ پیتا ہے۔ مس للی مسکرا دین اور عجب ناز و ادا سے فرمایا کہ ہم بڑی خوشی سے آپکی تندرستی کا جام پیئینگے۔ بوتل کھولی اور نصف ٹمبلر کیور سیو برف کا ٹکڑا ملاکر پی گئین۔ سیٹھ جی نے بھی چوتھائی ٹمبلر پیا۔

للی نے کہا ہم جسقدر شراب سے ڈرتے ہین اسقدر شیر سے نہین ڈرتے سیٹھ جی نے پوچھا یہ کیون۔ کہا طبیعت کہے اور پیجیے۔ پوچھا اس تو

دمن لینگے۔

سیٹھ جی اسوقت مین خوشی کی حالت مین تھے مگر اس کا منحوس نام سنتے ہی انکا چہرہ اداس ہو گیا۔ کہا پھر تمنے وہی نام لیا۔ اچھا جاؤ۔ اس مین کونسی بات ہے جو ہم تم نہین سہے۔ کہا وہ لیٹری مین ہے۔ صیغہ فوجی کا افسر وہ جو ہمکو یہان دیکھین تو ہمکو گولی ماردین مگر تم بھی خوب آدمی ہو طبیعت بہت خوش ہوئی جب تک ہم اس شہر مین ہین۔ روز ہمسے ملنا۔

سیٹھ جی۔ اور اس شہر سے جاؤ گی کہان۔ ہم کیا جانے بھی دینگے۔

للی۔ بس اور دس بارہ روز یہان ہین۔ پھر ہم کہان۔ تم کہان۔

سیٹھ جی نے دست بستہ کہا پیاری کوئی تدبیر ایسی کرو کہ ہمارا تمھارا ساتھ ہو۔ واسطے خدا کے کوئی تدبیر سوچو از برائے خدا۔ پیاری للی۔

للی نے کہا چہ خوش۔ مزے مین آئے ہین تو کہتی ہی تھی کہ پی کر مست ہو جاؤ گے۔ پیاری کیا سنتے۔ بس۔ اب ہم جاتے ہین۔ سیٹھ جی نے اٹھکر آہستہ ہاتھ پکڑ لیا۔ قصور معاف کیجیے۔ پیاری کہا تو گناہ کیا کیا۔ اور گناہ ہوا ہو تو جان بخشی ہو۔ للی مسکرا کر بولی۔ جان بخشی کیسی۔ کیا خون کیا ہے اتنے مین لالہ تخول نے آکر عرض کیا کہ خداوند بڑی گھٹا اٹھی ہے۔

سیٹھ جی خوش ہو گئے۔ اہو ہو ہو۔ ع

ع چیا طرف گھٹا جو چھائی ۔۔۔ ہے زلف صنم کی یاد آئی
بادل آئے دن عیش کے جھوم ۔۔۔ اسوقت نہ رکھ تو مجھ کو محروم
پیا کر دے مجھے سے مست ۔۔۔ تا برق کی طرح دل کرے جست

سیٹھ جی جرنل صاحب مس للی کو لیکر کوٹھی کے باہر تشریف لاتے تو پھاٹک کے پاس بھٹیارین کا غول دیکھا جو ہے نکیلی رنگیلی رسیلی چھیل چھبیلی ایک نوجوان نوخیز بڑی پھرتی سے آگے بڑھی اور لہنگا کچھ یون ہی سا اٹھا کر ہوا پھڑکا کر مٹکا کر گانے لگی۔ چیڑیا کی بندی چھوڑا دے پیارے۔ نینون کے

مارے بان جگر بھئے پارے۔

چڑیا کی بندی چھوڑا دو پیارے

کرتی ہتی ہین بولی ٹھولی تم ایسے گاڑھے جوان ملینگے ناہین۔

چڑیا کی بندی چھوڑا دو پیارے

ارے کوؤ۔ چڑیا کی بندی چھوڑا دو پیارے

دس بارہ نوجوان بھٹیاریان ملکر تالیان بجاتی تھین اور دو ایک کتنی جاتی تھین (ہک۔ ہک۔ ہک) للی (دھنسکر) یہ کون ہین یہ چھوکری تو خوب ناچتی ہے۔

احمد بیگ۔ حضور خدا کی قسم آج تک ایسا ناچ اور گانا سُنا نہ دیکھا۔

نتھو ل۔ نئی بات ہی۔

صادق علی خان۔ معلوم ہوتا ہی یہ پی گئین ہین۔

احمد بیگ۔ خوب پہچانا۔

رفیق۔ ہم نے بھی اتنی عمر آئی یہ باتین آج ہی دیکھین۔

نتھو ل۔ یہی ہین بھی کہنے کو تھا۔

احمد بیگ۔ ارے میان نتھول یہ کون ہے بھئی جو سب سے زیادہ پیش قدمی کرتی ہے۔

نتھو ل۔ کیا خوب۔

احمد بیگ۔ کیا خوب! کیا خوب تو ایک بھانڈ ہی۔

نتھو ل۔ مین کیا کوئی بھٹیاریون کا داروغہ ہون۔

اور سب تو دل لگی دیکھا کیے۔ مگر مولوی محمد ممتاز الحق صاحب اور پنڈت پرمیشری داس صاحب کو اس درجہ اُنکا آنا اور مٹک مٹک کر گانا اور گالیان بکنا ناگوار گذرا کہ اُٹھکر چلے گئے ایک دم بھر بیٹھنا بھی شاق تھا۔

جسوقت بھٹیاریان تھرک رہی تھین شامت اعمال سے سیٹھ گوجرمل

صاحب کے ایک بزرگ بھی آن پڑے یہ صاحب کلکتہ گئے تھے۔ ریل پر آئے۔ بگھی کرایہ کی اور دن سے داخل۔ یہان دیکھا تو کچھ اور ہی نقشے ہین سترہ سترہ اٹھارہ اٹھارہ برس کی بھٹیاریون کا غول ہے۔ اور ہلڑ مچا رہی ہین چپکے سے کوچ بین کو حکم دیا کہ گاڑی پھیر۔ ایک اور رشتہ دار کے گھر پہ گئے راہ مین سوچتے جاتے تھے کہ بس اب سیٹھ جی کا دیوالا نکلا۔ گئے گزرے اب تو آج کے پینے لگے۔ بھٹیاریون کا ناچ کبھی نے آج تک نہ دیکھا ہوگا حضرت بھٹیاریان بھی نچوانے لگے۔ اور یہ خبر ہی نہ تھی کہ مس کو سمند سیاہ زانو اور جھاڑ بخش دیا۔ اپنے عزیز کے مکان پر فروکش ہوئے اور کمال افسوس کے ساتھ اُنسے کہا کہ گوبرل گئے گزرے بس اب خدا حافظ ہے۔ ایک سال دو سال شاید اور کارخانہ چل سکے دیوالا نکلا سمجھو۔ غضب خدا کا اِس وقت جو جب کہ دیکھتا ہون تو وہ روشنی اور نور کا عالم کہ محلہ بھر جگمگا رہا ہے۔ اور کوئی پچاس ساٹھ بھٹیاریان کھڑی بیہودہ بک رہی تھین لا حول ولا قوۃ۔ لاحول ولا قوۃ۔ قلم دوات کاغذ منگوا کر گوبرل کے نام خط لکھا۔

عزیز از جان من سیٹھ گوبرل جیو سلمہ۔ بعد دعائے کہ مافوق آن نباشد مطالعہ نمایند کہ اندرین اوقات از سواری ریل شریف کہ گردون دو دیست بدر آمدہ بر بگھی دو ٹٹو یہ بر مکان شما رفتم اما دیدم کہ باشندگان نوجوان دیستن و آگ بھبھوکا سے سراسے کہ عبارت از بھٹیاریان نازک کمر و شیرین ادا و عشوہ خوبہا ست بر دریچۂ کلان بیٹھے پھاٹک شا دیدم۔ چہ گویم کہ چہ قدر ملال عارض حال این خیر سگال عقیدت مآل شد بر دریچۂ کلان مکان رئیس جوان و عالی خاندان بھٹیاریان را اجتماع نمودن و آنہا را بلے تھرکیدن اجازت دادن و گفتن کہ ہان مٹک مٹک اور چاٹ چاٹ کر گاؤ محض از عقل بعید ست چہ کہ مردمان رہرو آیندگان و رفتگان در گذشتگان وغیرہ وغیرہ دیدہ چہ می گویند کہ این مردم سیٹھ بسیار بدمعاش ست

کہ دن دوپہرے بھٹیاریان را طلبیدہ مے رقصانید۔ لاحول ولاقوۃ۔
لہذا آن عزیزا از بزرگانہ فہمایش می کنم کہ آیندہ از ایچو حرکات مجنونانہ کہ صرف بھٹیاریان سرائے را لازم ملزوم ست خویشتن را سپرد نہ فرمایند۔ راہ راست برو۔ بابا۔ راہ راست گرفت کن۔ راہ ٹیڑھی مرو۔ کہ شیخ جی گفتہ بودند حیات خود ؎

راستی موجب رضٰی خداست ۔ ندیدم کہ کس گم شدہ از راہ راست

قول حکما و علما را جان برابر باید فہمید زیرا کہ قول شان باعث سعادت جوانان برائے تعمیل و عملدرآمد ست نہ برائے آنکہ کتاب خواندہ بر طاق کسرائے نہادند وگفتند کہ من ہم در پنجم سواران ہستم۔ واہ۔ این چہ معنی۔ در پنجم سواران ہستی یا نہ ہستی۔ جبکہ آن زنان جوانان روبرابر دریچہ کلان و بزرگ شما دیدم از ہوش رفتم کہ این چہ باشد خرافات بات۔ امید کہ آیندہ خیال دارند۔ برائے خدا از برائے خدا ؎

انچہ گویم شما کمن آن کن ۔ مصلحت بین و کار آسان کن

این مال و زر و روپیہ ہاتھی وچونی دودھی ہاگئی خاک ست مگر تا چنین حیات کہ انسان زندہ باشد جان ست و روح روان ست و از ہمین جملہ سامان ست۔ خیر انچہ شد آن شد۔ نشدن آن نمی تواند شد مطلب ما (کیا خوب بھجے کیجیے۔ سمجھے) امید کہ آیندہ خیال نگہدارند ؎

حریفان بادہا خوردند و رفتند ۔ تہی خمخانہا کردند و رفتند

راقم آثم گنگا پرشاد

یہ فصیح و بلیغ تحریر جسکے حرف حرف سے علمیت ٹپکی پڑتی ہے سیٹھ جی نے دیکھکر ایک قہقہہ لگایا۔ شراب کے نشے میں چور تو تھے ہی جواب یوں لکھا۔
ابے چل۔ بڑا بزرگ کی دُم بنا ہے۔ بچہ تم اپنی تو خبر لو۔ ہم اپنی بھگت لینگے میاں ہم تو رند مشرب آدمی ہیں۔ تم پرانے کھوسٹ۔ بھلا بھٹیاریوں کے نچانے میں عیب کیا ہے۔ واہی ہو۔ میاں دنیا کے یہی مزے ہیں۔ اور نہیں کیا جناب والی

خوب کہا گیا ہی کہ ایک نیک بخت اگر بہشت مین ملی تو اجیرن ہو جائیگی۔

زن نو کن اے دوست در ہر بہار ... کہ تقویم پارینہ ناید بکار

اب بتاؤ ہمارا قول اچھا یا تمھارا۔ تم اپنے گاڑھا دھوتر بیچو۔ تمکو ان امور سے کیا واسطہ۔ تم گزی گاڑھے مین سکھ چھالٹین کا بھاؤ جانو۔ یہ اور ہی کوچہ ہے تم کیا جانو۔

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار ... کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

سمجھے اب بھی نہ سمجھو تو خدا تم سے سمجھے۔

ابر ست و بہار ست و ہوا ہم مزہ دارد ... برخیز کہ نوشیدن با ہم مزہ دارد

اور سنو ساٹھے کی بات تو یہ ہے۔

ای دل شراب پیجیے دن ہین شباب کے ... قربان واعظون کے عذاب و ثواب کے

کس کی بہشت کیسا دوزخ کہان کی جہنم مفت کا غم ہے۔

مر گئے ہم نجات کے غم مین ... ایسی جنت پڑے جہنم مین

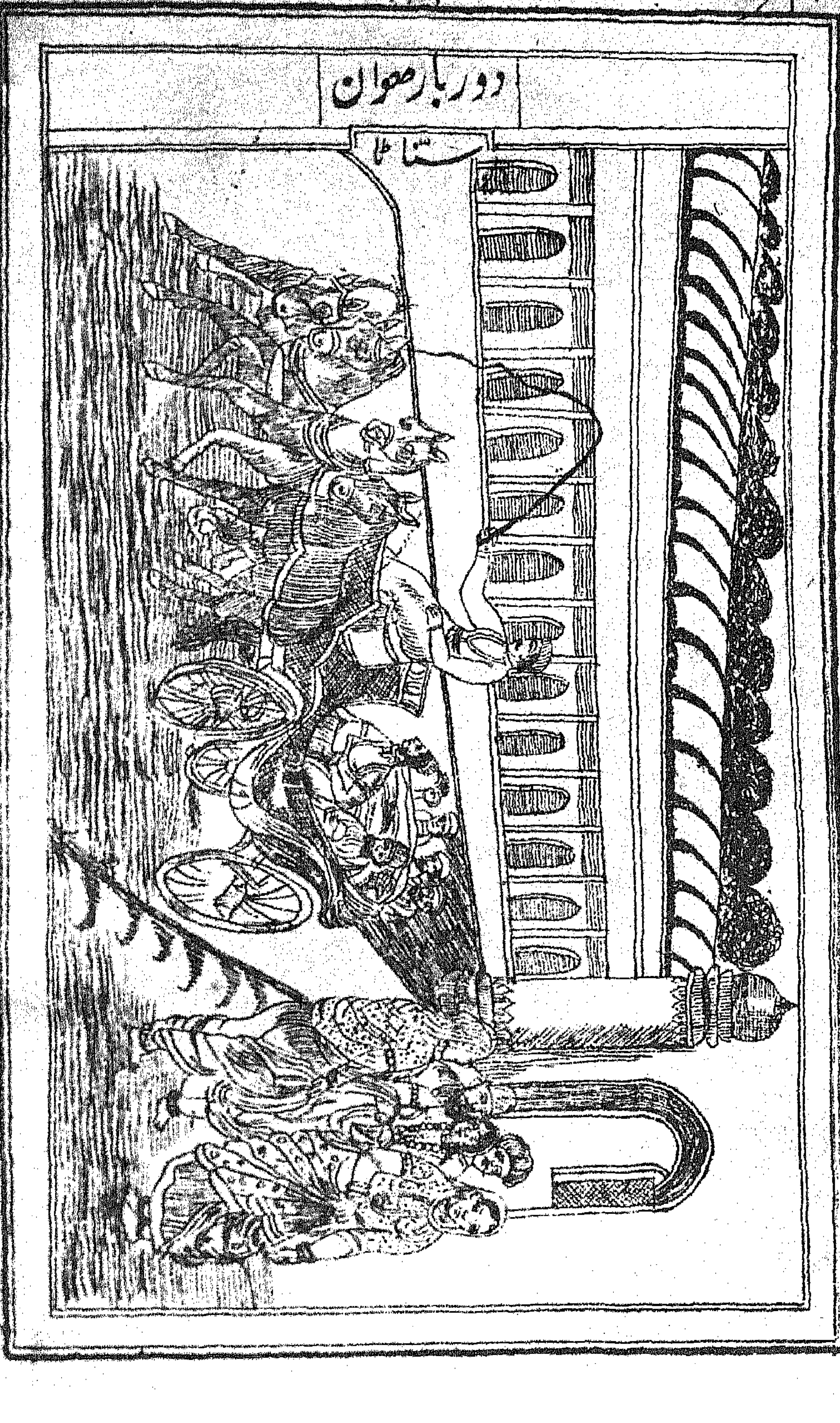
دنیا کے لطف اٹھاؤ۔ کھاؤ اور کھلاؤ۔ یہ نہین کہ بڑے زاہد بنے وہ بن کے چلے ہین۔

اک روز مجھکو زاہد مکار سا تیا ... دکھلا کے سبز باغ ثواب و عذاب کا

کہنے لگا زراہ حماقت کہ جیب ... معلوم ہو گا حشر مین پینا شراب کا

اناپ شناپ۔ ہو حق۔ واہ رے مین۔

میان ہم اس وقت مین چین ہین۔ واہی سنے ہوسے۔ اور آپ کو سوجھی ہے پادری پن کی۔ پھر نئے کیونکر۔ قاضی جی دبلے کیون ہوے جاتے ہین شہر کے اندیشے مین۔ خط آدمی کو دیا۔ حضرت نے جو پڑھا۔ تو الگ ہوگئے سبحان اللہ بزرگون اور بڑون اور یہ چل اب ادھر کا حال سنئے کہ نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر اور امام الدین خان اور نواب علی اور روشن علی اور جھمن اور حاتم علی لیس ہو کر گاڑیون پر سوار ہوے اور چلے۔


دور بارھواں
سناٹا

ظلمتکدہ مین میرے شبِ غم کا جوش ہی
اک شمع ہی دلیلِ سحر سو خموش ہی

نے مژدۂ وصال نہ نظارۂ جمال
مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہی

ای تازہ واردانِ بساطِ ہوای دل
زنہار اگر تمھین ہوسِ نای و نوش ہی

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوشِ نصیحت نیوش ہی

ساقی بجلوہ دشمنِ ایمان و آگہی
مطرب بہ نغمہ رہزنِ تمکین و ہوش ہی

یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط
دامانِ باغبان و کفِ گلفروش ہی

لطفِ خرامِ ساقی و ذوقِ صدای چنگ
یہ جنتِ نگاہ وہ فردوسِ گوش ہی

یا صبحدم جو دیکھیے آکر تو بزم مین
نی وہ سرور و سوز نہ جوش و خروش ہی

داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہی

ایہا الناظرین۔ صبح کس کی یہان رات ہی کو تڑکا ہو گیا۔

اب سنیے کہ محفل رقص و سرود آراستہ و پیراستہ ہوتے ہی کوٹھی کے رئیس عم اقتدار نواب والاتبار مع مصاحبین و رفقاے سلیقہ شعار فٹن پر سوار ہو کر چلے۔ سمند گھوڑیان کنوتیان بدلکر ہوا سے باتین کرتی آتی ہین کوٹھی کے ہر در و دیوار پہ عالم نور ہے۔ حیرت تھی کہ یا للعجب یہ مکان ہے یا کوہ طور ہے۔ بیش بہا لیمپ اور جھاڑ کنول سے جگمگاتی تھی دل کی کلی نسیم مسرت سے کھلی جاتی تھی صاحب نے اپنے اسٹیج اور تماشے کے سامان کو لیس کر رکھا تھا مس فوق البھڑک لباس زیب تن کیے ہوے اتراتی پھرتی تھی ایک ایک بن مو سے انا البرق کی صدا بلند تھی۔ چمک دمک مین برق جہندہ سے بھی دو چند تھی۔ جوبن پھٹا پڑتا تھا۔ جمال مین حسن یوسف سے ٹکر لڑتا تھا رُخِ انور رشکِ قمر زلف پریشان تا کمر۔ ع

چھٹنا ضرور رُخ پہ ہی زلفِ سیاہ کا
روشن بغیر شام نہو چہرہ ماہ کا

انکھڑیان لگاوٹ باز۔ ایک ایک اشارے مین لاکھ لاکھ انداز۔

سیٹھ جی کو جرنل صاحب اس نگار عنبر مو کی لگاوٹ اور رُکھاوٹ دیکھکر زبان حال سے کہتے تھے۔ ؎

> مین انھین چھیڑون اور کچھ نہ کہین — چل نکلتے جو مے پیے ہوتے
> قہر ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو — کاشکے تم مرے لیے ہوتے

وہ صنم عربدہ جو کوچۂ دلبری کی راہون سے واقف تو تھی ہی کبھی لگاوٹ کی باتین کرتی تھی۔ عشق و محبت کا دم بھرتی تھی۔ کبھی چین بہ جبین ہو جاتی تھی۔ کبھی مسکرا مسکرا کر انکے دل پر بجلیان گراتی تھی۔ ؎

> نہ شعلے مین یہ کرشمہ نہ برق مین یہ ادا — کوئی بتاؤ کہ وہ شوخ تند خو کیا ہی

سیٹھ کو جرنل نے بصد منت و سماجت کہا کہ اب آپ کچھ دن اس کلبۂ احزان ہی مین تشریف رکھیے۔ دعوت قبول فرمایئے۔ فقیرون پر کرم کیجیے۔ جانے کا لفظ زبان پر نہ لایئے۔ تو ایک ادائے دلربا کے ساتھ تیکھی ہو کر بولی کہ واہ یہان رہنے کی وجہ۔ ہم ابا کے پاس جاتے ہین چہ خوش۔ آپ اُڑان گھائیان بتاتے ہین۔ بس اب رخصت۔

سیٹھ جی نے آہ سرد بھر کر کہا۔ ؎

> یہ بھی کوئی ہنسی ہی کہ رخصت کا لیجئے نام — سو بار بیٹھے بیٹھے ہمین تم رلا چلے

سیٹھ جی۔ یہ رخصت کا لفظ کیون گھڑی گھڑی زبان پہ لاتی ہو۔

مس۔ اپنے جی کی خوشی کسی کو کیا۔

سیٹھ۔ کچھ ہماری دلشکنی کا بھی خیال ہی۔

مس۔ دلشکنی تو ہمارا جوہر ہی۔

سیٹھ۔ ؎

> گر صد ہزار لعل و گہر میدہی چہ سود
> دل را شکستۂ نہ کہ گوہر شکستۂ

مس۔ ٹھنڈی سانسین کیون بھرتے ہو ان

سیٹھ جی۔ ؎

دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آئے کیوں
روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

ادھر ہیں کار سو چھون پر تاؤ دیکر بنکارتا تھاکہ واللہ بیند ماندھ ہیں وہ مزہ دکھاؤں کہ لوگ کہیں سر دن کے پینگ دے رہا ہے۔ میاں کی ملار اور کانھڑا اس لطف سے بجاؤں کہ گویا محمد شاہ کی سواری چلی آتی ہے قربان جاؤں اپنے استاد کے جوڑے کی تیاری اس بلا کی ہے کہ بجاتے بجاتے ہاتھ سیدھا کردوں تو معلوم ہو پھرکی گھوم رہی ہے۔ بھاٹے ہیں وہ لطف حاصل ہو کہ نیند آنے لگے گویا کوئی کان ہیں پھریری کر رہا ہے۔

قوال اپنے کمال کے زعم ہیں اتراتے تھے۔ اسوقت تو شاہ سدا رنگ بھی آئیں تو منھ کی کھائیں۔ تان کے گولا ماروں تو زمین سے پانی نکل آئے غلام رسول خاں کی روح مرحبا واحسنت کہے تو سہی۔

جل ترنگ والا کہتا تھا فرنگیوں نے پانی اور دھوئیں کی ریل چلائی ہم پانی اور چینی کے برتنوں سے وہ بات کر دکھائیں کہ تمام اہل محفل وجد ہیں آئیں۔

بھٹیاریاں تخت کے چوکے پر ٹھٹے سے بیٹھی تھیں کہ ذرا اشارہ ہو اور چمک چمک کر گالیاں بجنے لگیں۔

ارباب نشاط نکھر نکھر کے تیار تھے کہ اپنا اپنا جوبن دکھائیں اور غلط غلط انداز سے کٹاؤ کریں۔

نواب صاحب کی گاڑی تھوڑی دیر ہیں سیٹھ جی کے در دولت پر داخل ہوئی۔ چوبدار دوڑا کہ سیٹھ جی کو اطلاع دے۔ لالہ نتھومل پیشوائی کو گئے نواب صاحب مع نواب نصرت الدولہ بہادر و رفقا گاڑی سے اترے تو دھوم دھام دیکھکر ازبس محظوظ ہوئے۔ ایک نازک کمر نازک بدن نازک اندام بھٹیاری نے نواب نصرت الدولہ کو دیکھکر ایسا اشارہ کیا کہ نواب نامدار

سدھارگئے کہ کبھی کی ملاقات ضرور ہو۔

نواب - یار مال تو اچھا ہے۔ کھرا مال ہے۔ اور غضب کی صورت زیبا پائی ہے مگر یہ تو بھٹیارن سی معلوم ہوتی ہین۔

نصرت - بھئی لکھنؤ کی بھٹیاریان بھی وہ نکیلی ہوتی ہین کہ دیکھنے سے بھوک پیاس انسان کی بند ہو جاے ادائین کتنی بانکی ہین کہ پری بھی شرما جائے۔

نواب - ارے بھئی احمد بیگ سیٹھ جی کہان ہین اور یہ تو بتاؤ کے طائفے ہین۔

احمد - خداوند اٹھارہ آئیں تو جوان جوان بھٹیاریان ہین اور پانچ طائفے زنانے اور ایک مردانہ ہے۔ اور قوالون مین خان صاحب ہین اور جل ترنگ والا ہے۔ اور حضور ایک تماشے والا انگریز آیا ہے۔ اسکی میا دیکھیے گا تو لوٹ پوٹ ہو جائیگا ایسی چھوکری دیکھی نہ سُنی۔

اتنے مین قریب تھا کہ طبلے پر تھاپ پڑے اور ؎

محفل مین گردگرانی ہے شوخی نگاہ کی
شیشون سے آرہی ہے صدا قاہ قاہ کی

کہ دفعتہ چوبدار نے خوجی کی طرف مخاطب ہو کر کہا لالہ جی ہمارے سرکار کہان ہین۔ چوطرفہ تلاش کرآیا کہین پتا ہی نہین ملتا۔ کنوؤن مین بانس پڑ پڑ گئے۔ نہ زنان خانے مین ہین نہ کوٹھی مین۔ نہ باغ مین۔ نہ چھت پر۔

سامعین کو حیرت ہوئی کہ سیٹھ جی کہان چل دیے۔ اِدھر اُدھر ڈھونڈھا مگر بے سود ابھی تک کسی کا ذہن نہین لڑتا کہ کیا واردات ہوئی۔ کہان چلے گئے۔ گھر مین بزم طرب آراستہ۔ ہزار ہا روپیہ ایک شب کے لیے صرف کروا لے اور خود غائب۔ اب مالک مکان کے بغیر جلسہ بھلا کیونکر شروع ہو۔

اتنے مین تماشے والا بوڑھا انگریز آیا۔ اور خوجی سے کہا تمھارا سیٹھ ہماری مس بابا کو لے کے کہان چل دیا۔ اس سوال سے خوجی کا

رنگ فق ہو گیا۔

نواب (چپکے سے) کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے۔

نصرت - معلوم ہوتا ہے مس پر دل آگیا اور روپے والا دیکھکر وہ بھی پھسل گئی۔

جھمن - حضور بڑا اجڑا چلیگا۔ خدا خیر کرے۔

صاحب - (بہت جھلا کر) تم نہین بتاؤ گے جی۔

احمد - یہ آپ جھلاتے کس پر ہین۔ ہم تو نوکر لوگ ہین۔ ہم کیا جانین۔ یہ آپ کی زبانی سنا کہ مس بابا بھی نہین ہین۔

صاحب آگ بھبوکا ہو گیا۔ چہرہ مارے غصے کے سُرخ۔ کئی بار پاؤن زور سے زمین پر دے ٹپکا۔ اور کئی مرتبہ میز پر ہاتھ دے مارا اور اپنی زبان مین خدا جانے کیا کیا بکا کیا۔ اور بلی بلی غل مچاتا ہوا ادھر اُدھر تلاش کرنے لگا۔

ادھر نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر نے احمد بیگ اور تھتو مل کو علحدہ لیجا کر دریافت کیا کہ اصل حال کیا ہے۔ سیٹھ جی کو سمجھا دو کہ لڑکپن نہ کرین اگر مسیانا بالغ ہے۔ تو یہ تماشے والا پتھر بگاڑ دے گا۔ تم لوگ ہم سے ہرگز مخفی نہ رکھو۔ اگر سیٹھ جی کے خیر طلب ہو تو ہم سے صاف صاف بیان کر دو۔ ان دونون نے قسمیہ عرض کیا کہ ہمین ذرا بھی نہین معلوم ہو کہ سیٹھ جی کہان چلے گئے۔ اور مس للی کہان ہین۔ مگر اسقدر البتہ جانتے ہین کہ سیٹھ جی نشے مین چور ہین۔ اور مس بھی سرور مین ہو۔ اتنے مین ایک ڈھاڑی نے کہا حضور وہ تو ایک کرایے کی گاڑی پر سوار ہو رہے تھے اندھیرا بہت تھا مین پہچان نہین سکا کہ کون کون لوگ اُنکے ہمراہ تھے لیکن سرکار کو مین نے بخوبی پہچان لیا۔ اسپر نواب صاحب نے آدمی چوطرفہ دوڑا دیے کہ پتا لگائین اور کل اڈگر والون سے اپنے طور پر دریافت کر کے چپکے سے ہمین اطلاع دو۔ مگر بالہم سیٹھ جی کا پتا نہ معلوم ہوا۔ دو تین گھنٹے تک تو تلاش رہی۔ اسکے

بعد تماشے والے صاحب نے تھانے پر جاکر رپٹ لکھوادی کہ سیٹھ گوجرمل نے تماشے کے بہانے سے ہمکو اور مس للی کو بلوایا اور ہماری لاعلمی مین مس کو نشی دوا کی بیہوش کرکے بھگالے گئے۔ وہ ابھی نابالغ ہے۔ اور سیٹھ جی نے ہماری اطلاع کے بغیر بدنیتی سے اسکو بھگا دیا۔

ایک بجے کے وقت نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر اپنے اپنے گھر جانے لگے تو سیٹھ جی کے ایک خدمتگار نے نواب صاحب کو ایک رقعہ دیا جسکا مضمون یہ تھا۔

جناب نواب صاحب بہادر۔ کورنش طائفون اور قوال اور جلترنگ والون اور بھٹیاریون اور تماشے والے صاحب کو جو کچھ مناسب ہو اپنے ہاتھ سے تقسیم کردیجیے۔ روپیہ خزانچی سے لے لیجیے بندہ ایک اٹھوارے کے بعد آپ سے ملیگا۔ مگر جلسہ ضرور دیکھیے گا ایک مین نہین ہونگا نہ سہی نصرت الدولہ بہادر کی خدمت مین تسلیم۔

آپ کا خادم گوجرمل۔

یہ خط پڑھکر سب تاڑ گئے کہ اُس بت نازنین و زہرہ جبین یعنی مس للی کے حسن و جمال پر ایسے لٹو ہوے کہ اسکو کہین بھگا لے گئے۔ گو صاحب پر اوس پڑگئی مگر خود بھی دھرے جائینگے۔ نواب صاحب نے ارباب نشاط اور کل حاضرین کو حکم دیا کہ کل تین چار گھڑی دن رہے ہمارے داروغہ کے پاس حاضر ہو تو انعام دلوا دیا جاے۔ اور سب نے تو منظور کر لیا مگر صاحب بہادر بہت ہی بگڑے اور بڑے ہی غصے مین تھے لیکن قہر درویش بر جان درویش۔

نواب۔ کیون جی لالہ تحقومل کیا واقعی بڑی خوبرو اور نازک بدن چھوکری ہے۔

تحقومل۔ سرکار ایسی کامنی ہمنے تو کدھی دیکھی نہین تھی۔

احمد حضور ممکن نہین کہ کوئی جوان اور شوقین رئیس اسکو دیکھے اور فریفتہ نہو جاے

جورتین تک خدا کی قسم گھورنے لگین۔

نواب۔ تو بس پھر سے اڑا جوان مگر کسی سے مشورہ تو لینا تھا۔

مخصوص۔ نہ کبوترے پوچھا نہ کسو سے پوچھا اور بھاگ گئے۔

احمد۔ خداوند عالم جوانی ہاست۔

نواب۔ مگر نصیحتا بڑا اڑیگا۔ یہ پیر فرتوت تماشے والا بڑا خرانٹ اور خرانٹ کیا معنی اسکی تمام عمر کی کمائی جاتی ہو۔ کوئی اِسکے قلب سے پوچھے۔

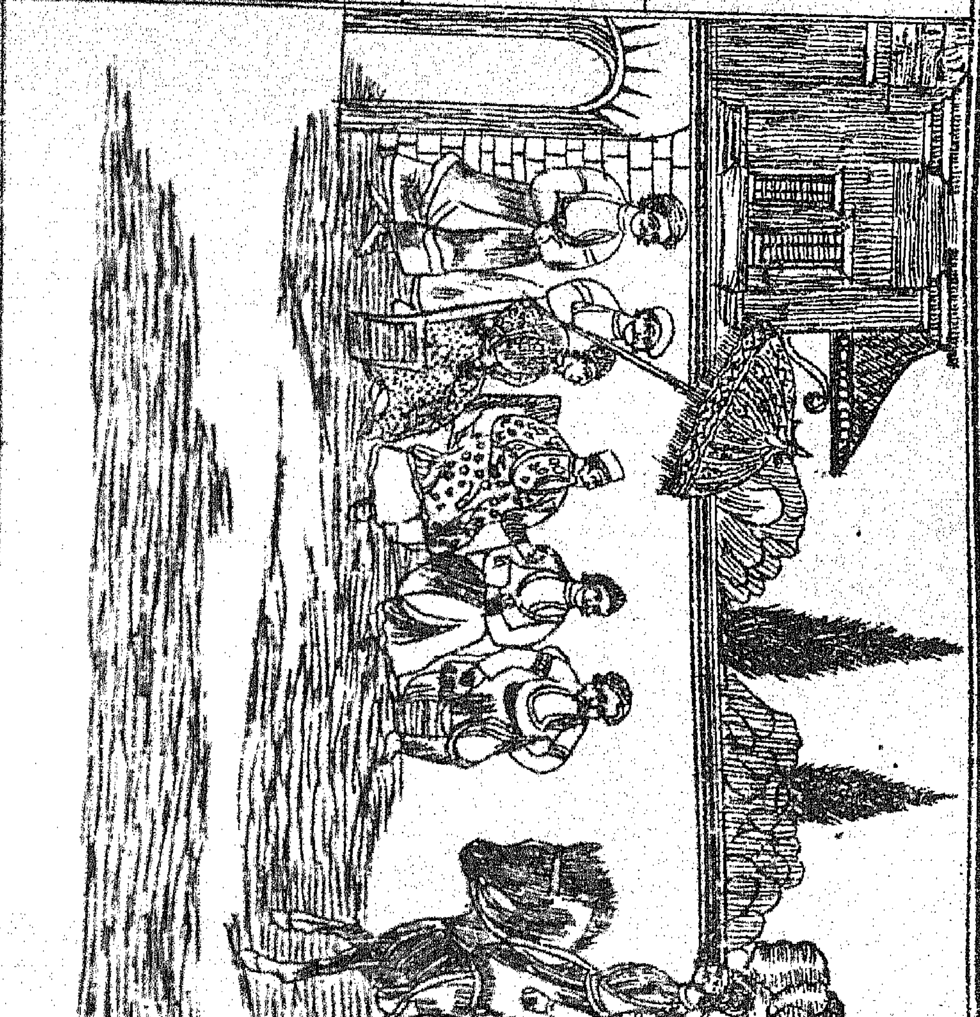
احمد۔ حضور سراپا سانچے کا ڈھلا ہوا ہو۔ نہ ایسی گوری کلائی دیکھی نہ ایسا گورا مکھڑا۔ نہ ایسے ابرو۔ ؎

تیرے ابروے پیوستہ کا عالم مین فسانہ ہو
کسی استاد شاعر کی یہ بیت عاشقانہ ہو

اتنے مین نواب صاحب وغیرہ گاڑیون پر سوار ہوے۔ ڈوم ڈھاڑیون نے بوریا بدھنا اُٹھایا۔ جل ترنگ والے نے پیالے سنبھالے قوال اور بیت کار چلتے ہوے۔ ارباب نشاط نے چھم چھم کرتے ہوے ڈولیون کو رونق بخشی۔ مگر تماشے والا صاحب بلا کی طرح اس کوٹھی کو چمٹا رہا۔

دور تیرھواں

پیگو کا ٹانگھن



صبح کو نواب نامدار سات بجے باہر آئے۔ تراب علی۔ اور امام الدین خان آداب بجا لائے۔ سیٹھ گو جرمل صاحب کی باتیں ہونے لگیں۔ نواب صاحب نے آتے ہی پوچھا۔ احمد بیگ کوئی اور خط تو نہیں لائے تھے۔ لالہ مقول تو نہیں آئے تھے سیٹھ صاحب کا کچھ اور حال تو نہیں معلوم ہوا۔

حضور کچھ بھی نہیں مگر میں نے ایک رقعہ احمد بیگ کے نام بھیج دیا ہے آدمی جواب لاتا ہی ہوگا۔

اتنے میں میر روشن علی صاحب بھی نازل ہوئے۔ آداب بجا لاتا ہوں خداوند خان صاحب کو سلام ہے۔ کیسے مزاج اقدس۔ امام الدین خان نے کہا بندگی عرض ہے حضرت۔ آئیے۔ مگر استاد اس وقت تو باچھیں کھلی جاتی ہیں کیا پایا۔ کچھ ملا ضرور ہے۔

	جانور فربہ شود از جاے ونوش		آدمی فربہ شود از راہ گوش	

روشن علی نے موچھوں پر تاؤ دینا شروع کیا۔ کہرے ہیں واللہ کھرے ہیں کیا کیا کچھ بتاؤ تو بھی۔ بتا چلے۔ مٹھائی آگے رکھو۔ نقاگردی کرد تو بقلہ میں یوں نہیں بتایا کرتے ہیں۔ کاتا اور لے دوڑی۔ نواب کی طرف مخاطب ہوئے خداوند آج کے چھٹے مہینے غلام بھی ملک التجار ہو جائیگا۔ دیکھتے تو جانیے۔ جو کوئی تاجر بھی مقابلہ کر سکے تو ٹانگ کی راہ نکل جاؤں (نواب صاحب مسکرائے) خدا کرے آپ تاجروں کے سردار ہو جائیں مگر پھر تو کاہے کو دماغ ملیگا۔ سلام بھی کرینگے تو حضور منھ پھیر لینگے جواب نہ دینگے ہے کہ نہیں۔

روشن علی نے کہا کیا مجال خداوند ہم لوگ نمک حرام تھوڑے ہی ہیں۔ کروڑ پتی کیوں نہوں مگر جب آقا سے ملینگے جھک کر۔ ایسی بات ہے بھلا۔

نواب۔ اب بتاؤ تو ملک التجار کیونکر ہو جاؤگے۔

روشن علی۔ حضور ایک یابو خریدا ہے۔ اہو ہو ہو۔ یابو کیا بس بجلی ہے بجلی برق دم۔ پری چم۔ زمین پر قدم ہی نہیں رکھتا۔ خدا کی قسم اس طرح

کھٹ پٹ کھٹ پٹ جاتا ہو کہ باید و شاید۔ حضور کل تک مین نے آزمایا تھا آج صبح کو چکر تک گیا۔ بس کچھ نہ پوچھیے۔ ایک کپتان صاحب شگی دور کا بے گھوڑے پر آتے تھے۔ یابو جو سامنے سے نکل گیا تو دلگی چلانے لگے لیکن حضور قربان جاؤن اپنے یابو کے ہوا ہو گیا۔ واللہ حق تو یہ ہے کہ ہوا بھی اسکے مقابل مین گرد ہے۔ ادھر سوار پیچھے پڑ آیا اور وہ گولی بھر کے بچتے پر ہورہا واہ رے یابو۔ طانگھن کیسا بلا سے بے درمان ہے۔ حضور دیکھنے کے قابل ہے۔

امام الدین خان۔ میان ہزار مرتبہ کہ دیا کہ اتنا جھوٹ نہ بولا کرو کچھ ٹھکانا ہے جھوٹ بھی تو کتنا۔ یابو کیا ریل گاڑی ہے بجلی ہے۔ صاعقہ ہے کہنے لگے کپتان کا شگی پیچھے رہگیا۔

جھمن۔ خداوند واللہ ہے کوئی لدو ٹٹو ہو گا کسی بھٹیارے و نیارے کا۔ کہنے لگے ہوا ہے۔ اور بلا ہے اور بجلی ہے اور یہ ہے اور وہ ہے۔ کبھی باپ دادا راج سواری رکھنا نصیب ہوا تھا۔ بھلا لائیے تو اس یابو کو۔

روشن علی۔ قسم خدا کی جی چاہتا ہو کہ اپنا منھ پیٹ لون۔

نواب۔ فوراً فوراً۔ چوکو نہین۔

جھمن۔ کون! جو یہ اپنا منھ پیٹ لین نہ تو مین قائل بھی ہو جاؤن۔

روشن علی۔ واللہ اس وقت بے اختیار جی چاہتا ہو کہ منھ پیٹ لون۔

جھمن۔ پھر تامل کیا ہو لگے ایک دو ہتھڑ۔

نواب۔ ہان صاحب یہ یابو کیا ریل گاڑی کا جواب ہو۔

امام الدین۔ اور خریدا کتنے مین تھا۔

جھمن۔ کوئی دو تین ہزار کو لیا ہو گا۔

روشن علی۔ ایسے ہی ہوتے تو یہان نہ بیٹھے ہوتے تم ایسے گرگے خوشامد کرتے ہوتے۔ اور ہم بھی رئیس بنے مسند تکیہ لگائے ——

نواب۔ کیجیے تو غلام مسند چھوڑ دے۔
حاضرین۔ اعجاز حضور اعجاز۔
امام الدین۔ خوب کہی۔ واللہ پانی پیتے پیتے مارے ہنسی کے رہا نہ گیا۔
نواب۔ ابھی جاؤ اور ابھی وہ یابو لاؤ۔
روشن علی۔ خداوندا اگر حضور پسند فرمائیں تو حاضر ہو مگر اس میں دو آدمی شریک ہیں ایک غلام اور دوسرے تنکر سہائے۔
نواب۔ تنکر سہائے کون۔
روشن علی۔ حضور ایک تحصیل کے قانونگو تھے۔ اب گھوڑوں کی سوداگری کرتے ہیں۔
جھمن۔ لائیے یابو لائیے تو سہی۔
روشن علی نے کہا خداوند اب گیارہ بجینگے۔ گیارہ نہیں تو دس تو ضرور ہی بجینگے۔ اور چکر تک چکر لگا چکا ہو۔ شام کو حاضر کر دونگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اگر اس شہر کا کوئی یابو اسکے مقابلے میں ٹھہرے تو جو کہیے وہ میں ہاروں ورنہ میاں جھمن پر جرمانہ ہو۔ جھمن نے کہا درست۔ ہم پر شیر ہیں۔ اور یہ دو گھنٹے سے امام الدین خان بنا رہے ہیں آپکی کچھ نہیں کہتے اور غریبوں پر شیر ہیں۔
امام الدین۔ بھئی کیوں لڑواتے ہو۔ بس تمھاری انھیں باتوں سے تو روشن علی کو تم سے نفرت ہو۔ ہو نہ میاں روشن علی۔
روشن علی۔ اجی تم سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہو۔
نواب۔ جی اور کیا سگ زرد برادر شغال۔
روشن علی نے کہا میں جاکر ابھی ابھی لے آؤں۔ ۲

	ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے	

دیکھ لیجیے نہ۔ اگر ہوا کی طرح نہ جائے تو ایک مہینے کی تنخواہ جرمانہ

ورنہ روشن علی سرخرو - اور جھمن کا منھ کالا - یہ بات واجبی کہ نہین - یہان تو یاران چوری نہ پیران دغا بازی - اور یہ بات تو کوئی ایسی نہین کہ جس کا ثبوت مشکل ہو - آج شام کو دو گھڑی دن رہے کسوا لاؤنگا چلیے حضور سوار ہون چلیے میان جھمن - بڑے شہسوار کے بچے بنے ہین - قلعی کھل جائیگی -

جھمن نے کہا اچھا میر صاحب بہت نخرے بگھار رہے ہو قدر و عافیت معلوم ہو جائیگی - مین راجہ پرتھی سنگھ کا یابو کسوا لاؤنگا چلیے مقابلہ ہی سہی دیکھین تو کیونکر آپ کا یابو نکل جاتا ہے - نواب صاحب نے کہا ہم نے وہ یابو دیکھا ہی بیشک ہوا ہی - اور شاید ہی روشن علی صاحب کا ٹٹا گھمن اس سے نکل جائے ورنہ امید تو یہ ہی کہ وہ یابو اس کے چھکے چھوڑا دے -

روشن علی - نہیدہ خواہد شد - مین تو دعوے کرکے کہتا ہون کہ آدمیل ریل تک کے ساتھ لیجا سکتا ہون چاہے یقین نہ آئے کسی کو اسکی پروا نہین ہم کہتے ہین کہ ریل اسکی گرد کو بھی نہ پاسکے -

نواب - صاحب نے کہا واہ رے یابو - بھلا کیون میر صاحب جادو کے زور کا تو نہین بنا ہی اسیر صاحب کھلکھلا کر ہنس پڑے اور روشن علی بہت ہی جھلا گئے دانت پیس پیس کر رہجاتے تھے مگر سوچتے جاتے تھے کہ شام کو ان سب پر آپ ہی کھل جائے گا -

تین بجے کے وقت میان روشن علی گھر گئے - شنکر سہائے سے کہا بھئی سنتے ہو آج ہمنے اپنے نواب کے ہان جو اس یابو کا ذکر کیا تو سب کے سب ملکر ہمکو بنانے لگے - کسی نے کہا یابو کیا ریل گاڑی ہے - کوئی بولا بجلی ہی کسی نے مسکرا کر کہا جادو کا تو نہین بنا ہوا ہی - جان عذاب مین ہوگئی یار آج دو گھڑی دن رہے لیچلو تو وہ سب روسیاہ ہون - اور پھر ہم سب کو للکارین کہ دیکھا کیسا یابو ہے - شنکر سہائے نے کہا ابھی ابھی چلیے خدا کی قسم ایسا یابو دیکھا نہ سنا - وہ لوگ جب اسکا جگری قدم دیکھینگے

تب البتہ بگڑ جائینگے۔ ابھی جو چاہیں بک دیں۔ یابو کیا ایک چیز ہے۔ واللہ پیار کرنے کے قابل ہو جانور۔ ہاں خوبصورت نہیں ہو۔ مگر قدم تو بس ستم ہو۔ تم تو چلکر دیکھ آج خود ہی ہو آئے ہو پھر کیا پایا۔

روشن علی نے کہا جب ہی تو جا کر ہم نے اسقدر تعریف کی۔

خیر پانچ بجے کے وقت لالہ شنکر سہاے نے یابو کسوایا۔ روشن علی سوار ہوے اور نواب صاحب کے مکان پر پہونچے۔

امام الدین۔ کہیے وہ ریل گاڑی کہاں ہو۔

چھمن۔ اُس جادو کے یابو کو بھی لائے یا خالی خولی آئے۔

روشن علی۔ اب آپ فرمایئے راجہ پرتھی سنگھ والا ٹانگھن کہاں ہو۔

چھمن۔ موجود۔ مستعد۔

الغرض نواب صاحب اور رفقا باغ میں جاکر سڑک کی طرف کھڑے ہوے اور یکی سڑک پر دونوں یابو آئے۔ ایک نے کہا ایں! ماشاء اللہ دوسرے نے کہا ارے!! اسی کی اسدرجہ تعریف کرتے تھے۔ تیسرا بولا لاحول ولاقوۃ شاید ع

	شیطان اسی پہ نکلا تھا جنت سے ہو سوار

صورت حرام جنور ہو۔ گدھا ہو یا یابو۔ میاں روشن علی کو گدھے کی سواری ہوئی۔ میاں روشن علی اور چھمن سڑک پر گئے ادھر یہ ادھر وہ سوار ہوے۔ نواب صاحب اور رفقا بغور ٹانگھن کی طرف دیکھ رہے تھے روشن علی ادھر سوار ہوے اُدھر نظر سے غائب۔ یابو ہوا ہو گیا۔ چھمن کا یابو بھی نہایت تیز جاتا تھا مگر اسکی گرد کو بھی نہیں پاتا تھا۔

نواب۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

امام الدین۔ اہو ہو ہو۔ وہ پہونچا یابو۔ اُس باغ کے وہاں پر۔

تراب علی۔ بجلی کی ایسی تیسی۔

تہور - مگر روشن علی میاں سچے بھی خوب ہیں - دوسرا ہوتا تو اب تک گر پڑتا منہ کے بل -

راہرو - واہ واہ کیا یابو ہے - پری ہے پری -

دوسرا راہرو - ہم نے تو آج تک ایسا جانور نہیں دیکھا تھا -

امام الدین - حضور نظر ہی نہیں آتا -

تراب علی - میاں چھمن پلٹے آتے ہیں -

نواب - میاں منھ کی کھائی نہ - بھئی روشن علی سچ کہتا تھا کیوں -

تراب علی - خداوند ایسا یابو ایک رئیس کے پاس تو نکلیگا نہیں -

تھوڑی دیر کے بعد میاں چھمن واپس آئے نواب نے پوچھا کہو واپس آئے - چھمن نے کہا خداوند سچ ریل کا دادا ہے - اُتو کچھ ٹھکانا ہے اللہ رے قدم -

نواب - تمھارا یابو اسکے مقابل میں گدھا ہے -

میاں روشن علی بھی کھٹ پٹ کھٹ پٹ کرتے آئے -

روشن علی - میاں چھمن سلام -

چھمن - بھائی سخت خفیف ہوئے -

تراب علی - ات تیرے کی -

روشن علی - امام الدین خاں کہاں ہیں -

امام الدین - شاباش - بھئی کوئی اسکے ڈنڈ تو مل دینا -

نواب - اب یہ بتاؤ کہ وہ شنکر سہائے کہاں ہیں - ابھی بلواؤ -

روشن علی - بہت خوب تھوڑی سپاہی سے کہو ہمارے مکان سے لالہ شنکر سہائے کو بلا لانے کیلیے ابھی چلیے - سپاہی روانہ ہوا -

لالہ شنکر سہائے صاحب تشریف لائے [illegible] صاحب کی خدمت میں آداب عرض کیا نواب صاحب نے جواب دیا اور یوں مخاطب ہوئے [illegible]

نواب - یہ بابو آپ کا ہے۔
لالہ ش - ہان حضور۔
نواب - برق ہے بابو کیا ہے۔
لالہ ش - حضور اسکے ساتھ اور کسی بابو کا چلب دشوار ہے (چلب و شوار) اِس فقرے پہ نواب صاحب مسکرائے۔
نواب - ہان واقعی نہایت تیز قدم ہے۔
لالہ ش - حضور زود گام ہے۔ اور کوسن منزلن پزدوی ہرچہ تمامتر چلت ہے۔ مانو بادِ صبا۔
امام الدین - کہان خریدا تھا۔
لالہ ش - حضور ——— وہ بٹیسر کے میلے پر۔
امام الدین - ایں! ہم نے نہین دیکھا۔
لالہ ش - میلے کے بعد سوداگر لایا تھا۔ وہ وہ اسپان کے دیکھنے سے تعلق رکھت ہے۔
امام الدین - اسپان تھے اور اسپینی بھی کوئی تھی۔
لالہ ش - اسپین؟
امام الدین - (مسکراکر) جی ہان - گھوڑی سے مراد ہے۔ بھلا کوئی اسپچہ بھی تھا۔
نواب - (ہنسکر) اسپچہ کیا معنی؟ بچھیرے سے مراد ہے نہ۔
لالہ ش - گلستان سعدی مان (مین) اسپچہ اور اسپینی کا ذکر خیر نہین گذرا۔
امام الدین - ہان نہین ہے۔ مگر بوستان جامی مین ہے۔
نواب - بھلا کوئی شعر بھی یاد ہے۔
امام الدین - جی ہان خداوند۔ لالہ شنکر سہائے صاحب داد دینگے۔ ؎

یکے اسپینی بود چون حاملہ	کہ من بعد دہ ماہ شد اسپچہ

اسپر حاضرین نے قہقہہ لگایا۔ واہ بھئی امام الدین خان کیون نہو۔ واللہ کیا جھٹ پٹ شعر موزون کر دیا۔ اسپین اور اسپچھ دونون کی مثال موجود ہی۔ لالا شنکر سہاے صاحب سے نواب صاحب نے یابو کی قیمت دریافت کی لالا صاحب نے کہا اول بیش بہا اُستادون کی راے ہے۔ جون کچھ حضور دے دین تو وہ منظور۔ رئیس سے چکانا چکونہ نہ چہی۔ نواب صاحب نے مسکرا کر کہا بھئی یہ کچھ بات نہین جو قیمت ہو بتادو۔ کچھ ہولی گاجر تو ہے نہین کہ تم دھیلا گھٹو ہم ادھی بڑھین جو قیمت ہو صاف صاف بیان کردو۔ خیر یہ تا منظور ہو گا۔ فوراً خرید لینگے۔ ورنہ خاموش ہو رہینگے۔ لالا شنکر سہاے صاحب بولے کہ اسمین ہمارا اور روشن علی کا ساجھا ہی۔ اور روشن علی حضور سے نکخوار قدیمان خود را بیغزاے قدر ہین۔ جون یہ کہدین اور آپ فرماے دین تو ون منظور ہی۔ روشن علی نے اشارے سے سمجھایا کہ مجھے اسمین شریک نہ کرو تم خود پنٹ لو۔ مگر شنکر سہاے کی سمجھ مین نہ آیا۔ روشن علی سے نواب صاحب نے پوچھا کہ قیمت کیا ہی۔ روشن علی نے گردن جھکالی۔ بتاؤ بھئی۔ ارے میان بولو۔ جی کیا عرض کردن۔ بتاؤ جی شنکر سہاے۔ شنکر سہاے نے کہا جون مرضی اسپر روشن علی بہت ہی جھلائے۔ جون مرضی۔ جون مرضی اسکے کیا معنی۔ جون مرضی کیسی۔ صاف صاف کیون نہین کہدیتے کہ بھئی اسقدر لینگے۔ امام الدین خان نے کہا حضور مین فیصلہ کیے دیتا ہون۔

روشن علی اور شنکر سہاے کو علحدہ لے گئے کہا اب یہ بتاؤ کہ یابو ہی کسکا۔ ساجھا کہ دونون کا۔ اچھا تو ایک قیمت تجویز کرلو۔ اور کہدو کہ اس سے کم نہ لینگے۔ دونون نے قیمت بتائی۔

امام الدین خان نے نواب صاحب کے کان مین کہا کہ پیر و مرشد ان دونون کا ساجھا ہی۔ اور ابھی اسکا اعتبار بھی نہ کرنا چاہیے بھلا آپکے نزدیک یہ یابو کہان تک سلے تو اچھا۔

نواب صاحب نے سوچکر کہا۔ میرے علم و یقین مین اگر سات سو تک بھی لے تو برا نہین۔ اور رئیس کو پسند آجاے تو ہزار بھی کم ہے۔ امام الدین خان نے نواب صاحب کی راے سے اتفاق کیا اور کہا کہ خداوند ہمکو اس معاملے مین شک ہے چھمن آدمی بڑا کائیان ہے۔ یہ روشن علی سے ہلگیا ہو تو عجب نہین پرقفی سنگھ کے یابو پر چھمن تھا اور روشن علی اپنے یابو پر تھے باہم دونون نے سازش کرلی ہو تو عجب نہین۔ یا شاید ہماری ہی راے غلط ہو امتحان تو کر دیکھیے۔ حضور تو سوار ہون شنکر سہاے والے یابو پر اور غلام راجہ کے یابو پر سوار ہو پھر اگر نکل جاے تو البتہ ہم تعریف کرین۔

نواب صاحب نے اس راے سے اتفاق کرلیا دوسرے روز نواب صاحب روشن علی والے ٹانگھن پر اور امام الدین خان راجہ صاحب کے یابو پر سوار ہوے۔ چالیس قدم تک دونون ٹانگھن برابر جاتے تھے چالیس قدم کے بعد۔ روشن علی کا یابو ایسا ہوا ہوا کہ دم کے دم مین نظر سے غائب تھا۔ یہ گیا وہ گیا۔ اب نظر ہی نہین آتا۔ روشن علی انتہا کے خوش لالہ شنکر سہاے جامے مین پھولے نہین سماتے۔ باغ باغ ہوے جاتے ہین امام الدین خان واپس آئے۔ تھوڑی دیر کے بعد نواب کا یابو بھی آن موجود ہوا۔

نواب۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

چھمن۔ خداوند پیار کرنے کے قابل ہے۔ آندھی ہے آندھی۔ صورت دیکھیے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ لدو ہے مگر سیرت۔ سبحان اللہ۔

شنکر سہاے۔ حضور لوگون کی قدردانی ہے۔

امام الدین۔ دور فیض دانی نہین ہے۔

تراب علی نے کہا حضور واللہ ہے سیکڑون ہزارون شاہی یابو انھین آنکھون دیکھ ڈالے۔ ایک سے ایک بڑھا ہوا۔ مگر ایسا یابو اتنی عمر آئی ہے۔

قسم خدا کی جو کبھی دیکھا بھی ہو۔ واہ زمین پر قدم نہین رکھتا ہوا کو جواب دیتا جاتا ہی اور کسقدر تن کے چلتا ہی کہ واہ جی واہ۔ یابو ہو تو ایسا۔ پرتھی سنگھ کا یابو اس شہر مین بس ایک ہی ہی مگر اسکی تو گرد تک کو نہین پاتا۔

نواب صاحب نے امام الدین خان سے کہا کہ تم جا کر چپکے سے دریافت کرو کہ راجہ صاحب نے یہ یابو کتنے مین لیا تھا۔

امام الدین خان نے کہا بہت خوب۔ بہت خوب کہکر امام الدین خان راجہ پرتھی سنگھ کے مختار کے پاس گئے اور قیمت دریافت کی تو معلوم ہوا چھ سو روپے کو خریدا تھا اور بلا کمیشن۔ امام الدین نے نواب سے کہا کہ حضور چھ سو کو خریدا ہے۔ نواب کے ہوش اڑ گئے۔ سوچے کہ وہ یابو چھ سو کا ہی تو یہ کم کا کم ہزار کا ضرور ہی۔ دو سو کو کوڑیون کے مول ہی کہا ابھی اسی وقت روپیہ گنوا دو اور اصطبل مین بند ھوا دو۔

روشن علی نے جو دیکھا کہ نواب لوٹ ہین تو شنکر سہاے سے کہا بچہ سنری ہو۔ ارے کم سے کم چار سو تو کہے ہوتے۔ اے لعنت خدا کی پھٹے منھ۔ دو سو روپیہ اور یہ یابو۔ مگر شنکر سہاے نے قیمت کا بڑھنا نامنظور کیا۔ اب تو جو کہا سو کہا۔ اسی دم دو سو نقد چہرہ شاہی گن دیے گئے اور یابو اصطبل مین بند ھ گیا سو چہرہ شاہی روشن علی نے لیے اور سو لالہ صاحب کے ہاتھ آئے۔ اس یابو کی شہر بھر مین دھوم مچ گئی۔ راجہ پرتھی سنگھ نے مختار کو بھیجا کہ حضور ذرا راجہ صاحب دیکھنا چاہتے ہین۔

نواب زادون نے جو اسکا قدم دیکھا تو غش غش کر گئے یورپین لیڈیون اور جنٹلمینون کی انگلیان اٹھتی تھین۔

نواب صاحب دوسرے تیسرے یابو ہی پر ہوا کھانے جاتے تھے اس یابو کا چھوٹے حضور کو بڑا خیال تھا۔ اور بڑے نواب صاحب بھی دو ایک

بار سوار ہوکر از بس محظوظ ہوے۔ کہ واہ یابو کیا عجائبات سے ہے۔

روشن علی نے سو روپے جو پائے توپچاس کا غلہ خریدا۔ اور پچاس روپے مین مکان کی مرمت کی۔

اب نواب صاحب کے ہان کا ذکر سنیے کہ ایک روز امام الدین خان آسی قدمباز یابو پر سوار کھٹ پٹ کرتے ٹھنڈی سڑک پر چلتے ہین جسنے یابو کو دیکھا عش عش کرنے لگا واہ کیا قدم ہے۔ قدم کیا انجن ہے انجن۔ اہو ہو ہو۔ اے سبحان اللہ۔ یہ گیا وہ گیا۔ ہوا ہو گیا۔ زمین پر قدم ہی نہین رکھتا۔ یوروپین لیڈیان بڑے شوق سے اِس یابو کو دیکھتی تھین جنٹلمین انگلیان اٹھاتے تھے میان امام الدین خان تنے بیٹھے ہین۔

اسٹیشن بھر مین اس یابو کی دھوم مچ گئی۔ امام الدین خان کے پاس روز دو چار آدمی آنے لگے۔ ایک صاحب آئے۔ علیک سلیک کے بعد فرمایا۔ فلان نواب صاحب نے آپ کے پاس بھیجا ہو۔ اور کہا ہے کہ یہ یابو ہمین ازبس پسند ہے۔ جو قیمت آپ فرمایئے نذر کیجائے۔ اور جو آپ کے شوق کی چیز ہو تو مجبوری ہو۔

دوسرے صاحب نے آن کر کہا حضرت اول تو اس یابو کو اپنی ہی سواری کے لیے رہنے دین اور اگر علحدہ کرنا منظور ہو تو ہمکو یاد کیجیے گا پہلے ہم پھر اور کوئی۔

تیسرے صاحب نے کہا کہ کل سرکار نے آپ کو ٹھنڈی سڑک پر دیکھا تھا یابو پر سوار آپ آصف باغ کی طرف جاتے تھے۔ مین نے سلام بھی کیا مگر آپ تو اُسوقت ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے آپ سنتے کس کی تھے۔

امام الدین خان نے عذر کیا حضرت خوف رہتا ہو واللہ قدم قدم پر خوف رہتا ہی کہ میاں کوئی رہ رو جھپٹ مین نہ آجائے۔ جرمانہ دینے کا خیال نہین مگر کسی کا ہاتھ پاؤن منھ کیون ٹوٹے۔ اسوقت آج کہان تکلیف فرمائی

انھوں نے کہا سرکار نے بھیجا ہے۔ اور کہا ہے کہ اگر یہ بابو آپنے اپنی سواری کے لیے خریدا ہے تو خیر۔ ورنہ اگر بیچیے تو ویسا کیجیے۔ بہرکیف خریداری منظور ہے۔ امام الدین خان مسکرا دیے۔ حضرت یہ تو چھوٹے حضور کی سواری کا ہے۔ بیچنا کیا معنے۔ وہ بولے کہ واللہ کہکر مین محجوب ہوا اگر لاعلمی مین بیان کیا تھا۔ معاف فرمائیے گا۔

امام الدین خان نے نواب صاحب سے جاکر تعریفین کرنا شروع کین

امام الدین۔ پیرو مرشد کیا گھوڑا ہی۔ واہ وا واہ۔ سہ

قدمباز ایسا کوئی زیر پا موج دریا ہی
سبک خیز اسقدر ملنے نہ پائے پیٹ کا پانی

روشن علی۔ حضور مہندی نے اور بھی لطف مزید دکھایا۔ سبحان اللہ۔

ابرش کہ چہار زیب فزائے تن اوست
کوہیست کہ لالہ زار در دامن اوست
فی غلطم کہ آسمان دگر ست
وز رنگ حنا شفق بہ پیراہن اوست

چھمن۔ حضور کل نواب تہور علیخان بہادر کے ہان بھی اسکا چرچا تھا۔

تراب علی۔ ہوا ہی چاہے۔ اور ایک وہان پہ کیا فرض ہے۔ شہر بھر مین دھوم مچی ہوئی ہو۔

نواب۔ ہیت تو اسپر عاشق ہون۔ واللہ ہزار جان سے عاشق ہون۔

امام الدین۔ خداوند نعمت ایک اٹھارہ آدمی دروازے پر آچکے۔ فلان رئیس نے بابو پسند کیا ہو جو قیمت ہو بھیج دی جائے۔ کوئی کہتا ہے سرکار نے پسند کیا ہے بابو بھیجیے اور جو کہیے وہ دے دیا جاوے۔

تراب علی۔ واہ رے بابو سہ

آہو شکار شیر طبیعت وفا پسند

روشن علی۔ حضور ہمین انعام ملے۔

نواب۔ تم نے کچھ نذر کیا ہوتا تو کیا مضائقہ تھا۔

امام الدین۔ واہ حضور کیا خوب ارشاد فرمائی ہو۔ خدا کی قسم کیا بات کہی ہے

تراب علی - چھیپے تو نہو گے میان -

جھمن - واہ شرم چہ کتی ست کہ پیش مردان آید -

تراب علی - بھرپور نیت سے چکھے اور انعام مانگتے ہو -

جھمن - شرم نہین آتی -

روشن علی - اجی سرکار سے مانگتے ہین کیا شرم ہے - شرم کیسی -

نواب - بھلا صاحب لوگ بھی پسند کرتے ہین -

امام الدین - اسے خداوند انگلیان اٹھتی ہین اور ایڑیان تو بڑی دیر تک دیکھا کرتی ہین -

تراب علی - اسمین کیا شک ہے -

جھمن - حضور یہ رباعی مصنف نے اسی کی شان مین کہی تھی -

ایسا چالاک کہ اس طرح سے اڑ جاتا ہے — جس طرح عاشق دلباختہ کے ہوش و حواس
پہونچے اس رخش فلک سیر زمین پیا کو — نہ منجم کا خیال اور نہ مہندس کا قیاس

نواب - عرفی نے خوب کہا ہے -

نہ توسن تو عرق بر زمین فرو ریزد — صبا بطرف چمن یاسمین فرو ریزد
چو تازیانہ بجنبد ہزار بحر شتاب — ز چشمہ قدم اولین فرو ریزد
اگر بہ طی زمانش ز جا بر انگیزند — بجاے گام شہور و سنین فرو ریزد
برون جہد ز حصار عزور اگر گردش — صبا بزاہد خلوت نشین فرو ریزد

تراب علی - حضور سنیے گا ذرا -

اسکے بجگاہ کی اسعد سے چہریہ پیک — کہکشان جن شبیلا ہین نمایان بہ فلک
بیٹھنے مین ہے وہ کوہ اٹھنے مین ہے ابر سیاہ — فرش رفعت مین ہے اور چلنے مین ہے چرخ اتھک
جھول پر اسکی ستارونکا کون مین کہا حسن — تارے جسطرح رہین رات اندھیرے مین چمک
لے کے خرطوم مین زنجیر پھرا دے وہ اگر — اسکے دانتونکو سمجھے جو کوئی ہو زیرک

نواب - گھوڑے کی تعریف ہوتی تھی یا ہاتھی کی - کتنے بہکے ہو -

امام الدین - حضور اسکے یہ معنی کہ ہمکو بھی شعر یاد ہین -
چھمن - جی ہان - ع -

ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین

روشن علی - مین بھی سوچتا تھا کہ یہ جگاہ اور جھول اور خرطوم سے کیا واسطہ
تراب علی - تو کیا قسم کھائی تھی کچھ کہ گھوڑے ہی کی تعریف کیے جا ئینگے -
روشن علی - خداوند گھوڑے کی تعریف کا ایک شعر ہمکو بھی یاد ہی -

خیریت چاہے تو سیدھی چال چل او بدسرشت
گرتے ہین نشہ مین چلتے ہین اگر بیچوارت

اسپر بڑا قہقہہ پڑا اور واقعی حضرت کیا شعر ہے - سبحان اللہ گھوڑے کی تعریف پوری تعریف بیان کردی - قدم اور کاوا اور میٹھی پوئی اور ایٹرن سب کی تعریف آگئی - میان تراب علی بہت ہی جھیپے -

ادھر یہ لوگ چہک رہے تھے - اور ادھر یار لوگ اور ہی فکر مین تھے مصاحب تراب علی کو بنا رہے تھے کہ اتنے مین میر گلباز صاحب آئے -
میر گلباز - خداوند آج تو ایک عجیب خبر سننے مین آئی -
نواب - خیریت ہی -
میر گلباز - نہین حضور -
نواب - الٰہی خیر -
امام الدین خان - بتاؤ میر صاحب - جلد بتاؤ - از برائے خدا جلد بولیین وہ حسین بخش والا مقدمہ تو نہین ہی -
میر گلباز - جی نہین -
روشن علی - اجی اسکی اب کیا فکر ہی -
میر گلباز - خداوند یہ یابو منحوس نکلا -
نواب - کیون -

امام الدین - کیا -
چھمن - منحوس ! -
میر گلباز - جی ہان منحوس - منحوس - بلکہ اور اس سے بھی زیادہ -
نواب - آخر وجہ - منحوس ہونے کی وجہ -
میر گلباز - خداوند یہ مال مسروقہ ہے -

نواب صاحب کانپنے لگے - یا خدا مدد - مال مسروقہ ! مال مسروقہ ! چوری کا مال - خدا بچائے - یہ چوری کا مال کیسا - روشن علی یہ کیا کہتے ہین روشن علی کے منھ پر ہوائیان چھوٹنے لگین - ع

کاٹو تو لہو نہیں بدن مین

چپ - تب تو نواب صاحب نے خوب للکارا - بولو صاحب بولو آخر یہ چوری کا مال کیسا ہے - کسنے چوری کی - میر صاحب آپ نے جو کچھ سنا ہے بیان کیجیے -

میر گلباز نے کہا خداوند شہر بھر کی چوری چکاری کا حال غلام کو ضرور معلوم ہو جاتا ہے -

کل شب کو دو چار آدمی بیٹھے حقہ پی رہے تھے کہ ہر دوئی کا ایک چور آیا اور حضور کا نام لیکر کہا کہ نواب صاحب نے چوری کا مال خریدا ہے ہوش اڑ گئے مین نے کہا کیا جواہرات کی قسم سے ہے - کہنے لگا نہیں - زندہ جیتا جاگتا مال ہے - مین یہ زندہ مال کیا کیا کسی نے بردہ فروشی کی ہے - مسکرایا - کہا ایک ناگن نواب صاحب نے خریدا ہے - پوچھا کیا چوری کا مال ہے - اسنے کہا دو چار روز مین خود ہی معلوم ہو جائے گا حضور یہ یابو ایک راجہ کا ہے - ترائی کے راجہ ہین - نیپال والے نے انکو تحفہ کے طور پہ بھیجا تھا - کوئی سوا مہینا ہوا کہ ایک چور کھول لیگیا یہ وہی یابو ہے خداوند - اور تھانے پر رپٹ بھی لکھوا دی گئی ہے -

اتنا سُننا تھا کہ نواب صاحب کے ہوش و حواس خیر باد کہہ گئے۔ مال مسروقہ کا خریدنا تو جرم ہی۔ امام الدین خان نے کہا اس مین کیا شک ہی۔ حضور جرم سا جرم ہی۔

نواب صاحب نے روشن علی سے پوچھا کہ یہ یابو تمکو کہان ملا۔ روشن علی آئین بائین شائین بتانے لگے۔ خداوند ———— حضور ———— مین تو برسون سے ———— حضور کیا عرض کرون

نواب۔ آئین ا نالائق۔ بات کا جواب نہین دیتا۔ واہی تباہی بک رہا ہی۔

روشن علی۔ خداوند اگر میری سازش ہو تو توپ کے مہرے اڑا دیجیے غلام کو ذرا بھی جو کچھ حال معلوم بھی ہو۔ چوری سے منزلون دور رہتا ہون مگر سوقت یہ خبر سنی تو ہوش اُڑ گئے۔

نواب صاحب کو یقین واثق ہو گیا کہ بغیر عدالت کے چھٹکارا محال ہے کئی بار روشن علی کو سخت سست کہا۔ کئی مرتبہ پوچھا کہ یہ یابو تم نے کہان سے پایا۔ روشن علی کا خون خشک ہی ہوتا جاتا تھا۔

امام الدین۔ صاف صاف بتاتے کیون نہین۔

تراب علی۔ آخر اب تو ایک حرکت ہوئی سو ہوئی مگر اب تو بتا دو کہ ماجرا کیا ہی۔ وہ لالہ کہان ہین۔ جو اُس دن آئے تھے۔ شنکر سہائے کو بلاؤ اور پوچھو کہ یابو کہان سے لایا۔ کس سے خریدا اور کہان مول لیا۔

امام الدین۔ ہٹ جاؤ سامنے سے اسوقت۔ شنکر سہائے کا پتا لگاؤ۔ ورنہ تم ہی دھرے جاؤ گے۔

روشن علی۔ ہاے افسوس۔

چھمن۔ اب افسوس کیجیے سے کیا ہوتا ہے۔ پہلے نہ سوچے چور سے یارانہ پیدا کیا یابو بیچا اور اب باتین بناتے ہو۔ کیون نچہ بڑے بدذات ہو۔

نواب صاحب اِسقدر گھبرائے کہ نواب نصرت الدولہ بہادر اور میر محمد محسن صاحب اور منشی جگت سنگھ وغیرہ احباب کو بلوایا تاکہ اِنسے مشورہ لین اور انکی صلاح کے مطابق چلین تھوڑی دیر مین منشی جگت سنگھ اور نواب نصرت الدولہ آئے۔

نواب صاحب نے کہا حضرت آج تو اِسوقت کمال رنج ہر وا سدو جاہو جو خریدا تھا وہ چوری کا نکلا۔

منشی جگت سنگھ نے کہا مین کل ہی سن چکا ہون یہ یابو ترائی کے ایک راجہ صاحب کو نیپال والون نے دیا تھا۔ چودہ سو روپے کا ٹا۔ گھن ہے۔ چور تو آپ جانیے ایک اُستاد شب کو اصطبل سے کھول لائے۔ اور لالہ شنکر سہاے ایک شخص ہو اسکے ہاتھ فروخت کیا۔ شنکر سہاے کو خوب معلوم تھا کہ چوری کا مال ہو گرچور پٹھے جانور تھا۔ ستر روپے کو کوڑے سکیے اُنھون نے خرید لیا آپ کے کوئی مصاحب ہین روشن خان اُنسے اور شنکر سہاے سے بڑا یارانہ ہی اُنھون نے روشن خان سے کہا کہ یار یہ مال ہاتھ لگا ہے مگر چوری کا ہے۔ مصاحب نے کہا ہرج ہی ہو چلو اسپے نواب کے ہاتھ پٹیل ڈالین۔ دو سو روپے کو شاید آپ نے خریدا مگر بہت بُرا کیا۔

نصرت الدولہ بہادر نے بھی منشی جگت سنگھ کی راے سے اتفاق کیا اور کہا ایسا مال بے جانے بوجھے نہ خریدا کیجیے۔ اور مال مسروقہ خریدنا تو بڑا سخت جرم ہے۔ آپ نے غضب ہی ڈھایا۔ کوئی ایسا کرتا ہی۔ مگر تعجب ہی کہ اتنے مصاحبون مین سے ایک نے بھی نہ منع کیا اور سید روشن علی کو یہ کیا سوجھی کہ اُس چور سے سازش کرکے اپنے آقا کو بیٹھے بٹھاے گرفتار مصیبت کیا۔ نمک حلال آدمیون کا یہ کام نہین ہی۔ آخر اب روشن علی کہتے کیا ہین۔ روشن علی نے گردن جھکالی۔ کمال محجوب ہوے مگر کرتے کیا۔ دل مین تو چور تھا۔ جس نے جو اینڈی بینڈی کہی سُن لی۔ ۱۰

جھمن کو خوب موقع ہاتھ آیا۔ لگے صلواتین سنانے۔ خداوند جو نمک کھاکے آقا کو دھوکا دے اسکا منھ نہ دیکھے۔ نمک حرامی سے بڑھکر کوئی عیب نہین چور دغاباز دمنحوار بے ایمان سب بہتر مگر نمکحرام سب سے بدتر۔ نقانے باواز بلند کہا سچ ہے سچ ہے۔ بیشک بیشک۔ ایسی ہی بات ہے میان جھمن۔

روشن علی نے جو سون کھینچی تو سب کی سنا کیے لب نمک نہ ہلائے۔ دل ہی دل مین سوچتے جاتے تھے کہ نوکری تو اب نہین رہی۔ نوکری سے تو دست بردار ہوے۔ مگر عدالت مین کیا کرینگے اور معاملہ طول ضرور کھینچیگا یہ ممکن نہین کہ پولیس والے چشم پوشی کرین۔

اتنے مین میر محمد محسن صاحب بھی آے علیک سلیک کے بعد پوچھا کیون مزاج کیسا ہی۔ نواب صاحب نے کہا حضرت بیٹھے بٹھائے ایک جھگڑے مین پڑ گئے وہ یابو جو اُس دن آپ نے دیکھا تھا اسی کا جھگڑا ہے۔ بلاے جان ہو گیا دو دن بھی سوار نہین ہوے مگر اب بھگت رہے ہین میر صاحب نے پوچھا کیون کیا جھگڑا۔ اب اس مین کیا ہے۔ نواب صاحب نے پہلے روشن علی کی خوب شکایت کی۔ پھر کہا کہ مال مسروقہ ہے۔ چوری کا مال حضرت نے ہمارے ہاتھ بکوایا یہ ان بزرگوار کے ہتکھنڈے ہین۔ اب فرمائیے کس کا اعتبار کرین دن رات یہان رہتے ہین۔ نوکر ہین چار پیسے پاتے ہین۔ مگر جانی دشمن ہین۔ بغلی گھونسا نکلے۔ افسوس صد افسوس مین اب یہ سوچتا ہون کہ آخر انجام کیا ہوگا۔ آپ سب صاحب ملکر صلاح دین کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ میرے تو ہوش ٹھکانے نہین ہین۔ فرمائیے کیا کیا جائے۔

نصرت الدولہ۔ ہماری تو صلاح یہ ہے کہ آپ صاحب مجسٹریٹ سے ملاقات کیجیے اور کہیے کہ حضور ایک شخص شنکر سہاے نامے میرے ہاتھ یابو بیچ گیا۔ اور روشن علی کے ذریعہ سے آیا تھا مین کیا جانتا تھا

کہ وہ چور ہے۔ بابو کو قدباز پاکر مین نے خرید لیا۔ اگر مجھے معلوم ہو کہ مال مسروقہ ہی تو ہرگز اسقدر جرأت نہو لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ میرا خاص صاحب مجھے چکر دیگا۔ اب سُنا کہ مقدمے کی تحقیقات ہونے والی ہے۔ لہذا مین خود آیا۔ کہ سچا سچا حال عرض کر دون میرا اس مین اصلا قصور نہین۔ مین رئیس زادہ ہون چوری چکاری کے مال سے مجھے کیا واسطہ۔ مگر اتفاق وقت۔ کھا گیا تھا۔ اب جو ارشاد ہو اسکے مطابق عمل مین لاؤن۔ جرمانہ جو کہیے داخل کر دون۔ اسمین عذر نہین۔ اور عذر کر کے کیا بچ سکتا ہون اتفاق سے ایک حرکت ہو گئی کیا کیجیے۔

اس تقریر کو منشی جگت سنگھ اور میر محمد محسن صاحب اور نواب صاحب تینون آدمیون نے پسند کیا۔

منشی صاحب نے کہا ہمارے نزدیک پہلے تو آپ کسی بیرسٹر سے پوچھیے دیکھیے اسکی کیا رائے ہے۔ پھر کسی وکیل سے ملیے اور کہیے بیرسٹر صاحب کی یہ صلاح ہے آپ کی کیا رائے ہے۔ دو چار اہلکارون سے صلاح لیجیے۔ پولیس کے انسپکٹر سے مین خود جا کر دریافت کرتا ہون۔ آپ گھبرائیے نہین خدا نے چاہا کچھ بھی نہو۔ اور آپ رئیس ہین۔ آپ پر یہ شک تھوڑا ہی ہو سکتا ہے کہ چوری کا مال جان بوجھکر خریدا۔ لاحول ولا قوۃ کیا مجال کبھی نہین ہو سکتا۔

نواب۔ آپ مہربانی کر کے انسپکٹر سے ملیے اور پوچھیے دیکھیے وہ کیا کہتا ہے۔

جگت سنگھ۔ ابھی چلا وہ میرے دوست ہین۔

نواب۔ اگر ——— سمجھ گئے نہ آپ۔ ہان۔

جگت سنگھ۔ اے لاحول۔ یہ آپ کیا فرماتے ہین۔ وہ بڑے متدین آدمی ہین۔

نواب - خیر - آپ کو اختیار ہی ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را	تو دانی حساب کم و بیش را

مصاحبون کا رنگ فق ہو گیا - کہ ایک معقول رقم ہاتھ سے گئی - اگر انسپکٹر صاحب کے پاس ہم لوگ جاتے تو خوب رقمین اڑاتے - اُنسے کچھ کہتے اِن سے اُنسے کچھ کہتے - خائف تو حضرت ہین ہی - جو چاہتے خاطر خواہ رقم اڑاتے اور چین کرتے - مگر اب سونے کی چڑیا اڑ گئی - ہاتھ مَل کے رہ گئے - افسوس صد افسوس - یہ کمبخت جگت سنگھ کہان سے آیا بلا کی طرح نازل ہوا

باسقول - واللہ بڑی رقم ہاتھ سے نکل گئی - اے ستم -

نواب - امام الدین خان جانا کہین اسوقت -

امام الدین - نہین حضور - بھلا جانے کا موقع ہی کہین -

چھمن - خداوند جائینگے کہان - بیٹھے روشن علی کو دعائین دے رہے ہین -

تراب علی - جی ہان - ذرا کوئی صورت تو دیکھے کیسے غریب بنے ہوے ہین - گویا کچھ جانتے ہی نہین -

چھمن - اے لعنت ہی پھٹے سے منھ -

میر محمد محسن - اس تو تو مین مین سے کیا واسطہ (نواب سے) بڑے بدتمیز ہین آپ کے رفیق - صریح جانتے ہین کہ اِنکے آقا بیٹھے ہین - اور دو چار صاحب اور بھی آئے ہین - کہنے لگے لعنت خدا اور پھٹے سے منھ - انتہا کی بدتمیزی ہی لاحول ولا قوۃ - ؎

حقوق خدمت صد سالہ لعب اطفال ست	بکشور یکہ درو کودکان خدا دانند

نواب نے مسکرا کر کہا میر صاحب برا نہ مانیے تو اسقدر دریافت کرون کہ اِس مقام پر اس شعر کا کیا موقع تھا - انصاف سے کہیے گا - میر صاحب نے کہا مطلب یہ کہ ؎

قدر یاران خود را بفہم اے قدر	کہ ہرگز نیابد زپیر در رہ عذر

نواب۔ اے سبحان اللہ۔ ایک اور سبے تکی آڑائی یک نشد دو شد۔

میرصاحب۔ اے حضرت مطلب یہ کہ قدموں کو تو آپ منھ نہین لگانے اور ایسے ایسے نمک حراموں کو مصاحب بناتے ہین جو مال مسروقہ آپکے ہاتھ بیچ جاتے ہین۔

میرگلباز۔ خداوند آداب عرض ہو۔

میرصاحب۔ اخاہ۔ آپ ہین۔ واہ واہ واہ۔ نواب کے ہان چوری کا مال بکے اور تمکو خبر بھی نہو۔

میرگلباز۔ خداوند مین نے ہی تو اطلاع دی۔

میرصاحب۔ اجی بس جاؤ بھی۔

میرگلباز۔ حضور کے قدمون کی قسم میرصاحب۔

نواب۔ ہان ہان ہمین انھون ہی نے اطلاع دی۔ آنکر۔

چھمن۔ اور ایک روشن علی ہین کہ چوری کا مال بیچ گئے۔

منشی جگت سنگھ صاحب انسپکٹر صاحب بہادر کے پاس گئے۔

انسپکٹر۔ آیئے حضرت کہان رہے۔ اللہ اللہ اب تو ملاقات ہی نہین ہوتی۔

جگت سنگھ۔ جی ہان علیل تھا۔ بخار آتا تھا۔ اور گھر مین بھی علالت تھی اب فضل الٰہی ہے بڑی بیماری ٹلی ہٹائی۔

انسپکٹر۔ اب کی فصل بہت خراب ہے۔ خدا خیر کرے ہیضے کی بھی جابجا چھیڑ چھاڑ ہے۔

جگت سنگھ۔ خدا مالک ہے۔ اسوقت ایک امر مین مشورہ لینے آیا ہون۔

انسپکٹر۔ بسم اللہ بسم اللہ۔ فرمایئے۔ کیا کوئی واردات ہوگئی۔

جگت سنگھ۔ آن۔ ہان سرقہ ایک شخص نے مول لیا ہے۔

انسپکٹر۔ دھرا جائیگا کوئی امیر اور شریف ہے یا کوئی اُٹھائی گیرا۔

جگت سنگھ۔ رئیس اعظم۔ نواب زادے۔ بڑے باپ کے بیٹے ہین۔

انسپکٹر۔ اخاہ سمجھ گیا۔ وہ جو آپ کے دوست ہیں نواب صاحب نہ دو سو کو دو ہزار کا بابو خرید لیا۔ کیا دل لگی ہے۔ واہ۔ اور وہ جو اُنکا مصاحب ہو بدمعاش آسنے چور کو اپنے گھر پر ٹکایا۔

جگت سنگھ۔ اجی پھر یارانہ کس دن کام آئیگا۔ اگر جرم نہوتا تو آپ سے کہتا کون بھلا کوئی تدبیر بتاؤ تو بڑے مشکور ہوں۔

انسپکٹر۔ کچھ ہونا نہیں ہے۔ خاطر جمع رکھو۔ کیا مجال جو بال بھی بیکا ہو۔

نواب صاحب کے ہاتھ پاؤں پھول گئے کہ ہائے یہ کیا غضب ہوا ابھی بیٹھے بٹھائے گھسیٹے والے مقدمے سے تو خدا خدا کرکے جان بچی مگر اس مقدمے سے چھٹکارا معلوم۔ اِتنا بڑا رئیس اعظم اور مال مسروقہ خریدنے کا جرم ڈوب مرنے کی بات ہے۔ رفیق سے کہا کسی لائق بیرسٹر کے پاس جاؤ اور جو کچھ وہ صلاح دے اِسکے مطابق عمل میں لاؤ مگر ایسا نہو کہ کہیں ہمیں عدالت جانا پڑے۔ سُنا وہاں کٹہرا ہوتا ہے۔ اس میں مجرم بند کیے جاتے ہیں۔ غضب ہو بھئی۔

امام الدین خان نے کہا حضور ہیں کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اللہ بچانے والا ہے۔ وہی بچا ئیگا۔ مگر حضور یہ کو غلام ذمہ لیتا ہے کہ کٹہرے میں نہ جائیے گا۔ کرسی حضور کو دلوائیں گی نہ کسی ترکیب سے کوئی مگر خداوند بقول حضور یہی کیا کم ہے کہ عدالت تک جانا پڑے۔ رئیس زادے اور عدالت دیکھیں۔ اب گفتگو کا تو بہت ہی کم موقع ہے غلام کو رخصت دی کیجیے۔ تراب علی اور چمن کو بھی ساتھ ہی لیے جاتا ہوں دیکھیں صاحب کی رائے کیا ہو۔

تراب علی نے کہا اجی پہلے انسپکٹر سے تو ملتے چلو۔ کیا معلوم جگت سنگھ وہاں تک گئے بھی کہ باتیں ہی بناتے تھے۔ بڑھ بڑھ کر دو دو باتیں منشی جگت سنگھ سے بھی ہوئی ہونگی مگر اپنی اور بات ہے خداوند

اور خوب یاد رکھیے۔ جانت سنگھ کے چاہے لاکھ دوست ہوں وہ ممکن ہی نہیں کہ بے لیے دیے مطلب نکل سکے۔

اب سنیئے کہ یہ انسپکٹر پولیس بڑے متدین آدمی تھے۔ انسپکٹری کی حالت میں کبھی کسی سے ایک ٹکا بھی نہ لیا۔ جب ڈپٹی انسپکٹر تھے تو کسی مجرم سے دو سو روپے دھمکا کر وصول کر لیے بات کھل گئی۔ مقدمہ دائر ہوا قسم کھائی کہ اگر بچ گیا اور ثبوت جرم نہوا تو آدمی نہ ہاتھ سے چھوڑونگا۔

رشوت لینا یک قلم چھوڑ دونگا۔ بری ہوگئے تو۔ لیکن قول اور قسم کا خیال رکھا کسی سے ایک پیسہ تک نہ لیا۔ صاحبوں نے انسپکٹری کی ملاقات رشوت دینے اور مال چیرنے کا ذریعہ مقرر کیا۔ سوچے کہ بیرسٹر کے ہاں تو پیچھے جائینگے اور پہلے تھانے ہی پر جھٹے چلیں۔ امام الدین خان سوچتے تھے کہ انسپکٹر کو بالکل گانٹھ ہی لیں۔ صاف صاف سمجھا دیں کہ ہمارے رئیس بھولے بھالے آدمی ہیں تم ذرا ادھر ادھر ڈانٹ ڈپٹ بتا تا وادشہ کانپ اٹھیں۔

نواب علی بولے خداوند اب اس وقت تو ہم پہلے پولیس والوں سے ملینگے پھر وہاں سے جائینگے بیرسٹر کے ہاں۔ اور کسی وکیل سے بھی ملاقات کرینگے۔ حضور آپ اک ذرا تسلی دیتے جائیے دل کو۔ ان معاملوں میں استقلال ضروری امر ہے۔

نواب صاحب اس درجہ پریشان اور سراسیمہ ہو گئے کہ بے اختیار آبدیدہ ہو گئے۔ مگر بہت ضبط کیا۔ رفقا نے جو یہ کیفیت دیکھی تو ہنسانا شروع کیا۔

چھمن۔ حضور وقت تو نہیں رہیگا۔ مگر بس بات رہجائیگی۔ اس وقت تو ہم روشن کی جان رمال کو دعائیں دیتے ہیں۔ یہ سب انہیں کے تو کانٹے بوئے ہوئے ہیں خداوند اس وقت کچھ خیرات کر دیجیے۔

تراب علی - ہاں چاہیے تو ضرور۔
نواب - مجھسے پوچھنے کی کیا ضرورت ہو اسمین - فوراً حکم دے دو آدمیون کو۔
امام الدین - بہت خوب حضور۔
چھمن - تھوڑی کو بلا لایئے۔
امام الدین - مین خزانچی سے خود کہے دیتا ہون جا کے۔
اتنے مین حاتم علی آئے آتے ہی گھبرا کر پوچھا حضور کیا بات ہو۔ شہر بھر مین ہلڑ مچا ہوا ہو کہ چوری کا مال نواب صاحب نے خرید لیا۔
نواب صاحب نے اشارے سے کہا کہ انسے پوچھو۔ (روشن علی کیطرف اشارہ کرکے)
حاتم علی - پیر و مرشد - کیا عرض کرون - کیسے حضرت - اجی حضرت - میان روشن علی تم سے کہتے ہین۔
روشن علی - (گردن نیچی کرکے) ارشاد۔
حاتم علی - یہ کیا ہوا کیا - وہ لالہ کہان ہین - جو مالک بنے تھے بتاؤ
چھمن - اجی ان دونون کی سازش تھی۔
حاتم علی - اس مین کیا شک ہو۔ مگر بڑی بڑی بات ہو تمھارا بھی تو کچھ تھی۔
چھمن - میرے دل کی بات کہی۔
روشن علی - بھائی مجھے یہ کیا معلوم تھا کہ چوری کا مال ہو۔
نواب - تمھین معلوم نہین تھا تو ہم کیا کرین - تم تو خود مالک بنکے آئے تھے - تم تو کہتے تھے کہ ہم دونون کا مال ہو۔ آدھی آدھی قیمت دونون لینگے اور اب ننھے بنے جاتے ہو۔
امام الدین - جی ہان اور افسوس تو یہ ہو کہ اب بھی صاف صاف نہین بتاتے غضب ہو کہ نہین - کچھ تو بولو میان روشن علی۔
چھمن - اب یہ بھاگنے ہی والے ہین۔

امام الدین خان تراب علی کو لیکر چلے۔ پہلے تھانے پر جاکر پوچھا۔ انسپکٹر صاحب کہاں ہیں۔ معلوم ہوا اپنے گھر کھانا کھانے گئے ہیں۔ پوچھا کب تک آئینگے۔ کہا۔ کوئی دو گھنٹے میں۔ یہ دونوں انسپکٹر صاحب کے مکان پر گئے۔ انسپکٹر صاحب سے کہا آپ کے پاس سرکار نے بھیجا ہے کہا ہے آداب عرض کرنا ہماری طرف سے اور کہنا کہ ہمارے مقدمے میں اگر آپ کوشش کریں تو ہم بڑے شکر گذار ہونگے۔ اور آپ کا منھ بھی میٹھا کر دینگے انسپکٹر صاحب کا چہرہ مارے غصے کے سرخ ہو گیا امام الدین کو غور سے دیکھا اور کہا بجا ہے نواب صاحب سے کہہ دیجیے گا کہ آپ کی ریاست کا نقشہ یہی تھا جو آپ نے فرمایا۔ میں کمال مشکور یاد آوری ہوا۔ مگر میرے امکان میں کیا ہے۔ کچھ بھی نہیں اور یہ بھی کہہ دیجیے گا کہ اس مقدمے میں کچھ بھی ہونا نہیں ہے گھوڑا واپس کرنا پڑے گا۔ بس اور یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ گھبراہٹ بیکار ہو۔ استقلال سے کام لیجیے۔

امام الدین خان اپنے دل میں سوچے کہ اگر ہم نواب صاحب سے یہ صاف صاف کہہ دیں تو ہم سے بڑھ کے احمق کوئی نہیں ہم تو جا کے یہی کہینگے کہ انسپکٹر صاحب نے بات تک نہ کی۔ جب تک ہاتھ نہ گرمائینگے کچھ نہ مانینگے۔ تراب علی کو بھی انسپکٹر کی بات از بس ناپسند آئی۔ انسپکٹر صاحب سے رخصت ہو کر چلے۔

تراب علی۔ اس سے کچھ نہ مطلب نکلیگا۔

امام الدین۔ ای توبہ۔ آؤ چلو وکیل کے پاس چلے چلیں۔ دیکھتے تھے کیا خفا ہوتے آگ بھبوکا۔ لینے دینے میں ہیں نہیں شاید۔

تراب علی۔ بات تو اچھی ہو مگر ہمارے نزدیک سب بے فیض ہیں۔

امام الدین نے تراب علی کو بخوبی سکھا پڑھا دیا کہ وکیل سے تم کچھ نہ کہنا خبردار خبردار جو کچھ بھی کہنا ہو ہم سمجھ لینگے۔ ایسا نہو تم معاملہ بگاڑ دو۔

تو پھر الّو ہی نہین - تراب علی نے کہا کچھ خبر ہے مجھے بھی کوئی بیوقوف مقرر کیا ہے
ہونٹھ بگاڑنے کی ایک ہی کہی -
وکیل کے مکان پر پہونچے تو امام الدین نے انسے کل حال کہا - کچھ سوچکر وکیل نے
یون جواب دیا -

مال مسروقہ کی خریداری سخت جرم ہے - ہزار کا مال دو سو روپے کو جب بیچتے
پھر خرید لیا - ایک بچہ تک سمجھ سکتا ہے کہ سوداگر کبھی ہزار کا مال دو سو کو نہ بیچیگا اگر بالا
شنکر سہاے کو سوداگر سمجھے تھے تو بارہ چودہ سو کا مال دو سو روپے مین کیونکر
خریدا اور اگر سوداگر نہین سمجھے تھے تو پولیس مین اطلاع کرکے کیون نہ کیا -
کوئی جواب نہین - جرم بخوبی ثابت ہے - مگر یہ بتاؤ کہ لالہ شنکر سہاے
ہین کہان - انسے کل امور دریافت کیے جائین تو بات بنے - کتنے کو بیچے
کر دو سو کو خریدا - جو کوئی قیمت دریافت کرے کہیے پانچ سو کو
مگر شنکر سہاے نے کمیشن نہین دیا - سب صاحبون سے یہ کہیے کہ پانچ ہی
سو بتائین -

امام الدین خان نے کہا بہت خوب - جو راے اقدس ہو - مگر اب عزت
آپ کے ہاتھ ہے - عمدہ صلاح دیجیے گا - اور جو کچھ آپ فرمائین آپکے
مطابق عمل مین آئے - باقی لینے دینے کا خیال نہ کیجیے گا - جو فرمایئے
حاضر ہے -

وکیل - ہان مگر اسکا فیصلہ ہو جائے تو بہتر ہے -

امام الدین - دو سو روپے حاضر ہین -

وکیل - مین تین سو روپے سے کم نہ لونگا -

امام الدین - حضور کو اختیار ہے - بالفعل دو سو لیجیے - اور پچاس اور
حاضر کرونگا

وکیل کوئی اور وکیل تو نہین ہے -

امام الدین۔ حضور نواب صاحب کا حکم ہے کہ ایک بیرسٹر بھی ہو۔ حضور ہی کسی کو تجویز دین یا حکم ہو تو مین جاؤن ۔

وکیل ۔ دو بیرسٹر تو مفصل مین ہین آج کل۔ ایک صاحب ولایت گئے ہین اور ایک علیل ہین۔ اور وہ جو وہان رہتے ہین ۔ حضرت گنج کے اسطرف انسے مین نہ کہونگا لیکن اگر آنکا اور میرا ساتھ ہو تو مضائقہ ندارد ۔ مجھے عذر نہین۔ آپ اسوقت انکے ہان جایئے اور کچہری مین مجھ سے ملیے۔

امام الدین ۔ بہت خوب ۔ دو سو کیکو گن دون ۔

وکیل ۔ قائم علی یہ روپے گنوا لو۔

امام الدین خان نے روپے گن دیے ۔ چلتے وقت کہا حضور دس روپے ہمکو بھی اسمین سے دیجیے ۔ ہمارا بھی حق ہے۔

وکیل ۔ اگر استحقاق جتا کر آپ لینا چاہتے ہین تو مین نہ دونگا اور یون مانگتے ہین تو بسم اللہ لیجیے ۔

امام الدین خان نے کہا پھر اب جو چاہیے کیجیے۔ ہم تو جیسے آپکے نوکر ویسے نواب صاحب کے ۔ اور حضور آپ ہی لوگون کے ذریعے سے ہمین بھی چار پیسے ملتے ہین ۔

نواب صاحب نے تو منع کر دیا ہے کہ کچھ نہ لینا ۔ مگر نہ لین تو خرچ کیونکر چلے ۔ وکیل نے دس روپے گنوا دیے ۔

امام الدین خان نے لیے اور رخصت ہو کر چلے ۔ اثنا راہ مین تراب علی اور امام الدین مین باہم مشورہ ہوا ۔ تھوڑی دیر کے بعد کوچبین نے کہا حضور کونسلی کا مکان آن پہونچا ۔

امام الدین خان گاڑی پر سے اترے ۔ تراب علی کو بھی ساتھ لیا ۔ اور بیرا سے کہا صاحب کو اطلاع دو۔ بیرا نے کہا چلیے سلام دیا ہے ۔ آیئے امام الدین خان اور تراب علی اندر گئے ۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک راجہ صاحب بہادر ہاتھی پر سوار تشریف لائے۔ دس بیس گنوار لٹھ لیے ہوئے ساتھ پیچھے دو تین گھوڑوں پر مختار لوگ سوار۔ چپراسی نے آکر کہا حضور کٹاری کے راجہ صاحب آگئے ہیں۔ بیرسٹر نے ان لوگوں سے کہا آپ زرا تامل کریں۔ ہم راجہ صاحب سے مل لیں برآمدے میں راجہ صاحب سے ہاتھ ملا کر کمرے میں لائے۔ ویل راجہ صاحب آپ بہت اچھے۔ ہاں صاحب اچھا سب اچھا۔ اکال سٹ گیا ناہیں تو جو کہیں دس پانچ دن اور نہ برسے تو چپ۔ کال پڑ جات صاحب نے کہا ہاں مگر ابھی دو ایک چھینٹے اور پڑنے چاہییں۔ سنیے اس مقدمے میں کیا ہوا۔ وہ جو آپ سے اور آپ کے اس زمیندار سے لڑتا تھا۔ مختار نے کہا وہ مقدمہ تو ہار گئے صاحب کمشنر نے فیصلہ عدالت ماتحت کا بحال رکھا۔ حضور غور اس میں نہیں ہوا ورنہ بڑا مطلب نکلتا۔ اب دس پانچ نالشیں اور بھی دینے والی ہیں اور اس مقدمے کی نظیر دیکر سب کے سب ڈگری پا جائینگے۔ کچھ صلاح دیجیے نہیں تو بڑا نقصان ہوگا۔ آپ صاحب کمشنر کا فیصلہ ذرا پڑھ جائیے تو خود کہیے کہ بیشک اپیل کے قابل ہے۔ بیرسٹر نے کہا اچھا کاغذ آپ ہمارے پاس چھوڑتے جائیے۔ ہم آج دو بجے دیکھینگے۔ مختار نے کہا خداوند آپ تو یہاں سے کہیں چلے جائینگے ہم۔ تین مقدمے دائر تھے تینوں ہار گئے اور مفت بیرسٹر صاحب مسکرائے دل ہارنے میں تعجب کیا ہے۔ ضرور ہارو گے۔ چھوٹے چھوٹے وکیلوں کو مقرر کرتے ہو ہم سے مشورہ لیتے ہی نہیں۔

راجہ صاحب بہت ہی ہنسے۔ ہاں اور کیا۔ صاحب سے پوچھو تو ٹھیک ہی بات۔ اور نہیں کیا۔

بیرسٹر۔ بیشک جسے پوچھو ہم سب بتائیں۔

مختار۔ بیشک ہم سے پوچھو ہم سب بتائین۔
بیرسٹر۔ نہین۔ اتنی فرصت ہین کہان۔ اب پرسون آؤ۔
مختار۔ اور کل نہین۔
بیرسٹر۔ نہین۔ کل شکار کھیلنے جائینگے۔

اتنے مین چپراسی نے آنکر کہا حضور میم صاحب آئی ہین وہ جو ان صاحب کی بہن ہین جو کانپور سے پرسون آئے تھے۔ صاحب نے کہا آؤ۔ ول کدھر ہین۔ صاحب اٹھ کر گئے۔ ایک کمرے مین دونون بیٹھے پندرہ منٹ کے بعد میم صاحب گئین اور چلتے وقت کہہ گئین۔ پرسون ہمارا مقدمہ ہے آپ ضرور خیال رکھیے گا کہ وقت پر وہان پہونچ جائیے بیرسٹر نے مسکرا کر انکو باادب رخصت کیا۔

امام الدین اور تراب علی نے سلام کیا۔ بیرسٹر نے کہا ٹھہرے رہو۔ یہ کہکر راجہ صاحب کے پاس گئے اور پوچھا کچھ اور کہیے گا اب آپ پرسون آجائیے۔ راجہ صاحب رخصت ہو گئے۔

امام الدین خان صاحب سے ملنے ہی کو تھے کہ ایک فٹن آئی۔ چپراسی نے کہا شارٹ صاحب سوداگر آئے شارٹ صاحب سوداگر نے صاحب کے پاس اپنا کارڈ بھیجا۔ چپراسی نے آکر کہا چلئین حضور۔

تراب علی پھر بیٹھ گئے۔ امام الدین خان سے کہا یار یہ بڑی مصیبت ہے خداہی خیر کرے۔ اب شاید آج ملاقات ہو پھر دوڑنا پڑیگا —— آدھ گھنٹے تک صاحب بیٹھے رہے۔ اٹھنے ہی کو تھے کہ وہ مہاجن رتھ پر سوار کسی گانون سے آئے۔

چپراسی نے صاحب کو اطلاع دی صاحب نے انکو بھی بلوا لیا۔
ایک مہاجن۔ بڑا بھاری مقدمہ ہے اپکی۔
بیرسٹر۔ آکر دس بارہ لاکھ کی نالش۔

دوسرا مہاجن - دس بارہ لاکھ کی نہین تو ستر ہزار مین تو فرق نہین۔

بیرسٹر - او - یس - بہت کم ہی۔

مہاجن - کم ہی!

بیرسٹر - اپیل ہی کوئی۔

مہاجن نے چپراسی سے کہا ذرا ہمارے کارندے کو باہر سے بلا لو - لاؤ تو جلد

مختار عام آئے - صاحب کو سلام کیا -

بیرسٹر - اپیل ہی کوئی -

مختار - نہین حضور - ابتدائی مقدمہ ہی - اپیل نہین ہی -

بیرسٹر - اچھا -

مختار - آپ سے تو کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہین ہی - بس مین کل حاضر ہو جاؤن گا ہمارے ضلع بھر مین دھوم ہی حضور کی -

بیرسٹر (ہنسکر) - ہم حاکم لوگ سے اپنے موکل کی طرف سے خوب لڑتا ہی اچھا پرسون آپ آئین صبح کو -

دونون مہاجن رخصت ہوئے - صاحب نے چپراسی سے کہا ڈال او سب تیار ہو -

امام الدین اور تراب علی دونون حیران کہ یا خدا یہ کیا ماجرا - اور سب آئے ملاقات ہوئی ہم منہ ہی تاکتے رہے - چپراسی سے کہا واہ صاحب سے ہمارا بھی تو ذکر کر دو کہ حضور نے کہا تھا ذرا تامل کرو - پھر اب کب تک تامل کیا جائے چپراسی نے صاحب سے کہا خداوند دو مقدمے والے کھڑے ہین - صاحب نے کہا ہمکو یاد ہی -

تھوڑی دیر کے بعد آدھا گیا - صاحب باہر تشریف لائے -

امام الدین - خداوند ہم کھڑے ہین اس وقت سے -

بیرسٹر۔ کیا مقدمہ ہے۔

امام الدین۔ حضور بڑے مجے ہوے۔ نواب صاحب نے ایک یابو دو سو کو خرید کیا۔

سنا وہ چوری کا ہے۔

بیرسٹر۔ اوہ مال مسروقہ۔ پنل کوڈ دیکھیے۔ دفعہ ۴۱۱۔ مگر بد دیانتی سے نہ لیا ہو

ورنہ جرمانہ اور قید تین برس تک۔

امام الدین۔ حضور بدنیتی سے نہیں لیا تھا۔

بیرسٹر۔ ول تو پھر کچھ پروا نہیں۔

تراب علی۔ اسکا ثبوت دینگے ہم۔

بیرسٹر۔ اچھا آپ لوگ ایک گھنٹہ ٹھہریں یا جائیے شام کو آئیے کوئی پانچ بجے

ٹھیک پانچ بجے ملو۔

یہ کہکر بیرسٹر صاحب اوسی پر سوار ہوگئے اور دونوں مصاحب نواب

صاحب کی گاڑی پر سوار ہو کر چلے۔ مگر بیرسٹر کی ملاقات سے خوش

ہوے۔

امام الدین۔ اللہ رے دماغ۔

تراب علی۔ کچھ ٹھکانا ہے۔

امام الدین۔ چین کرتے ہیں۔ واللہ پانچوں گھی میں۔

تراب علی۔ ارے یار ہم بھی بارسٹر ہوتے تو بڑا لطف تھا کیوں امام الدین۔

امام الدین۔ اب بیرسٹر ہو چکے۔

تراب علی۔ جی ہاں رہیں جھوپڑوں میں خواب دیکھیں محلوں کا۔

امام الدین۔ بات تک اچھی طرح نہیں کرتے۔

تراب علی۔ جی اور کیا۔ بھلا ہوگی کوئی ہزار روپے مہینے کی آمدنی۔

امام الدین۔ واہ کوستے ہو۔ کم سے کم تین ہزار۔

تراب علی۔ آہوہ۔ اللہ اللہ۔

امام الدین - اب پانچ بجے پھر آنا ہے۔
تراب علی - یار یہ تو بڑا غضب سنائی کہ جرمانہ اور قید اور سزا۔
امام الدین - یقینی کیونکر ثابت ہوگی۔
تراب علی - ہاں رئیس آدمی ہیں - اور مشہور رئیس۔
تراب علی - سچ تو جاوین ہی گے مگر استاد ہماری تمہاری چڑھ بنی ہے کہ نہیں جیتا
جی چین لکھتا ہے۔
امام الدین - سچ نہ جائینگے تو ہوگا کیا - کوئی ایسے ویسے ہیں اور ہم تم تو قسمت کے
دھنی ہیں ہی۔

امام الدین اور تراب علی نواب صاحب کے مکان پر پہونچے تو دیکھا کہ کمرے ہیں اور کئی سفید پوش تشریف رکھتے ہیں - یہاں ہی کی باتیں ہو رہی تھیں چھوٹے نواب صاحب نے پوچھا کیسے وکلا نے کیا راے دی - امام الدین خان نے کہا - خداوند فضل الٰہی ہے - گھبرانے کی بات نہیں ذرا خوف نہ کیجیے وکیل کے ہاں پہلے گئے - انکی صلاح ہوئی کہ ایک بیرسٹر بھی ہو - بڑی دیر تک سب حال پوچھا کیسے کیسا بابو ہے - کیا بابو ہے - کیسے کیسے جب انکے ذریعے سے بکا کب خریدا - قیمت کیا دی جس نے بابو بیچا وہ کہاں ہے - ہزاروں ہی باتیں پوچھیں آخر کار تسلی دی کہ کچھ خوف کا مقام نہیں ہے - پھر وہاں سے بیرسٹر کے ہاں گئے خداوند بس بیان کا حال نہ پوچھیے کوٹھی ایسی سجی سجائی ہے کہ بادشاہ - باتیں ہونے ہی کو تھیں کہ ایک راجہ صاحب آ گئے - ہاتھی پر سوار بڑی شان و شوکت سے اب آئے ہوئیں باہم سے مخاطب ہوئے - پھر دو صاحب آئے اُنسے باتیں رہیں - پھر خدا جانے کون کون آیا - مگر سب امیر کبیر - سب رئیس زادے اور روپے والے ہم باہر ٹہلتے رہے - اتنے میں چپراسی نے آ کر کہا کہ صاحب آ گئے ہیں - آپ چلے نہ جائیے گا - آٹھ گھنٹے بعد

کرتے ہوے۔ دل کیا مانگتا ہے۔ عرض کیا خداوند ہمکو سرکار نے بھیجا ہی
حضور کا نام سنتے ہی کرسی دی اندر لے گئے۔ بٹھایا سب حال پوچھا
آخر مین کہا کہ اُمید کچھ ہونا نہین ہی۔ ہمارے پاس شام کے پانچ بجے
آؤ۔

نواب صاحب نے کہا کہ اپنی عمر آئی۔ ہزارون گھوڑے اور یابو
اور باغ اور مکان اور محل اور بارہ دریان اور نشین اور ہوادار خریدے
مگر خدا کی عنایت سے ایسا اتفاق کبھی نہین ہوا۔ ابکی یہ گل کھلا۔ اب گو کچھ ہونا
نہین ہی مگر بدنامی تو ہی۔

منشی کرپارام صاحب نے کہا جی نہین نواب صاحب بدنامی کیسی یہ کیجیے
کرمت کی جھنجھٹ ہی۔

نواب صاحب بولے ہان صحیح ہی۔ پریشان کر دیا۔ انتہا کا پریشان کر دیا
اب طرح طرح کے خیالات دل مین آتے ہین۔ چوری کے مال کی خریداری۔ ہم
قانون سے واقف نہین۔ حکام کا سامنا۔ اللہ ہی اپنا فضل کرے ہمین تو اب
یقین ہی کہ اور چاہے کچھ نہو جرمانہ تو ضرور ہی ہوگا۔ ملک بے سیاست
مال بے تجارت مشہور ہی۔ سیاست مدن کے اصول ہی یہ ہین کہ جو خلاف
قوانین وآئین موضوعہ واصول قانون عمل مین لائے ضرور سزا پائے۔ اب
وہ تو ہی نہین کہ حبیب الدولہ بہادر نے سفارش کی اور چاہے کیسا ہی
مجرم کیون نہو رہا کر دیا گیا۔ نجیب الدولہ بہادر کی خوشامد کی اور عہدون
برتاو دیتے چلے آتے ہین۔ اب تو سزا اور جزا دونون ہین مگر جزا کم سزا زیادہ
اگلے وقتون مین ذرا ذرا سی بات پر شہنشاہ خوش ہوکر لاکھون کرورون
روپے نکلتے تھے۔ کسی کو جاگیر عطا کی کسی کو خلعت دے دیا۔ اب
کبھی سننے ہی مین نہین آتا۔ کفر خدا فرنگ مین۔ ہان اتنا ہی کہ
خطاب شاہی ملتے ہین۔ نجم الہند۔ ستارۂ ہند۔ کے سی و س

خدا جانے کیا ہم تو اچھی طرح کہہ بھی نہین سکتے - انکے ہان ذرا اخلاق کم ہو ظاہرداری گو اچھی نہو مگر لازمۂ انسانی ہو اور ضرور کسی قدر برتاؤ اسکا بھی چاہیے -

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ برق انداز وردی پہنے ، چپ رپ کرتا ان موجود ہوا -

چھوٹے حضور بولے خدا وندا خیر کیجیو - روشن علی کانپ اٹھے حوالی موالی کی نظر انکے جانب تھی - اسکے بعد جمعدار صاحب آئے - حاضرین جلسہ مین سے ایک صاحب نے کہا چلیے بس اب بات بن گئی یہ ہمارے سالے ہین -

جمعدار صاحب نے بڑے ادب سے چھوٹے نواب صاحب کو بندگی کی اور بیٹھکر کہا - حضور یہ کیا بات ہوئی - اور وہ نمک حرام مصاحب کون ہی جسنے دھوکا دیا -

نواب صاحب نے کہا یہ تشریف رکھتے ہین - جمعدار صاحب نے کہا اخاہ آپ ہین - تو کیون نہو پھر یہ تو تھانے لگیے ہین بڑا شرابی ہے - ایک قتل کے مقدمے مین بھی ماخوذ ہوسکے تھے حضرت - خدا انکے محفوظ رکھے - انکے کاٹے کا تو منتر ہی نہین - یہ بابو کس کا تھا بولو -

روشن علی - اجی صاحب ہم تو چور ہو ہی گئے سارا قصور ہمارا ہی ہو کیون - مگر ہمارا خدا خوب جانتا ہو کہ ہم بے قصور ہین - اللہ جانے بندہ جانے یا نہ جانے کچھ پروا نہین -

جمعدار - کون سا اجی یہ ڈھکوسلے رہنے دو بالاے طاق - صاف صاف جواب دو - وہ کون تھا جو بابو لایا تھا -

روشن علی - ایک شخص ہی -

جمعدار - تقریر کو سنیے - ایک شخص ہو شخص نہین تو کیا گدھے بھی بابو بنا کرتے ہین -

روشن علی - تو آپ بگڑتے کیون ہین -

جمعدار۔ اچھا تیکھے بھی ہوے چلتے ہین آپ ہین ٹھیک بنا دونگا ابھی نکرام نہین کا۔

روشن علی۔ خدا خوب واقف ہی۔

جمعدار۔ ہم لوگ تو واقف ہو ہی گئے۔ خدا کا واقف ہونا کوئی تعجب کی بات ہی۔

روشن علی۔ خدا ہی مالک ہی ہمارا۔

نواب صاحب کو از بس تشویش تھی کہ یا خدا یہ ہونا کیا ہی اور کچھ نہو تو اسیقدر کیا کم ہے کہ مال مسروقہ کی خریداری کا جرم عاید ہوا۔

یہ تھوڑا ہی۔ اور اگر حاکم نے دس پانچ روپے جرمانہ کر دیے تو ستم کا سامنا ہی۔ گو دس پانچ ہزار مین بھی ہمارا بال بیکا نہین ہو سکتا تاہم بیعزتی تو ہی۔ اور بیعزتی بھی کیسی کہ بد نیتی سے مال مسروقہ خرید لیا۔ مگر جمعدار نے جو جھک کر سلام کیا اور روشن علی کو للکارنا شروع کیا تو کسی قدر ڈھارس ہوئی۔ حاضرین نے کہنا شروع کیا کہ خدا وند دیکھ لیجیے گا جو کچھ بھی ہو۔ ہونا ہوانا کچھ بھی نہین ہی۔ لیکن روشن علی چپیٹ مین آ گئے انکی خیر نہین نظر آتی۔ یہ اب دین کے رہے نہ دنیا کے۔ ع

گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ اودھر کے رہے

دمڑی کی ہنڈیا گئی کتے کی ذات پہچان لی۔

جمعدار۔ تنکر سلے کہان ہین۔

روشن علی۔ ہم سے کہکر گیا تھا کہ کانپور جاتا ہون۔ خدا جانے کہان گیا۔

جمعدار۔ تم سے کہان کی ملاقات ہی۔

روشن علی۔ ہم اور وہ شاہی مین رسگلے والی پلٹن مین نوکر تھے۔

جمعدار۔ وہ تمھارے یہان کتنے روز ٹکا رہا۔

روشن علی۔ دس بارہ روز۔

جمعدار۔ بابو کی نسبت کیا بیان کرتا تھا۔
روشن علی۔ کہتا تھا کہ وہی باٹن کے میلے سے لایا ہون۔
جمعدار۔ تمھارا سا چھا کیونکر ہوا۔
روشن علی۔ ہم سے کیا واسطہ۔ ہمارا سا چھا کیسا۔
امام الدین۔ ائین۔ خدا سے خوف کرو۔ خدا سے ڈرو۔ لاحول ولا قوۃ۔
روشن علی۔ کیا کچھ جھوٹ ہو۔ ہمارا سا چھا کیا معنی۔
امام الدین۔ مرد خدا تم نے نہین کہا تھا کہ ہمارا اور انکا سا چھا ہو۔
چھمن۔ اور انھون نے بھی انکریزی بیان کیا۔
چھوٹے نواب۔ تو یہ کہیے آپنے سچ مچ دھروانے ہی کی فکر کی تھی۔
امام الدین۔ صاف ظاہر ہو۔
جمعدار۔ آپ کا کچھ نہ بگڑیگا۔ اِنکے ماتھے جائیگی۔ اُنکی خیر نظر نہین آتی۔
چھمن۔ توبہ توبہ۔
حاکم علی۔ ایک مچھلی سارے تالاب کو گندا کرتی ہو۔
چھمن۔ جی اور کیا اِنکے (سبب سے) ہماری بھی ساکھ گئی۔
نواب صاحب۔ پہچاننے والا آدمی چاہیے۔ یہ تو ابھی بالکل ناتجربہ کار ہین۔
جمعدار۔ جی ہان حضور۔ ابھی کم سن نام خدا کم عمر ہین۔
شیخ صاحب۔ گرابل اور رشید اور سعید۔
چھوٹے نواب۔ روشن علی تُمنے ہمین بہت بدنام کیا۔

جمعدار نے کہا بابو ہمارے ساتھ کیجیے۔ روشن علی آپ تو نے بابو نواب صاحب کے ہاتھ فروخت کیا۔ تمھارا چلنا بھی فرض ہے۔ نہین تو چلو گے تو چلیگا کون۔ اور امام الدین خان کو ساتھ بھیج دیجیے۔

ابھی بالفعل یہی کافی ہو۔ روشن علی نے تلخ مچایا۔ واہ نیم نہین کے جلدار ڈبلے کہار ہین شاہ مدار۔ امیرون سے چلتی نہین۔ غریبون کے سپاہ

جمعدار بن بیٹھے۔ اور چلنے کو جہان کہو چلتا ہون۔ نہ چلنا کیا معنے چلین۔ بیچ کھیت۔ یاران چوری نہ پیران دغا بازی۔ چلیے۔ مگر ہماری آہ تو ضرور اثر دکھائیگی۔

جمعدار۔ اخاہ آپ ولی بھی ہین۔

روشن علی۔ اب تو چور ہین۔ مگر اللہ بچانے والا ہی۔

حاضرین نے متفق الرائے ہو کر کہا کہ بیشک اسمین روشن علی ہی کا قصور ہی۔ اور روشن علی کے چور ہونے مین اصلا شک نہین۔ نواب صاحب کی شرافت ہی کہ خاموش بیٹھے ہین ورنہ کوئی دوسرا ہوتا تو زدوکوب کی نوبت آجاتی۔

ایک صاحب نے یہ کہا۔ دوسرے نے اتفاق رائے کیا۔ تیسرے نے کہا خدا کی قسم اسقدر بے بھاؤ کی پڑتین کہ ایک بال تو کھوپڑی پر [illegible] بالکل گنجی نظر آتی۔ چار ابرو کا صفایا۔ چوتھے صاحب بولے۔ واللہ [illegible] کوٹھری مین اتنا گدیاتا۔ اتنا گدیاتا اسقدر پیٹتے کہ [illegible] چھٹی کا دودھ یاد آتا دل لگی نہین ہی۔

شیخ صاحب۔ جی اس مین کیا شک ہی۔

چھمن۔ خداوند مین اس شخص سے بہت ڈرتا تھا کئی بار مجھ سے انسے تکرار بھی ہو چکی چھوٹے حضور اسکو خوب جانتے ہین۔ مگر مین نے چاہا کہ حضور سے عرض کرون لیکن خوف تھا کہ مبادا چغلخور سمجھے۔ بس اس سبب سے خاموش ہو رہا۔ ورنہ پہلے ہی کہ دیتا۔ اللہ پھر یہ بھی سمجھا کہ چاہے حضور کی بدولت پاتے ہین [illegible] بھائی کیون ماردن۔

الغرض بابو کو لیکر جمعدار اور کانسٹبل رخصت ہوے اور روشن علی ساتھ گئے۔

چھوٹے نواب صاحب نے امام الدین خان کو حکم دیا کہ جاکر [illegible]

کرہٹن آؤ شام کو انھون نے بلایا تھا۔ بیرسٹر کی کوٹھی سے واپس آکر یون گفتگو کی۔
امام الدین۔ خداوند پہلے تو کہا تعزیرات ہند دیکھو۔ یہ ہو وہ ہی۔ ہم ایسا مقدمہ نہین سے گا۔ نواب اور رئیس ہو کر چوری کا مال خرید یا۔ جرمانہ ہوگا اور یہ ہوگا وہ ہوگا۔ پھر کہنے لگے کہ کچھ لائے بھی ہو۔ یا خالی خولی باتین ہی بناتے ہو۔ ہم کیا دینگے نواب تمھارے۔ مین نے کہا جو آپ فرمائین۔ خداوند کہنے لگے تین ہزار۔ میرے تو ہوش اُڑ گئے۔ مگر تراب علی نے تڑسے کہہ دیا کہ منظور اور یہ کہکر صاحب کے قدمون پر ٹوپی رکھ دی کہ حضور ذرا غور کرکے سب باتین متعلق مقدمہ سن لیجیے۔ کہا پہلے روپیہ لاؤ حاتم علی بولے اِنکو جانے دیجیے۔ مین بیٹھا ہون۔ مگر سن لیجیے کہ بات کیا ہوئی۔ کونسلی نے کہا بہت ہم سب سمجھ گئے۔ اب خداوند کوئی ہندوستانی ہو تو بس چلے۔ ان لوگون سے بھلا کیا بس چل سکے۔ تو اقرار یہ ہوا کہ پندرہ سو آج دین اور پندرہ سو پیشی کے دن۔

امام الدین خان نے پندرہ سو روپیہ ایک مہاجن کی دُکان مین جمع کرا دیا چور کے ساتھ گرو کٹے میان تراب علی اور حاتم بھی ساتھ ساتھ گئے تھے کہ ایسا نہو امام الدین خان رقم کی رقم نلوہ اُڑا دین۔ چور کے گھر مین چور آئے۔ یہ دونون بھونون چاٹ کے رہ جائین۔

چھوٹے نواب نے تاکید کر دی تھی کہ جس طرح ممکن ہو ہم عدالت مین جانے سے بچ جائین۔

امام الدین خان دوسرے روز پھر بیرسٹر کے ہان گئے۔ ملاقات ہوئی بیرسٹر نے کہا ہم ڈیڑھ ہزار روپیہ لینگے۔ امام الدین خان کی باچھین کھل گئین دست بستہ عرض کیا کہ خداوند غلام حاضر ہے جو حکم ہو پیش کرے مگر بارہ سو قبول فرمایئے۔ بیرسٹر نے کہا۔ ہرگز نہین۔ جو کہا وہی لینگے۔

امام الدین خان بیرسٹر سے رخصت ہوئے سات سو روپیہ مہاجن سے لیکے بیرسٹر کو دیا اور کہا پانچ سو پیشی کے روز ضرور دونگا۔ حضور نواب صاحب کو عدالت تو نہ جانا پڑیگا۔

بیرسٹر۔ ضرور جانا پڑیگا۔

امام الدین۔ بھلا خداوند کوئی ترکیب بچ جانے کی بھی ہے۔

بیرسٹر۔ عدالت میں ضرور حاضر ہونا پڑے گا۔ اس سے بچ نہیں سکتے۔

امام الدین۔ حضور اگر کوئی تدبیر بن پڑے تو کچھ اور نذر کیا جائے۔

بیرسٹر۔ ہاں غیر ممکن ہے۔ وارنٹ آگیا ہے نواب صاحب کے نام۔

امام الدین۔ معلوم نہیں۔ تھانے سے جمعدار اور سپاہی آیا تھا یوسف بیگ اور روشن علی تو پڑے گئے پھر نہیں معلوم کیا ہوا۔ خدا جانے۔

بیرسٹر۔ پیشی کب ہے۔

امام الدین۔ ابھی نہیں معلوم۔ کوئی دن مقرر نہیں ہوا۔ تو خداوند پھر اب عدالت کا جانا ضروری ہے۔ کوئی بات ایسی نہیں پیدا ہو سکتی کہ حاضری عدالت سے بری ہو جائیں۔

بیرسٹر۔ نہیں سو تی نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔

امام الدین خان بیرسٹر سے رخصت ہوئے۔ وکیل کے ہاں آئے تین سو روپیہ محنتانے کا وکیل سے اقرار ہوا ڈیڑھ سو نقد دیئے ڈیڑھ سو کا وعدہ کیا کہ پیشی کے دن دینگے۔

نواب صاحب کے ہاں تشریف لائے چھوٹے نواب صاحب تو منتظر بیٹھے ہی تھے انکے پہونچتے ہی پوچھا کہو خیریت ہے کیا بات چیت ہوئی۔

امام الدین خان۔ حضور بیرسٹر نے بہت غور کیا۔ کئی کتابیں انگلش پٹیں ادھر دیکھا اودھر دیکھا۔ کہا۔ کہ کچھ پروا نہیں۔ ہم نواب صاحب کو بچا لینگے۔ بال تک بیکا نہو گا۔ تم لوگ گھبراؤ نہیں۔ خداوند میں آبدیدہ ہو گیا

والد کی قسم آنسو جاری تھے۔ صاحب نے کہا رونے کی بات نہیں۔ ہم نواب صاحب کو بالکل بری کردے گا۔ مگر شکرانہ ضرور دے گا۔ عرض کیا کہ لینے دینے کی طرف سے آپ مطمئن رہیں۔ خدا نے چاہا تو آپ کی امید سے زیادہ آپ کو ملیگا۔ مگر واسطے خدا کے بہت کچھ پیروی کیجیے تشفی کی کہ اب تم جاؤ اور نواب صاحب سے بھی کہدو کہ گھبرائیں نہیں کچھ نہ ہوگا۔

نواب۔ شکر ہی شکر ہی۔ مگر ہمکو عدالت تو نہ جانا پڑیگا۔ اسکا جواب دو۔ اگر عدالت تک جانے کی ضرورت نہو تو جان میں جان آئے۔ دو چار سو اور زیادہ لین چاہے مگر بری کردیں۔ اجی مطلب یہ کہ مقدمے سے اور جرم سے تو ہم بری ہو ہی جاینگے مگر حاضری عدالت سے ہمکو مستثنی کردیں تو خوب بات ہی کوئی قانونی بحث کریں۔ آخر قانون دان ہیں کہ باتیں یا نام ہی کے بیرسٹر بن بیٹھے ہیں۔

امام الدین۔ خداوند غلام کی تو یہی راے ہی کہ پیشی کے دن پالکی گاڑی پر حضور سوار ہوں اور عدالت تک چلے چلیں دم کے دم میں مقدمہ ہو جائیگا ذرا جو تکلیف ہو تو جو جی چاہے وہ کیجیے۔ کونسلی نے کہا کہ اگر عدالت میں حضور حاضر ہونگے تو فوراً بری ہو جاینگے اور اگر نہ تشریف لے گئے تو جرمانہ ضرور ہوگا۔ سو حضور اپنی تکلیف گوارا کریں اور وہاں تک چلے چلیں بس اللہ اللہ خیر صلاح۔ اک بس دم کے دم میں حضور چلے آئینگے بات کرتے۔

تراب علی۔ کہتے تو سچ ہیں خداوند۔ غلام کی بھی یہی راے ہی۔ جانا ضروری امر ہی۔ مجبوری ہو اور آپ کی تو خود صاحب مجسٹریٹ تعظیم کرینگے حضور کچھ اس طرح تھوڑا ہی جاینگے جیسے اور لوگ جاتے ہیں۔ کیوں بھائی امام الدین خان ہمہ شما کی اور بات ہی۔ اور حضور کی اور بات ہی۔ ہو کچھ نہیں۔ حضور چلے چلیں آس رانہ

نواب۔ اف۔ غضب ہو گیا آج تک عدالت جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا

تھانہ دار نے کہا محرر تھانہ کے پاس جاؤ۔ محرر نے علیحدہ لیجا کر کہا کہ روشن علی بالکل انکار کرتا ہی اگر نواب صاحب کچھ دین تو اظہار بدل دون۔

امام الدین خان نے چالیس روپے بھیجے اور کہا تھوڑی دیر مین اور روپیہ بھی نذر کرونگا۔ اظہار بدل دیجیے۔ چالیس روپے لیکر کہا بس چالیس ہی واہ مگر خیر کچھ دینا کہ باقی کا روپیہ بھی جلد بھیجین۔ آدمی رخصت ہوا۔

محرر نے روشن علی سے کہا کہ تم صاحب مجسٹریٹ کے اجلاس مین انکار مت کرنا۔ کہنا ہم کچھ جانتے ہی نہین اور اِدھر اُدھر اظہار نواب صاحب کے خاطر خواہ لکھ دیے۔ روشن علی اجلاس پر پہونچے اظہار لیا گیا تو کہا کہ خداوند مین تو غریب آدمی ہون ٹکے کی اوقات۔ شہر بھر جانتا ہی کہ بدوضع نہین شریف زادہ ہون۔ مگر نواب صاحب کا نمک کھایا ہی اُنکے خلاف کیا کہون حضور صاف صاف تو یون ہی کہ لالہ شنکر سہائے کو مین پہلے نہین جانتا تھا۔ صورت آشنا بھی نہ تھا۔ نواب صاحب نے مجکو حکم دیا کہ اپنے مکان مین انکو ٹکاؤ۔ آقا کا حکم مین نے فوراً منظور کر لیا مجھے کیا معلوم کہ کیا ہنڈیا پک رہی ہی۔ نواب صاحب نے باسٹھ روپے کو یابو خریدا اور لالہ دے کے چل دیے۔ جب یہ حال کھلا کہ چوری کا مال ہی تو نواب صاحب نے کہا کہ تم جرم اپنے اوپر عائد کر لو ہم تمھارے گھر مین تیس روپے مہینے کے مہینے بھیجا کرینگے۔ اور دو سو نقد دینگے۔ اور اگر حاکم نے جیل خانہ کیا تو وہ بھی ہمارے ذمے۔ اب خداوند چاہے پھانسی دیدیجیے۔ غلام اب تک جھوٹ نہ بولیگا مین تو راضی ہو گیا۔ سوچا کہ اگر قید ہوے تو گھر مین تیس روپے مہینے کے مہینے پہونچینگے اور دو سو نقد ملینگے۔ یہ تو بڑی چیز ہی مگر گھر مین جا کر جو بیان سنا تو میری گھروالی نے [illegible] کہا ہم نا قدر کرینگے مگر تم

نواب صاحب کا حکم نہ مانو۔ قید ہو گے نام بد ہو گا۔ کسی کو منھ دکھانے کے قابل نہ ہو گے۔ خداوند یہ بات مین نے پسند کی اور کیون نہ پسند کرتا۔ نواب صاحب کے سب مصاحب مجھسے بگڑ گئے۔ اور تھانے بھجوایا۔ وہان سے یہان آیا اب خدا مالک ہی۔ جو حکم ہو بجا لاؤن۔

صاحب کے دل پر اس تقریر نے بڑا اثر کیا کھٹک گئی کہ یہ شخص بے قصور ہی۔ فوراً حکم دیا کہ نواب صاحب کے نام وارنٹ جاری ہو اور روشن علی حوالات مین رہے۔

سر رشتہ دار نے معًا نواب صاحب کو اطلاع دی۔ اور جی کڑا کر کے یہ رقعہ لکھا۔

حضور اقدس۔ گو حضور کی خدمت مین نیاز نہین حاصل ہی۔ مگر آپ ہمارے شہر کے رئیس اعظم ہین چاہے موقوف ہو جاؤن چاہے سزا پاؤن مگر ایک افسوس ناک خبر سنی ضرور اطلاع دونگا۔ کہ بابو واسے مقدمہ مال مسروقہ مین ہمارے صاحب بہادر نے وارنٹ گرفتاری جاری کرنے کا حکم دیا ہی۔ افسوس صد افسوس۔ یہ خط بعد ملاحظہ چاک کر ڈالیے۔

آپکا خادم مشتاق علی عفی عنہ

یہ خط نواب صاحب کے پاس بھیجا۔

اب سنیے کہ صاحب بنگلے چل دیے۔ سر رشتہ دار صاحب نے وارنٹ تو لکھوایا مگر صاحب سے دستخط کے لیے نہ کہا کل کارروائی ختم کرکے نواب صاحب کے دولتخانے پر پہونچے۔

اب یہان کا حال سنیے کہ ادھر خط آیا ادھر نواب صاحب ڈاڑھین مار مار کر رونے لگے خط کے آتے ہی امام الدین خان بھی داخل ہو گئے۔

امام الدین - حضور غضب ہو گیا -

نواب - اُف ہائے کیا کرون زہر کھا ہون -

بڑے نواب صاحب کو خبر ہوئی - خود بھی دوڑے آئے پرانی شکر رنجی کا اصلاح خیال نہ کیا - اور محبت پدری کا مقتضا ہی یہ تھا مالک ہو خدا مالک ہو - کچھ گھبرانے کی بات نہین ہو - دیکھو مین ابھی فکر کرتا ہون -

چھوٹے نواب - ابا جان

بڑے نواب - کچھ نہ گھبراؤ -

چھوٹے نواب - اب فکر کا وقت کہان ہو - وارنٹ آتا ہو گا -

سررشتہ دار - نہین نہین یہی تو مین نے چالاکی کی - آج دستخط کے لیے صاحب کے پاس وارنٹ نہین لے گیا - اور کل اتوار ہو پرسون تعطیل -

بڑے نواب - بڑا احسان کیا ہو - حضرت

امام الدین - حضور شریف زادے ہین -

بڑے نواب - تو پرسون تک ہمکو مہلت ہو -

سررشتہ دار - جی ہان حضور -

بڑے نواب - آپ کا تو درم ناخریدہ غلام ہون - خط چاک کر ڈالو -

سررشتہ دار - مین تو سوچ چکا تھا کہ چاہے نوکری جائے مگر حضور اس بلا سے بچین -

بڑے نواب - بڑا احسان کیا -

بڑے نواب نے صاحبزادے کی تشفی کی اور کہا کہ بیشک ہو تو گھبرانے ہی کی بات بلکہ زہر کھا لینے کی - لیکن تسکین یہ ہو کہ دو دن ہم کو اختیار ہو چاہے جس طرح کا بندوبست کر لین - آج اور کل آج تو

کچہری برخاست ہی ہو گئی - اور کل اتوار ہی-

سررشتہ دار صاحب نے پھر کہا کہ حضور پرسون بھی تعطیل ہی-

نواب صاحب بہت ہی خوش ہوے فرمایا الحمد للہ- جان مین جان آئی خدا نے عزت رکھ لی - ورنہ باقی کیا رہا تھا -

رفقا اور مصاحبین نے کہا اسمین کیا شک ہی خداوند - بڑی بیڈھب ہو گئی تھی - نواب صاحب بولے مگر اب کہ بن تو کیا کرین- جان خفطے مین ہی کچھ کرتے دھرتے بن ہی نہین پڑتی - سنگ آمد و سخت آمد مگر - ع

بر سر اولاد آدم ہر چہ آید بگذرد

شاکر اور صابر رہنا چاہیے - ان اللہ مع الصابرین والشاکرین افسوس تو یہ ہی کہ اب وارنٹ ٹالے نہین ٹل سکتا -

چھوٹے نواب صاحب نے کہا ابا جان واسطے خدا کے زہر منگوا دیجیے - مجھسے یہ بیغرتی نہ سہی جائیگی - ایسی زندگی سے تو مرنا ہی بہتر ہی-

امام الدین خان نے کہا خداوند اب کچھ بن ہی نہین پڑتی - اور حضور خدا نکرے کہ کہین صاحب کو یاد ہو - اور خدانخواستہ وارنٹ جاری ہی کر دین - تو بس غضب ہی ہو جائے - خداوند اب یہ موقع نہین ہی کہ جھوٹ موٹ باتین بنائین اب موقع یہ ہی کہ حق نمک ادا کرین - قدیم نمک پروردہ سرکار ہین - حضور جب سے سنا ہی اللہ جانتا ہی روح لرزتی ہے - اُف (کانپ کر) - خدا وہ وقت نہ دکھلائے مین تو کانپ اٹھتا ہون خداوند - بس اب ہماری صلاح یہ ہی کہ چھوٹے حضور آج ہی انتظام کرکے عتبات عالیات کے لیے چپکے سے چل کھڑے ہون - ہم خرما و ہم ثواب - اور تب تک یہان بڑے حضور سب ٹھیک ٹھاک کر رکھین -

میان جھمن بولے خداوند اب سوچنے اور غور کرنے اور صلاح

و مشورہ کا موقع نہیں۔ ا۔ اب تو آبر و پر بن آئی ہے۔ ورنہ ہماری تو صلاح یہی ہے کہ نیپال کی ترائی میں ہو رہئیے۔ اور وہاں سے خاص الخاص نیپال اتر جائیے۔ ذرا ہم جوکھم کی بات نہیں۔ غلام ساتھ ساتھ چلے گا۔ ہمراہ رکاب دو مہینے چار مہینے میں یہاں معاملہ رو براہ لائیگا۔ چلیے کچھ بھی نہ تھا۔

دوسرے روز بڑے نواب صاحب خود صاحب ضلع کی ملاقات کو گئے اور وہاں سے آکر یوں بیان کیا۔

بڑے نواب۔ آج ملاقات کا دن ہے۔ صدر الصدور صاحب اور ڈپٹی صاحب اور دو ایک تعلقہ دار اور اہلکار اور خدا جانے کون کون تھے۔ ہمارے آنے کی اطلاع ہوئی تو استقبال کو آئے۔ بڑے خلیق آدمی ہیں۔ ہاتھ ملایا۔ کمرے میں لے گئے۔ جاتے ہی میں نے کہا اب اس شہر سے ہمارا چل چلاؤ ہے۔ اب کہیں اور جاکر رہینگے۔ پوچھا۔ کیوں کیوں یہ کیا بات ہے۔ میں نے کہا۔ بس اب یہاں نہ رہینگے اور نہ میں تو کس منہ سے بہت اصرار کیا کہ نہیں ضرور بتائیے اور جلد بتائیے۔ میں نے کل داستان بیان کی۔ وارنٹ کا نام سنتے ہی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ول۔ وارنٹ !!! کیا جاری ہوگیا۔

میں نے کہا نہیں جاری نہیں ہوا مگر لکھا گیا ہے۔ بہت افسوس کیا اور کہا آپ جائیں اور جاکر جلسہ دیکھیں اور خوشی کریں ہم اسید م مقدمہ اپنے ہاں منتقل کر لینگے۔ میں نے کہا میں از بس مشکور ہوا۔ فرمایا آپ اس بارے میں کچھ نہ کہیے جب کچہری کھلی تو بڑے صاحب نے آتے ہی کہا منشی روبکار لکھو۔

روبکار محکمہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر

حسب منشاء چٹھی انگریزی صاحب کمشنر بہادر نمبری ۱۶ در بارۂ انتظام

تصفیہ حدود اینجانب کے نزدیک لفٹنٹ کریب صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر کا جانا موقع پر ضرور ہی۔ لہذا کل مقدمات مال و فوجداری اجلاس صاحب موصوف سے منتقل ہو کر مقدمات مال باجلاس پنڈت رائے درگا پرشاد صاحب بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر منتقل کیے جائیں۔ اور چالان فوجداری باجلاس اینجانب منتقل ہوں لہذا حکم ہوا کہ نقل روبکار ہذا پاس لفٹنٹ کریب صاحب بہادر کے بھیجکر تلمی ہو کہ فوراً موقع پر تشریف لیجائیں اور آج ہی مقدمے منتقل کر دیں۔

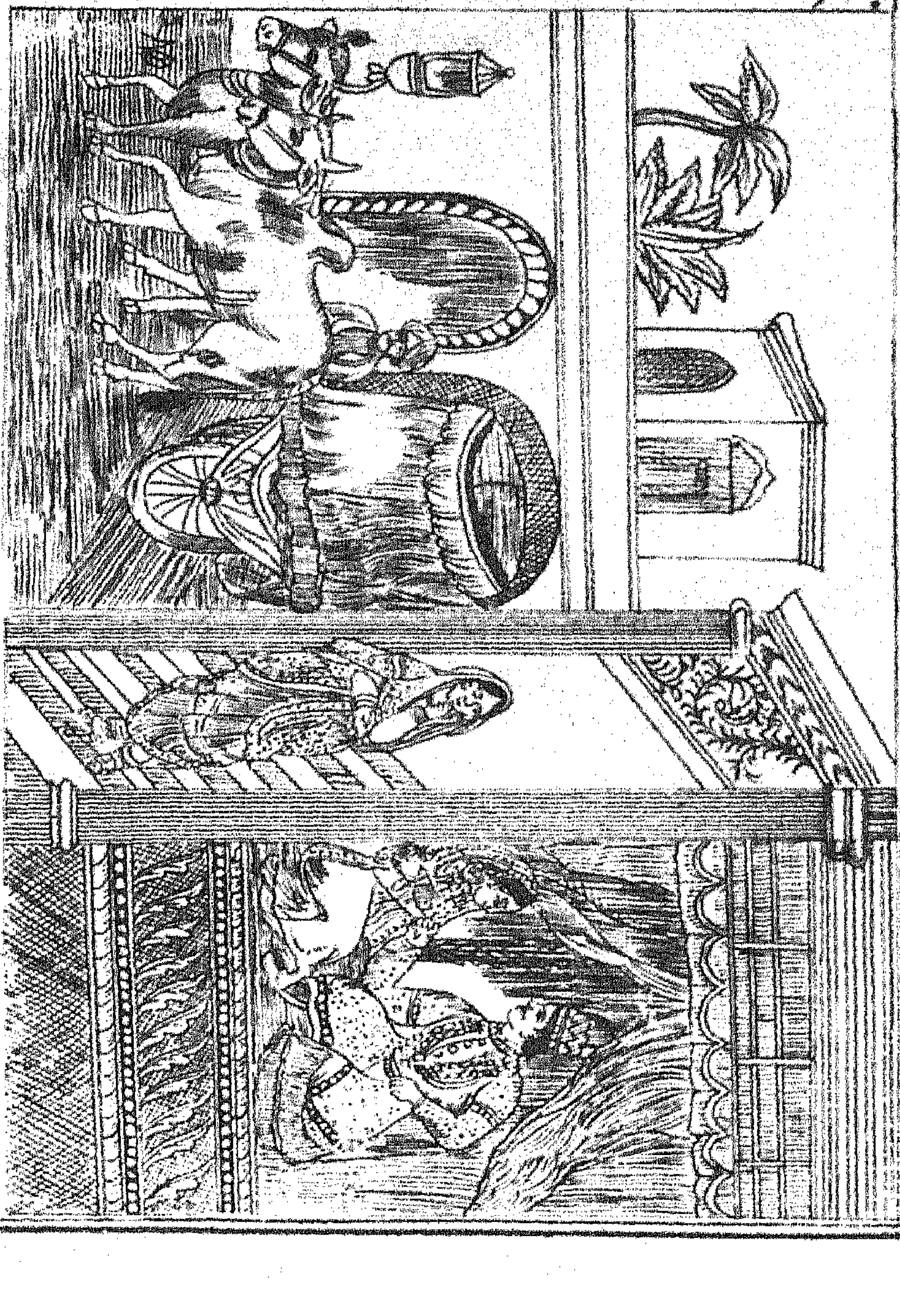
چھوٹے صاحب نے۔ چارج دیا روانہ ہو گئے۔

اتنے میں نواب صاحب کی جانب سے ایک باضابطہ عرضی صاحب بیرسٹر نے پیش کی کہ صرف ایک آدمی کے ذریعے سے جو خود مال مسروقہ فروخت کرنے کا مرتکب ہوا ہمارے نام بلا شہادت وارنٹ جاری ہونا ہماری کمال توہین ہی۔ لہذا عرض پرداز ہوں کہ از راہ نوازش وارنٹ کے عوض سمن بھیجا جاے۔

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے حکم دیا کہ عرضی شامل مسل پیش ہو اور تا حکم ثانی کوئی کارروائی نسبت اجراے وارنٹ نہ کیجاے۔ مقدمہ کل پیش ہو۔ رفقا اور مصاحبین نے جانتے ہی آسمان سر پر اٹھا یا فتح ہی۔ فتح ہی۔ بڑے حضور کو اطلاع کرنا بھی کہد فتح ہی۔

دور چودھوان

بچھڑے ہوون کی ملاقات اور دن عید رات شب برات



پیشی کے دن تین بجے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے چھوٹے نواب صاحب کو مال مسروقہ خریدنے کے جرم سے بری کر دیا۔ تو اُنکے کل مصاحب اور احباب بدرجۂ غایت محظوظ و مسرور ہوے۔ بڑے نواب صاحب دریا پر بیٹھے دعا مانگ رہے تھے پہلے چھوٹے نواب اپنے والد ماجد کے پاس حاضر ہوے عرض کیا۔ ابا جان ہو فتح ہو۔ بڑے نواب کی جان مین جان آئی۔ فرزند دلبند سے کہا بیٹا اب گھر چلو۔ اُنھون نے عرض کیا سرکار تشریف لیچلین۔ فدوی بھی حاضر ہوتا ہی۔ اور امام الدین خان کو حکم دیا کہ ہماری نشست کی کوٹھی صاف کرا رکھو اور کل اشیا قرینے سے لگا دو یہ کہکر باغ تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر مین بہت سے احباب اور اعزا جمع ہو گئے۔ کوئی پانچ بجے جب ذرا جماعت کم ہوئی۔ تو خدمتگار نے اطلاع دی (سرکار) ظہورن آئی ہین۔ چھوٹی بیگم صاحب نے کچھ پیغام بھیجا ہی چھوٹی بیگم اور ظہورن کا نام جو سنا تو بیوی کی پچھلی محبت اور سلائی کی آس فتانۂ عالم چھوکری کی اُٹھتی جوانی یاد آگئی جتنی دیر مین خدمتگار نے عرض کیا اور اُنھون نے سُنا اتنی ہی دیر مین اُن دونون اصنام مہوش کی چاہت نے ایسا ایسا گدگدایا کہ فرخندہ کی جانب سے طبیعت ہٹ گئی ظہورن کا نام سُنکر یہ اُٹھنے ہی کو تھے کہ فرخندہ نے پانون سے دامن دبا لیا۔ سوچی کہ بیگم صاحب کا پیغام آنا بیڈھب ہی۔ ایسا نہو ہان جواب دینے مین عورت نکلی اُٹھ کی۔

منھ سے تو کچھ نہ بولی وہ پر فن | پانون سے پر دبا لیا دامن

مگر نواب صاحب بے اعتنائی کے ساتھ چلدیے۔ حکم دیا کہ ظہورن کو ڈولی سے اُتارو اور اس کمرے مین تخلیے مین بھیجو۔ ظہورن ڈولی سے اُتری۔ کمرے کے دروازے پر قدم رکھا ہی تھا کہ عطر کی بو باس نے نواب صاحب کے دماغ کو طبلۂ عطار

بنا دیا اور رُخِ انور اور پیشانی نورانی اور گوشِ صفا کوش اور جبین مبین اور ساعد سیمین پر جو نظر پڑی تو بیخود ہو گئے۔

ظہورن (مسکراتی ہوئی) لونڈی مجرا عرض کرتی ہے۔

نواب۔ (جھینپے ہوے) آئیے آئیے تشریف لائیے۔

ظہورن۔ آنے مین تو کچھ ہرج ذری بھر بھی نہین ہے۔ مگر آپ آدمی نٹ کھٹ ہین اس سبب سے کلیجہ کانپتا ہے۔

نواب۔ آؤ تمھین ہمارے سر کی قسم۔ چلی آؤ جی۔

ظہورن۔ ایسی بے طور قسم دے بیٹھے ہین کہ بس۔ اچھا بڑی روٹی کی قسم کھاؤ کہ چھیڑینگے نہین۔

نواب۔ ہین! ماشاء اللہ آپ بھی اپنے آپ کو کچھ سمجھتی ہین اور جو حسن ہوتا تو زمین پر قدم ہی نہ رکھتین۔

ظہورن اِدھر اُدھر دیکھکر کمرے کے اندر گئی اور فرش پر بیٹھی نواب صاحب کرسی پر متمکن تھے اُنھون نے بہت اصرار کیا کہ ہمارے سامنے والی کرسی پر بیٹھو مگر ظہورن نے کہا یہ ہماری منجال (مجال) نہین ہے کہ حضور کے سامنے کرسی پر ڈٹ کے بیٹھین۔ نواب صاحب کو چین کہان خود بھی کرسی چھوڑ کر ظہورن کے پاس بھڑ کے بیٹھنے کو تھے مگر وہ ذرا کھسک گئی۔

ظہورن۔ دیکھو چھیڑ خانی نکرنا نواب اللہ جانتا ہی ہم اُٹھ کے چلے جائینگے ہان۔ چھوٹی سرکار تو ہمین آنے نہین دیتی تھین مگر ہم سے نہین رہا گیا مگر حضور سچ کہتے ہین کہ مرد کی ذات بڑی بیمروت ہوتی ہے۔

نواب۔ تمھاری بیگم صاحب بدگمانی کے سبب سے تمکو ہمارے پاس نہین آنے دیتی ہونگی۔

ظہورن۔ (شوخی کے ساتھ) اے تم مرد کون کو اس بدنیتی کے سوا

اور بھی کچھ آتا ہے۔ تیسون کلام کی قسم کھاکے کہتی ہون دیکھیے اُنکا پیٹھ پیچھا ہے کہ روز رویا کرتی ہین بچاری۔ تین دن سے بڑی حضور اور چھوٹی حضور نے کھانا کھایا ہو تو قسم لیجیے۔ ہزار خرابی سے بیٹھین تو بس دو نوالے زبردستی کھائے اور ہاتھ کھینچ لیا۔ اور آپ یہان رنگ رلیان مناتے ہین۔

اتنے مین پردے کے پاس سے ایک خدمتگار نے کہا (سرکار فرخندہ اپنے گھر چلی جاتی ہین۔ کیا حکم ہوتا ہے) نواب صاحب تو ظہورن کے دام زلف مین اسوقت گرفتار تھے اور اِس زبان دراز طرار معشوقہ گلعذار خورشید رخسار کی شکوہ سنجی اور والدۂ بلقیس مرتبت اور دُرالحنانہ حور طلعت کا حال زار سُنکر کسی قدر منفعل اور تجمل بھی تھے۔ کچھ جواب نہین دیا۔ ظہورن نے آہستہ سے کہا اسے جانے دو موئی چھتیسی چھلپائی کو۔ یہ کہکر چق کے پاس سے جھانکا تو دیکھا ایک دُبلی پتلی سانولے رنگ کی کمسن عورت بیت ہوئے چل رہی ہے۔

ظہورن ایک تو شوخ طبع۔ دوسرے نواب صاحب کی مطلوبہ تیسرے حسن خداداد پر مغرور۔ فوراً آوازہ کسا (دیکھ تماشا ٹوٹے اور رسان رسان چل) اللہ رے تری نازکی۔ عورت کاہے کو ہوئی تپ دق ہے۔ فرخندہ ایک تو یون ہی جلی ہوئی تھی۔ یہ سُنکر اور بھی جل بھُن کے خاک ہوگئی اور بہلی پر سوار ہوکر چلدی۔ نواب صاحب کو اپنے منہ سے کہنا بھی نہ پڑا۔ ایک گھنٹے تک ظہورن نے بیگم صاحب کی بیقراری اور گریہ وزاری اور راتون کی اختر شماری کا حال اس حسرت کے ساتھ بیان کیا کہ نواب صاحب کا دل بھر آیا۔ کہا سنو ظہورن چلنے کو تو ہم چلتے ہین اور اباجان سے بھی وعدہ کرلیا ہے۔ اور فرخندہ کو بھی دھتا بتائی ہے۔ مگر ایک شرط ہے کہ ہم دو محلون کے بغیر نہ رہینگے۔ ایک

محل مین گھبرائے دوسرے مین چلے گئے تم ہمارے گھر پر جاؤ۔
ظہورن۔ (بلائی ہوئی) یہ بھاڑے کسو گنوارن ایلی کو دو جاکے ٹھٹے اڑا ئی
ہین تو ہم نے بھی بھون بھون کھائی ہین۔ اب ہم کو امی جان سے کہدینا
پڑا کہ ہمارا نکاح کسو کے ساتھ پڑھوادین۔ چاہے بھیا ئی ہی سبھی او نھا
بلاے۔
نواب۔ بس وہ ہمارے ساتھ نکاح پڑھوادینگی۔
ظہورن۔ نواب اللہ جانتا ہو آج تمنے ہمین بڑا ذلیل کیا۔ ہمارا دل تو صاف ہو
مگر لوگ کیا کہتے ہونگے کہ یہ جوان جہان چھوکری وہان اکیلے مین نواب کے
پاس کیون بیٹھی ہو گھر سے نکلواؤگے کیا۔
نواب۔ (بوسہ لینے کو تھے) بڑی وہ ہو۔
ظہورن۔ (دروازے کے پاس آنکھ بس بہت چونچلے نہ بگھارو یہ نخرے
چٹخاؤ۔ گزو۔ ازی۔ ذزیکھ۔ لزے۔ گزا۔
نواب۔ پزر۔ دزا۔ گزیا۔ ہزی۔
دو گھنٹے تک نواب صاحب اور بی ظہورن اُس کمرے مین رہین اور
جب باہر برآمد ہوئین تو دونون بند پالکی گاڑی مین سوار ہوے اور حوالی
موالی سب بھاپ گئے کہ ظہورن محل مین داخل ہوگئین تھوڑی دور
کے فاصلے پر ظہورن کی ڈولی تھی۔ گاڑی ذرا رک لی گئی ظہورن ڈولی پر سوار
ہوئین۔ اور گاڑی سے اُترتے وقت نواب صاحب کے گال مین بہت
آہستہ سے چٹکی لی۔
نواب صاحب کے ہان اندر سے باہر تک سب خوش۔ بڑی بیگم
نے جو لڑکے کو اتنی مدت کے بعد دیکھا تو مارے خوشی کے آنسو روان ہوے
چھوٹی بیگم کے پاس گئے تو کئی منٹ تک یہ مارے جھیپ اور وہ مارے
خوشی اور حیا کے خاموش رہین اسکے بعد نواب صاحب

نے زلف چلیپا کو جو رخسار تابان پر مار سیاہ کی طرح لہرا رہی تھی ہٹا کر ایک گرما گرم بوسہ لیا اور کہا ہم اپنی بداعالیون سے خود نادم ہین۔

اب سنیے کہ باہر آئے تو سنا کہ بڑی بیگم صاحب نے محلے کی کل مسجدون مین گھی کے چراغ جلائے ہین اور بڑے نواب صاحب نے تھیٹر والے پارسیون کو چار ہزار روپیہ دیکر تماشہ کرنے کو بلایا ہے۔

دوسرے روز دس بجے شب کے تماشا شروع ہوا۔ خشنون کے اوپر کے کمرون مین بیگمات مخدرات پردے مین بصد آن بان تمکن تھین۔ اور محفل مین شہزادگان گردون مدار اور روسائے ذوی الاقتدار اور عمائد و امرا رونق بخش تھے۔ اور بارہ دری کے باہر وہ مقام پر شامیانون کے نیچے ناچ ہوتا تھا۔ بارہ دری کے پردے جواہر نگار پر بہار۔ ہر در و دیوار۔ لطافت بار۔ بارہ دری چراغان سے جگمگاتی ہے رات شب قدر کو شرماتی ہے۔ باہر دکانین جمی ہین۔ کوئی بی بی سائن کے دہون کی خیر مناتا ہے۔ کوئی چرس کا دم لگاتا ہے۔ تنبولی کی دکان پر بھیڑ لگی ہے۔ گلوری پر گلوری چباتا ہے پیچے مین منھ لال ہے ہو با گرد گرد ڈالا گیا ہے کا منھ کالا سوڈا واٹر والا بوتلون پر بوتلین کھولتا جاتا ہے۔ دنادن کاگ اڑاتا ہے۔ تماشا شروع ہوا نواب صاحب اور منجھو صاحب اور نصرت الدولہ بہادر کرسیون پر بیٹھے تماشا دیکھنے لگے۔ تماشے کے بعد ایک دلچسپ نقل شروع ہوئی۔

ایک نوجوان عورت موجد رسم دلربائی طراز آستین خود نمائی طاؤس سیما ملائک نظر فریب۔ آفت ہوش۔ ستم کوش۔ سر تا سر سرخ ساری پہنے آئین۔ وہ سرخ ساری گویا قوت احمر ہیرا کھائے۔ معشوقون کے لعل لب کو شرمائے اور اس حور وش کے ساتھ اسکا شوہر بھی آیا۔ میانہ قامت گدرایا ہوا بدن باڑواڑیون کی سی لال پگیا سر پر جمائے ہوئے۔

مرد۔ ایک کام کو جاتا ہون ابھی ابھی آتا ہون۔
عورت۔ اچھا جایئے۔ مگر ایسا نہو کہ غوطہ لگاؤ تو کل تک نہ آؤ۔
مرد۔ نہین دو تین گھنٹے مین آجاؤن گا۔

حضرت چلے گئے۔ اثنائے راہ مین ایک دوست سے کہا کہ ہمین نوکر کی ضرورت ہو۔ ہمارے پاس کوئی آدمی نہین ہو۔ کوئی ہوشیار آدمی تلاش کر دیجیے۔ انھون نے کہا اچھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک جوان آدمی کو ساتھ لائے اور کہا یہیے خدمتگار حاضر ہو نوکر رکھ لیجیے۔

مرد۔ تم نوکری کرو گے۔
خدمتگار۔ (آہستہ سے) ہان۔
مرد۔ کیا کہا۔
خدمتگار۔ مین نے کہا ہان۔ لیکن ایک شرط ہو آپ آدمی ذرا عقل کے بھدے معلوم ہوتے ہین۔
مرد۔ مطلب یہ کہ نوکری کرو گے۔
خدمتگار۔ (بآواز بلند کھڑک کر) ہان۔ ہان۔ ہان۔
مرد۔ یہ ہو تمیز معلوم ہوتا ہو۔
دوست۔ بڑا کھرا آدمی ہو۔
مرد۔ تمھارا کیا نام ہو۔
خدمتگار۔ جعفر۔
مرد۔ اچھا جعفر تم ہمارے ساتھ رہو۔
خدمتگار۔ بہت خوب۔

جعفر کو لیکر چلے تو ایک باؤلی کے قریب پہونچے۔ پَن بھریان پانی بھر رہی تھین ایک سے ایک بڑھکر حسین ونازنین۔ کوئی جادو نگاہ کوئی غیرت مہر و ماہ کسی کی دھانی پوشاک جس سے بکھراج شرمائے۔ کسی

کی گلابی دھوتی - جو ہے نئے ہی رنگ اور نئے ہی ترنگ مین سے

ہر لطف حسینون کی دورنگی کا امانت		دوچار گلابی ہون تو دو چار بسنتی

آقا - جعفر جعفر - او جعفر -

جعفر - اجی کیون غل مچاتے ہو بیکار -

آقا تو تم بولے کیون نہین -

جعفر - گھورین کہ بولین -

آقا - ہان رنگین مزاج بھی ہو -

جعفر - کیسے کچھ پرلے سرے کے -

آقا - ان مین سے کسی کا زیور اُتار لاؤ تو کھرے ہین -

جعفر - اجی یہ مجھ سے نہو گا -

آقا - ہائین وجہ - نہونے کا سبب -

جعفر - پکڑا جاؤن - جوتیان کھاؤن - الو بنون - سزا پاؤن -

آقا - مین ایک تدبیر ایسی بتاتا ہون کہ سزا سے بھی بچو اور مطلب بھی نکلے -

جعفر - تو پھر کیا ہے - سب کا زیور اُتار لاؤن -

آقا - تو کنکریان لیے کھڑا رہنا - جب عورتین ادھر پانی لیکر نکلین تو ایک کنکری پھینکنا جو رنگیلی ہوگی اشارے سے بُلالیگی -

جعفر - تو جاؤن پھر -

آقا - جاؤ -

میان جعفر کونے مین چپ چاپ کھڑے رہے - عورتین باؤلی پر آئین پانی بھرا باتین کین - جب چلنے لگین تو جعفر نے ایک عورت پر کنکری پھینکی - وہ پاک دامن تھی چپکی چلی گئی پھر دوسری آئی - اُسپر کنکری پھینکی تو وہ بھی چلدی - اُسکے

بعد ایک بانگی عورت آئی انپر جو جعفر نے کنکری پھینکی تو پھر کر اشارے سے بلایا جعفر ریشہ خطمی ہی تو ہوگئے نہایت بشاش ہوئے کہ منھ مانگی مراد پائی - پری پیکر اڑکر آغوش مین آئی لپکے اور اسکے ساتھ اسکے گھر گئے اُس رنگیلی عورت نے جعفر کو بہت آؤ بھگت اور تپاک سے بٹھایا اور پیار کی باتین شروع کین -

جعفر - آپ کا نام کیا ہی -

عورت - کیسر -

جعفر - اہو ہو ہو - آپ کا نام کیسر اور میرا نام جعفر - دونون نام ایک سے -

کیسر - آپ کی ملاقات سے ہم بہت محظوظ ہوے -

جعفر - آپ کی عنایت -

کیسر - کبھی کبھی آیا کیجیے -

جعفر - کبھی کبھی کیا معنی مین تو چاہتا ہون کہ روز آؤن -

کیسر - واہ اِس سے کیا بہتر ہی نیکی اور پوچھ پوچھ -

جعفر - حورون کا ذکر سنتے تھے آپ کو آنکھون دیکھا - ع

وصف واعظ سے تو ہم سنتے ہین حسن حور کا	کون جانے جھوٹ ہی یا سچ ہی شہرہ دور کا

کیسر - واہ آپ البتہ حسین جہان ہین - ع

تمھاری سُرخی لب نے اڑایا رنگ ہنس ہنس کر	حنا کا لعل کا یاقوت کا خون شہیدان کا

جعفر - ہم لاکھ حسین ہون پھر مرد ہین تمھارے حسن و نزاکت کا بھلا مقابلہ کرسکتے ہین کیا مجال -

کیسر - کچھ علم موسیقی مین بھی دخل ہی -

جعفر - ہان کچھ کچھ -

کیسر - پھر کچھ گائیے -

جعفر - بہت خوب -

جعفر ایسے مزے مین آئے کہ بے دھڑک گانا شروع کیا۔ ؎

جب رُخ سے حجاب اس گل رعنا نے اٹھایا
کیا لطف تماشا دل شیدا نے اٹھایا

گلشن مین تری نرگس مخمور کے آگے
خجلت سے نہ سر نرگس شہلا نے اٹھایا

اٹھا نہ فرشتون سے بھی جو بار محبت
وہ بوجھ ترے عاشق شیدا نے اٹھایا

یون تھا یہ ہمارا کہ جلے عشق مین برسون
کیا داغ نہ تھا جو لالۂ صحرا نے اٹھایا

شاعر تھا مین ایسا کہ پس مرگ بھی صفدر
تابوت مرا میر نے سودا نے اٹھایا

کیسر۔ واہ آپ نے اسوقت نہایت محظوظ کیا۔
جعفر۔ لطف تو جب ہو کہ آپ بھی ہمین محظوظ کرین۔
کیسر۔ (مسکرا کر) ؎

تمنا ہو بٹھا کر سامنے دیکھا کرون ہردم
تری اس بھولی صورت کو تری پیاری چتونکو

جعفر۔ احسان ہو ؎

بوسہ دو ہمین بغیر مانگے
اتنی ہمت تمھین خدا دے

کیسر۔ ہمارے میان تمھارے سے جوان نہین ہین۔

چمن مین مئے کا مزہ ہے جو پاس یار بھی ہو
ہوا سے سرد بھی ہو ابر نوبہار بھی ہو

جعفر۔ ہان اس رنگ مین بھی ہو۔ پھر لاؤ۔

خرابات جہان برباد ہو جائے تو ہو جائے
رہے ساقی سلامت تم کی خیر آباد میخانہ

کیسر۔ کل۔
جعفر۔ کیسر پیاری (کیسر کا گورا گورا ہاتھ چوم لیا۔
کیسر۔ (ہاتھ چھڑا کر) آج جائیے کل آئیے گا۔
جعفر۔ واہ کیا خوب۔ ؎

سنتے ہی نام وصل وہ پہلو سے اٹھ گئے
جھنجھلا کے طیش کھا کے بگڑ کے چھڑا کے ہاتھ

کیسر۔ (منہ پر ہاتھ رکھکر مسکرائی)۔

جعفر- شکر ہے ؎

بجلی کی چاک رکھی آنکھون کے سامنے　　منھ پر کسی نے رکھ لیے جب مسکرا کے ہاتھ

کیسر- اب جاؤ- تو یہ ایک اشرفی لو کل نو بجے رات کو آنا-

جعفر نے اشرفی لی اور نہایت ہی محظوظ ہو کر چلے- راہ مین اِنکے آقا اِنکو ملے-

آقا- کہو کوئی ہتھے چڑھی-

جعفر- اہو ہو ہو- اہو ہو ہو-

آقا- کیا پایا معلوم ہوتا ہو کسی نے بلا لیا-

جعفر- ا ہا ہا ہا-

آقا- ارے کچھ کہیئے گا بھی-

جعفر- کچھ نہ پوچھو-

آقا- توبہ- عجب آدمی ہو- ارے کمبخت بول تو بھلے مانس-

جعفر- کئی عورتین آئین- کنکری پھینکی چلی گئین- ایک پری پیکر پر اُدھر نظر پڑی اِدھر اُسنے مجھے بلایا- اور آخر کار ہم ساتھ ہو لیے مجھے اپنے گھر لے گئی-

آقا- واہ وا چین ہی چین لکھتا ہو- مکان کہان پر ہو-

جعفر- اجی مرغی بازار کے آگے تمھاری دکان ہو نہ- اُس کے بائین ہاتھ کو گلی گئی ہو- اُس گلی مین جو پہلا مکان ہو-

آقا- کیا کہا- مرغی بازار کے پاس جو گلی اور اُسکا پہلا مکان-

جعفر- ہان ہان جی جسپر چق چھٹکی ہو-

آقا- ارے غضب یہ میرے ہی گھر مین گھس گیا- ؎

کس نیاموخت علم تیر از من　　کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

اِس نے ہم ہی پر ہاتھ صاف کیا-

جعفر - ایسا اچھا مکان ہی کہ جی خوش ہو گیا۔

آقا - اچھا پھر کیا ہوا۔

جعفر - غزل گائی پیار کی باتین کین - ایک اشرفی دی اور کہا کل نو بجے آنا۔

آقا - ہان تو تم نو بجے کل ضرور جانا۔

جعفر - مین تو جاؤنگا مگر تم میرے پیچھے ہی رہنا۔

آقا - ارے مین تو خود بخود ساتھ رہون گا - تو جا تو۔

دوسرے دن نو بجے جعفر حسب ارشاد کیسر کے مکان پر گئے - کھولو

کھولو دروازہ کھولو۔

کیسر - کون ہی۔

جعفر - ہون جعفر

کیسر نے نازو ادا کے ساتھ اٹھکر دروازہ کھولدیا جعفر اندر تشریف لائے

جعفر - کہو جان جان اچھی تو رہین۔

کیسر - ہان شکر ہی کہیے آپ کا مزاج۔

جعفر - آپ کو دیکھا گویا قارون کا خزانہ ملگیا۔ ؎

یہ اب دریافت ہوتا ہی مجھے دل کی گواہی سے	زمانہ وصل کا نزدیک ہی فضل آلہی سے

اتنے مین اس عورت کا شوہر آگیا اور جعفر کو الماری کی آڑ مین چھپنا پڑا آتے ہی میز کے نیچے خوب لکڑیان لگائین مگر جعفر وہان سے چلے گئے تھے۔ راہ مین میان جعفر ملے۔

جعفر - سلام ہی۔

آقا - کہو گئے تھے۔

جعفر - گئے اور بیچ کھیت گئے اور خوب باتین کین۔

آقا - پھر کیا ہوا - جلد جلد بتا - سب حال - بولو۔

جعفر - اجی تو بولتے بولتے بدلون کر یاک آتھون - شلاً - لکھتا ہون - کہتا ہون

آقا - ہم ایسا آدمی نہین چاہتے - جھٹ پٹ کیون نہین بتاتا - بولو جلد بولو -

جعفر - گیا - بیٹھا - پیار کی باتین کین مجھے دیکھکر کیسر کھلی جاتی تھی -

آقا - " پیچھے کیا ہوا "

جعفر - بڑی کھلائی احمد آباد سے آئی تھی -

آقا - (آہستہ سے) ارے رے رے - احمد آباد کی بڑی بھی کھلائی کمبخت نے -

جعفر - پانی پیا - پھر پان کھایا -

آقا - ارے پتھر کھائے - پھر کیا ہوا - انجام کیا ہوا -

جعفر - مزے سے بیٹھا تھا کہ اُسکا شوہر آگیا - خدا اُسکو غارت کرے روسیاہ ہو مردود - خدا نجھے اُس سے وہ آگیا - آواز دی کھولو - کھولو جلدی کھولو - بڑی مصیبت مین مبتلا ہو گیا تھا - مگر بخیر گذشت -

آقا - پھر کیا ہوا - تجھکو دیکھ لیا تھا -

جعفر - اے توبہ اُسکی کیا حقیقت ہی - کیا مجال - اسکی عورت بڑی چالاک مگر مرد نرا گدھا

راوی - حضرت نے جو اپنی سرگذشت سنی تو منھ بنایا - مگر خاموش منظور تو یہ تھا کہ جعفر کو کیسے باتین کرتے ہوے گرفتار کرین - واہ

آقا - پھر تمکو کہان چھپا دیا تھا -

جعفر - الماری کے اُدھر

آقا - ارے رے رے - سب کہین دیکھا - الماری کے اُدھر دیکھنا ہی بھول گیا افسوس صد افسوس - خیر اب سہی -

جعفر - اُسکے شوہر نے آتے ہی چوطرفہ دیکھنا شروع کیا اور وہ غل مچایا کہ توبہ ہی بھلی - ہوش اُڑ گئے - مگر مجبور - اِدھر اُدھر دیکھکر وہ تو چل دیا پاگل تو ہے ہی - گدھا ہے زمانے بھر کا - عورت کے مجھے کہا اُو ڈرتے ڈرتے الماری کے اِدھر اُدھر دیکھ بھال کر مین اُس تیرہ تنہائی سے کیسے سامنے آیا -

آقا۔ اچھا جلدی جلدی بتاؤ پھر ہوا کیا۔
جعفر۔ مجھے اکے تین اشرفیان دین۔
آقا۔ ہان تین اشرفیان دین۔
جعفر۔ اجی روز ایک ایک اشرفی بڑھتی ہی جائیگی۔
آقا۔ (جلکر) ہان کیون نہین۔ ایک ایک اشرفی روز بڑھتی ہی جائیگی آج کسوقت بُلایا ہے۔
جعفر۔ گیارہ بجے رات کو۔
آقا۔ ضرور جانا۔ ایسا نہو سو جاؤ۔
جعفر۔ واہ سوتے کوئی اور ہونگے۔ ہونہہ۔ سونے کی ایک ہی کہی۔
آقا۔ اچھا تو پھر ضرور ضرور جانا۔
جعفر۔ مین تو جاؤنگا اس مین شک ہی نہین۔ مگر آپ میرے ساتھ ہی رہیگا ایسا نہو اکیلا چھوڑ دیجیے۔ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اسکے شوہر کو قتل کر ڈالین بس پھر چین ہی چین لکھتا ہے۔

اِس فقرے کے سنتے ہی انکا جی چاہا کہ جعفر کو قتل کر ڈالین۔ مگر غصے کو ضبط کیا۔ اور خاموش ہو رہے۔

شب کو میان جعفر پھر پہونچے۔ کھولو۔ کھولو۔ دروازہ کھولو۔ دروازہ کھولو۔ کیسر نے شوخی کے ساتھ اٹھکر دروازہ کھولا تو میان جعفر تشریف لائے۔
جعفر۔ کہیے مزاج شریف۔
کیسر۔ آپ ہی کے انتظار مین تھی۔
جعفر۔ مین ٹھیک وقت پر حاضر ہوا۔ مگر وہ کمبخت تو نہ آتا ہو گا۔
کیسر۔ نہین۔ وہ یہان کہان۔ وہ خدا جانے کس پھیر مین ہو گا۔
جعفر۔ کل تو آسنے جان عذاب مین کر دی۔ ناک مین دم کر دیا سخت مصیبت مین مبتلا ہو گیا تھا۔

اتنے مین اُنھون نے آتے ہی غل مچایا - کھولو - کھولو - دروازہ کھولو جعفر کے ہوش فقرو - حواس پیترا - بوکھلایا ہوا چوطرفہ پھرتا ہی - کہان چھپون آج کہان چھپون - آج مارہی ڈالے گا - اب زندہ نہ چھوڑے گا - واسطے خدا کے بچائے کیسر -

کیسر - الماری کی آڑ مین چھپ رہو -

جعفر - اب آن وہان نہ چھپونگا -

کیسر - اچھا صندوق کے اندر چھپ رہو -

جعفر روتے پیٹتے صندوق مین داخل ہوئے - اتنے آقا تشریف لائے اور آتے ہی الماری کے اِدھر اُدھر اتنے ڈنڈے لگائے اتنے ڈنڈے لگائے کہ توبہ ہی بھلی - گھر بھر مین ڈھونڈھا - چوطرفہ تلاش کی کوئی جگہ باقی نہ رکھی -

مرد - بتا کہان ہی -

عورت - ہائین - ہائین ! کچھ خیر ہی -

مرد - خیر کے بھروسے نہ رہنا - بان بس کہہ دیا ہی -

عورت - توکیا ہی کیا -

مرد - وہ کہان ہی -

عورت - وہ کون - آخر کچھ معلوم تو ہو -

مرد - وہ جسکو اشرفیان دین - برفی کھلائی - پان چکھائے - مزے مزے سے باتین کین - اور کون - اور اوپر سے باتین بناتی ہی -

عورت - کیا ! (تنک کر) ہوش کی دوا کرو -

مرد - اب بتا دو کہ ہی کہان - مین ایک نہ مانونگا - ہرگز ہرگز نہ مانونگا اور کیونکر مان لون بیوجہ -

عورت - تم کیا کہتے ہو - ہماری تو کچھ ہی مین نہین آتا کچھ -

مرد۔ ہان ٹھیک ہی۔

عورت۔ (منھ بناکر) تین چار دن سے جب آتے ہین ہلڑ ہی مچاتے ہین۔

مرد۔ ہان ہلڑ مچاتے ہین۔

عورت۔ زار زار رونے لگی۔

مرد۔ اس رونے سے کیا ہوگا۔

عورت۔ تو مین نے کیا کیا۔

مرد۔ یہان کون آیا کرتا ہی۔

عورت۔ واہ (رو کر) آنکھین ہی پھوٹین۔

مرد۔ کسکی۔ کسکی آنکھین پھوٹین۔ یہ نہ بتائے گی۔ میری آنکھین پھوٹتی ہی یا اُسکی وہ جو آتا ہی۔

الغرض عورت نے بہت کچھ مکر کیے مگر اسکے شوہر نے کہا مین ایک نہ مانونگا تو بڑی مکار ہی۔ تین دن سے ایک آدمی یہان آتا ہی۔ اور روز روز کا کچا چٹھا مجھے کہہ سناتا ہی ایک دن میز کے نیچے چھپایا۔ دوسرے دن الماری کے پاس۔ تیسرے روز کہین اور چھپایا ہوگا۔ ہم آج گھر ہی پھونک دینگے جس مین وہ جل بھن کے خاک ہو جائے۔

عورت۔ اچھا پھونک دو۔

مرد۔ اب دیکھین کدھر بچ کے جاتا ہی۔

عورت۔ اچھا پھونک دو۔

مرد۔ لاؤ آگ۔

عورت۔ یہ روپیہ اور زیور اور اشرفیون کا صندوق تو یہان سے ہٹا دو۔

مرد۔ یہ کیون۔

عورت۔ سب پھونک دوگے تو کھاؤگے کیا۔

مرد۔ اچھا۔

عورت نے کہا صندوق اٹھاؤ۔ حضرت نے صندوق اٹھایا تو پانی ان پر گرنے لگا۔

مرد۔ یہ صندوق سے پانی کیسا گرتا ہو۔

عورت۔ اسمین گنگا جل رکھا تھا۔ گر پڑا ہوگا۔

صندوق اٹھا کر انھون نے علحدہ رکھ دیا۔ اور گھر بھر پھونک دیا تھوڑی دیر کے بعد اکڑتے ہوے نکلے۔ موچھون پر تاؤ دیکر کہتے تھے کہ اب تو ہمنے پھونک دیا۔ دیکھین میان جعفر اب کیونکر آتے ہین۔ یہ کہتے ہی تھے کہ جعفر آن موجود ہوے۔

آقا۔ ارے! یہ بھوت بنکر آیا۔ کیونکر آیا آخر۔ کہان تھے۔

جعفر۔ اجی آج کا حال نہ پوچھو۔

آقا۔ کچھ تو بتاؤ۔ نہ پوچھو کیا معنی۔ بتاؤ۔

جعفر۔ گیا۔ بیٹھا۔ پان کھایا۔ باتین کین۔ مزے سے گپین اڑ رہی تھین کہ وہ بدبخت بدنصیب پلید نالائق نابکار پھر آن پہونچا۔

آقا۔ ہان پھر کیا ہوا۔ مطلب کی بات چھپا جاتا ہو۔

جعفر۔ سُنئے جلئے اب جاؤن تو کہان جاؤن۔ بولو۔

آقا۔ بھاڑ مین جا۔ مطلب تو کہہ۔ پھر ہوا کیا۔

جعفر۔ اجی ہوتا کیا عورت تو بڑی چالاک ہو۔ مگر مرد گدھا ہو۔

آقا۔ ہان ہان گدھا تو ہو ہی۔ مطلب بیان کر۔ جلد بتا۔

جعفر۔ صندوق مین مجھے بند کر دیا۔

آقا۔ ارے رے رے سب کہین دیکھا صندوق ہی مین نہ دیکھا۔ افسوس (ہاتھ ملکر) کیا رنج ہوا ہو کہ بیان سے باہر۔

جعفر۔ آنکھ چو طرفہ دیکھا گدھے نے۔ اِدھر۔ اُدھر۔ اوپر۔ نیچے۔ الماری کے آس پاس۔ میز کے نیچے۔ کہین پتا نہین۔ اپنی جورو پر بہت خفا

ہوا خوب للکارا۔
آقا۔ پھر کیا ہوا۔
جعفر۔ صندوق اٹھا کر لے چلا۔
آقا۔ ارے رے رے۔ گھر بھر پھونک دیا مگر اسکو چھوڑ دیا۔
جعفر۔ اجی کوئی ایسی تدبیر نہیں کرتے کہ اُسکے شوہر کو مار ڈالو۔ تو وہ ہمارے ساتھ بھاگ جائے کا ٹھیاوار جانے والی ہو۔
آقا۔ ہاں ہاں فکر ہو جائیگی۔ پھر تو جا۔
جعفر۔ بھیج دوگے۔
آقا۔ ہاں ضرور بالضرور (آہستہ سے) بھیج دونگا کالے پانی۔
جعفر۔ اجی صندوق بڑا بھاری تھا۔ مگر اسنے اٹھا ہی لیا۔
آقا نے بھلا کر خوب پیٹا۔ جعفر بھاگا۔ آقا پیچھے۔ جعفر آگے آگے بھاگا۔ یہ جا وہ جا۔
نقل کے بعد صحبت رندان می آشام آراستہ ہوئی نصرت الدولہ اور دو ایک اور رؤسا رتو تھوڑی تھوڑی پی کر رخصت ہوئے مگر ان لوگون نے بوتلون پر بوتلیں لنڈھا نین کوئی گیارہ بجے تک پیا کیے اتنے مین امام الدین اُٹھے مگر لڑکھڑائے اور گرے۔ ستو رنے کہا یا علی آف۔ بہت بچے بھئی بہت ہی بچے۔
نواب صاحب کرسی پر سے گرے۔ دھم۔ ستو رنے لپک کر اٹھایا اور حاتم علی اور چھبن کو پکارا۔ تینون نے ملکر کرسیان ہٹا نین پلنگ بچھایا۔ نواب صاحب کو بہزار خرابی پلنگ پر سلایا۔ تراب علی کو جگایا اُٹھا کر بٹھایا۔ مگر وہ پھر لڑھک رہے ستو رنے کہا۔ آف آج سب کے سب بہت پی گئے۔
حاتم علی۔ سزا بے اعتدالی کا انجام یہی ہو۔

جھمن۔ یہ امام الدین خان جو چاہین سو کرین۔
تہور۔ اور آج خود بھی بہت پی گئے۔
جھمن۔ دیکھو نہ پڑے ہین چارون شانے چت۔
حاتم علی۔ سزا ہمکو نکلوا دیا تھا۔ جلتے ہین نہ ہم سے جلا کرین۔
جھمن۔ ہم کو بھی دھروا دیا تھا جی۔ وہ کیا چوکتا ہے۔
تہور۔ اب کوئی علاج تو بتائیے۔
حاتم علی۔ علاج کیا بس سونے دیجیے۔ دو تین گھنٹے مین ہوش آجائے گا۔
تہور۔ سب کے سب پڑے ہین آج۔ نہ وہ چہچے ہین۔ نہ دل لگی۔
جھمن۔ اور سنیے۔ یہ چہچے یہے پھرتے ہین۔ ہوش تو بجا نہین کسی کے کہنے لگے چہچے۔ یار کسی تدبیر سے امام الدین خان کو نکلوانا چاہیے یہان سے مگر مشکل ہے ذرا۔ ذرا کیا بہت مشکل ہے۔ مزاج مین دخیل ہو گیا کسی کی دال ہی نہین گلنے دیتا ہے کیا کیا جائے۔
تہور۔ دیکھیے تو یہی ہوتا کیا ہے۔
تہور نے چپکے سے امام الدین خان کا انگرکھا چاک کر ڈالا اور باہر سے کیچڑ لا کر پائجامے مین مل دی۔ اور ٹوپی فرش کے تلے چھپا رکھی۔ تراب علی کا پائجامہ تھوڑا سا چاک کیا اور پٹے قینچی سے کتر کر ادھر ادھر منتشر کر دیے۔ اور کہا کیون کیسی سوجھی۔ جھمن اور حاتم علی بہت ہی ہنسے۔
حاتم علی۔ واہ بھئی کیون نہو۔ اللہ جانتا ہے خوب سوجھی شاباش شاباش۔
جھمن۔ استاد ہو۔ آج ہم مان گئے۔ دور کی کوڑی لائے

واللہ۔
حاتم علی۔ ڈنڈل دو تہور کے۔ اور لطف یہ کہ سٹا سوجھی ہے آمد ہی نہ۔

تہور نے دیکھا کہ اور تو سب نے مزے مزے شراب لنڈھائی ایک ہم ہی رہے جاتے ہین چپکے سے ٹہلیر مین تھوڑی سی انڈیلی اور پانی ملا کر پی گئے۔ حاتم علی نے کہا اور سنیے یہ تو خود ہی پینے لگے بس جاؤ تم کہہ چکے۔ اب تمھارے قول و فعل کا بھی اعتبار نہین رہا جھمن نے بھی ڈانٹ بتائی۔ مرو خدا یہ کیا کفر کی باتین ہین۔ اسے لاحول بس اب تم خود اپنے آپے مین نہ رہو گے۔ امام الدین خان اور تراب علی کو دھر وانا تو دور ہے۔ تم کہین آپ ہی نہ دھرے جاؤ تہور نے کہا آپ دیکھتے ہی جائیے۔ ممکن کیا کہ ذرا معلوم بھی ہو کہ اتنے پی ہے۔ ایسی بات ہے بھلا۔ کیا مجال۔ ہمکو بھی کوئی وہ سقر رکیا ہے۔ تراب علی اور امام الدین خان ہم نہین ہین۔ یہ کہکر تہور نے تھوڑی اور پی۔
جھمن۔ چلیے یک نشد دو شد۔
حاتم علی۔ بلکہ سہ بلکہ چہار شد۔
تہور۔ جی کہین شد نہو۔ ہونھ۔ کیا الو سمجھے ہین۔
جھمن۔ سب یہی کہتے ہین۔ اور پھر الو بن جاتے ہین۔ امام الدین خان بھی یہی کہتے تھے۔
حاتم علی۔ جی تراب علی بھی بنکارتے پھرتے تھے کہ ہمچو من دیگرے نیست اتنے مین میر گلباز آئے۔
حاتم علی۔ آئیے آئیے میر صاحب آئے ہین۔ کہیے شہر کی کیا خبرین ہین
میر گلباز۔ اسوقت ایک مژدہ سنا۔ جی خوش ہو گیا۔ سنا کہ بڑے صاحب نے حضور سے کہا کہ ہم مقدمہ اپنے اجلاس مین منتقل کرینگے

بڑی خوشی ہوئی - میر گلباز نے پوچھا ایں! کیا سب کے سب بیہوش ہیں آج - یہ امام الدین خان پڑے ہیں - واہ ہو - اور یہ کون ہے - تراب علی شاباش - اور حضور بھی بیہوش سے معلوم ہوتے ہیں - سبحان تہور تم نے بھی چسکی لگائی ہے - حاتم علی نے کہا ابھی سب بے کیف ہیں یہاں تہور نے تو تھوڑی سی ابھی پی ہو - مگر رفتہ رفتہ یہ بھی نشے میں چور ہو جائینگے ایک ہم اور جھمن البتہ بچے ہوئے ہیں ابھی تک باقی خیر صلاح - میر گلباز نے کہا بڑی شرم کی بات ہے خدا گواہ ہے بڑی شرم کی بات ہو خیال تو کیجیے اتنے بڑے رئیس اور یہ حرکتیں اے لاحول اس وقت کوئی آئے تو کیا کہے - لعنت اور نفرین کرتا ہوا یہاں سے چلے جانا نہیں - ؎

مے کہ بدنام کند اہل خرد را غلطست | بلکہ مے شود از صحبت نادان بدنام

یہ صحبت نادان ہو - ایک وہ پڑا ہو - ایک یہ لوٹ رہا ہے - انکو دیکھیے دنیا و مافیہا کا ہوش ہی نہیں - یہ میخواری ہو یا سیہ کاری - ہو لاحول واللہ پچاسوں بار پینے کا اتفاق ہوا مگر ایسی حرکت کبھی [illegible] سرزد ہوئی کہ آپے سے گذر جائیں کیا مجال - لطف میخواری یہ جائے کباب کھاتا جائے مزے مزے کی باتیں ہو رہی ہوں لطف زندگی ہے - یہ نہیں کہ پینے کے ساتھ ہی ہوش خفرو حواس رخصت اے لاحول - یہ لکچر دیکر میر گلباز نے ایک جام پیا -

حاتم علی - ایں! کیا خوب

جھمن - خود فضیحت و دیگران را نصیحت -

حاتم علی - اتنی لمبی چوڑی تقریر کے بعد چسکی لگائی -

جھمن - نہ رہا گیا نہ آخر - ع -

چھٹتی نہیں ہے منھ سے یہ کافر لگی ہوئی

م علی - ہاے افسوس - واللہ ابھی لاحول پڑھتے تھے اور اب خود جا
بے ہین -

گلباز - (بآواز بلند) رباعی

تو بہ تقوے و ریا ارزانی — من وانم و بیدینی و بے ایمانی
ہان باش چنین و طعنہ بر غیر مزن — من کافر و من یہود و من نصرانی

تہور نے چپکے سے کہا ابھی اور پی لو تو تمھاری بھی گت بناؤن گا
ہو تو تہور نام نہین - حاتم علی اور جھمن مسکرائے تو میر گلباز نے
کسی بات پر ہنسے - کہا اب یون تو چاہے جسکو بنا لو - مگر انصاف
ہے - کوئی کلمہ کوئی ہلکی بات کوئی لفظ ایسا زبان سے نکلے جس سے
شی کا ثبوت ہو تو ٹانگ کی راہ نکل جاؤن - ایسی بات ہے بھلا - ہ
یہان تو وہ مشق بہم پہونچائی ہے کہ اگر بوتل کی بوتل لنڈھا جاؤن
تو معلوم ہو کہ پی یا نہین -

تہور آدمی تھا کائیان - بولا میر صاحب یون گپ اڑانے کو کہ
اڑایا کرون مگر اللہ جانتا ہے آدھی بوتل بھی پیو تو تین دن تک ہو
کہین ٹھہر اور آپا ہو گا - یہ ولایتی ہے - خاص برانڈی - میر صاحب
اکر بولے نہ پیے اُسکی بھی ایسی تیسی اور نہ پلائے اُسکی بھی ایسی تیسی
رنے بوتل سامنے رکھ دی آدھی بوتل سے کوئی چار یا پانچ ماشے
ہی - میر گلباز نے چسکی پر چسکی لگائی - جام پر جام پیا - تو جھومتے
اٹھے مگر لڑکھڑائے - بیٹھے تو طبیعت بے چین - کسی بات کا ہوش
نہ تھا - ہان سب ہوش تھا تو اس بات کا کہ پیتے ہی جاتے ہین - گر
پھر جا بیٹھے سوڈا کی ایک بوتل کھولی - دن کی آد اڑتے امام الدین تھا
لک پڑے گو نشہ تیز تھا پھر سو رہے - ادھر میر گلباز نے

لونیڈپیا۔ اہا ہا۔ کیا خوش ذائقہ ہے۔ ذائقہ خوش ہی۔

چھمن نے اشارے سے کہا چڑھ گئی۔ حاتم علی نے مسکرا کر گردن پھیرلی۔ تہور گردن ہلانے لگے کہ ہان اب راہ پر آئے۔ تھوڑی دیر مین تنکے چننے لگو تو سہی۔ میر گلباز نے پھر گلاس مین انڈیلی اور چسکی لگائی اور یون غل مچایا۔ ؎

بہت سے غم گیتی شراب کم کیا ہی	غلام ساقی کوثر ہون مجکو غم کیا ہی		

تہور نے سمجھایا کہ آہستہ آہستہ کیسے غل نہ مچایئے۔ میر گلباز فرش پر بیٹھے گر بیٹھتے ہی آنکھ بیٹھے۔ اور بڑی دقت سے پھر کرسی پر جا ڈٹے تھوڑی دیر تک اونگتے رہے گویا افیم کی پینک تھی۔ اس کے بعد پھر شراب پی اور کہا۔ ؎

یار کی تیغ نگہ کرتی اگر مجھکو شہید		
لاش ہمچشمون کی۔ ــــــ		

اُف۔ بہت پی گئے۔ آج ــــ اسوقت ــــ سمجھے نہ چھمی (غل مچاکر) سمجھے! سمجھے!! کیا خاک سمجھے!!!

یہ کہکر حضرت گلباز اُٹھے مگر پانُون ڈگمگایا۔ تہور نے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور کہا بیٹھے بیٹھے۔ بہزار خرابی بیٹھے۔ چھمن نے کہا واہ رے شراب خدا اس شراب حرام زادی کو غارت کرے واللہ کچھ عجیب اثر ہے۔ جب حضرت تشریف لائے تو بہت ہی بگڑے تھے۔ اُف! یہ بھی پڑے ہین تراب علی بھی غین ہین۔ بہت ہی خفا تھے۔ بڑی دیر تک شراب کی ہجو کیا کیے۔ اور فرمایا کہ ہم اس طرح نہین پیا کرتے کہ غین ہو جائین یہ لوگ شراب پینے کے طریقے ہی سے واقف نہین اور اب دیکھیے خود لوٹ رہے ہین۔ حاتم علی نے کہا جی ہان یہ بڑی بلا ہے۔ خدا ہی اس سے

چھٹی ہم تو سرکار کے خیر خواہ ہین - ہمکو نفرت تھی ہے اس مردار سے
منہ لگون نے حضور کو بھی پلا ہی چھوڑی -

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ میر گلباز اُٹھے تھوڑے نے کہا بیٹھیے
چپ بد معاش کے کا آدمی یا جی - چپ - بولا اور ہم سے
جمائی -

علی - خدا خیر کرے -

بیٹھیے حضور بیٹھیے - میر صاحب بیٹھیے حضرت - ہائین ! ہائین !!
ہا !!

گلباز - اسے ہمکو سمجھا تو کیا ہے - آخر کچھ کہہ تو سہی -

میر گلباز اُٹھے تو لڑکھڑا کر تراب علی پر گرے - دھم - تراب علی
مچایا - چور - چور - لینا جانے نہ پائے - امام الدین خان نے جو چور
آواز سنی تو گلبلا کر اُٹھ بیٹھے - اور باہر کی طرف دوڑے مگر
لے کے صحن مین منہ کے بھل دھم سے گرے -

ارے یہ بڑی ہوئی -

[illegible] یا پھر اسے پر ہو رہے ہیں -
[illegible] - یہ کیا غضب کر رہے ہو -
[illegible] ہین - ایک آدھ ذلیل ہو شراب چھوٹے - ؎

چھٹتی نہین ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

خان صاحب - خان صاحب اجی خان صاحب -

ع - اجی یہ کیا دل لگی بازی کر رہے ہو - وہان جاؤ - تھوڑے جا کر
صاحب کو اُٹھایا -

ع - مجھے کو اس وقت سنا تا تھا نہین تو پچاسون آدمی ڈھے
ہین -

حاتم علی۔ اور کیا۔
جھمن۔ ارے یار ہمکو بھی سب شرابی سمجھے ہونگے۔
تہور۔ جی نہیں۔ آپ نشان خاطر رہیں۔
حاتم علی۔ کچھ پروا نہیں ہے۔

تو پاک باش و برادر مدار از کس باک	زنند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ

امام الدین خان کو نور اور بان۔ گجراج ٹھاکر۔ مانک سنگھ سپاہی ان تینوں آدمیوں نے دیکھ لیا تھا کہ صحن میں پڑے لوٹ رہے ہیں۔ مگر سوچ کہ اگر جاکر اٹھایا اور نواب صاحب نے دیکھ لیا تو بڑے خفیف ہونگے۔ لہذا چپ چاپ بیٹھے رہے۔ ٹک ٹک دیدم دم نکشیدم امام الدین خان اور میر گلباز میں خوب جوتی چلی۔ تہور اور جھمن نے لاکھ لاکھ سمجھایا مگر ایک نہ سنی امام الدین خان نے کہا تمھاری ایسی تیسی۔ میر گلباز بولے تمھارے باپ کی ایسی تیسی امام الدین خان نے کہا پھر اٹھوں میر گلباز آستینیں چڑھاکر بولے تو ضا آلی ہو تو آؤ امام الدین خان نے دھول جمائی گلباز نے چپت لگائی لڑتے لڑتے دونوں نواب کے پلنگ پر گرے پٹی چٹ سے ٹوٹ گئی اور نواب صاحب ۔۔۔

نواب۔ کیا ہے۔ کیا ہے کیا ہے۔ ارے کیا ہے۔
تہور۔ حضور غل نہ مچائیے۔ خاموش ہو رہیے
نواب۔ کیا ہے کیا ہے۔
تہور۔ سو رہیے سو رہیے۔ بہت غل نہ مچائیے۔

نواب صاحب نے تہور کو ایک تھپڑ دیا۔ اس زور کا تھپڑ پڑا کہ آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔

حاتم علی نے کہا خداوند یہ کیا غضب کر رہے ہیں آپ۔ حضور نے اس زور سے تھپڑ لگایا کہ آنکھیں نکل پڑیں بیچارے کی۔ نواب صاحب

حاتم علی کے کان پکڑے اور کہا دور ہو مردود دور ہو سامنے سے
ل دور - چھمن دبکے دبکائے بیٹھے تھے - تراب علی پھر لیٹ رہے
ن کی حالت سب سے زیادہ ردی تھی - مگر آدمی تھا ضابط ضبط
چاپ پڑا رہا - نواب صاحب نے تراب علی کے سپٹے نوچے تو
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کون ہے بے پٹے نوچتا ہے - آنکھیں کھولیں
حضور ہیں - اب اٹھتے نہیں لیٹے ہی لیٹے سمجھا رہے ہیں کہ حضور
عظم ہیں - حضور رئیس زادے ہیں (دس منٹ تک خاموش
حضور جو ہیں سو دو دو بک - کیا بتراد یا کھاتے ہیں ہم -
دہیل ہیں -
چھمن نے رسوخیت جتانے کے لیے کہا دیکھو تراب علی - چھوٹے
ن - یہ کیا بھونڈی تقریر ہے - نمک حرام - گھونسے لگائے بات ترے کی
- نالائق - چھمن کا چہرہ سرخ ہو گیا - اور ایک قہر آلود نظر نواب صاحب
حاتم علی نے دیکھا کہ تیور بیڈھب ہیں - ایسا نہو چھمن اسوقت حماقت
ایک ہاتھ لگا بیٹھیں تو نواب صاحب کی کرکری ہو - چھمن کے
ہاتھ پکڑے - نواب صاحب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ حاتم علی پر
[illegible] یا اور کہا خدا وندا سوقت نشے میں
لیٹ رہیے - ورنہ جھگڑا مچ جائیگا - نواب صاحب نے اگالدان
پر حاتم علی کے سر پر دے مارا - فوراً خون کے فوارے
- ے
- ہائیں! ہائیں!!
- اف - مر گیا - ارے مار ڈالا -
(اگالدان چھینکر) امام الدین خان سے خدا سمجھے -
- کپڑا لاؤ - کپڑا لاؤ -

ر- لاؤ جی کپڑا کپڑا اور ریشم لاؤ- ذرا جلد لاؤ- توبہ- توبہ-

اب سپنے کہ دربان اور خدمتگار اور فنس کے کہار اور سپاہی اور کوچبان
سائیس اور حافظ جی اور لونڈیاں اور ماماں اور ایرا غیرا نتھو خیرا سب
سے آئے کہ خون ہوگیا-

سر میں خوب چوٹ آئی- خون کے شراٹے بہنے لگے- یاران سرپل نے
اڑا دی کہ خون ہوگیا- بات کا بتنگڑ کر دیا تو یاروں کے بائیں ہاتھ کا
ب ہے- اب لطف یہ کہ اس حماقت کو بنائے تو کون بنائے کہ سب کے
سب اپنے اپنے رنگ میں- حاتم علی زخمی تراب علی نشے میں چور امام الدین
سیہ مست مخمور- نواب صاحب مدہوش میر گلباز کو دنیا و مافیہا کی خبر
ں- تو وہ بھی پیے ہوئے- ایک چمن وہ نواب صاحب کی خبر لیں
الدین خان کو سمجھائیں یا گلباز کو للکاریں یا تراب علی کی فکر کریں یا حاتم علی
خم کی دوا درمن میں کوشش کریں یا اپنی خیر منائیں-

مگر چمن نے جو دیکھا کہ اتنے آدمی جمع ہو گئے اور آدمیوں پر آدمی ٹوٹے
ہیں- تو باہر نکل کر کہا- کیا ہو گیا- چلو یہاں سے- اچھا- تماشا مقرر
ر- سبحان اللہ- ان لوگوں نے صاف صاف سنا ۱۰
ان نہ کیا-

ہیں- برے کام کا برا نتیجہ-
ئیس- اور کیا بھائی- یہ تو ہونی ہی تھی-
ان- روز یہی ہوتا ہے یہاں-
ر- پی بہت گئے-
ہی- توبہ توبہ مسلمان ہو کے اور شراب پئیں-
فظ جی- الاماں- الاماں- ابھی بڑے حضور سن لیں تو غضب ہی ہو جاوے
دی- آدمی اللہ نہ کرے- ابھی جوان جہان ہیں چھوٹے حضور عیش کے

ہی ہین۔

اجی۔ ایسے ہی لوگون نے تو سلطنتین غارت کر دین۔

ا۔ اوئی ذری ہیچ کیجے گا۔ میرے منھ نہ لگنا میان۔

ا۔ حافظ جی۔ ذرا اس بھیڑ کو تو ہٹائیے۔

اجی۔ یہ خون کا کیا ذکر ہے۔

۔ کچھ خیر ہے۔

لی ۔ اجی حافظ جی کو یہان تو بلاؤ۔

ا۔ آئیے دیکھ لیجیے۔

ی۔ تہور کہان ہے۔

حاضر کیے۔ اجی یہ تو سب بین خرافات مشہور ہو گیا۔

ا۔ پھر یہ ہوا کیا۔

کچھ نہین۔ حاتم علی صاحب جو لپک کر جانے لگے تو گر پڑے پٹی پہ سر کھٹ

لا۔ ذرا سا خون چھلک آیا تھا۔ ریشم بھر دیا ہے چلیے چھٹی

۔

اجی۔ (کمرے کے اندر جاکر) الامان۔ الامان۔ کچھ خوف خدا

ہے۔

علی۔ خوف خدا ہوتا تو یہ کفر کی باتین ——————

اجی۔ شرم نہین آتی تمھین۔

لی۔ بجھے درست۔ بجا۔

چھمن نے بڑا کام کیا جتنے آدمی جمع ہوے تھے سب کو ہٹا دیا

لی کے زخم کی فکر لی اور شرابیون کو دیکھے رہے کہ واقعہ اعتدال سے باہر

نہ نکالنے پائین۔

تھوڑی دیر مین نواب صاحب نے کوشش کی کہ احاطے مین جانین

جھمن نے روک لیا کہ کہان ہرگز مین نہ جانے دونگا۔ چاہے حضور غلام کو قتل کر ڈالین مگر غلام نہ جانے دیگا۔ چرچا چہ ارازدان ہو جائے گا واسطے خدا کے باہر جانے کا قصد نہ کیجیے۔ تھورنے کہا حضور بس یہی تو بُرا کہ اب سرکار کسی کا کہنا ہی نہین مانتے۔ باہر جاکے مفت مین فضیحت ہونا کون سی عقل کی بات ہی۔ اور یون سرکار مالک ہین۔ نواب صاحب نے کہا ہم ضرور جاینگے۔ جھمن نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ خداوند ہم لوگون کے لیے بڑی بدنامی کا باعث ہوگا۔ اسوقت حضور اسقدر کہنا مان لین۔ نواب صاحب سنتے کس کی تھے۔ حملہ کیا کہ چلا جاؤن۔ مگر ایک طرف سے جھمن دوسری طرف سے تھورنے روکا حضرت نے غل مچانا شروع کیا۔ دوڑو کوئی ہے یہ لوگ مجھے قتل کیے ڈالتے ہین۔ دو تین سپاہی ایک دربان اور حافظ جی بھی لپکے آئے۔ دیکھا کہ نواب صاحب سیہ مستی کی حالت مین واہی تباہی بک رہے ہین اور جھمن اور تھور سمجھاتے ہین مگر وہ ایک نہین مانتے۔ حافظ جی نے کہا۔ ہائین ہائین۔ خداوند خیر تو ہی یہ ماجرا کیا ہی۔ افسوس ہاے افسوس۔ سپاہی بولا۔ ہی کیا چڑھ گئی ایسین کسی کا اجارہ ہی۔ اسی سے تو ہزار مسائل مین لکھا ہی کہ شرابی کی صحبت مین نہ بیٹھے۔ دربان نے کہا یہ لوگ اور بھی مٹی خراب کرتے ہین آج تو نواب علی نے پلائی اور اتنی پلادی کہ دیکھیے سب نشے مین پڑے ہین نواب صاحب نے پھر حملہ کیا مگر لوگون نے روک لیا۔ نورا دربان کو جو خبر ہوئی تو اُس نے ظہورن کو بلایا۔

نورا۔ ظہورن۔ بی ظہورن۔ اجی بی ظہورن صاحب۔

ظہورن۔ کیا ہی۔ ارے کیون پکارتا ہی۔

نورا۔ (منھ چڑا کر) کیا ہی۔ ہی کیا۔ یہان آؤ۔

ظہورن۔ ای کام تو بتا۔

نورا - ذرا یہان تک آؤگی بھی کہ وہین سے باتین بناؤگی -

ظہورن پردے کے پاس آئی - نورا نے کہا کچھ خبر بھی ہے - وہان جو کیا رہا ہے - آج تو ستم ہی ہوگیا - اور تم اندر قہقہے بیٹھی لگا رہی ہو -

ظہورن نے کسی قدر متحیر ہوکر پوچھا کہان کہان - ہم کچھ سمجھتے ہی نہین نورا نے کہا جاؤ نہ بتاینگے - ظہورن نے اصرار کیا کہ ٹانگین توڑ ڈالین اور بوتا نہین ہوا نخرہ - نورا نے کہا کچھ چھوٹے حضور کی بھی خبر ہے -

ظہورن - نہین - نہین - کیا ہوا گیا - خیریت تو ہو - یا اللہ خیر کیجیو -

نورا - ہان خیریت کے تو ڈھیر لگے ہین - مگر سر ذرا بھی خوب گھٹے ہین -

ظہورن - ای ہٹ بھی اُدھر - سر ور کیسا - کیا کچھ -

نورا - کچھ وچھ کے بھروسے نہ رہنا - تم سیدھی جا کے چھوٹی بیگم صاحب سے کہدو کہ ہم یہان پردہ کرائے دیتے ہین ذرا ہی آن کر نواب صاحب سے مزاج کی کیفیت پوچھین -

ظہورن - اُوئی اسقدر کا نشہ چڑھ گیا ہے کیا - کیا کالا پانی پیا -

نورا - حاتم علی کا سر پھٹ گیا -

ظہورن - (کانپ کر) ! ہے ہے یہ نوبت آئی - یا اللہ خیر کیجیو -

نورا - اِنکے رُفقا خوشامد خورے ہین -

ظہورن - چھوٹے حضور ہین کیسے -

نورا - نشے مین چور -

ظہورن - سر کسنے پھوڑا - چھوٹے حضور کو اطلاع ہوئی کہ نہین -

نورا - ارے چھوکری تو دیوانی ہی رہی - نواب ہی نے تو سر پھوڑا - خون کے شرائٹے بہ رہے ہین -

ظہورن - ہے ہے مر تو نجا ئیگا وہ -

نورا - نہین اب لہو بند ہوگیا -

ظہورن - اچھا تو مین حضور سے کہتی ہون جاکر -

نورا - اور تمکو بلایا کس لیے اسوقت اِتنے مصاحب اور رفیق اور سپاہی اور آدمی یہان سے وہان تک بھرے ہین کسی کو بھی نہ سوجھی بس نورا ہی خیرخواہ نکلا باقی سب خوشامدخورے ہین - حضور سے جاکر کہو کہ چپکے سے پردہ کراتے دیتے ہین - پرندہ تک پر نہ مار سکے گا - بڑا اچھا ٹک بند ہو جائیگا آدمی سب ہٹا دیے جائینگے - تشریف لائین -

ظہورن محل مین گئی - پہلے تو خوب بنی ٹھنی - نواب صاحب کے رجھانے کے لیے سولہ سنگار کرکے بیگم صاحب کے پاس گئین - ارے حضور کیا عرض کرون - نورا تو کیا جانے کیا بک رہا ہے - جیسے ہاتھون کے توتے اڑ گئے اللہ بچائے - ابھی ابھی مجھکو پردے کے پاس بلایا اور کہا کچھ چھوٹے حضور کی خبر ہو - مین نے کہا جلد ہی بتا خیریت تو ہو -

بیگم - ظہورن اللہ جانتا ہو ہوش اڑ گئے - اب اِتنا بتا دو کہ اچھے تو ہین -

ظہورن - ہان حضور فضل الٰہی ہو -

بیگم صاحب - اُن جیسے سن سے جان نکل گئی - کیا ہو گیا -

ظہورن - حضور کہتا ہو کہتا ہو کہ پی بہت گئے - وہ تو کہتا ہے کہ ایک آدمی کا سر پھوڑ ڈالا - اللہ جانے -

بیگم - (دانتون کے تلے انگلی دباکر) ارے !

ظہورن - کہتا ہو خون کے شرّاٹے بہنے لگے -

بیگم - اور وہ تھا کون - کہین مر تو نہ جائیگا -

ظہورن - اللہ نہ کرے - اب خون بند ہو -

بیگم - نورا کو ڈیوڑھی مین بلا لو - بوڑھا تو ہو ہی -

ظہورن - بہت خوب کہتا ہو پردہ کرا کے حضور نواب صاحب کو تو جاکر دیکھین -

بیگم۔ اچھا تو ہو۔

ظہورن۔ مگر بڑے حضور نہ سُن لیں کہیں اتنا سوچ لیجیے۔

بیگم۔ تم چپکے سے جاکر دیکھ آؤ کہ کیا کر رہے ہیں۔

ظہورن گئی تھوڑی دیر میں آ کر کہا بڑے حضور تو آرام میں ہیں اور بیگم صاحب بھی ابھی کھانا کھانے بیٹھی ہیں۔ پردہ کراؤں اب۔ بیگم صاحب نے کہا ہاں۔ مگر بڑا پھاٹک بند ہو جائے۔ اچھی طرح سے اور وہاں کوئی نہ رہنے پائے۔ ظہورن بولی ایسی بات ہے حضور۔ پرندہ تو پر مار نہ سکے پردہ کے پاس سے ظہورن نے نوروز کو بلایا اور کہا پردہ کرا دو۔ حضور آئی ہیں۔ باہر کا پھاٹک بند ہو جائے۔ نوروز خوش خوش اُٹھے اور ڈھائی گھڑی خوب حکومت جتائی۔ اکڑ اکڑ کر حکم دینے لگے۔ گویا داروغگی ہو گئی تھی۔

سپاہی کہاں ہیں سب سپاہیوں کو بلاؤ۔ کہو سب حاضر ہو۔

"اخاہ۔ اس وقت تو نوروز بھی ڈپٹ رہے ہیں۔ کیا سپاہیوں کا جائزہ لو گے۔

"باتیں پیچھے بنانا۔ پہلے اِدھر آؤ۔ نہور کو بلاؤ۔

"کہو۔ کہو۔ کیا ہو گیا۔ تم اور ہلڑ مچا رہے ہو"

"ہلڑ ورڑ کے بھروسے نہ رہنا۔ چھوٹی بیگم صاحب یہاں تشریف لانے والی ہیں"

نہور کے ہوش اُڑ گئے۔ ارے غضب۔ ہٹو بھئی ہٹو سب کے سب۔ وہ جو ٹھا کر اُن کو کوٹھریوں میں ٹکے ہیں آئے کہو ذرا باہر ٹھہریں اور سپاہی بھی سب پھاٹک کے باہر ہو جائیں۔ نوروز نے للکار کر کہا کہ امام الدین خان کہاں ہو چلو۔ تراب علی کدھر ہے۔ نکلو۔ بھائی حاتم علی بیچارے کے سر گئی کہ ذرا باہر ٹھہرو۔ میر صاحب کون! واہ ہے۔ انہیوں کے بھی کان کاٹے ابھی میر صاحب تشریف کا ٹوکرا کھسکائے۔ مصاحبوں نے جو سنا کہ چھوٹی بیگم صاحب آنے والی ہیں۔ تو حواس نفرد۔ کوئی ٹوپی ڈھونڈھتا ہے

کوئی جوتی کی تلاش میں ہو۔ کسی کے انگرکھے کا پتا نہیں۔

اور نورا للکارتے جاتے ہیں۔ کہ چلو کوٹھی خالی کرو۔ تہورا اور چھمن نے جھٹ پٹ بوتلیں ہٹائیں ٹمبلر اور گلاس پلنگ کے نیچے چھپائے۔ لمونیڈ اور سوڈا کی خالی بوتلیں مسہری کے پاس رکھیں بیچارے ٹھاکر جو ٹلے ہوئے تھے انکو بھی نورا نے کھڑ کھڑایا۔ کوئی کہتا ہے بھیا دال چڑھائی ہے جلجائیگی۔ کسی نے کہا چاول کرّے ہو جائینگے۔ مگر نورا نے ایک کی نہ سنی سب کو نکال دیا پھاٹک بند ہوا تمام کوٹھی اور احاطے میں سناٹا ظہورن نے کہا۔ پردہ ہو گیا۔ نورا بولے جی ہاں سب خوشامد خوروں کو نکال باہر کیا۔

ظہورن۔ آئیں حضور آئیں نہ اب۔

نورا۔ بے تکلف۔

اب سنیے کہ تراب علی نشے کے مارے باہر تک جا نہ سکے۔ چق کے قریب ایک کونے میں دبک رہے تھے نورا نے انکو دیکھ لیا تو کس سے دو لائیں جمائیں۔ اور تالائق۔ یہاں بیگم صاحب تشریف لاتی ہیں اور تو گھورنے کے لیے دبکا پڑا ہے بے ادب۔ لاتیں کھائیں تو تراب علی کا نشہ ہرن ہو گیا لڑھکتے پڑھکتے بھاگے پھاٹک کھلوایا۔ نورا نے پھر اپنے سامنے پھاٹک بند کرا دیا۔

ظہورن۔ نورا۔ نورا۔ اری نورا۔

نورا۔ کہیے۔ کہیے۔ میں یہاں انتظام کرتا تھا۔

ظہورن۔ بیگم صاحب آتی ہیں۔ آئیں۔

نورا۔ شوق سے۔

ظہورن۔ نورا تم منھ پر کوئی کپڑا رکھ لو۔

نورا نے اچھا کہکر جالی لوٹ کے رومال سے منھ ڈھانپ لیا۔ بیگم صاحب نے ناز و ادا سے قدم بڑھایا باہر آئیں تو نورا جالی لوٹ کے رومال سے

چہرہ لپیٹ کر کھڑا ہوا اور جھک کر آداب بجا لایا - بیگم صاحب نے کہا - اے
نوسونڈی کاٹے کی باتیں تو دیکھو - موا مسخرہ - ظہورن بولی حضور دو دو سو برس
کی تو عمر ہے - چلی آئیے - بیگم صاحب آگے بڑھیں تو ظہورن نے نورا کی
کھوپڑی پر ایک چپت جمائی - کوٹھی میں آن کر دیکھا نواب نامدار کو پلنگ
پر بیہوش پایا - فرش سمٹا سمٹایا - خون دیکھکر سہم گئیں کہا اوئی یہاں تو خاصی
مار دھاڑ ہوئی ہے - سر پھٹ پھٹ گئے - خانہ جنگیاں ہوئیں - ظہورن نے
کہا حضور بس غضب ہے - نورا باہر سے بولے حضور ذری مسہری کے پاس
جائیے صندوق کا ڈھکنا اُٹھائیے دیکھئے تو کیا کیا کفر کی باتیں ہوتی ہیں ظہورن
نے ڈھکنا اٹھایا تو برانڈی کی بھبک آئی -

ظہورن - (نخرے کے ساتھ) اوئی ہے - یہ کیا بلا ہے -

بیگم صاحب - دیکھو ان اُف یہ تو بوتلیں ہی بوتلیں جمتی ہیں - واہ واہ واہ -

ظہورن - حضور کو جگاؤں -

نورا - نہیں ایسا غضب بھی نہ کرنا سونے دو -

بیگم صاحب - سوتے ہیں کہ غش آگیا کہ مکر کیے پڑے ہیں (نواب کا ہاتھ
پکڑ کر) کیا سچ سچ سوتے ہو -

نورا - اے حضور غلام کا التماس قبول فرمائیے - بس سونے ہی دیجیے ورنہ
قل غپاڑہ مچیگا -

ظہورن - ہاں سونے دیجیے -

بیگم صاحب - (آہ سرد بھر کر) کیا سونے دوں ظہورن -

ظہورن - بیٹھ جائیے یہاں -

بیگم صاحب - نورا کہو بی مغلانی سے جا کے دیکھیں بڑے حضور اور بڑی
بیگم صاحب کہاں ہیں -

ظہورن نے نورا کو حکم دیا نورا نے بی مغلانی سے کہا - انھوں نے

جاکر دیکھا اور نورا کے کان مین پردے کے پاس کہا۔

نورا - ظہورن -

ظہورن - ہان کہان ہین -

نورا - بڑے نواب صاحب تو آرام فرماتے ہین - اور بڑی بیگم صاحب ابھی ابھی لیٹی ہین خاصہ نوش فرماکے -

بیگم صاحب - بس تو کچھ خوف نہین ہے -

ظہورن - کوٹھی خوب ہجی ہے - کیون حضور -

بیگم صاحب - ہمارے اُس گھر سے زیادہ - ؟

ظہورن - وہ اور بات ہے یہ اور بات ہے -

نورا نے باہر سے کہا خداوندہم تو حضور کا نمک کہا تے ہین - اور نمک حلال ہین - یہ امام الدین خان جو حضور کا رفیق ہے ایک ہی شریر آدمی ہے - اسکے کلٹے کا منتر ہی نہین - حضور بہت دور ہے - اسی کے تو سارے کانٹے بوئے ہوے ہین - اور ہمارے حضور سید ہے سارے آدمی ایک نہین سُنتے - مین لاکھ برا ہون - مگر خیر خواہی کی بات کہونگا - یہ نہین ممکن ہے کہ کوئی بات حضور کے خلاف کہون - کیا مجال - منھ پر کہہ دونگا - اور تراب علی ایک ہی گھاگ ہے درخت کو جڑ اور پھُنگی اور پتے سمیت کہا جائین اور ڈکار تک نہ لین - جی یہ اُن لوگون مین ہے - اور گلباز - واہ - کیا صحبت ہے - چھٹا ہوا بدمعاش چور ڈاکو - اُچکا بلکہ اُچکون کا سردار - شدائی خوار ساری خدائی مین ایسا چور ایک نہ پایئے گا اُنکے ہمارے حضور سے یارانہ ہے - ہم تو صاف صاف کہینگے - چاہین توپ کے مہرے اُڑا دین مگر کلمۂ حق ہی زبان سے نکلیگا - اب حضور کوئی تدبیر ایسی کیجیے کہ یہ شہدے نکالے جائین - قسم قرآن کی جو غلام کو حکم ہو جائے تو بچا ٹک پر پہرا دوان اور ان بدمعاشون مین سے ایک کو قریب تو آنے دون نہین جو آیا

گردون مین ہاتھ - جو آیا دھتا بلایا - کوئی جون تک تو نہ کرے - بولا اور ٹیٹوا لیا نالائقون
نے رئیس کے بدنام کرنے کی فکر کی ہے - یہ خیال نہین کہ جسکا نمک کھایا اسکی
بدنامی نہو - اپنے حلوے مانڈے سے مطلب ہے - مردہ بہشت مین جائے
یا دوزخ مین اس سے واسطہ نہین - حضور دن بھر کے لیے حکم دین تو اللہ
جانتا ہے کسی کو پھٹکنے نہ دون - روشن علی سے وہ حرکت سرزد ہوئی کہ
توبہ ہی بھلی - سرکار تک نوبت آئی - بس اب اس سے بڑھکر کیا ہوگا -
اور ایک روشن علی پہ کیا فرض ہے یہ سب ایسے ہی ہین - سگ زرد برادر
شغال - ایک سے ایک بڑھا ہوا پائین تو بیڑی تک آتار لین اور آج کی کیفیت
تو حضور نے خود ہی دیکھ لی - کہ اتنی دیر سے باتین ہو رہین ہین حضور کو ہوش
ہی نہین - مگر اسوقت کا سونا اکسیر ہے - مین نے کہا - سونا اکسیر ہے - حضور
اگر جاگے ہوتے تو اسکی داد دیتے -

ظہورن - نے کہا نورا اللہ جانتا ہے تمکو ہم ایسا نمک حلال نہین سمجھتے تھے -

بیگم - قدیم آدمی ہے نہ -

ظہورن - جی اور کیا حضور -

بیگم - اِسکی کیا عمر ہوگی -

نورا - حضور نوّے برس کا ہون - ابھی عمر ہی کیا ہے میری -

ظہورن - اجی ہو - اب اور کیا عاقبت کے بورئیے بٹورو گے -

نورا - اب چلتے چلاتے امام الدین اور تراب علی اور ان سب بد معاشون کو اپنے
سامنے نکلوا لون تو سمجھون کہ جی اُٹھا -

بیگم - واہ کیا نمک حلال آدمی ہے -

ظہورن - کیا شک ہے حضور -

بیگم - اس سے کہہ دو کہ چار روپیہ مہینا ہم بھی دیا کرینگے -

نورا - آداب بجا لاتا ہون - حضور یہ سب کسکا ہے - حضور ہی کا ہے یا کسو اور کا -

ظہورن - تو نورا حضور کی پرورش ہوئی -

نورا - ہان - مگر بی ظہورن تمنے تو مجھ بوڑھے کو نکلوا یا ہی تھا -

ظہورن - پُرانی باتون کا ذکر نکرو اب -

نورا - ہان بہت خوب -

بیگم - اسنے کسکا نام لیا تھا اسوقت کہ وہ سب مین زیادہ شریر ہی -

ظہورن - امام الدین -

نورا - ہان حضور - امام الدین - ذات کا جلاہہ ہی -

ظہورن - اوئی - یہ جلاہے ہوے اُسکے مصاحب آنکے -

نورا - جی یہی تو رُونا ہی - اور رُونا کیا ہی -

بیگم صاحب - سچ مچ جلاہہ ہی -

نورا - حضور سے کبھی جھوٹ نہ بولونگا - چاہے اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جاوے جو یہ جلاہہ نہو تو ناک کاٹ ڈالیے - یہ جلاہہ - اسکا باپ دادا جلاہہ - اسے حضور مین تو اب کیا چھٹا ہونگا نہ -

ظہورن اپنے دل مین سوچی کہ کہین ہمارا حال نہ کہدے - نورا کی بڑی تعریف کی - واہ نورا واہ - شاباش - اسی سے کہتے ہین کہ پُرانے نمکخوارون کی قدر کرنا چاہیے - اون مین ایک اسی بیچارے سے آنکر کہا باقی اور سب تو نیے کے ساتھی تھے - اللہ جانتا ہے نورا ڈبیا مین بند کر رکھنے کے قابل ہے - نورا تم سے حضور بہت خوش ہین - اب کل سے تم کسی کو یہان نہ آنے دینا - اور اُس جلاہے کو تو بس نکلوا ہی دو - وہ بڑا خراب طینت ہی -

نورا سمجھ گیا کہ ظہورن کو اپنا بھی خوف ہی - مونچھون پر تاؤ دے دے کر اکڑنے لگا -

ظہورن - بیچانک پر وہ شرابی غل تو نہین مچاتے ہین -

نورا۔ کیا مجال۔

بیگم۔ کہو جاکر دیکھے۔

ظہورن۔ حضور کا حکم ہو کہ جاکر دیکھ آؤ۔

نورا۔ بہت خوب ابھی چلا۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ نواب صاحب نے کروٹ بدلی۔ ظہورن نے کہا لیجیے آ سٹھے بڑی بات۔

بیگم صاحب نے شانہ ہلاکر کہا۔ اے اٹھو تو کب تک سویا کروگے۔

نواب۔ اَنتِ تجلس۔ اَنتَ تجلس۔

بیگم صاحب۔ این ا ہو واہ۔

نواب۔ راحتی فی الراح لا فی السلسبیل۔

بیگم۔ ہم سے سیدھی سادی زبان مین بولو تو سنین یہ عربی ترکی ہم کیا سمجھین۔

نواب۔ ہن بالسن والجروح قصاص۔

بیگم۔ کبریا کے لیے ذری تو ہوش کی باتین کرو۔ اوئی۔

ظہورن۔ حضور بھلا اس گھنٹے ہوش کی باتین کرنے لگینگے۔

بیگم۔ اسوقت کیسے ہو گیے۔

نواب۔ لاتنم قم۔ لاتنم قم۔

بیگم صاحب۔ نے بصد حسرت کہا خدا کے لیے اب تو اٹھ بیٹھو ذری کچھ ہوش بھی ہے یا بالکل آپے سے گئے گذرے۔ ہاے ان لوگون نے تمھاری کیا گت بنائی۔ نواب صاحب نواب صاحب حضور پیر و مرشد خدا وند کہکر جنگ پر چڑھایا۔ اللہ کرے یہ مونڈی کاٹے دنیا سے اٹھ جائین اُنپر علم بردار کا علم ٹوٹے۔ جنازہ نکلے موذن کا یہ بوتلون پر بوتلین جبنی ہوئین روز ایک نیا ہی گل کھلتا ہے۔ ایک دن موئی بیسوا آئی قہقہے پر قہقہے

پڑتے تھے آنکھون کے سامنے اُسکو لیکے بیٹھے - اُسدن توبہ کی کہ اب نہ پیون گا - جب وہ مرگیا تھا لالہ کوئی - وہ ایک دن ہو تو کوئی کہے یہ تو اب تیس دن کا درد ہوگیا - اور ابھی دیکھیے کیا کیا ہوتا ہی نواب نے اس کل لکچر کے جواب مین بسہولت تمام کہا - ع

	بات الصبوح عبوا یا ایہا السکارا	الخ

ظہورن منہ پھیر کر مسکرانے لگی - بیگم صاحب نے کہا سچ کہتا تھا نورا - انکا سونا ہی اچھا تھا - پانی پیوگے کچھ منہ سے بو لو تو - توبہ - مین کہتی کس سے ہون اسوقت سنتا کون ہی -

بیگم صاحب - ظہورن - اے سچ کہون رونا آتا ہی -

نواب - ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھاکر ؎

ما طرف بادہ نگرے کنیم		در شب آدینہ گنہ مے کنیم

بیار بادہ و بازم رہان زرنجوری
کہ ہم ببادہ توان کرد دفع مخموری

بیگم صاحب - اب یہ شعر ہی ہوتے رہینگے یا اٹھوگے بھی -

نواب صاحب پلنگ سے اُٹھے مگر متحیر حیرت کی نظر سے چو طرف دیکھتے تھے - پوچھا تم اسوقت یہان کہان - بیگم صاحب نے کہا بھلا خیر ہوش تو آیا - حواس تو بر جا ہوے - ہائین ہاکوئی اتنی پی جاتا ہے - ذرا ہوش ہی نہین - نواب صاحب نے گردن نیچی کرلی - از بس خجل و منفعل سوچنے لگے کہ اللہ اللہ ہم تو پی کر اپنے جامے سے باہر ہوگئے - یہ نوبت آئی کہ بیگم صاحب کو یہان آنا پڑا - اور ابا جان تک بھی خبر گئی ہی ہوگی - ہاے ستم غضب ہوگیا - پوچھا کہ بڑے حضور کو تو نہین خبر ہوئی - ظہورن نے کہا نہین - حضور - وہ آرام کر رہے ہین اور بڑی بیگم بھی آرام مین ہین پوچھا مین نے ہلڑ تو نہین مچایا - بیگم صاحب نے کہا کسی سے تم

لڑائی ہوئی تھی - نواب صاحب نے گردن نیچی کرکے کہا - مجھے نہین یاد ہے
افسوس خدا جانتے ہین نے کیا کیا بدعت کی ہوگی - اُف - اِسوقت
جی چاہتا ہے زہر کھا لون - اب نہ پیئینگے آج سے بس قسم کھائی
توبہ کی -

بیگم صاحب - توبہ اہوتھ - ہزار بار توبہ کرچکے -

نواب - اب کی توبہ شکنی نہوگی -

بیگم - اللہ کرے ایسا ہی ہو -

ظہورن - آمین اللہ آمین -

بیگم - آج کا حال تو بس رونے کے قابل ہو - فرش پر یہ کیا پڑا ہو -

نواب - (خون دیکھکر) اُف -

نواب صاحب اِس درجہ ملول ہوئے کہ منھ ڈھانپ کر پلنگ پر لیٹ
ے اور خوب روئے بیگم صاحب نے سمجھایا کہ اب تو جو ہوا سو ہوا اب ایسا
بس نواب صاحب نے آہستہ سے پوچھا کہ یہ خون کیسا ہے - ظہورن بولی
مصاحب کو آپنے مارا اُسکا سر پھٹ گیا - مگر اب اچھا ہے - نواب
ل کا عجب حال تھا - اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی نواب صاحب
بیٹھے - پوچھا اور بھی کوئی بدعت کی تھی - بیگم صاحب نے تشفی دی اور
جو ہوا سو ہوا اب خیال رکھنا نہین تو تمکو اختیار ہے - نواب صاحب
نے کہا کہ اب تم جاؤ میں سو رہونگا - بیگم صاحب ظہورن کو لیکر
[illegible] نے آدمیون کو بلایا - نورا اور تراب علی
لدین خان اور میر کلہاڑ اور جمن اور حاتم علی سب آئے - حافظ جی آئے
- حافظ جی کو دیکھکر نواب صاحب سخت نادم ہوئے -
ے جو نظر ڈالی تو گردن نیچی کرکے خاموش ہو رہے اور آنکھون
جاری ہوئے -

نواب۔ حاتم علی تم ڈاکٹر کے پاس جاؤ۔
حاتم علی۔ نہین خداوند مین گر پڑا تھا پٹی پر سر کھٹ سے بولا۔ اب فضل الہی ہی۔
نواب۔ ہان۔ خیر ہم سب جانتے ہین۔
حافظ جی۔ حضور اب اسکا خیال نہ فرمائین۔ گذشتہ را صلوات۔
نواب۔ مگر آئندہ را احتیاط۔
حافظ جی۔ ہان بیشک۔
نواب۔ بھئی اب اسوقت سب جاؤ اپنے اپنے گھر ہم ذرا آرام کرینگے۔
حافظ جی۔ ہان خداوند سو رہیے ذرا۔
امام الدین۔ آداب عرض ہی حضور۔ کل حاضر ہونگے۔
نواب۔ بہت اچھا مگر حاتم علی کی خبر
امام الدین۔ حضور اب فضل الٰہی ہی۔
حاتم علی۔ پیر و مرشد حضور کے نمک کی قسم۔ اب غلام تندرست ہی۔
نواب۔ افسوس صد افسوس۔
جھمن۔ خداوند حافظجی سچ کہتے ہین اب زیادہ خیال اسکا نہ فرمایئے۔ آئندہ ایسی صحبت ہی نہو گی۔
نواب۔ انشاءاللہ۔ انشاءاللہ۔
امام الدین۔ کیا غضب ہو گیا۔
جھمن۔ ع

	ای باد صبا این ہمہ آوردۂ تست

تراب علی۔ چلو جو ہوا وہ ہوا۔
جھمن۔ ہان بجا ہی۔
حافظ جی۔ خداوند اسی سبب سے حرام ہی۔

جھمن - اور کیا -

ہ دختر رز حرامزادی مردار

مینا بازاری ہر رہنے والی

امام الدین - حضور کا مزاج کیسا ہے -
نواب - مزاج تو بخیر ہے مگر -
جھمن - غضب ہو گیا تھا آج -
حاتم علی - مین تو خداوند ہی پر گر پڑا تھا -
جھمن - بیشک ذرا سا خون آگیا تھا -
نواب - ہمین ذرا ہوش نہین کہ کیا کارروائی ہوئی -
حافظ جی - حضور تو آرام مین تھے -
نواب - آرام مین تو کیا تھے بیہوش تھے -
جھمن - نہین خداوند ایسے بیہوش نہ تھے -
واب - غضب کیا واللہ - اب کسی کو قتل کر ڈالتے تب بھی [illegible]
م الدین - پیر و مرشد اب اس [illegible] نیچ پڑھا ہے -
[illegible] صاحب ابھی ٹھیک نہین ہین -
ذ - چپ بے گدھے -
ب - امام الدین خان - بھئی تم اور تراب علی انکو لیکر انکے گھر پہونچاؤ -
علی - بہت اچھا خداوند -
دین - اب [illegible] سب حاضر ہو گئے
[illegible] ہین کہ ذرا تشریف لائیے -
ب - ذرا کیا معنی اب ہم چلتے ہی ہین -
ین - آداب عرض ہے -
- کورنش عرض کرتا ہون خداوند -
بندگی میر حاتم علی صاحب سلام -

حاتم علی - آداب عرض ہو خداوند نعمت صبح کو ضرور حاضر ہونگا -

حوالی موالی سب رخصت ہوئے - نواب صاحب تشریف لے گئے - ظہورن ڈیوڑھی مین بناؤ چناؤ کر کے معطر و معنبر کھڑی تھین - نواب صاحب کا نشہ تو اُترا تھا ہی نہین اس البیلی رنگ پا نزدہ سالہ کی اچپلاہٹ اور شوخی نے ایسا بے اختیار کر دیا کہ آکے دونون کاندھون پر ہاتھ رکھ دیے (اے ہٹو بھی مفت محنت کے نخرے نہ بگھارو) یہ کہکر آئے ہاتھ ہٹانا چاہا تو نواب بوسے لیکر اندر چلے گئے -

بیگم - یہ بابو کا تو اچھا جھگڑا پیدا ہو گیا - تمہارے جتنے رفیق ہین سب ایسے ہی ہین - ایک سے ایک بڑھکر - انکو تو چن چن کے نکالو - یہ سب موئے خوشامد خورے ہین - اب یہ بتاؤ وہ داروغہ آپ کے کون امام الدین خان اسکو کیون نہین نکال باہر کرتے اور ایک اُسپر کیا فرض ہے - سب لیسے ہی بدمعاش بھرے ہین - دیکھو خدا گواہ ہے ایک نہ ایک دن اِسکے ہاتھون نصیب اعداعزت جاتی رہیگی - آیندہ تمکو اختیار ہے - جو چاہے سو کرو - ظہورن نے بھی ان مین ہان ملایا - حضور سچ فرماتی ہین بیگم صاحب نواب نے کہا کہتی تو سچ ہین مگر سب کو ایک ہی لاٹھی ہانکتی ہین - امام الدین بڑا خیر خواہ ہے بڑا معتبر آدمی - اُسکو مین کیونکر نکالدون نورا کی نسبت ظہورن نے کہا تھا - مین نے کہا اچھا اِس ڈیوڑھی پر نہ بیٹھنا پھاٹک پر بیٹھا رہے مگر خان صاحب تو بڑے کام کے آدمی ہین اُنکو کیونکر بے قصور نکالدون -

بیگم صاحب چین بہ جبین ہو کر بولین بجا ہے - ایسے ہی بڑے کام کے ہین ڈبو دینے کے لائق ہے - کام کا آدمی وہ جو بُری صحبت مین نہ رہنے دے - نواب صاحب تھوڑی دیر تک خاموش رہکر بولے بات یہ ہے مگر مین کوئی ننھا ہون - اگر صحبت بُری ہے تو ہمارا ہی قصور ہے

امام الدین خان کا کیا قصور اس مین۔ بیگم صاحب نے تنک کر کہا۔ جی درست ہی (اگر صحبت بڑی ہی) ابھی صحبت کے بڑے ہونے مین آپ کو شک بھی ہی؟ (اگر) کی ایک ہی کہی۔ ہونھ۔ اب اور اس سے بڑی کیا ہو گی صحبت۔

ظہورن۔ نورا کو ہم برا سمجھتے تھے مگر وہ کام کا آدمی ہی۔

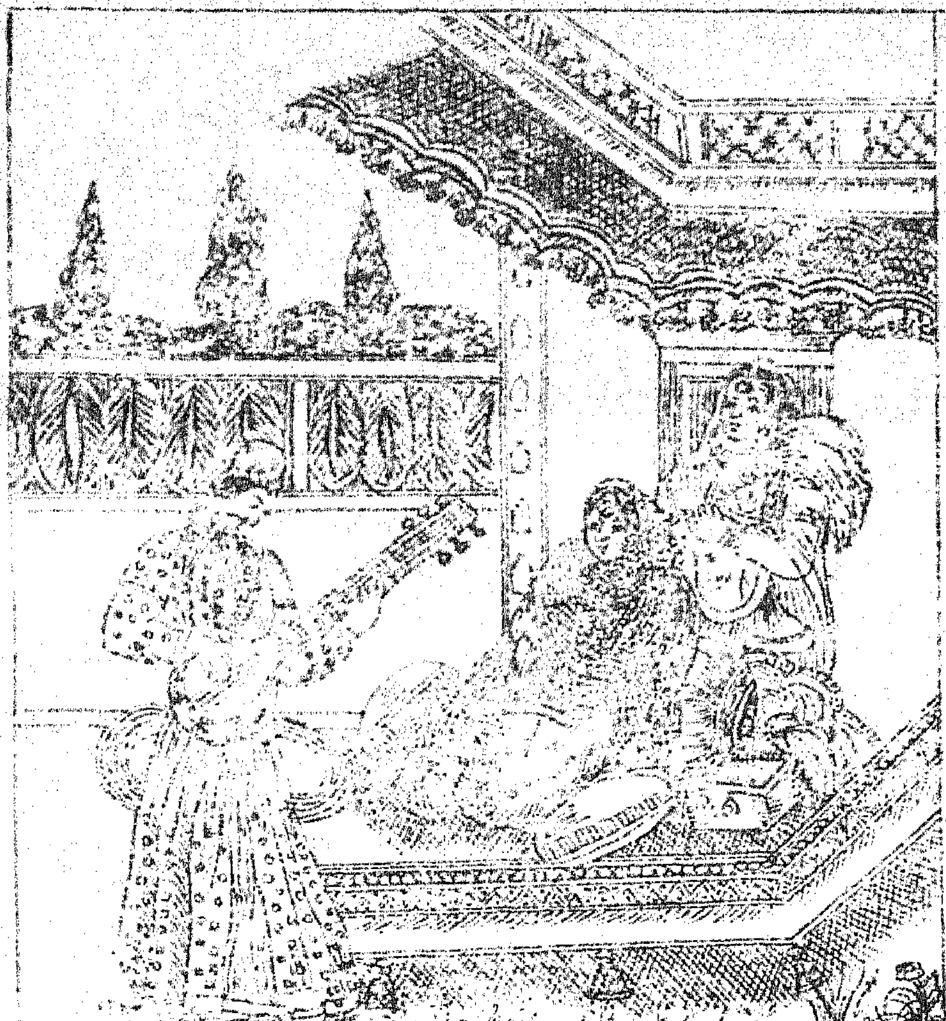
بیگم۔ نمک حلال ہی۔

نواب۔ بھلا شکر ہے کہ ایک تو اچھا ہے۔ مگر کل بُرا تھا آج اچھا ہو گیا یہ کیا بیگم صاحب نے کہا افسوس تو یہ ہے کہ شرماتے تک نہین۔ مگر ہان جس وقت ہوش آیا تھا اور ہمنے کہا کہ تم نے ایک رفیق کا سر پھوڑ ڈالا۔ تب البتہ خفیف ہوے تھے۔ ہی بڑی بڑی چیز۔ خدا ہی شریف کو اس سے بچائے۔ عجیب بلا ہے نگوڑی۔ ظہورن نے کہا نگوڑی تو اچھا نام رکھا حضور نے کہا شراب کے پانؤن نہین مثل مشہور ہی چلا اور لڑکھڑا کر گرا۔

اتنے مین دو بجے اور بیگم صاحب نے ظہورن کو رخصت کیا۔ تخلیے مین ان دونون میان بیوی مین شکوہ و شکایت کی باتین ہوئین اور تھوڑی دیر مین دونون نے آرام کیا۔

دور پندرھواں

نواب حور لقا محل



سات آٹھ مہینے کے بعد جو بچھڑے ہوؤن کی ملاقات ہوئی تو دس بارہ روز تک میان بیوی مین خوب بنی رہی۔ ایک دوسرے کا عاشق زار جان و دل سے نثار۔ مگر وہ قتالۂ عالم مثلائی کی چھوکری کہ از سرتا پا دریاے حسن مین غرق اور آفت جان آشوب دوران تھی اُسکے دل مین جگہ کرتی جاتی تھی اور اُسکی شوخی اور اچپلاہٹ سے یہ ازبس بیقرار تھے۔ ایک روز پڑوس کی ایک لونڈی نے جسکا نام نورن تھا بیگم صاحب سے اُن کے یہ شکایت جڑ دی کہ کل نواب صاحب کو ہم نے شاہ فصیح کے تکیے کے پاس ایک گلی مین گھر سے اُترتے دیکھا تھا۔ اور ایک عورت ہے جسے کہتی تھی کہ دوسرے تیسرے اس موئی ہرجائی کے بیان آپ پہونچا کیا کرتے ہین۔ ہم تو ہچور کی کھیر کھوا ہین۔ ہم سوچے کہ آپ سے چلکے کہ دینگے کہ کل کیھا ہجور یہ آنکھنا ندین کہ خدا مجادہی دیکھا تو ہم نے کیون نہ کہا۔ بیگم صاحب یہ تقریر سنکر دل ہی دل مین خفا اور رنجیدہ ہوئین جب شام کو نواب صاحب تشریف لائے تو چھوٹی بیگم تکھار کرکے بڑے ٹھسے سے فرش مکلف پر بیٹھی عطر کی شیشیان قرینے کے ساتھ ایک خوشنما ولایتی صندوقچی مین رکھ رہی تھین اور ظہورن ایک نازک پنکھیا چاندی کی ڈنڈی کی لیے ہوے جھلتی ہے آپ بھی جاکے وہان بیٹھے چھوٹی بیگم اینٹھے تھا جب بیٹھین تو انھون نے چھیڑ خانی شروع کی۔

نواب۔ بیگم صاحب۔ یہ اس شیشی مین کسکا عطر ہے۔

ظہورن اس بیگم صاحب کے لفظ پر مسکرائی مگر بیگم صاحب نے کچھ جواب نہ دیا۔

نواب۔ ارے! توبہ۔ دھوکا ہوا۔ عطر نہین تیل ہے۔ مگر ذرا ذرا سی شیشیون مین تیل رکھتے آج ہی دیکھا۔

ظہورن پھر مسکرائی تو نواب صاحب نے کہا دیکھیے بیگم صاحب آپکی پیشخدمتین ہماری باتون پر ہنستی ہین۔ انکو سمجھا دیجیے اسکے کیا معنی۔

بیگم۔ (منھ پھیر کر) ظہورن۔ یہ مسند ونچی اور سارا سامان اس کمرے مین لیچلو اور کنواڑے بند کر دینا خبردار خبردار کوئی بھی آنے نہ پائے ہم کسی سے بولین نہ چالین۔ ہمین یہ چھیڑ خانی ایک آنکھ نہین بھاتی۔

ظہورن۔ (مسکراکر) حضور اور تو کسی کی کیا مجال ہے کہ قدم بھی رکھ سکے مگر چھوٹے حضور آئین تو بھلا سوا آپ کے اور کون روک سکتا ہے۔

بیگم۔ (بہت ہی تیکھی ہوکر) چلو ان باتون سے کیا واسطہ تم یہان سے اُٹھا لے چلو۔

ظہورن۔ ذری ادھر دیکھیے تو۔

بیگم۔ دیکھین کیا۔ ہم اس کمرے مین چلتے ہین۔ تم یہ سامان لیکے آؤ۔

ظہورن۔ ای بیوی لونڈی حکم تو بجا لائے مگر دیکھیے تو ذری چھوٹے حضور تو مسند ونچی بھر پر قبضہ کر بیٹھے۔

بیگم۔ کیا! اے واہ۔ چہ خوش۔ کیا شہر شلہ ہے۔ پرائے مال پر کسی کا کیا اجارہ۔

ظہورن۔ حضور اسکو چھوڑ دین۔ ہمین بیوی کا حکم ہے کہ اس کمرے مین سے چلو۔

چھوٹی بیگم صاحب منھ پھیر کر تو بیٹھی ہی تھین نواب صاحب نے موقع پاکر ظہورن کے ہاتھ مین چپکے سے ایک ٹھوکا دیا ظہورن نے تیکھی ادا کے ساتھ ساتھ جھٹک دیا۔ اور بعید شان دلربائی اشارے سے کہا کہ بیگم صاحب بیٹھی ہین۔ ہاتھا پائی کا کون موقع ہے۔

نواب۔ انسانیت کے یہی معنے ہین کہ بھلے مانسون کی طرف پیٹھ کرکے بیٹھے۔

بیگم۔ جب بھلے مانس مُردنگیون کے پاس بیٹھتے ہین تو شریفون کی بہو بیٹیان ایسا ہی برتاؤ اُنسے کرتی ہین۔

نواب۔ کوئی دو بدو باتین کرے تو ہم جواب دین۔

ظہورن۔ حضور منھ ادھر پھیرئے۔

نواب - کیون صاحب ہم ننھا سا عطر لین رہین سے -

بیگم - ظہورن اللہ جانتا ہی - تم بڑی نٹ کھٹ ہو - تم ہی سکھاتی جاتی ہو یہ ساری باتین

نواب صاحب نے ظہورن سے کہا کہ ذرا جا کے دربان سے کہو پوچھے گھڑی مین کے بجے - ظہورن اُٹھنے ہی کو تھی کہ بیگم صاحب نے جھڑک کر کہا ظہورن جو تم یہان سے ہمارے حکم کے بغیر اُٹھین نہ تو تم جانو گی بیٹھو بس خبردار جو اُٹھین - نواب صاحب خوب ہی ہنسے کہا ظہورن انکا کہنا مان چکین - اب ہمارے کہنے سے جاؤ - ظہورن اُٹھ کھڑی ہوئی تو بیگم صاحب نے ہاتھ پکڑ کے بٹھا دیا -

ظہورن - اوئی اللہ اچھی اُٹھا بیٹھی ہے - جیسے مکتب خانے مین مولوی لوگ لڑکون کو اُٹھاتے بٹھاتے ہین - اب ہم کسکا کہنا مانین کسکا کہنا نہ مانین -

نواب - دیکھیے - بیگم صاحب - آپ کی خواصین اب ہم پر پھبتیان کہنے لگین - کٹ ملا ہمکو بنایا - ایک ہوئی بی ظہورن صاحب -

بیگم - اوئی اب ظہورن سے بھی چھیڑ چھاڑ ہونے لگی چھی! منھ لگائی ڈومنی اور ناچے تال بے تال -

ظہورن - سرکار - لونڈی کی مٹی ہر طرح خراب ہی -

بیگم - یہ کاہے سے - ماشاء اللہ جوان جہان ہو - نازک ہو - دھان پان ہو گیا اُس لونڈی دیہات سے بھی گئی گذری ہو - موئی کالی کلوٹی جیسے تباکو کا پنڈا - مگر ان لوگون کی بھی کیا ارواح ہے - ہر دم بیچھے - یہ تم بن ناحق کو کہتی ہو کہ مٹی خراب ہی - مٹی خراب ہو تمہارے دشمنون کی -

ظہورن - حضور ہمارا دشمن ہمارا پیٹ ہے - جسکی بدولت سب کے تلوے سہنے پڑتے ہین -

ظہورن تو باغ مین نواب صاحب کی خدمت مین اتنی گستاخ اور بے ادب ہو گئی تھی اور رشین موصوف کے ساتھ بدنا پالکی گاڑی مین آنے

سے اور بھی نڈر تھی۔ اور ان سب باتون کے علاوہ اپنے حسن پر مغرور بھی تھی۔ چل کے جو بیگم کو جلی کٹی سنائی تو وہ انتہا سے زیادہ بددماغ ہو گئین نکتورے کا لفظ سنتے ہی پلچ پڑ ین (کیا کہا) بہت اترا چلی ہے کہتی ہے کہ سب کے نکتورے سنے پڑتے ہین۔ تو صاحب اب ہماری یہ وقعت ہو گئی۔ ہمارا بھی اور سب مین شمار ہونے لگا اِنھین کر توتون تو آدمی نضیحت ہوتا ہے۔ مغلانی کی چھوکری گھر کی پرورش یافتہ ساختہ پرداختہ اور ہمارے برابر آئے۔ اور مین تو تیری چال ڈھال اور چلبلے پن سے سمجھتی تھی کہ تو بیسواؤن کے بھی کان کاٹے گی۔

ظہورن نے تو نواب صاحب کے دل مین جگہ کر لی تھی آدھی بات سننے کی تاب نہین۔ تنک کر بولی (بس بس حضور اپنی نوکری لین راجہ روٹھیگا راج لیگا۔ رانی روٹھیگی سہاگ لیگی۔ اور چلبلا پن کیا معنی چلبلے پن کے تو ہمارے دن ہین) اِسپر آفو۔ دو ا۔ مہری یہ وہ کھانے لگین کہ کیا واہیات بکتی ہے۔ بہت چل نکلی ہر چہ کری۔

الغرض ظہورن نیچے آترآئی اور بیگم صاحب نے حکم دیا کہ اسکو کھڑے کھڑے نکال دو۔ جب تک یہ یہان سے نہ نکلیگی ہمین پانی تک پینا حرام ہے۔ اُسی دم ڈولی منگوائی گئی۔ مگر ظہورن کے جانے کے قبل نواب صاحب بھی باہر چلے گئے۔ ظاہر اتو باہر گئے مگر اصل مین ڈیوڑھی مین کھڑے ہو رہے اور ایک عورت کو جو ڈیوڑھی کے ایک کونے مین گنڈیریان چھیل رہی تھی اشارے سے کہا کہ یہان سے چلی جا۔ ڈولی ڈیوڑھی مین لگائی گئی پردہ ڈالا گیا۔ کہار (ڈولی لگائی گئی) کہکر باہر چلے گئے تو ظہورن سسکیان بھرتی ہوئی آئی ڈولی پر سوار ہی ہونے کو تھی کہ نواب صاحب نے جو اس طرح گھات سے دبکے ہوئے کھڑے تھے جیسے بلی چوہے کے پکڑنے کو کھڑی ہوتی ہے فوراً جھپٹکر ظہورن کا

ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب گھسیٹنا چاہا۔ وہ ایک کلان کار خوب جانتی تھی کہ نواب میرے فراق مین ضرور ڈیوڑھی مین کھڑے ہونگے جیسے ہی اُنھون نے ہاتھ پکڑا ویسے ہی (تھو تھو) کر کے زور سے جھٹکا دیا اور ہاتھ چھوڑا کر ڈولی مین بیٹھنے بھی نہ پائی تھی کہ غل مچاکر کہا کہار و چلو۔ اب نواب صاحب کو بھاگتے ہی بن پڑی۔

اُس روز نواب صاحب بی ظہورن کے فراق مین بہت بیقرار رہے دوسرے دن اُنھون نے سُنا کہ ظہورن کے جانے کے تھوڑی دیر بعد ہی اُسکی مان بھی چلی گئی۔ اور بھی زیادہ متوحش ہوے کہ اب پتا بھی نہ ملیگا۔ اتنے بڑے شہر مین کہان ڈھونڈتے پھرینگے کئی ہفتے گذر گئے اور باوصف تلاش بی ظہورن کا کہین پتا نہ ملا۔ جس روز سے ظہورن کو بیگم صاحب نے نکالا تھا اُس روز سے نواب صاحب نے محلسرا مین قدم نہین رکھا۔ اِس سے بیگم صاحب بھی پریشان ہوئین۔ ایک تو نواب صاحب نے جانا آنا ترک کر دیا دوسرے ظہورن جو اُنکی ایک قسم کی گوئیان سی ہوگئی تھی وہ بھی دفعتہً چلی گئی۔ مگر یہ بھی ٹین کی رئیس زادی تھین۔ اُنھون نے بھی نواب کے بلانے یا پیغام بھیجنے مین اپنی طرف سے پہل نہین کی۔

جب دو ڈھائی مہینے اس طرح سے گذر گئے تو نواب صاحب نے اپنے گھر کی دوا جی کو گانٹھنا چاہا کہ اُسکے ذریعے سے ظہورن کا حال معلوم ہو تو کسی آدمی یا کٹنی کو بھیجکر بلوائین۔ ایسا نہو کہ کسی اور رئیس کی نظر پڑے۔ عورت ہے نوخیز اور شوخ اور حسین شوقین کی نظر ضرور پڑیگی اور شوقین کی نظر پڑ کر پھر بے نہ چڑھیگی۔ دوا جی نے بالکل لاعلمی ظاہر کی یہ بڑی وضعدار بوڑھی عورت چھوٹی بیگم صاحب کی خیر خواہ

اور نمک پروردہ قدیم تھی۔ نواب صاحب کی دال یہاں بھی نہ گلی۔ کچھ عرصے تک یہی کیفیت رہی۔ ایک روز جھمن نے عرض کیا کہ دوا جی کی زبانی آج معلوم ہوا کہ بڑے حضور کی طبیعت مبارک کسیقدر ناساز ہے۔

نواب صاحب نے اپنے والد کے ایک خدمتگار کو بلا کر دریافت کیا اُسنے کہا حضور کل سے کھانا بھی نہیں کھایا ہے۔ اور بخار بھی بہت تیز ہے اور اعضا شکنی بھی ہے۔ اور درد کے مارے سر خدانا خواستہ پھٹا جاتا ہے بڑی بے چینی رہی۔ سرکار کو خبر کو ضرور چلنا چاہیے۔ نواب صاحب نے بڑی بے اعتنائی کے ساتھ کہا (دیکھا جائیگا)۔

جب شام کو انکے احباب جمع ہوئے اور انکو معلوم ہوا کہ بڑے حضور کی طبیعت ناساز ہے تو افسوس اور رنج درکنار یوں گفتگو ہونے لگی۔

نصرت۔ ہیے میاں جھمن نے کہا بڑے حضور کی طبیعت دو دن سے ناساز ہے۔ مگر کسی ملعون ہی کو یقین آتا ہوگا۔

بہادر۔ بڑے حضور معلوم ہوتا ہے ڈرے ہوئے ہیں آب حیات پی گئے ہیں۔

چھٹن۔ (صاحب) ہمنے سنا ہے آپ کے والد نے قسم کھائی ہے ہیں ہرگز نہ مرینگے آدمی ہیں وضعدار زبان ہار گئے۔

نصرت۔ ارے یار نواب اب یہ بتاؤ جس دن آپ کے پیر فرتوت والد ماجد کا واقعہ ہوگا اُس دن کی طائفوں کا ناچ دکھائیے گا۔ بھئی بیٹھے عظیم آباد سے حیدر جان ضرور بلوائی جائیں۔

نواب۔ واہی ہو ع

مژدن نال بد کا ورد حال بد

اسیر احباب نے قہقہہ لگایا۔ اور نواب صاحب بھی خوب ہنسے امیر باپ کے نالائق لڑکوں کی یہی کیفیت ہے۔ ہر دم دست بدعا کہ یا خدا

ابا ڈھلگین تو مزے اُڑین - بابا جان کھسکیں تو پانچون گھی مین بعض بعض ناخلف لڑکے ہزارون لاکھون روپیہ اس بنیاد پر قرض لیتے ہین کہ جب باپ خدا گنج کی راہ لینگے تو قرضہ ادا کرینگے - وہی ہزار دیجیے دس ہزار کا تمسک لکھوا لیجیے - جب بادا مرینگے تو بیل بٹینگے - دینے والے اِس آرزو پر اندھا دُھند قرضہ دے نکلتے ہین کہ ایک ایک کے دس دس بنائینگے -

خیر ایک ہفتے کی علالت کے بعد بڑے حضور راہی ملک بقا ہوے اُنکے اعزا و اقربا مصروف ماتم تھے - مگر چھوٹے نواب کے احباب اور لنگوٹیے یار اُنکو مبارکباد دیتے تھے - اور یہ کبھی مسکرا دیتے اور کبھی ظاہر داری کے لیے منھ بناتے تھے -

نصرت - نواب صاحب اب صبر کیجیے - مشیت ایزدی! (مسکرا کر) آپ پر کوہ الم ٹوٹ پڑا -

نواب - (ہنسی کو ضبط کر کے) ابا جان خود تو چل دیے اور مجھے یتیم کر گئے مجھ معصوم کو کسی کے سپرد بھی نہ کیا -

نصرت - اب آپ مجھ کمبخت کو اپنا باپ سمجھیے - اسپر سب کے سب کھلکھلا کر ہنس پڑے - ماتم اور پرسا اور تعزیت درکنار یہان قہقہے پڑ رہے ہین -

بہادر - خدا ہمارے نواب کو اس کا نعم البدل دے - اسپر پھر فرمایشی قہقہہ پڑا -

چالیس دن تک تو نواب صاحب کچھ نہ بولے - اِسکے بعد پر پُرزے نکالے - سب کے پہلے یہ فکر ہوئی کہ دل بستگی کے لیے کوئی معشوق سیمبر تجویز ہو - ورنہ جی کیونکر لگیگا - مصاحبون نے اپنی اپنی رسوخیت جتانے کے لیے اِدھر اُدھر سے عورتین تلاش کرنے

کرکے اپنے نوجوان اور رنگین طبع آقا کی خدمت مین پیش کین گر کوئی پسند نہ آئی انکی طبیعت روز بروز پریشان ہوتی جاتی تھی اور بھاہی جا ہو سے

باغبان کونسی صورت مرے جی لگنے کی | ایک تو مجھکو قد یار سا بوٹا دکھلا

ایک دن نواب صاحب کے دارو غہ نے تخلیے مین عرض کیا کہ خداوند آج ایک بوڑھی دلالہ مجھے ڈھونڈھتی ہوئی مکان پر آئی اور مجھسے کہا کہ اگر آپ ذری ہمین اپنی سرکار کے پاس تک پہنچیے تو بڑا احسان ہو - ہمین ایک ضروری بات کہنی ہے - مین نے لاکھ لاکھ دریافت کیا - چھانٹ تک نہ دی نواب صاحب بوڑھی دلالہ کا ذکر سُن کر بہت شائق ہوے - کہ اُس سے ملین - کہا بھئی تمنے غضب کیا - یہان اُسکو ساتھ کیون نہ لے آئے - مین تو اس قسم کی عورتون کی تلاش ہی مین تھا - اُسنے عرض کیا سرکار حاضر ہے اِکّے پر سوار کرکے لایا ہون حکم ہوا کہ فوراً حاضر کرو - بوڑھی دلالہ حاضر ہوئی - دیر تک اُسمین اور نواب صاحب مین باہم گفتگو رہی اُسنے کہا سرکار ایسی ایسی صورتین دکھاؤن کہ حضور عش عش کر جائین - مگر یہان وہ عورتین نہین آسکتین حضور کو بوڑھی کے گھر تک چلنا ہوگا رات کے وقت تکلیف کیجیے اور اگر حضور کی مرضی ہو تو دن ہی کو آئیے مگر دن کو شاید حضور کے خلاف ہو نواب صاحب نے اس سے وعدہ کیا کہ ہم کل شام کو تمھارے مکان پر آئینگے - مگر کوئی غیر اُسوقت وہان نہو - اور دارو غہ کو حکم دیا کہ تم خود جا کے مکان دیکھ آؤ - دوسرے روز نواب صاحب مع دارو غہ حسب اقرار اِس بوڑھی دلالہ کے مکان پر گئے - اسکا مکان ایک تنگ گلی مین واقع تھا - مگر پختہ اور خوشنما - ایک سجے سجائے کمرے مین انکو اُس بوڑھی عورت نے بٹھایا - اور تابڑ توڑ کئی جوان جوان عورتین دکھائین نواب صاحب نے ان عورتون کے سامنے تو کچھ نہین کہا بلکہ اُنسے گھڑی دو گھڑی باتین کین ڈولی کا کرایہ اور فی عورت دس دس

روپے انعام دلوا کر رخصت کیا۔ مگر اُس بوڑھی دلالہ سے کہا کہ ہم تو کچھ اور ہی
سمجھکر تمھارے ہاں آئے تھے۔ ہم تو چاہتے ہین کہ کوئی پری نظر سے گذرے
تو کچھ دن اس سے بنا ہین۔ یہ بات تو ہمکو گھر بیٹھے بھی حاصل ہو سکتی ہے۔
دلالہ بولی سرکار مین تو صرت مُٹو رہی تھی کہ حضور کہتے ہین۔ معلوم ہو گیا
کہ حضور کی نیت کیا ہے لیکن ایک قول دیجیے۔ اگر کوئی آفت بجو کا ایسی
دکھاؤن کہ حضور اگلی پچھلی سب کو بھول جائین تو حضور بوڑھی کو تمام
عمر کے لیے بے پرواہ اور مالا مال کر دینگے کہ حضور کی بادولت اس
کار کو چھوڑ دون۔

نواب صاحب نے کچھ دیر تامل کرکے جواب دیا کہ تم کل باتین
ہماری ہی راے پر چھوڑ دو۔ عمر بھر کے لیے خوش کر دون اور پُشتہا پشت
تک چین کرو بشرطیکہ کوئی ایسی صورت تو دکھاؤ۔

بوڑھی دلالہ کوئی آدھ گھنٹے کے بعد آئی۔ دارو غہ نے نواب
صاحب سے آکر کہا حضور وہ قتالۂ عالم آپ کی لائی ہے کہ ساری خدائی
مین ایسی حسینہ دوسری پیدا نہین ہوئی ہوگی حضور کے قدمون کی قسم
نور کی صورت ہے سکلتے اور بھی تک غلام ہو آیا مگر ایسی پری نہین دیکھنے
مین آئی۔ پھولون کی پنکھڑی سے بھی زیادہ نازک ہے۔ گلاب کا پھول کہا
اس سے کہو حاضر کرے۔ دارو غہ نیچے چلے گئے اور بوڑھی دلالہ اُس
قتالۂ عالم کو ہمراہ لیکر آئی۔ پہلے تو عطر روح افزا کی بو سے عنبر بار نے دماغ
کو تازہ و معنبر کر دیا یہ معلوم ہوا کہ عطر روح پرور کے قرابے کسی نے کھول
دیے ہین اُسکے بعد چھڑون کی چھما چھم نے شور محشر بپا کیا کمرے کے دروازے
کے پاس بوڑھی دلالہ اور اس شوخ قتالہ مین آہستہ آہستہ
باتین ہونے لگین۔

دلالہ۔ اے چلو بیٹا۔ اوئی نگوڑی حیا بھی انوکھی حیا ہے۔

شوخ۔ شرم آتی ہے خالہ جان ہم نہیں جانے کے
دلالہ۔ اے ہے! گھونگھٹ کاڑھ دے لڑکی۔ بڑی حیا دا منگیر ہے ے چلو یا! بس اب نخرے نہ بگھارو۔
شوخ۔ میری اچھی خالہ۔ ہمارے عوض باجی جان کو بھیج دو۔ زناخی جان کو بھیج دو۔
دلالہ۔ کیا! باجی جان کو بھیج دو۔ اے واہ ہے۔ اب رنگ لائی گلہری اور جو کسو کے ساتھ نکاح ہو گیا ہوتا تو وہاں بھی باجی جان کو اپنی عوضی بھیجتی۔
(بلائیں لیکر) خالہ صدقے جاؤ بیٹا۔
شوخ۔ کلیجہ جیسے کانپتا ہے۔ اچھا خالو ابا کو ہمارے ساتھ بھیج دیجیے۔
دلالہ۔ (جھڑک کر) اے کچھ دوانی ہوئی ہے لڑکی۔ اور سنو خالو ابا کو اُنکے ساتھ بھیج دو۔ خالو ابا کو اب اس بوڑھوتی وَخت یہی تو کرنا رہگیا ہے سفیدی میں سیاہی لگانی۔
شوخ۔ اچھا پہلے تم چلو۔
دلالہ۔ (کمرے میں قدم رکھکر) ادئی کوئی جانے توپ لگی ہے کمرے میں۔
نواب۔ اے حضور تشریف لائیے۔ بھلے مانسوں سے یہ خوف۔ کیا کوئی چور یا اُچکا بقرر کیا ہے۔
دلالہ۔ اے حضور یہ کیا فرماتے ہیں۔ صدقے جاؤں حضور پوتڑوں کے رئیس ہیں۔ مگر لڑکی ابھی انیلی ہے۔ بچہ ہے۔ ڈھٹائی کہاں سے لائے۔ جی میں تو خوش ہو گئی ہوگی کہ ایسا رئیس زادہ پایا جو لاکھ بچاس ہزار میں ایک ہے۔ مگر وہ ہندی مثل ہے نہ کہ من بھائے سونڑی ہلائے۔ اب یہ پردہ کب تک کرو گی بیٹا آخر کھونٹے تو انھیں کے بندھو گی۔ سچ تو یوں ہے کہ میاں اور بیوی ہوں تو ایسے ہوں۔ چاند سورج کی جوڑی۔
الغرض بعد خرابی بسیار بڑی منت اور مماجت سے اُس شوخ گلبدن نے

کمرے مین قدم رکھا مگر ہنوز نواب صاحب سے چار آنکھین بھی نہین ہونے پائی تھین کہ اُسنے منھ پھیر لیا اور تھرتھر کانپنے لگی۔ اتنے مین نواب صاحب نے اُٹھکر اُس دلالۂ ضعیفہ کے سامنے اس جادو جمال کا دست سیمین آہستہ سے اپنے ہاتھ مین لیا اور دلالہ سے اشارہ کیا کہ تم چلی جاؤ۔ اسکو نیچے جاتے ہوے دیکھکر اُس شرمیلی نازنین نے دبے دانتون یہ کہا (ابھی خالہ جان ہمین یہان اکیلا نہ چھوڑ جاؤ) اُسنے زینے سے تشفی دی (مین واری بیٹا) گھبراؤ نہین۔ ہمارے جانے بوجھے ہین اللہ چاہے تو کل ہی نکاح ہوجاے دو گھڑی بیٹھکے چلی آنا۔ اُنھون نے ہاتھ پکڑکر کھینچنا چاہا تو اُس نازنین نے ہاتھ ڈھیلا کردیا۔ اُنھون نے اپنے قریب فرش پر بٹھا لیا۔ مگر ابھی تک اچھی طرح صورت نظر سے نہین گذری تھی صرف اسکی اداے دلربا اور پیاری پیاری سڈول کلائی اور دست حنائی اور پور پور چھلے اور گورے گورے پانون دیکھکر لٹو ہوئے تھے۔ کچھ عرصے کی خوشامد اور چھینا جھپٹی کے بعد جو اس مہوش خورشید رخسار کے چہرۂ زیبا پر نظر پڑی تو دنگ ہوگئے اور دل ہی دل مین سوچنے لگے کہ یا خدا تو بڑا مسبب الاسباب ہے۔ جب دینے پر آتا ہے تو چھپر پھاڑ کے دیتا ہے۔ اس نازنین مہ جبین کی جانب مخاطب ہوکر کہا کہ مین تیرے صدقے ہوجاؤن جانی۔ میری جسقدر ثروت اور دولت اور مال اور متاع ہے سب تیرے قدمون پر رکھ دونگا۔ یہ کہکر بڑے جوش دل کے ساتھ اُسکے رخسار رشک قمر کا بوسہ لیا اور اس پری پیکر نے بھی اسی جوش اور محبت کے ساتھ بوسے کا جواب دیا۔ اس بوس و کنار کے بعد باہم یون مکالمہ طرب انگیز ہونے لگا۔

نواب۔ جان جان جس روز تم روٹھکے ہمارے ہان سے چل دی تھین

اُس روز سے آج تک مین تمہاری تلاش مین تھا۔ ایک دم بھی کسی پہلو چین نہین آتا تھا سیکڑون تدبیرین کین مگر مطلب نہ نکلا۔ آخر کار مین نے جی کڑا کرکے دداجی سے کہا اُنھون نے صاف انکار کیا سوچا کہ یا الٰہی اب کیا کرون۔ ظہورن اپنی پیاری جانی کو کہان سے لاؤن سو خدا نے آج ہم بیکسون کی سن لی۔

ظہورن۔ نواب یہ تو تم جھوٹ کہتے ہو۔ اگر ہماری ایسی ہی چاہ تمکو ہوتی تو تم یہان اس پہر مین نہ آتے۔ تم خوب جانتے تھے کہ مین کوئی ہرجائی تو ہون نہین کہ کسی کٹنی کے ہان آؤن جاؤن۔ مگر ہماری محبت کو دیکھو کر تم چھٹ اور کسی مرد پر نظر ڈالی ہو تو یہ دونون آنکھین پھُم ہو جائین۔ چلو خیر اب جو ہوا سو ہوا۔ ع

	بات پیشانی کی ہوتی ہو سو پیش آتی ہے	

اب اللہ کرے ہماری تمھاری عمر بھر نبھ جائے مگر بیگم سینگی تو بڑا خار کھائینگی۔ ہماری جوتی کی نوک سے کیا پروا ہو۔

نواب۔ ظہورن کے سر کی قسم جو اُس روز سے صورت بھی دیکھی ہو مگر تم بھی اسوقت عجب نخرے سے آئین مجھے اب تک نہین معلوم ہوا تھا کہ تم ہو۔ خیر جو شک بھی ہوا ہو مگر دل کو دل سے راہ ہے۔ شکر ہے کہ اللہ نے تمھاری صورت دکھائی۔

ظہورن۔ تمھاری بیگم ہمین کوس کوس کے کھا جائینگی۔

نواب۔ اُسکی ایسی تیسی تمھاری لونڈی بنا کر رکھون تو سہی۔

راوی۔ حضرت ناظرین رونگٹے کھڑے ہونے کی بات ہے۔ بڑی عبرت کا مقام ہو منکوحہ بیوی رنج غم خوشی شادی کی شریک۔ دل و جان سے ہردم حاضر۔ آسایش تن۔ پھر غریب غیور۔ عفیفہ۔ پاک باز ہسمکھ۔ خندہ پیشانی۔ اور حسن وجمال سن و سال مین بھی سو پچاس

ہین ایک۔ مگر نواب کی اس حرکت نالائم کو ملاحظہ فرمایے کہ منلانی کی چھوکری سے کہتے ہین کہ ہم اُسکو تمھاری لونڈی بنا کر رکھین گے۔ فیوہن صدافسوس۔

اُسی شب کو نواب نامدار اپنی معشوقہ سیم بدن گلعذار کو اپنے مکان پر لیگئے۔ اور دوسرے ہی دن کھلے بندون نکاح کی رسم ادا ہوئی اور بی ظہورن کا نام نواب حور لقا محل رکھا گیا۔

نواب حور لقا محل کا دماغ عرش برین پر تھا۔ پنجون کے بل چلتی تھین زمین پر قدم ہی نہین دھرتی تھین۔ اور نواب صاحب کی یہ کیفیت کہ کل جمع جتھا اُنکے حوالے کر دی یہی سیاہ سفید کی مالک تھین نواب کو صبح سے شام اور شام سے صبح تک سواے [illegible] پرستی کے اور کوئی کام ہی نہ تھا۔ چار مہینے کے عرصے مین یار لوگون [illegible] آدھی جمع اڑادی اور اُنکے کان پر جون بھی نہ رینگی مگر ظہورن یعنی حور لقا محل کے مرید تھے جو حکم اُنھون نے دیا بسر و چشم بجا لائے بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ یہ اُس نازآفرین کے غلام ہین اور وہ اُنکی آقا بیگم صاحب دل ہی دل مین کُڑھتی تھین۔ مگر اُنکی سنتا کون تھا۔ بڑی حضور بالکل بے بس بی ظہورن کا طوطی بولتا تھا۔ مگر اُنھون نے جتنی خادمہ اپنے ہان نوکر رکھی تھین سب بوڑھی یا ادھیڑ جوان عورت گھر مین نہین آنے پاتی تھی یہ نواب صاحب سے ہمیشہ کھٹکتی رہتی تھین کہ ایسا نہو جس طرح بیگم صاحب نظر بند ہوگئین اسی طرح اب کسی اور نوخیز چھوکری پر میان ریجھین اور ہم بھی نکالے جائین اور ہماری طرح وہ محل مین داخل ہون ایک مرتبہ انکو مہری کی ضرورت تھی ایک ماما محل کی ایک لڑکی کو جسکا نام گلچین تھا نوکری کے لیے لائی۔ چونکہ یہ بھی بڑی نگین اور خوبصورت نخت سیزدہ سالہ تھی بی ظہورن صاحب نے اُسکو نوکر رکھنا پسند نہ کیا۔

دور سولھواں

سحر حرام و حلال اور نصرت الدولہ کا پتلا حال



	مکائد سے شعائد سے دغا سے خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے	

نواب صاحب اس فکر مین تھے کہ کسی طرح سیٹھ گوجر ل صاحب ملے تو انکو صلاح نیک دین اور ہندوستان کے لائق نائق بیرسٹر دن گرامی وکلا سے مشورہ لین اور سیٹھ جی کو مصیبت سے بچائین ۔ مگر لاکھ کی گوجر ل کا پتا نہ ملا ۔ ایک روز نصرت الدولہ بہادر سے اپنے شفیق و مجبور کی حالت زار کی نسبت گفتگو کرتے تھے کہ ایک سپاہی نے خداوند ایک صاحب آئے ہین امام الدین خان نے پوچھا کون آنے کہا انگریز ہین ۔ انگریز کا نام سُنکر نواب صاحب نے کہ دیکھو تو ذرا ۔ امام الدین خان باہر گئے ۔ دیکھا ایک صاحب کہ ہین ۔ امام الدین خان نے جھک کر سلام کیا اور کہا کیا سے ملیے گا ۔

صاحب ۔ ہان ہم اسسے ملاقات کرینگے ۔ آپ بول دین جاکے ۔

امام الدین خان ۔ کیا کہون ۔

صاحب ۔ کہو صاحب سلام کرنے آیا ہے ۔

امام الدین ۔ آپ کا نام کیا ہے ۔

صاحب ۔ آن جی آسلر ۔

امام الدین ۔ کیا ؟ ۔

صاحب ۔ دل کیا کا جواب کیا ۔ بولو آن جی آسلر صاحب آیا ہے ۔

امام الدین ۔ بہت خوب ۔ اور آپ نوکر کہان ہین کس محکمے مین ۔

صاحب ۔ جہنم مین ۔ ہم دوزخ کے داروغہ ہین سمجھا آپ یا نہین سمجھا اجم

امام الدین ۔ آپ تو دل لگی باز آدمی ہین ۔ صاف صاف بتائیے ۔

صاحب ۔ دل بولو کہ ایک پاگل آیا ہے ۔ ابھی پاگل خانے سے آتا ہے

امام الدین - اب صاف بتانا ہو بتاؤ - ورنہ مین جاتا ہون -

صاحب - آسکر ہمارا نام ہو - اور ملیگا نواب سے -

امام الدین نے آکر کہا حضور ایک صاحب خاص ولایتی - سرخ سفید ایک ٹٹوی پر آیا ہی - مگر بڑا مسخرہ ہے آپ سے ملنا چاہتا ہے - مین نے کہا آپ کہان نوکر ہین کہنے لگا ہم دوزخ کے داروغہ ہین نواب صاحب نے کہا بلاؤ - صاحب رپ رپ کرتے ہوے آئے - اور آکر کہا - سلام ہو نواب صاحب -

نواب - سلام آئیے کرسی پر بیٹھیے مزاج اچھا آپ کا -

صاحب - ہان نواب صاحب ہمارا مزاج بہت اچھا - آپ کا مزاج بہت اچھا -

نواب - ارشاد فرمایئے -

صاحب - سلام کو آیا ہی - ملاقات کرنے -

نواب - مشکور ہوا - کہان مکان ہو آپ کا - اس [illegible] ای ہین نہ آپ -

صاحب - ول ابھی آیا ہو - چار دن ہوے - ہم اسٹرالجر -

نواب - کیا ٹرالا گیا -

صاحب - اسٹرالجر - ایس یو او - ایس - ٹھیر ٹرا - ٹرا - جھر جھر -

نواب - ہم نہین سمجھا - تم کیا بولتا ہو -

چھمن - یہ کون لغت بولے صاف صاف بتاؤ -

تراب علی - صاحب ہم لوگ انگریزی نہین جانتا - اُردو بولیے -

صاحب نے کہا ول آپ لوگ یہ پڑھے ہمارا سارٹیفکٹ ہی - نواب صاحب نے سارٹیفکٹ لیکر امام الدین خان کو دیا کہ پڑھو مگر باواز بلند پڑھنا - امام الدین خان نے یون پڑھنا شروع کیا - نواب صاحب اور رفقا غور سے سنتے جاتے تھے -

ہم اُس بات کی تصدیق کرتے ہین کہ مسٹر آف جی آسلر نجومی نے

ہمکو بہت سی باتین بتائین - اور آئین سب باتین پچی نکلین - پچھلا حال بھی خوب بیان کیا اور مطابق ہوا - اور آئیندہ کا حال چہار وقعہ بتایا - دو باتین صحیح نکلین - دو کا ابھی وقت نہین آیا - ہم انسے بہت خوش ہین اور انکو سچا اور فن نجوم مین لائق تصور کرتے ہین - جو جو اصحاب انسے کچھ پوچھینگے یہ خوب بتائینگے -

راقم راجہ تیغ بہادر تعلقدار وزیر پور

نواب - اللہ اللہ یہ نجومی ہین - معقول - یہ کیسے - سہ

تو با وج فلک چہ دانی چیست ۔۔۔ اے نہ دانی کہ در سرائے تو کیست

بتانے کا اچھا موقع ہاتھ آیا مجھ پوچھو نصرت الدولہ بہادر -

نصرت الدولہ - اچھا -

صاحب نے ایک اور سارٹیفکٹ جیب سے نکالا اور کہا اسکو آپ دیکھو نصرت الدولہ بہادر نے باواز بلند پڑھنا شروع کیا - قابل سننے کے ہو -

یہ صاحب . اف - جیگ آسلر نجوم کی باتان مین ہسیار دکھے - دو تین باتان پوچھین سب بتادین - ستائی (۲۷) تاریخ کو کہا اٹھائی (۲۸) کو خبر بینگا سو برسا - اور ہمکو کہا کہ تمہارے باپ کابل کی لڑائی مین لسٹن صاحب کے ساتھ مارا گیا - سو ٹیک (ٹھیک) ہو دو نون باتان ٹیک (ٹھیک) نکلا صاحب بڑا کرتبی ہو -

پنیم سنگھ رسالدار -

نواب - یہ کسی پنجابی نے دیا ہو -

صاحب - ہان رسالدار ہو -

نصرت الدولہ - وہ تو زبان ہی سے کہے دیتی ہو -

امام الدین - باتان کی لیک ہی کہی اور ستائی سمجھے حضور -

نواب - نہین مین نہین سمجھا -

چھمن - ستائیس سے مراد ہو - ہم تو شبہہ سر مین رہے ہین -

امام الدین - کہان رہے ہین آپ ؟

جھمن - عنبر سر مین -

نواب - امرتسر مین - بڑے سعدی بنے ہین - عنبر سر کیسا -

نواب صاحب نے پوچھا یہ کتاب کون ہے - صاحب نے کہا اسمین نجوم کا ذکر ہی - بہت دام خرچ کر جب کتاب پایا - اسکا پہلا صفحہ دیکھیے ٹیٹل پیج -

نواب صاحب نے کتاب لی - تو پہلے صفحے پر ایک تصویر نظر آئی -

نواب صاحب نے پوچھا یہ کیا ہی - نجومی نے کہا اس مکان مین نجوم کے علما مُردون سے باتین کرسکتے ہین - اوڈورڈ کلی ایک تھے بڑے زبردست نجومی اور سحر مین بھی مسلم الثبوت اُستاد - لنکاشر ایک ملک ہے وہان جو آدمی مرگیا تو کلی صاحب نے لوگون سے کہا کہ ہم جادو کے زور سے اس سے باتین کرسکتے ... لوگون نے پوچھا - کیونکر - اُنہون نے ایک اپنے دوست کو ساتھ لیا اور تب ... مین چلے تھے کہ فلان فقیر چند روز ہوئے مرگیا تھا - مشہور تھا کہ سوفی بڑا مالدار تھا - مگر اُسنے اپنی دولت کا حال مرتے دم تک کسی پر ظاہر نہ کیا - کوئی کہتا تھا اُسکے مکان مین اشرفیان دفن ہین - کوئی کہتا تھا کہ میدان مین دفن کرآیا - مختلف روایتین مشہور تھین - ٹھیک بارہ بجے رات کے وہ لوگ قبرستان مین داخل ہوئے کلی نے سحر کے زور سے مردے کو اُٹھایا - مردہ سامنے آن کھڑا ہوا - اپنی دولت کا کل حال بیان کردیا - اور بعض پڑوسیون اور محلے والون کی نسبت پیشین گوئیان کین اور وہ سب صحیح نکلین -

نواب - ہان ! ہمکو تو یقین نہین آتا - مردے کو زندہ کرنا محال ہی -

نجومی - نواب صاحب اگر آپ اس کتاب کو پڑھے تو یقین کرے -

نصرت الدولہ - آپ مردے کو زندہ کرسکتے ہین -

نجومی - ہم نجومی ہے - جادو والا نہین ہے - یہ جادو کا بات ہی آپ سمجھے کہ جو لوگ زہر کھاکر مرتا ہے - یا پرانی عمارت کے تلے دب کر یا جہاز مین ڈوبتا ہے یا دریا مین ڈوبتا وہ ایک ستارہ ہے

(سیٹرن) اُسکے اثر سے مرتا ہے۔ اور جو لوگ آگ سے جلکر مرجاتا ہے۔ یا بجلی گر پڑتا ہے۔ یا بندوق یا گولا توپ سے مرتا ہے۔ یا گھوڑے پر سے یا اونچے پر سے گر کر مرتا ہے۔ یا پھانسی سے وہ ایک ستارہ ہے (مارس) اُسکے اثر سے آپ لوگ (مارس کو (مریخ) بولتے ہین۔

نصرت الدولہ- مریخ-

نجومی- ہان ہان - یہی ہم بتا سکتا ہے کہ کتنی شادیان ہون - کتنا روپیہ ہوگا پاس ہاتھ دیکھ سکتا ہے - ہم سب جانتا ہو - آپ کچھ پوچھے گا تو ہم کہیگا آپ لوگ نے لوئر کا نام سنا ہے یہ بڑا نجومی تھا اُسکی کئی بات مشہور ہے - اور دور دور تک۔

نواب صاحب نے کہا کہیے - فرمایئے - نجومی نے کہنا شروع کیا - بوڑھا آدمی تھا لکھنا پڑھنا کچھ نہین جانتا تھا - بالکل ان پڑھ - نام تک نہین لکھ سکتا تھا مگر نجوم مین استاد تھا - اسقدر ملکہ بہم پہونچایا کہ کل باتین بتانے لگا رات رات بھر بیدار رہتا اور ستارون کی گردش اور حالات پر غور کرتا تھا یہان تک کہ اگر کوئی لڑکا کسی اور گھر مین پیدا ہوتا تو وہ بتا دیتا کہ زندہ رہیگا - یا مر جائیگا - یا اب تک زندہ رہیگا - اُسنے پیشین گوئی کی تھی کہ نپولین بوناپارٹ نیچا دیکھیگا اور اُسکی عظمت اور صولت سب خاک مین ملجائیگی اُسنے پیشین گوئی کی تھی کہ دنگلش کے دبدبے کے جھنڈے نصب ہو جاینگے دونون باتین صحیح نکلین اور یہ پیشین گوئی کئی سال قبل کی تھی - ایک ستارہ ہے (جیا برجیم سائی ڈس) اس ستارے کا حال اسکو ہرشل سے پیشتر معلوم تھا۔

ایک دن یہ شخص اپنے مکان کے پڑوس ایک سرا مین کسی دوست سے باتین کر رہا تھا لوگون نے نجوم کا ذکر چھیڑ دیا - اتنے مین ایک کسان آیا

اُسنے کہا بہت نجوم کی بیا کرتے ہو بھلا بتاؤ تو اگر مین آج فصد لون تو زندہ بچون یا مر جاؤن - لوگ سمجھے کہ نجومی یہی کہیگا کہ زندہ بچوگے مرنا کیسا مگر نجومی نے فوراً کہا کہ مر جاؤگے - ادھر فصد کھولی گئی اُدھر تم مر گئے بوڑھا کسان خوب ہنسا کہا اچھا ہم جاتے ہین جاکر فصد کھلوائی خون زیادہ آیا - ہرچند تدبیر کی گئی مگر بے سود - تھوڑی ہی دیر مین جان نکل گئی -

نصرت الدولہ - سبحان اللہ نجوم عجب علم ہو بھئی -

نواب - اجی سب ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہو - بالکل بے اصل چیز -

نصرت الدولہ - جی ہان بے اصل چیز آپ کے کہنے سے بے اصل ہو -

نواب - آپ اسقدر دانا ہو کر اون باتون کو صحیح سمجھتے ہین -

نجومی - نواب صاحب آپ لوگ کوئی نہین مانتا ہمارا [illegible] - تمام دنیا ہم کو بے ایمان اور جھوٹا سمجھتا مگر پروا نہین ہو - ہم لوگ [illegible] ہے - کوئی چاہو جو کہے کچھ واسطہ نہین ہمکو -

نواب - یہ اپنی اپنی راے ہو - اسمین زبردستی تو ہو نہین کچھ -

نجومی - اور - ذرا نہین - اپنا اپنا راے جو جسکا ہو -

نصرت الدولہ - آپ ہمارے مکان پر ضرور آئیے گا - ہم خوشی سے مانیگا ہمین کچھ پوچھنا بھی ہے کل آپ آئیے یا اپنے مکان کا پتا دیجیے -

نجومی - ہوٹل - لاگ صاحب کا ہوٹل -

نصرت - اچھا تو ہم آدمی بھیج دینگے - آپ آئیگا اور گاڑی بھیج دینگے -

نجومی - ہم بہت خوشی کے ساتھ آے گا -

نواب صاحب نے امام الدین خان سے کہا یہ اب گئے ہاتھ سے انکو یقین آگیا کہ نجومی نے جو کچھ کہا سب صحیح ہے - امام الدین بولے خداوند ہمکو تو بہر د پیا معلوم ہوتا ہے جھا لیا - ساری خدائی کا بے ایمان

نجومی - نبے ہین - واہ -

نصرت الدولہ - کیا باتین ہوتی ہین چپکے چپکے -

نجومی نے کہا یہ یہ اخبار ہے ٹائمز - لندن ٹائمز - دیکھیے اسمین کیا چھپا ہو
نواب صاحب نے کہا ہم لوگ انگریزی خوان نہیں ہین - نجومی نے کہا اچھا
ہم ترجمہ کرینگے - نجومی نے ترجمہ کرنا شروع کیا - گر اپ شناپ -
سنڈے کو - سنڈے ایک دن کو ہم بولتے
نجومی

نواب - کس دن کو بولتے ہین -

نجومی - ہمارا گرجا کا دن - بڑا اچھا دن ہو - وہ دن ہو -

نواب - اتوار - اتوار - ہم سمجھ گئے - گرجا کا وہی دن ہو نہ -

نصرت الدولہ - اجی [illegible] - دن سے کیا واسطہ اتوار ہو یا پیر ہو -

نواب - اچھا ہان صا[illegible] بیٹے وبیے - پھر کیا ہوا -

نجومی - جیمس دیس ایک آدمی تھا کم - بہت نہین عمر کم -

نواب - ہان جوان آدمی تھا - سمجھے آپ مطلب کیسے -

نجومی - وہ اپنے سب لوگ کو ملکر ساتھ جاتا - ہنسی - دریا مین سب بس وہ
ڈوبتا ہو - دریا مین وہ ڈوبتا ہو

نواب - دریا مین ڈوب گیا -

نصرت الدولہ - ڈوب گیا یا ڈوبتا تھا -

نجومی - تین دن تین رات ڈوبنے کے پہلے اسنے دیکھا تھا رات کو سوتے مین ڈریم
مین - جسکو ہم ڈریم کہتے ہین - ڈریم جانتا -

نواب - سمجھے سمجھے - بتاؤ امام الدین خان کیا کہا -

امام الدین - مین تو نہین سمجھا خداوند -

نواب - خواب سے مراد ہو - کہا نہ کہ رات کو سوتے مین دیکھا -

تراب علی - اعجاز اعجاز -

جھمن ۔ واہ خداوند ۔ کیا خوب بات فرمائی ہے ۔ جی خوش ہو گیا اس وقت ۔

امام الدین ۔ ہاں خوب طبیعت رہی ۔ ماشاء اللہ ذکی ہیں ۔ دانا ہیں ۔

نجومی ۔ تین رات برو برا (برابر) دیکھا رات کو ڈریم ہیں کہ ڈوبا ۔ ڈوبا ۔ ڈوب گیا ۔

امام الدین ۔ واہ یہ نئی بات ہے جھمن ۔ تین مرتبہ خواب دیکھا کہ ڈوبنے والا ہے اور پھر ڈوب ہی گیا ۔

نجومی ۔ پہلے جب ڈریم دیکھا تو کچھ نہ پروا کیا ۔ مگر دیکھا بہت بڑا ڈوبنا بڑا ڈوبنا سمجھا یہ کہ ڈوبنا ۔ جان جاتا ۔ روتا چلاتا ۔ گرل ۔ (غل مچاتا ۔) جب دوسرا ڈریم دیکھا تو کچھ پروا کیا نہیں جب تیسرا دیکھا ڈریم تو ڈر گیا بولا اپنی بہن سے کہ ہم دیکھا ڈریم ۔ تین رات ڈوبا ۔ پھر ڈوبا ۔ پھر ڈوبا ۔ اور ہم جان سے ڈرتا ہے ۔ ایک ڈریم ۔ دو ڈریم ۔ تین ڈریم ۔

نواب ۔ ڈرایا ۔ واللہ ڈرا دیا ۔ ڈریم ۔ ڈریم ۔ ڈریم ۔ خواب ۔

نجومی ۔ ول ہم زبان اردو نہیں اچھی جانتا ۔

جھمن ۔ جیسا جنگلو ہے جی ۔ ع

آدمیت اور شے ہے علم ہو کچھ اور چیز	لاکھ طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

نواب ۔ کیا بکتے ہو ۔ اسکی کچھ زبان ہے بیچارے کی ۔ وہ کیا جانے بھلا ۔

نصرت الدولہ ۔ آپ کے رفقا جانیں اور آپ جانیں ہم اس بات میں دخل نہ دینگے ۔

امام الدین ۔ لاحول ولا قوۃ ۔ جھمن بات نہیں سنتے دنتے تو ہے ۔

نجومی ۔ اسکی بہن کہا نہیں پڑا بات ۔ دوسرے روز وہ دریا جانے مانگتا کہ وہاں اشارے سے بتایا کہ پیرنے کے لیے گیا ۔)

نواب ۔ دریا پیرنے گئے ۔ ہم سمجھے ۔ آپ فرمائیے پھر کیا ہوا ۔

نجومی ۔ لوگ سے بولا ۔ لوگ بولا تم ۔ پاگل ہے ۔ ڈریم کون بات ۔ ول ڈریم سے پڑھا لوگ اور یورپین جنٹلمین کیوں سمجھا گئے والا کیسا بات

(این اینڈل ڈریم) وہ دریا مین گیا۔ کیا دریا کے بیچ مین کہ (اشارے سے پیرنے۔)

نواب۔ آپ کہتے جایئں مین اسقدر سمجھ سکتا ہون۔

نجومی۔ دل۔ لوگ بولا تم پاگل ہو۔ ڈریم سے جاگتا۔ ڈریم سے۔

امام الدین۔ ہم نوکر دو برس تک دریا نہ جاتے۔

جھمن۔ ہم تو ابھی دم پھاند پڑتے۔

تراب علی۔ جہالت اسی کا نام ہو۔

نصرت الدولہ۔ واہ عجب عجب لوگ ہین۔

نواب۔ بات سننے دو۔

نصرت الدولہ۔ اجی کسکی بات۔ کہان کی بات۔ یہان تو منڈی لگی ہو۔

نجومی۔ آپ [illegible] جھوٹ ہو۔

نواب۔ ہرگز نہین۔

نصرت الدولہ۔ آپ فرمایئن ہم سنتے ہین۔

جھمن۔ لطف آتا ہو اس ڈریم مین۔ یہ ڈریم خوب ہو۔

نجومی۔ بالکل سچ ذرا وہ نہین کہ جھوٹ ہو۔

استنے مین ایک انگریزی خوان آئے۔ نواب صاحب بولے۔ نواب بات بنگئی۔ انگریزی خوان سے کہا ذرا اس کتاب کا ترجمہ تو کیجیے۔ انگریزی خوان نے کہا کیا خوب کیا چھوٹی سی کتاب ہو۔ اسکے ترجمے کے لیے بھلا کم سے کم ایک مہینا تو ہو۔ اسکا ترجمہ آسان نہین۔ کس مزے سے آپ نے فرمایا کہ ذرا اس کتاب کا ترجمہ تو کر دینا۔

نواب۔ اجی ایک صفحہ کا ترجمہ چاہیے۔

انگریزی خوان۔ ہان! لاییے یہ کون بڑی بات ہو۔

انگریزی خوان نے ترجمہ کر کے یون سنایا۔

گذشتہ اتوار کے دن ایک معزز نوجوان آدمی جسکا نام بیس طیبین تھا ڈوب کر مر گیا
یہ نوجوان چند احباب بذلہ سنج و لطیفہ گو کے ہمراہ تفنن طبع کے لیے
دریا مین شام کے وقت پیرتا تھا۔ دفعتہ بھنور مین پڑگیا۔ لاکھ
لاکھ کوشش کی کہ اس گرداب بلا سے نجات پائے مگر بے سود ایکے
احباب منہ ہی تاکتے رہے اور کہا کہ ہمنے معتبر ذریعے سے سُنا ہو کہ ڈوبنے
کے تین روز قبل یعنی پنجشنبہ جمعہ اور ہفتہ کی شب کو اُسنے کئی بار یہی خواب
دیکھے کہ دریا مین ڈوبتا ہے وہ رات کو چونک چونک پڑا اور کئی بار پکار اُٹھا
ڈوبا۔ ڈوبا۔ ہائے ڈوبا۔ جب بیدار ہوا تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے
اور تھرتھرانے لگا۔ جب تیسری شب کو بھی آیسے متواتر اور متوالی ایسے ہی
خواب دیکھے تو نہایت ہی خائف ہوا صبح کو اُٹھتے ہی [illegible] سے ذکر کیا
اور کہا کہ مین ایک شخص سے شرط بد چکا ہوا [illegible] پل سے کود کر ملاحی
چیرتا ہوا پل کے باند تک جاؤنگا۔ اسکی [illegible] نے کہا۔ خبردار ایسا غضب
نہ کرنا ورنہ ستم ہو جائیگا۔ صاف صاف [illegible] ہو کہ زندہ بچکر نہ آؤ گے۔
جن لوگون سے شرط بدی تھی انسے اس بدبخت نوجوان نے اپنے خواب
پریشان کا حال بیان کیا۔ اور کہا کہ ہم دریا نہ جائینگے۔ لوگون نے قہقہہ لگایا
اور اُسکو ہار دیا ایک نے کہا ڈر گیا دوسرا بولا ضعیف الاعتقاد
ہے۔ تیسرے نے کہا تم اس ملک مین کیون پیدا ہوئے وحشیون
مین پیدا ہوسے ہوتے۔ خواب کی ایسی تیسی اس ملک کے تربیت یافتہ
آدمی کہیں خواب کو مانا کرتے ہین سبنے ملکر اسکو خوب
بنایا۔ جب تو طیش کھا کر اُسنے کہا چلیے آئیے یہ کہکر انکے ہمراہ پل پر
گیا اُسکی بہن نے جو خبر پائی تو فوراً اسکے پاس پہونچی اتفاق سے ایک
نجومی کا بھی وہان گذر ہوا۔
نجومی سے لوگون نے پوچھا اگر یہ شخص پل سے کودے تو کیسا

نجومی کو خوب معلوم تھا کہ وہ شخص اس فن کا مسلم الثبوت اُستاد سمجھا جاتا ہے مگر لیکن
آسنے نجوم کے زور سے کہا کہ کودتے ہی ڈوب جائیگا۔ اسپر حاضرین نے قہقہہ
لگایا اور وہ شخص پل پر سے دھم سے کودا پھر کسی شخص نے اسکو ابھرتے نہ دیکھا
تین دن کے بعد اُسکی لاش ملی۔ اور جو لوگ نجوم کے خلاف تھے وہ
بھی معتقد ہو گئے۔

نصرت الدولہ۔ صاحب آپ کچھ ہمکو بھی سکھائیے ہمیں بڑا شوق ہے۔

نجومی۔ اچھا جب آپ سیکھیے۔ ہم حاضر ہیں۔ جب حکم ہو۔

نواب۔ انکو چیلا کیجیے۔ یہ پھنس جائینگے۔

نصرت الدولہ۔ بس آپ خاموش ہی رہیں بس آپ تو کسی چیز کو نہیں مانتے۔

بہادر علیخان۔ عرض کروں حضرت حقیقت حال یوں ہے کہ غیب کی بات خدا ہی
کے سوا اور کوئی نہیں [illegible]

نواب۔ اسمیں کیا شک ہے

نصرت الدولہ۔ حضرت یہ اپنا اپنا عقیدہ ہے بحث کی ضرورت نہیں۔

نواب۔ اچھا اُنسے کہیے کوئی مردہ ہمارے سامنے بولنے لگے۔

بہادر علیخان۔ کیا مجال۔ ممکن ہی نہیں یہ محض ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہے۔

نصرت الدولہ۔ اچھا ہم کچھ دن سیکھ لیں تو پھر عرض کریں۔

نواب۔ بسم اللہ سیکھیے مگر یاد رکھیے دھوکا کھائیے گا۔

بہادر علیخان۔ اسوقت کمال افسوس ہے کہ آپ ان ضعیف الاعتقادوں کی باتوں
کو باور کریں اگر ذرا غور کیجیے تو مجھسے اتفاق کرنے لگیے۔

نجومی۔ اچھا اپنی آنکھوں آپ دیکھیں تب تو یقین آئے یا تب بھی ہٹ دھرمی
کیجیے گا۔

نجومی نے طرح طرح کی دلچسپ باتیں بیان کیں۔ نواب نامدار اور
بہادر علیخان اُنکے عزیز قریب نے کہا یہ سب بے سر و پا کہانی ہے۔ مگر

نصرت الدولہ اور چھجن معتقد ہو گئے۔ نجومی نے کہا زراعت کے ذریعے سے جن لوگون کو فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ خاص زحل سے متعلق ہے۔ کسی عمارت مین خزانہ نکلے یا جہاز رانی کے ذریعے سے زر کثیر حاصل ہو یہ سب اُسی ستارے کے متعلق ہے۔

ایک جنٹلمین نے یون لکھا لارڈ لٹلٹن نامے ایک رئیس انگلستان نے جب انتقال کیا تو مین وہان ہی تھا۔ کئی جنٹلمین اور لیڈیان اور مسین اُنکی وفات کے وقت اُنکے اردگرد موجود تھین۔ وفات کے تین دن قبل اُنھون نے خواب مین دیکھا کہ ایک چڑیا پھر پھڑاتی ہوئی اُنکے سامنے آئی۔

نواب۔ کون آئی۔ یہ کون لفظ آپ نے فرمایا ابھی ابھی۔

نصرت الدولہ۔ ایک چڑیا آئی۔

نواب۔ ہان۔ اچھا صاحب پھر۔ اب تو نے مینا کی [illegible] گردی۔

نصرت الدولہ۔ آپ لوگ بڑے بیوقوف ہین۔ [illegible] خاموش رہیے۔

نواب۔ (مسکراکر) ہین! اب تو گالیان دینے لگے آپ۔ خدا خیر کرے۔

نجومی نے کہا پہلے ایک چڑیا سامنے آئی اُسکے بعد ایک عورت سفید پوش نے اُنکی طرف مخاطب ہو کر کہا مرنے کے لیے مستعد ہو رہو تین دن سے زیادہ اب تم نہین زندہ رہ سکتے اُنکی آنکھ کھل گئی۔ فوراً آدمی کو بلایا اور مارے ڈر کے تھر تھر کانپنے لگے۔ آدمی فوراً حاضر ہوا دیکھا تو اُنکو سخت متوحش پایا۔ کئی بار خدمتگار کے سامنے زار زار روئے دوسرے دن اُنکی طبیعت ازبس پریشان رہی۔ تیسرے دن صبح کے وقت کھانا کھاتے ہوئے اُنھون نے کہا اگر آج مین زندہ رہون تو اُس بھوت کو خوب بتاؤن۔ تھوڑی دیر کے بعد انتہا سے زیادہ پریشان ہوئے۔ مگر آدھ گھنٹے مین صحت کلی حاصل کی۔ شام کو پانچ بجے کے وقت اُنھون نے پھر کھانا کھایا اور ۱۱ بجے بستر پر گئے۔ اور خدمت گار سے کہا

چاء تیار کر لاؤ۔ جب خدمتگار چاء لیکر آیا تو دیکھ کر انکی بڑی ردی حالت ہے
اسقدر خائف ہوا کہ دہین سے غل مچایا اور بھاگا اور لوگون کو مدد کے لیے
بلایا۔ اسنے مین لارڈ موصوف اوپر کے دم بھرنے لگے اور لوگون کے آنے
کے قبل ہی جان بحق تسلیم ہوئے۔

جھمن۔ اف۔ اسوقت بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔

نواب۔ اَین۔ معقول۔

امام الدین۔ یہ ڈنڈا اور تین کانٹے۔

جھمن۔ اجی حضرت آپ ہین کس بھروسے۔ خدا کی قسم کانپ اٹھو۔

امام الدین۔ بجا۔ اپنا ہی سا بودا آپ سب کو سمجھتے ہین۔

نجومی۔ ہم ان امور کا ثبوت دے سکتے ہین بلا ثبوت نہین کہتے۔ چنانچہ
لارڈ ٹلٹن نے لوگو[illegible] ہی کہا تھا کہ جس عورت کو انھون نے خواب
مین دیکھا تھا اس [illegible] بی واقف تھے۔ کمال خوف ہوا۔

جھمن۔ واقف تھے کیا معنی مین اسکا مطلب نہین سمجھا۔

نجومی نے بیان کیا دو نوجوان حسین نازنین اُنپر لارڈ صاحب عاشق ہوگئے
مگر انکی بوڑھی مان نے انکو للکار دیا کہ خبردار یہان نہ آیا کرو۔ انھون نے اسکو
زہر دلوا دیا۔

نجومی نے کہا اگر یہ صاحب جو انگریزی پڑھے ہین آپ کو اس صفحے
کا مطلب سمجھا دین تو ہم شکرگزار ہونگے۔ نواب صاحب نے کہا بسم اللہ
حضرت ترجمہ کیجیے۔

انگریزی خوان نے یون ترجمہ کیا۔

جسوقت لارڈ ٹلٹن نے یہ خواب پریشان دیکھا کہ ان دونون لڑکیون
کی مان سامنے کھڑی کہ رہی ہے کہ اب مرنے کے لیے مستعد رہو۔ اسی وقت
اس عورت کی جان نکلی تھی۔

لیڈی لٹلٹن یعنی لارڈ صاحب کی جورو نے یون بیان کیا ہو۔ وفات کے دو شب قبل جب وہ بستر پر جاتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی جانور مثل فاختہ کے کمرے مین پھڑ پھڑاتا ہو۔ ادھر اُدھر دیکھا تو معلوم ہوا کہ دریچے کے قریب ایک عورت کھڑی ہے۔ اُسکی ڈراؤنی اور مہیب شکل ہے یہ از بس خائف ہوگئے۔ کمرہ خوب روشن تھا۔ اور روشنی بدستور نظر آتی تھی اُس عورت نے ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ پرسون تو دنیا سے کوچ کر جائیگا تیری زندگی کا پیمانہ اب لبریز ہوگیا اتنے مین وہ شکل دفعتہ غائب ہوگئی اور لارڈ لٹلٹن مارے خوف کے کانپنے لگے۔

نواب۔ اگر کسی بزدل آدمی کے سامنے کیجیے تو ڈر جائے۔

جھمن۔ حضور اسمین جوانمردی کیا کر سکتی ہو۔

امام الدین۔ اجی یہ سب گڑھی ہوئی کہانیاں ہین۔ [illegible] بے اصل۔

نصرت الدولہ۔ خدا کی قسم اسقدر حظ آتا ہو کہ [illegible] باہر ہے۔ نہ جانین نہ بوجھین۔ اور دخل در معقولات دینے کو مستعد۔

نواب نصرت الدولہ نے کہا ہمارے ایک دوست ہین سیٹھ گو جرمل اُنکا حال بتائیے کہ وہ آج کل کہان ہین۔

نجومی نے کہا۔ اُنکی پیدائش کا وقت اور مقام بتائیے۔ تو ہم ابھی ابھی اسی دم بتا دینگے۔

نصرت الدولہ نے آدمی کو بلایا اور کہا جا کر سیٹھ جی کے ہان سے اُنکا زائچہ مانگ لاؤ کہنا ایک بڑے پنڈت آئے ہین آنکو دکھائینگے۔

اتنے مین انگریزی خوان اور نجومی مین خوب باتین ہوئین مگر انگریزی زبان مین۔ نواب صاحب نے کہا بھئی اب یہ گٹ پٹ تو رہنے دو۔ اُردو مین باتین کرو تو ہم بھی سمجھین۔

اتنے مین نواب نصرت الدولہ بہادر کا خدمتگار سیٹھ گو جرمل کا زائچہ لایا

اور اُسکے ساتھ ہی لالہ نتھو لال بھی آئے۔ نواب صاحب کے کان مین کہا زائچہ حاضر ہے۔ نصرت الدولہ نے زائچہ لیکر نجومی کو دیا نجومی نے کہا ہم فقط وقت اور مقام ولادت دریافت کرنا چاہتے ہین اور کچھ نہین لالہ نتھو لال نے بتا دیا۔ تھوڑی دیر خوب غور کرکے نجومی بھکر نجومی نے کل حالات یون بیان کیے۔

یہ شخص بڑا خوش قسمت اور مالدار اور ہنس مکھ ہے۔ مگر اسکی زندگی کے دو برس بڑے سخت ہین۔ جان کا خوف نہین۔ مال کا خوف نہین۔ مگر آبرو کا خوف ہے۔

اسپر نصرت الدولہ اور لالہ نتھو لال اور جھمن اور دو تین اور رفقا نے بڑی تعریف کی۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ کیا بات بتائی ہے۔ واہ واہ واہ کامل ہے یہ شخص۔

نصرت الدولہ۔ کہیے نواب صاحب اب قائل ہوے یا اب بھی نہین قائل ہوئے۔ بولیے نواب بولیے۔

جھمن۔ خداوند۔ صاحبو۔ ایسا باکمال نجومی نہین دیکھا۔ اسکا تو کمال خزانہ ہونا چاہئے خداوند انعام کے قابل بات کہی ہے۔

نجومی۔ آپ لوگ ہمکو جھوٹ بولنا مت سمجھینگے۔ ہم سچ بولیگا۔

نصرت الدولہ۔ اب آپ ہمارے ہان آنکر رہین۔

نجومی۔ ہان۔ اچھا۔ ہمین کیا عذر ہے۔

نجومی یہ کہکر رخصت ہوے۔

دوسرے روز نواب نصرت الدولہ بہادر کے ہان شام کے وقت کئی نواب زادے اور رئیس بیٹھے تھے۔ نواب صاحب نے جا بجا کہلا بھیجا تھا کہ آج ایک نجومی جو اپنے فن مین کمال رکھتے ہین ہمارے مکان پر آئینگے۔ جو صاحب شائق ہون تشریف لائین۔ نواب صاحب بھی زرق

اور مصاحبین اور بہادر علی خان بہادر کو ہمراہ لیکر گئے کل رئیس زادوں نے سرو قد تعظیم کی۔

تھوڑی دیر مین آسلر صاحب نجومی بھی آئے۔ اس مرتبہ بھی ایک انگریزی خوان کو ساتھ لیے آئے۔ نواب نصرت الدولہ بہادر نواب امین الدین حیدر اور نواب بہادر علیخان سے ہاتھ ملایا بیٹھے۔

نصرت الدولہ۔ سب صاحب آپ کے مشتاق ہین۔

نجومی۔ ول ہم شکر کرتا اور ہم حاضر ہوں۔

نصرت الدولہ۔ آج کچھ کمال دکھائیے۔

نجومی۔ آج کون دن ہو۔

نصرت الدولہ۔ آج بدھ ہو۔

نجومی۔ وڈنس ڈے۔ ول نواب صاحب پرسوا[illegible]

بہادر علیخان۔ بہتر ہے اپنے قواعد کے موافق [illegible]

نجومی۔ ایک خبر کا کاغذ۔

اتنا کہکر نواب نصرت الدولہ بہادر نے نجومی سے پائنیر لیا۔ انگریزی خوان نے کہا لائیے مین پڑھکر سناؤن۔ پوچھا کس سال کا پائنیر ہے۔ انگریزی خوان نے کہا پرسون کا۔ آج ۱۹ تاریخ ہے یہ ۱۷ کو چھپا تھا۔ نواب صاحب نے حکم دیا کہ پڑھئے سنائیے کل حاضرین جلسہ ہمہ تن گوش ہوکر سننے لگے انگریزی خوان نے ترجمہ شروع کیا۔

آج شام کے وقت قبل غروب آفتاب مسٹر ہوم صاحب ممبر بورڈ آف ریونیو ممالک مغربی و شمالی نے میڈم بلا ڈٹسکی کی دعوت کی تھی چنانچہ وقت مقررہ پر میڈم صاحب آئین اُنکے علاوہ اور بھی کئی معزز لیڈیان اور افسران سول و ملٹری اور جنٹلمین مدعو تھے۔ کھانا کھانے کے وقت میڈم صاحب نے مسز ہیوم یعنے ہیوم صاحب کی زوجہ

شریف سے پوچھا۔
ایک رئیس۔ یہ میڈام کیا معنی۔
نصرت الدولہ۔ ہان ہم بھی نہین سمجھے۔
انگریزی خوان۔ میڈم کے معنی بیم اور بلاڈ ہسکی نام ہے۔ انھون نے کہا کہ ہم کچھ تماشا دکھائین آپ اجازت دیتی ہین مسز ہیوم کی بیم صاحب نے کہا ہان دکھایئے بے اجازت میڈم نے پوچھا تین سال کے عرصے مین کوئی چیز آپکے ہان سے گم تو نہین ہوئی۔ مسز ہیوم یعنی ہیوم صاحب کی زوجہ شریفہ نے کہا پارسال ایک چیز کھو گئی تھی اب تک نہین ملی میڈم نے کہا اچھا اس کاغذ پر اس چیز کا نقشہ بنا دو انھون نے پنسل سے نقشہ بنا دیا۔ میڈم نے کہا یہ کاغذ [illegible] دکھا [illegible] لپیٹ کر ہمین دے دو۔ دے دیا گیا اتنے مین کچھ اور [illegible] ہین جب کھانے سے فراغت پائی تو میڈم نے کہا چلیے ذرا باغ کی سیر کرین [illegible] سے یون گفتگو کی۔
میڈم۔ آپ سے مین نے کچھ کہا تھا آپ بھول گئین شاید۔
مسز ہیوم۔ کیا کچھ یاد نہین آتا۔
ایک لیڈی۔ کیا کہا کیا بھول گئین۔
میڈم۔ آپ سب کی سب بھول گئین۔
دوسری لیڈی۔ ہان کچھ خیال نہین آپ فرمایئے۔
میڈم۔ کسی چیز کا نقشہ آپ نے بنا دیا تھا یاد ہو۔
مسز ہیوم۔ ہان یاد ہو۔ پھر۔
جنٹلمین۔ وہ تو بات ہی ٹال دی گئی۔
دوسرے جنٹلمین۔ آپ نے تماشا دکھانے کا وعدہ کیا تھا پھر دکھایئے میڈم نے کہا وہ تماشا دکھاؤن کہ آپ سب پھڑک جائین اقرار کرلون اور تماشا نہ دکھاؤن ایسا ہو سکتا ہے بھلا ممکن ہی نہین جو وعدہ

کرونگی اسکو پورا کرونگی۔
نواب۔ حضرت سینے آپ کا قطع کلام ہوتا ہے۔ مین سمجھ گیا کہ انجام کیا ہوگا مگر۔ ع

	شنیدہ کے بود مانند دیدہ	

کہنے اور کرنے۔ سننے اور دیکھنے مین فرق ہو۔
نصرت الدولہ۔ تو سن تو لیجیے پوری داستان سینے پہلے پھر اعتراض فرمایئے۔
ایک انگریزی خوان۔ میڈم مسکرائین پوچھا آپ نین کیا کہا جی کی خوشی پوچھا تماشا کب تک دکھائیے گا کہا ابھی ابھی۔ عمر بھر کبھی ایسا تماشا دیکھا ہی نہو۔ باغ مین ٹہلتے ٹہلتے اخبار پانیر کے اڈیٹر مسٹر [illegible] صاحب کی زوجہ شریفہ نے کہا این! یہ کیا پڑا ہے یہ تو وہ کا [illegible] مسز ہیوم نے دیا تھا اور نقشہ بنا تھا اُس کاغذ کو اٹھایا تو ایک [illegible] تھا اُس مین لپٹا ہوا نظر آیا۔
مسز سینٹ۔ یہ زیور اسمین کیا ہو۔
مسز ہیوم۔ دیکھین ارے یہ تو وہی جگنو ہو جو کھو گیا تھا۔
میڈم۔ اُسی کا نقشہ آپ نے بنایا تھا یا کچھ اور۔
مسز ہیوم۔ اُسی کا خاص اسی کا۔
جسقدر خاتونین اور جنٹلمین وہان تھے سب دنگ ہو گئے۔ میڈم ازبس محفوظ تھین سب کے سب ملکر اُنکی تعریف کرنے لگے۔ آسپر میڈم بلاوسٹکی نے کہا آپ لوگ آج کے واقعہ کا حال اخبار مین چھپوا دین۔ چنانچہ اس اخبار مین وہ حال درج ہو گیا ہو۔
نواب۔ دستخط کیے ہین۔
نجومی۔ کرنیل۔ کپتان۔ بیڈیان۔ مسز ہیوم اور عزت دار لوگ کے دستخط ہین

سب رئیس اور سب عزت والا لیڈی اور جنٹلمین۔

نصرت الدولہ۔ کیون صاحب یہ کیونکر منگوا دیا۔

نجومی۔ اسپری چولزم کے زور سے۔

نصرت الدولہ۔ وہ کس علم کا نام ہر۔

نجومی۔ دل اسپرٹ کو۔

نصرت الدولہ۔ اسپرٹ کسے کہتے ہین۔

انگریزی خوان۔ روح بعد وفات۔

نواب۔ افسوس کہ ہم انگریزی خوان نہین ہین کمال رنج ہو۔

نجومی۔ آپ کو نواب صاحب کچھ اب دل کا بات کہا۔

نواب۔ (انگریزی خوان سے) کیا کہتے ہین صاحب انگریزی مین پوچھکر بتا دیجیے۔

انگریزی خوان۔ [illegible] کم ہوا یا نہین۔

نواب۔ کہ دو کل [illegible] ہونگے تو پھر راے ظاہر کرینگے۔

نجومی۔ (ہنسکر) [illegible] پا بہت [illegible]

نصرت الدولہ۔ کچھ شعبدے دکھایئے۔

نجومی۔ فائی ہم شعبدہ باز نہین۔

نصرت الدولہ۔ ہماری خاطر سے۔

نجومی۔ آپ ایک (دہ) کرتا ہو۔

نصرت الدولہ۔ شعبدے ضرور دکھایئے جسمین یہ سب صاحب خوش ہو جائین۔

نجومی۔ انعام لونگا۔

ایک رئیس۔ یہان سب رئیس ہی رئیس بیٹھے ہین جو مانگوگے ملجائیگا۔

امام الدین۔ بجا ہو خداوند۔ اسمین کیا شک ہو حضور۔

اب آپ خدا کا نام لیکر دکھائین تو شعبدہ۔

نجومی نے کہا۔ یہ فارسی کتاب ہے آپ لوگ کسی مقام پر اسکو کھولین

نواب صاحب نے کتاب کھولی تو صفحہ ۲۰۳

نجومی۔ سرے کے سات شعر پڑھیے۔ مگر ہیے کچھ بولنے کا نہین مطلب۔

نواب۔ پڑھ لیے اور فرمائیے۔

نجومی۔ اسکے سات مصرعے سرے سرے کے لکھنا ہو گا۔

نواب۔ کیا بات آپ سمجھا دیجیے ذرا انگریزی مین کہ مطلب ہم لوگ نہین سمجھے۔

انگریزی خوان نے کہا اُن ساتون شعرون کا مصرعہ اول لکھ دیجیے بس ایک ہی ایک مصرعہ لکھیے گا اور دوسرے مصرعہ کی جگہ باقی رکھیے گا۔

نواب۔ بہتر ہم لکھے دیتے ہین۔

نواب صاحب نے ابتدائی صفحہ کے سات مصرعے لکھے۔

	کہ طالب ساغر شراب ست
	تا دیر بخواب دیدہ رویت
	جان نیست دریغ از تو دل چیست
	مانند چراغ روز بے نور
	جوید دم جنبد ت گوئیم
	داد از تو کہ قتل عشقبازان
	از زلف مسلسل تو جانم

نواب صاحب نے کہا لکھ دیے اب فرمائیے اسمین کیا شعبدہ ہے نجومی نے کہا لائیے یہ کہکر کاغذ نواب صاحب کے ہاتھ سے لے لیا اور پھر کاغذ رکھکر اسپر سرخ سرخ پانی چھڑکا اور کہنا شروع کیا چرپون چرپون اسکے بعد دو تین کھلونے جھولی سے نکالے اور کبھی اس کھلونے کو اُٹھایا کبھی اُس کھلونے کو۔ اتنے مین بندوق داغی دن۔ بندوق داغتے ہی کیسا خوش ہوئے ایک ایک مصرعہ لکھ گیا دونون۔ نواب صاحب نے کہا ایک پوچھتا ہے دوسرا

کہا پہلا ۔ نجومی نے کہا کاغذ اٹھا کر دیکھیے تو ذرا نواب صاحب نے کاغذ اٹھایا تو مصرعۂ اولی ندارد۔

نواب ۔ ایں! یہ تو وہ کاغذ نہیں ہی ہرگز وہ نہیں ہی۔

نصرت الدولہ ۔ کاغذ تو اس مقام پر سے انھون نے اٹھایا ہی نہیں۔

حاجی صاحب ۔ واقعی کاغذ جس مقام پر تھا وہین رہا۔

جھمن ۔ خداوند جنبش تک تو ہونے نہیں پائی ۔ قسم خدا کی۔

بہادر علیخان ۔ ہان اسکی تو ہم بھی گواہی دیتے ہین۔

ایک رئیس نے کہا آخر اس بحث کا نتیجہ کیا ہے ۔ صاحب سے پوچھیے کہ وہ کیا ثابت کرنا چاہتے ہین ۔ ابھی سوت نہ کپاس کوری سے لٹھم لٹھا نجومی نے کہا ہم یہ کہتے ہین کہ آپ نے اس کاغذ پر پہلے سات مصرعے لکھے وہ غائب ہوگئے اور ان کے عوض دوسرے مصرعے نظر آئینگے اگر ایسا نہو تو جرمانہ دون۔

نصرت الدولہ ۔ ابھی کاغذ کو نہ دیکھیے پہلے یہ فرمایئے کہ آنکا مطلب سمجھے یا نہین سمجھے۔

نواب ۔ خوب سمجھے بخوبی سمجھے۔

رئیس ۔ بیشک اگر ایسا ہو تو قابل تعریف کام کیا ہی اسمین ذرا شک نہین۔

نصرت الدولہ ۔ آپ ملاحظہ فرمایئے۔

پندرہ بیس رئیس زادون نے گھیر لیا اور پڑھا تو یہ مصرعے ان مصرعون کے جواب مین تھے۔

از لعل تو ہر کہ کامیاب ست
پیوستہ درآرزوے خواب ست
در دادن دل چہ اضطراب ست
بیش رخ یار آفتاب ست

لب تشنہ درآرزوے خواب ست
دردیش تو داخل ثواب ست
پیوستہ اسیر پیچ وتاب ست

نواب - اين ! تعجب ہی - اور وہی مصرعے ہین جو ہونے چاہیے تھے -
نصرت الدولہ - اب قائل ہوے ہمارے نجومی کے یا اب بھی نہین -
حاجی صاحب - حیرت ہی واللہ حیرت ہی یہ کمال کہلاتا ہی -
نواب کھسیئے - کمال مین کیا شک ہی قابل تعریف کام کیا ہی - سبحان اللہ کا دو نگڑا پڑ گیا نجومی کا دماغ ساتوین آسمان پر -

نواب صاحب اور بہادر علیخان اور دو تین اور رئیس اور امام الدین خان کے سوا اور سب اُسکا کلمہ پڑھنے لگے -

امام الدین خان - خداوند کیا بات ہی کہ سمجھ مین [illegible]
نواب - اجی محض شعبدہ ہی مگر ہاتھ صاف ہے [illegible] سے ان مصرعون کو ملائیے تو شعر ہو جاتا ہی -
نصرت الدولہ - کوئی ہی -

رفقا نے خدمتگارون کو آواز دی - سب حاضر ہوئے حکم ملا دو سو روپیہ اور ایک دوشالہ نجومی کو دو - دو سو روپیہ نقد اور ایک دوشالہ دیا گیا -

نجومی - ابھی نہین جب اور دکھائے تب دیگا اور لیگا -
نصرت الدولہ - اجی اب تو یہ لو -

نجومی نے دو سو روپیہ نقد اور ایک دوشالہ لیا سلام کیا اور کہا کل پرسون ہم اور تماشے دکھائینگے -

نصرت الدولہ نے کہا آج اُنھون نے بڑا کمال کیا ہاتھ تک نہین لگایا اور مصرعون کا جواب لکھ دیا اور اُسدن ہمنے اپنے ایک دوست کا حال

پوچھا تھا اسقدر صحیح بتایا کہ عرض نہین کر سکتے ہو بہو بالکل صاف صاف۔ اور نواب صاحب سے پوچھیے اسکی شہادت نواب صاحب بھی دینگے کہ نجومی کو اس دوست کا حال ذرہ بھی نہ معلوم ہوگا۔

نواب۔ ہان خدا جانے کیا باعث اصلی تھا حضرت۔

بہادر علیخان۔ ہان بتایا تو خوب مگر وہی۔ ع

گاہ باشد کہ پیر دانشمند ۔۔۔ بر نیاید درست تدبیرے
گاہ باشد کہ کودک نادان ۔۔۔ بہ غلط بر ہدف زند تیرے

نصرت الدولہ۔ واہ حضرت واہ کیا تعریف کی ہے آپ نے۔

جھمن۔ خداوند اس دن آج سے زیادہ انعام کا کام کیا تھا۔

نصرت الدولہ۔ کیا شک ہے واقعی آپ کی رائے صحیح ہے اسمین اصلا شبہہ نہین۔

نجومی۔ اب ہم جا۔۔

نصرت الدولہ۔ ۔۔ ل سے اٹھکر یہان چلے آؤ۔

نجومی۔ اچھا ہم پرسون کہینگا آپ سے۔ سلام صاحب۔

نصرت الدولہ۔ بہتر۔ پرسون سہی مگر کچھ سکھائیے ضرور۔

نجومی۔ ہان ہان اچھا بات اچھا علم۔

ایک رئیس نے کہا۔ حضرت پھر تو آپ بھی چہ یون چہ یون کیجیے گا۔ دوسرے رئیس بولے بلکہ چل ہون چل ہون۔ نصرت الدولہ نے کہا خدا کی قسم اگر وہ نیف سکھا دے دل سے تو پھر دیکھیے کیا کیفیت ہوتی ہے دیکھیے گا رفتہ رفتہ انشاء اللہ مگر۔

بہادر علیخان۔ مگر وہی ایک آنچ کی کسر رہیگی۔

اسپر قہقہہ پڑا اور نصرت الدولہ مسکرا کر بولے خیر صاحب اب ہم بحث نہ کرینگے سمجھا جائیگا چھ مہینے کے بعد پھر کل حالات نہ بیان کر دین تو سہی۔

نواب۔ کیون قبلہ اپنی پیدایش کے قبل کا بھی کچھ حال بیان کیجیے گا۔

جلسہ برخاست ہوا۔ نواب صاحب مع رفقا دولتخانے پر آئے بڑی دیر تک نجومی ہی کی باتین رہین چھمن تو نجومی کے معتقد تھے۔ وہ برابر یہی کہتا جاتا تھا کہ حضور اس شخص کو اپنے فن مین کمال حاصل ہے۔ سیٹھ جی کا حال ایسا بتایا کہ بس مین عقیدہ سے آیا اور آج بھی اچھے کرتب دکھائے حضور نے جو مصرعے لکھے اُنکے جواب کے مصرعے موجود۔ اور کاغذ نے جنبش تک نہ کی۔ نواب صاحب نے کہا بھئی نجوم کو اس شعبدہ بازی سے کیا واسطہ کجا نجوم کجا شعبدہ بازی مگر شعبدہ تو خیر ہاتھ کی صفائی کا نام ہے۔ یہ نجوم کیونکر صحیح ہو سکتا ہے بہادر علی خان نے کہا ہمسے ایک لائق انگریزی خوان نے کہا تھا کہ نجوم علم ہیئت کے متعلق ہے۔ اور علم ہیئت کے علما نجوم کو نہین مانتے۔ وہ کہتے ہین کہ نجومیون کو ... ستارون کے ٹھیک ٹھیک مقامات تو معلوم ہی نہین۔ ... کیا سمجھے ہین

امام الدین خان بولے خداوندیہ ... ب کا حال کوئی نہین جان سکتا۔ تراب علی نے کہا ہمین حیر... ہے۔ کیا کہین گو جرنل صاحب کا کچا چٹھا ایسا کہہ سنایا کہ پھڑکا دیا۔ مگر جب ہم سوچتے ہین کہ انسان ضعیف البنیان اور غیبدانی کا دعوے تو کوئی بات سمجھ مین نہین آتی۔

دوسرے روز ادھر غنچۂ صبح کھلکھلایا اُدھر نواب نصرت الدولہ بہادر نے کوٹھی بہجت منزل مین جلوہ فرمایا۔ حکم دیا گیا کہ کسی معبر کو بلاؤ تو کل کے خواب پریشان کا حال اُس سے دریافت کرین۔ بہادر خان رفیق نے عرض کیا حضور رحم اللہ سے بہتر معبر اب یہان کوئی نہین ہے۔ اور بڑا مشہور آدمی ہے۔

خداوند ایک مرتبہ ایک شخص نے آنکر کہا کہ آج مین نے خواب مین ایک پیر ہن دیکھا۔ دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی سبز پوش نورانی صورت دور سے

پیرہن دکھاتا ہی - اور پرسون بھی یہی خواب دیکھا تھا - اسکا مطلب سمجھ مین نہ آیا - بس
مولوی فضل رسول نے چھوٹتے ہی کہا اسکی تعبیر بہت آسان ہے - تمہارا
کوئی لڑکا عرصہ دراز سے باہر ہے وہ دو تین دن مین آنے والا ہے اور
ایسا ہی ہوا دس برس سے لڑکے کا پتا نہ تھا کامروپ کے دیس مین
ایک عورت اُسپر عاشق ہوئی تو جادو کے زور سے اُسکو بکرا بنا دیا - دن
بھر بکرا بنا رکھتی شام کو مرد بناتی - اتفاق سے ایک جادوگر اُسکے
ہان پہونچا - عورت کو نہین معلوم تھا کہ یہ بھی جادوگر ہے - بکرے کو
دیکھتے ہی تاڑ گیا کہ جادو کے زور سے کسی غریب کو بکرا بنا دیا ہی اُسی
وقت جادو کا توڑ کیا اور بکرا آدمی بنگیا - عورت دوہتڑ پیٹنے لگی - اور اُسنے
بڑی کوشش کی کہ پھر بکرا بنائے مگر اُس جادوگر کی وجہ سے ایک تدبیر
بھی کارگر نہوئی - بس   دن اُس شخص کا لڑکا دروازے پر آنکر کھڑا ہوا -
نانا باہر آگ لینے گئی   مارے خوشی کے غل مچانا شروع کیا کہ
چھوٹے میان آئے چھوٹے میان آئے - حضور رحم اللہ سے بہتر معبر
آپ کے شہر مین نہین ہی -

اتنے مین یہ بات تو ٹل گئی مگر اتفاق سے لالہ جگت سنگھ صاحب آگئے
اُنھون نے نواب نصرت الدولہ کا میلان طبع نجوم کی جانب دیکھ کر اُنکو
چٹکیون پر اڑانا شروع کیا اور ایسے ایسے چرکے دیے کہ نصرت الدولہ
اُچکے مین آگئے - آدمی تھے جلد باز - کہا اگر آپ کامروپ کھیا جا کر
وہان جادو ٹونا اور سحر سیکھیے تو تمام عمر کے لیے آپ کو خوش کر دون
اور جائیے تو آج ہی روانہ ہو جائیے - روپیہ مجھسے لیجیے - اور جب
کبھی روپے کی ضرورت ہو مجھے فوراً مطلع فرمائیے - جگت سنگھ نے دیکھا
کہ اگر جلد بازی کرتا ہون تو ممکن ہے کہ شاید ناکام رہون لہذا ٹھنڈی کرکے
کھانا بہتر ہی دیر آید درست آید -

نصرت الدولہ - تو اب آپ خوب غور کر لیجیے لالہ صاحب -
جگت سنگھ - حضور کا مروپ جانا تو آسان ہی مگر وہاں سے آنا مشکل ہے بکرا بنا دیں - بیل بنا دیں - نہ آنے دیں -
نصرت الدولہ - پھر جانا ہے جو کچھ ہو یہ ملاقات کب کام آیگی بس غور کرکے مجرا دیجیے -
جگت سنگھ - دیکھیے عرض کرتا ہوں - کوئی دیوان منگوا لیجیے -
تھوڑ خدمتگار نے دیوان لا دیا - جگت سنگھ نے کہا کھولو - تھوڑ نے کھولا -
جگت سنگھ - دیکھوں تو - ہان ! ؎

کبھی چہرہ جسے چھپا لیا کبھی پردہ آ کے اُٹھا دیا
کبھی دن کو رات بنا دیا کبھی [illegible] روز دکھا دیا
کبھی بٹریوں سے جھڑن ہیں ہم ہٹو سے خوف [illegible]
سر انکسار جھکا دیا قدم [illegible] بڑھا دیا
نہ تو صبر ہے نہ قرار ہے شب و روز نالۂ زار ہے
دل بیقرار کو عشق نے یہ کہاں کا روگ لگا دیا

مصرعۂ اولی میں کاف ہی - دوسرا اور تیسرا اور چوتھا خالی - پانچویں میں نون ہی تو کاف اور نون - اچھا چھٹے مصرعے میں دال ہے - کاف نون - دال اچھا کوئی لفظ کہو امام الدین خان -
نواب - اسکے کیا معنی -
جگت سنگھ - حضور ایک حساب ہی -
امام الدین - گل - بل - بلبل -
جگت سنگھ - پیش - اچھا - کاف نون دال - کاف نون بپیش کن - دال ساکن کند - حضور بدھ کے دن نہ جاؤ نگا - اچھا اور شعر تو پڑھو نواب علی مگر اسکے بعد کے شعر ہوں -

تراب علی۔ سے

کہیں کیا جنون میں جو حال ہو گئے پیرہن کا خیال ہو
جو کسی نے لا کے پنہا دیا وہیں پرزے پرزے اُڑا دیا

جگت سنگھ۔ مصرعۂ اولی میں کاف ہو اور مصرعۂ ثانی میں جیم تو کاف اور جیم۔ اچھا اب پھر کوئی لفظ کہیے خان صاحب۔

امام الدین۔ شبنم۔

جگت سنگھ۔ شبنم۔ زبر ہو۔ تو کاف جیم زبر کج۔ حضور بدھ کو نہ بھیجیے۔

نواب۔ یہ کیا حساب ہو بھئی۔

جگت سنگھ۔ حضور پہلے کند کا لفظ آیا۔ پھر کج۔ کند سے یہ مراد ہے کہ اگر بدھ کے دن گیا تو ذہن کند ہو جائیگا۔ اور کج سے یہ مطلب ہو کہ سیدھے ڈھرے پر نہ جائے

نواب۔ سبحان اللہ

تراب علی۔ واہ واہ وا۔ اچھا حساب ہو۔

امام الدین۔ ہم خاک بھی جو سمجھے ہوں۔

جھمن۔ علی ہذا ہماری سمجھ میں بھی نہ آیا۔

حاتم علی۔ حساب ہی تو ہو۔

نصرت الدولہ۔ بتاؤ ہمکو بھی۔ اتنا ہی بتائے جاؤ۔

جگت سنگھ۔ خداوند غلام کو عذر نہیں۔ مگر چالیس دن چلا کھینچنا پڑتا ہے نمک نہ کھاؤ گوشت نہ کھاؤ۔ عورت کی صورت نہ دیکھو۔ مرغ اور کوے کی آواز نہ سنو۔ چارپائی پر نہ آرام کرو۔ دن کو سوؤ۔ رات کو جاگو۔ بڑا بکھیڑا ہو۔

نواب۔ گوشت اور نمک کا چھوڑنا تو محال ہو۔

امام الدین۔ حضور اور مشقین بھی تو ٹیڑھی کھیر ہیں۔

نواب - ہاں ہو تو ایسا ہی -

جھمن - ملا صاحب نے تو یقین ہے ان سب پر پورا پورا عمل ضرور ضرور کیا ہوگا -

جگت سنگھ - کیا خوب -

نواب - صریح تمہارے سامنے حساب کر چکے کہ اور کچھ بتا دیا -

امام الدین - اور حضور خود دیوان بھی نہیں کھولا کہ شک ہوتا -

نواب - اور کیا - دیوان کھولا متو رہنے -

تراب علی - اور کہہ دیا تھا کہ کوئی کتاب لاؤ - خاص دیوان کا نام بھی نہیں لیا -

جھمن - اجی بس بیٹھے بھی رہیے -

نواب - پاگل ہو گیا -

امام الدین - سڑی ہو خاصہ -

تراب علی - سوائے بے تکی کے اور کچھ جانتا ہی نہیں -

نصرت الدولہ - دنگ ہوں اسوقت کہ کیا حساب لگایا ہو -

جگت سنگھ - (بندگی کر کے) قدر دانی -

نصرت الدولہ - بیشک خوب حساب لگایا جھمن سڑی ہو -

تراب علی - خداوند بس ڈنڈ پیلنے جانتا ہو -

نصرت الدولہ - با دخل در معقولات دینا دگر ہیچ -

امام الدین - حق ہو حضور نے اسکو خوب پہچان لیا -

تراب علی - بڑی دور ہو نگاہ - حضور کی نگاہ بڑی دور ہو -

جھمن - ہاں اس سے ہمیں کب انکار ہو -

اتنے میں آسلر صاحب نجومی آئے - اور انکے ساتھ ایک انگریزی خوان بھی تھا - صاحب سلامت کے بعد آستے ایک کتاب کھولی اور انگریزی خوان

[illegible] نے ترجمہ کیا۔

[illegible] رشتوں کا لباس ایسا عمدہ ہوتا ہے کہ انسان دیکھے تو غش غش کرنے لگے اور جہاں وہ رہتے ہیں انواع و اقسام کے خوشنما اور خوشبو پھول اور ہرے بھرے درخت اور پھلے پھولے اشجار اور خوشبودار گھاس اور دوب وہ لطف دکھاتی ہے کہ بیان سے باہر ہر سمت چشمہ سار اور رود بار۔ اور خاص بہشت کی کیاریاں پیچی جاتی ہیں۔ وہ فرشتے نہیں ہیں جو آپ لوگ سمجھتے ہیں۔ یہ اور ہی فرشتے ہیں۔ جنکو صرف علما و اہل نجوم جانتے ہیں۔ میں نے کئی بار ان فرشتوں سے باتیں کی ہیں۔ مگر آواز سنتے ہی غش آگیا۔ [illegible] سے اچھا خوش گلو ہو مگر ممکن نہیں کہ ان کا مقابلہ کر سکے۔ درختوں [illegible] کے پتوں میں سنہری بیل بوٹے [illegible] وہاں آفتاب [illegible] مہتاب کا۔ مگر اسقدر روشنی ہے کہ [illegible] کی آنکھوں میں نور [illegible]

نصرت الدولہ [illegible] کیا معنی۔

نجومی ۔ اندھا آنکھ والا ہو جائے۔ مگر وہاں سے دور آیا تو اندھا۔

ایک نواب زادہ ۔ کیا دور آیا۔

انگریزی خوان ۔ مطلب یہ ہے کہ اندھا اگر وہاں جائے تو [illegible] اسکی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں لیکن اگر اس مقام کو چھوڑ [illegible] تو پھر نور جاتا رہے۔

ایک رئیس ۔ بیچ ہار ہم نہ مانینگے۔

رفیق ۔ خداوند گوں بکاولی ہی میں یہ تاثیر تھی۔

مصاحب ۔ ہاں اور کیا۔

نصرت الدولہ ۔ گپ نہیں واقعات ہیں آپ نے کہہ دیا گپ ہے۔

رئیس ۔ بڑے ضعیف الاعتقاد ہو۔

نصرت الدولہ - جو پوچھئے مین جواب دونگا ماشاء اللہ -

انگریزی خوان - جتنے اشیا وہان ہین سب اسقدر صاف ہین کہ اگر آپ چاہین تو انکو آئینہ بنالین

رئیس - کیا خوب - مطلب -

نجومی - جو چیز ہو صاف بہت اتنا کہ آئینہ بنا کر منھ کو دیکھ سکو - وہان صد ہا پہاڑ ہین اور ہر پہاڑ سے عطر و عنبر اور مشک اذفر کی بو سے خوشگوار آتی ہے - مکانات سب سونے کے بنے ہوے اور فوارون سے پانی کے عوض عطر نکلتا ہے

ایک نواب - یہ کہین لکھا ہو - صاحب نے خواب مین دیکھا تھا -

امام الدین - حضور یہ خواب و خیال ہو -

دوسرے نواب - واقعی سب جھوٹ -

نصرت الدولہ - تم لوگ یون نہ مانوگے -

نجومی - حضور ایک شاعر تھا جا ستر نام ہے - آپ اسکا حال سنئے -

انگریزی خوان - ستارے بلور سے کہین زیادہ شفاف اور روشن ہین ان چمکتے ہوئے پتھرون پر جو کچھ جناب باری نے لکھ دیا ہے انکو کوئی نہین پڑھ سکتا ہے ہر شخص کی قسمت کا دار و مدار انھی پر ہے - ان ستارون پر لکھا تھا کہ بابل کا بادشاہ سیدھا ہوگا اور چنگیز خان کی آدمی اپنی جرأت اور بہادری سے دنیا بھر تمام کر لیگا - تیمور کی لڑائی بھی ان ستارون سے معلوم ہو سکتی تھی - سقراط کی دانائی کا حال ظاہر ہو سکتا تھا مگر حضرت انسان کا ذہن ایسا کند تھا کہ سمجھنا دشوار ہوگیا -

نجومی نے کہا اسقدر بات اور سن لیجیے کہ ایک عالم نجوم کی نسبت کیا کہتا ہو انگریزی خوان سے کہ ترجمہ کرکے سب صاحبون کو سمجھاتے جائیے

انگریزی خوان نے سمجھانا شروع کیا -

زمانۂ حال کے بڑے بڑے مدبرون [illegible] کے بزرگوارون کا میلان طبع یہی ہے کہ خواہ مخواہ علم نجوم کو برا بھلا کہیں۔ لطف یہ کہ نجوم سے ذرا بھی واقفیت نہیں پیدا کرتے اور باوصف عدم واقفیت یہ کہتے ہین کہ اسکی کچھ بنیاد نہیں۔ اسے کاش کسی قدر واقفیت پیدا کرین اور پھر ایسا کہیں تو خیر۔ مگر ابتدائی اصول سے بھی واقف نہیں اور غل مچانے لگے۔ بونا پارٹ بڑا دور اندیش آدمی تھا اسکے ساتھ ہمیشہ دس پانچ کامل فن کے منجم رہتے تھے جو زائچے اور ساعت دیکھنے مین اپنے آپ ہی نظیر تھے۔

ایک رئیس۔ کیا بونا پارٹ ہندو تھے۔

نواب صاحب۔ (ہنسکر) [illegible] پوچھنے ہی کو تھا۔

دوسرے صاحب۔ [illegible] بونا پارٹ تھے کون۔

انگریزی خوان۔ [illegible] شہنشاہ فرانس۔

نواب۔ کیا خوب [illegible] لارڈ بونا پارٹ یا پنڈت بونا پارٹ تھے۔

امام الدین۔ [illegible] ہی ہی۔

نجومی۔ بڑے بڑے عالم لوگ۔

انگریزی خوان۔ صاحب کہتے ہین کہ جسقدر کامیابی سے حاصل کی اور جسقدر جو کچھ عروج اسکو ہوا وہ اسکی قابلیت یا لیاقت ہی کے سبب سے نہ تھا بلکہ خاص نجومیون کے سبب سے۔ ورنہ وہ کسی جنگ مین اسقدر نام نیک نہ حاصل کر سکتا۔

امام الدین۔ اچھی بھئی۔

رئیس۔ بھلا کبھی شکست بھی پائی تھی اسنے۔

نجومی۔ ہان کئی بار۔

رئیس۔ پھر اسوقت نجومی کہاں چلے گئے تھے۔

حاضرین - اچھا سوال کیا -
نجومی - جب اُنکا بات مانا تب ملک کو پالیا اور نہ مانا نہ پایا -
نصرت الدولہ - کیا بات پیدا کی ہو -
حاضرین - اور سنیے بات پیدا کی ہو -
نصرت الدولہ - ابھی تم لوگ نہ مانوگے -
انگریزی خوان - اگر وہ اپنے خاص مشیر نجومی کی رائے کے مطابق چلتا تو ہرگز قید نہوتا -
نصرت الدولہ - افسوس -
انگریزی خوان - صاحب کہتے ہین کہ بادۂ عشرت کے نشے مین وہ آخر کار ایسا چور ہوگیا کہ اپنے کو کچھ سمجھنے لگا - اور یہ نہ اُسکو یاد رہا کہ خاص علم نجوم کی بدولت اُسنے اس درجہ عروج حاصل کیا تھا - آخر کا [illegible] وہ پر ظاہر ہے -
نجوم عجیب علم ہو -
امام الدین - حضرت ان کہانیون سے کچھ نہوگا -
رئیس - قبرستان مین چلکر کسی مردے سے گفتگو کیجیے تو جانین -
نواب - ہان بس ایک بات کہی یہ آپ نے -
نصرت الدولہ - اب یہ لوگ یون نہ مانینگے - چھ مہینے کے بعد ہم بتائینگے انشاءاللہ -
نجومی - رسیل کا قول ہو کہ اگر انسان نجوم کے علم سے واقف ہو تو روزمرّہ کے معاملات مین اُسکو ذرا بھی دقّت نہ واقع ہو - وہ بیان کرتے ہین کہ ایک شخص ایک مرتبہ غبارے مین اُڑنے کو تھا - نجومی نے منع کیا اور کہا ہرگز نہ جانا - خبردار جرأت نہ کرنا - ورنہ پچھتاؤگے وجہ یہ کہ ایک ستارہ ہے جو پٹر اُسکا اثر بہت خراب پڑتا ہے - اگر تمنے جرأت کی تو جان جائیگی - آسنے ایک نہ سنی - کہا جاؤ بھی ہم کب کسی کی سنتے ہین

مسٹر ہیرس صاحب ۲۵ مئی سنہ [illegible] کو بنارس میں [illegible] موت

ایک ستارہ جو سیٹرن یعنی زحل موت کے برج میں تھا - بس تھوڑی دیر میں غبارہ

پھٹا اور گرا - گرا تو دریا میں - ہیرس غرقاب ہو گئے -

امام الدین - اجی ایسی کہانیاں بہت سنی ہوئی ہیں -

رئیس - اور کیا - سب لغو -

لالہ جگت سنگھ نے کہا ڈھکوسلا نہیں بڑے کام کی چیزیں ہیں [illegible]

[illegible] دونوں بہنیں - دو بیٹیاں جام کا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] جونک کے منتر پڑھ کے اسکو جگاتے ہیں جب

عورت کو چاہیے تھے [illegible] جاگے -

نصرت [illegible]

بہادر علیخان - جی ہاں حضور میرے قلب کی بھی یہی کیفیت ہے -

حاتم علی - کیا بات کہی ہے - واہ صاحب واہ - جونک کے خواب میں آجاتے

اور جنتر منتر اور خدا جانے کیا الم غلم بکتے ہیں - [illegible]

[illegible]

جھمن - (مسکرا کر) واللہ اس گپ کے قربان جانا چاہیے -

[illegible]

جگت سنگھ - اسقدر تو ہم نے سنا ہے - واللہ [illegible]

کہا ہے کہ چور جب چوری کرنے جاتے ہیں تو کسی [illegible]

کر لیتے ہیں - چور چوری کر رہا ہے - [illegible]

یا خالی [illegible] کا نام ہی سے لے - فوراً بھاگ جائیگا - [illegible]

کہہ دے کہ بلی آئی بس سنتے ہی چمپت نہ ہو تو سہی۔

ایک شخص تھے رسالدار۔ شاہی مین انھون نے خوب چین کیے مگر پھر زمانہ بکام نہ تھا ایک چور اُنکے مکان کے پڑوس مین رہا کرتا تھا اُسنے کہا رسالدار صاحب ہماری ٹکڑی مین شریک ہو جیے تو پھر ایک لطف دیکھیے۔ انھون نے کہا اچھا۔ پرسون سے تیسرے دن گئے چور کے پاس۔ چورون نے ایک منتر انکو پہلے روز سکھایا۔

دہی مچھلی روپے کے ٹکے۔ کہین اٹکے نہ کہین پھٹکے۔ ہتا مارا اور سٹکے

یا فیروز شاہ شکاری۔ چڑیا ہماری دم تمھاری۔

چھمن۔ اُف۔ واللہ ہنسی آتی ہے چڑیا ہماری دم تمھاری۔

نواب۔ کہی تو اچھی۔ مگر کہین اٹکے نہ کہین پھٹکے۔

چھمن۔ ان خداوند۔ اور ہتا مارا اور سٹکے۔ بس پھر آشنا ہے

جگت سنگھ۔ خداوند ایک دن بنگال حلقے مین تمام ... ہاں کبھی ...

سامنے آن کھڑی ہوئی۔ مین نے جو دیکھا تو کوئی شاہزادی ... حسن اور ...

تمکین کہ تعریف محال ہے۔ مین نے ذرا گھورا بس آنکھین نیلی پیلی کر کے اُس نے کہا

کیون شامتین آئی ہین۔ مین سمجھا اُس کی شوخی ہے ہنسنے لگا۔ بس ایک تنکا اُسنے اُٹھا لیا۔ اور کچھ نہ کچھ دو گھڑی تک کچھ بڑبڑا یا کی اُس کے بعد وہ تنکا میری طرف پھینکا۔ قسم ہے آپ کے قدمون کی یہ معلوم ہوا کہ کسی نے سڑاپ سے کوڑا جمایا۔ اُف۔ بلبلا گیا۔

نصرت الدولہ۔ بس یہ جادو کا زور ہے۔ اسمین ذرا شک نہین۔

جگت سنگھ۔ خداوند مین اپنی کیفیت بیان نہین کر سکتا۔ ایک تنکا اور یہ معلوم ہوا کہ کسی اچھے شہ زور نے سڑاپ سے کوڑا جمایا۔ بس روتا ہوا بھاگا اگر نہ بھاگتا تو۔ مین بھاگا۔ مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا کسی نے پانون باندھ دیے۔ گر پڑا ایک ایک رونگٹا کھڑا ہو گیا بدن کا جس وقت بیان کرتا ہون

کانپ اُٹھتا ہون ایک کم سن [illegible]
سامنا تھا -
جھمن - خدا نے بچایا آپ کو - مگرونس گیارہ مہینے تک بخار رہا ہوگا -
امام الدین - تعجب ہر واسد تعجب ہر -
حاتم علی - اجی سنتا کیجیے -
میر گلباز - ہم تو ہمارے شاگردون سے ان باتون کو دریافت کیجیے -
نواب - ہان واللہ ہم آنکو تو بھول ہی گئے تھے - استاد جی ہین -
میر گلباز - واہ حضور کیا تعریف کی ہر - خداوند استاد جی کی [illegible]
جگت سنگھ - اور ایک دن کا ذکر سنیے - اُف - خداوند اچھا ہو - حضور سردی
کے دن ہین - اور دریا کے کنارے کنارے [illegible] جاتا تھا - اور رات کا وقت
اور ہوا ایسی [illegible] کہ جگر تک [illegible] جاتا تھا - چلتے چلتے کیا دیکھتا
ہون کہ ایک [illegible] برہنہ فقط ایک جانگھیا پہنے تھی اور ذرا کڑوی ہوا
چلی جاتی [illegible] [illegible] جان نکل گئی - کانپنے لگا - تھر تھر
کانپنے لگا اُس عورت نے کہا - کون کون کون کون اور بھی ہوش
اُڑ گئے -
جھمن - اُفوہ - مین تو سُننے سے کانپ رہا ہون -
حاتم علی - مین بھی علی ہذا القیاس -
نواب - ہان صاحب کون کون کون کون - پھر کیا کہا اُسنے -
رفیق - مین ایک جگہ بیٹھ گیا - بس حضور وہ میرے قریب آئی تو آنکھیں [illegible]
چمکنے لگین جیسے جگنو ایک اُنگلی میرے سر پر رکھ دی تو یہ معلوم ہوا کہ دس
بارہ من کا بوجھ کسی نے میرے سر پر رکھ دیا ہے تب وہ مسکرائی اور
کہا ہمکو پہچانا -
نواب - اِین اکیا کبھی کی واقفیت تھی - اِین [illegible] [illegible] -

رفیق ۔ بس حضور مین تو سمجھا کہ اب جان گئی اب نہ بچونگا وہ مسکرائی کہا مین تمھارے پڑوس رہتی ہون اب پہچانا یا اب بھی نہین پہچانا ۔ مین نے کہا ہان اب پہچان گیا ۔

جھمن ۔ بارے خیر جیتے تو بچے ۔ ورنہ خبر آ ہی گئی تھی ۔

حاتم علی ۔ اجی خدا نے بچایا ۔ واللہ خدا نے بچایا ۔ بہت بچے ۔

رفیق ۔ ان لوگون کے نزدیک تو دل لگی ہوا ور یہان جان پر بن آئی تھی خیر پھر ہمنے پوچھا کہ تم یہان اس وقت اس قطع سے کیون آئین کہا ایک لڑکے کی جان لینے آئی تھی ۔

نواب ۔ این معاذ اللہ ۔ خدا بچائے ۔ توبہ توبہ غضب ہی کیا ۔

جھمن ۔ لڑکے کی جان لینے اکیا اسکا بھی منتر ہو کوئی ۔ یا آلہ ۔

جگت سنگھ ۔ مین نے کہا اسکا مطلب ۔ کہا ... جان نکلی ... ہاتھ جوڑ کر کہا واسطے خدا کے جانے دو ۔ ... دیکھو یہ اس لڑکے کی کلیجی ہو ۔ بس کلیجہ ... ذرا کرنے تو ہماری جان ہی جاتی رہے ۔ سال مین دو بار دو لڑکون کا خون کرتی ہون اب چار دن تک کھانا نہ کھاؤنگی سیر ہون قدمون پر غلام نے ٹوپی رکھ دی اور کہا کچھ تو ہمکو بھی بتاؤ مگر اسنے کہا ہرگز نہین اگر بتاؤن تو مر جاؤن جان جائے ۔

نواب ۔ ہان الامان ۔ الامان ۔ توبہ ۔ توبہ یا حضار ۔

امام الدین ۔ لالہ جگت سنگھ جاؤ اور ضرور جاؤ واللہ جاؤ ۔

جگت سنگھ نے کہا اجی ہمارا کیا حرج ہو ہمکو کھانے کو ملتا ہو سفر کا خرچ ملتا ہو پھر ہم کیون نہ جائین مگر اسمین ایک بات اور باقی ہو ۔ اکیلا سو باؤلا ۔ دوئے سو سنگ ۔ تکیلا سو کھٹ پٹ ۔ چو کیلا سو جنگ ۔

نواب صاحب نے کہا یہ کس ملک کی زبان ہو ۔ جگت سنگھ نے

مطلب یون سمجھا یا کہ ایک [illegible] ہیں [illegible] مین آپ
نے اور چار ہوں تو گتھم گتھا ۔ جوتی پیزار ایک کے پورب چلو دوسرا پچھم
جائے تیسرا اتر کی راہ دوسرے چوتھا دکن ہو رہے تو مجھکو اگر بھیجئے تو کوئی
اور بھی ساتھ بھیجئے اور حضور اکیلے تو لکڑی بھی چوسے ہیں نہیں جلتی مشورے
کے لئے اصلاح کے لیے بات چیت کے لیے ایک آدمی تو ہمراہ ہو
[illegible] پھر کچھ پروا نہیں [illegible] بھیجئے کسی جو [illegible] کرنی نے بھر
کے نزدیک سے بکرا بنا دیا تو کوئی [illegible] سوپ کرنے والا تو ہو ۔ آپ کو
کوئی اطلاع تو دے گا ۔ یہ نہیں کہ ہم غریب کے لیے بیٹھے
رہیں اور آپ کو کانوں کان بھی خبر نہ ہو اور گھروالے الگ سر پیٹیں ۔ آئندہ
جو حضور کی رائے [illegible] یہی اتفاق ہو [illegible] حکم یہ ہی عمل در آمد کو
عذر نہیں ۔

نصرت الدولہ [illegible] کی تقریر بہت پسند کی اور کہا ایک آدمی اور
ساتھ جانا [illegible] ایک خدمتگار بس چار آدمی کافی
[illegible]

[illegible]
[illegible] ان لوگوں کو [illegible]
[illegible]

[illegible]

۲ ۔ اگر [illegible] ہو تو نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر کو
لکھا جائے کہ دونوں فیصلہ کر دینگے ۔
۳ ۔ روپیہ [illegible] پا جائے ۔
۴ ۔ اگر دونوں میں سے کوئی [illegible] کسی [illegible]
[illegible] دوسرے [illegible]

فوراً اس کی اطلاع کرے اور رجسٹری کر کے خط بھیجے یا ضرورت اشد ہو تو تار کے ذریعے سے فوراً اطلاع دے۔

۵۔ اس قسم کے خطوط خواہ نواب صاحب کے پاس آئیں۔ خواہ نصرت الدولہ بہادر کے پاس۔ ہر لفافہ زرد ہو تاکہ فوراً معلوم ہو جائے۔

۶۔ خبر تار پر بھیجی جائے تو یہ علامتیں لکھی جائیں۔

مثلاً اگر لکھنا ہو کہ لالہ جگت سنگھ کو ایک ساحرہ نے بکرا بنایا تو یوں لکھے۔ لالہ بکرا۔ بس کافی ہے۔

یا مولوی محمد رضا علی کو ایک ساحرہ نے بیل بنایا تو یوں لکھے مولوی بیل بس۔

۷۔ اور اگر روپے کی ضرورت ہو تو ہمیشہ تار کے ذریعے سے اطلاع دی جائے۔ اس طرح دس ہزار بھیجو۔ پھول کے لیے۔

۸۔ پھول ہماری اصطلاح میں جادو سے مراد ہے۔ اور [illegible] اور پھول والا ساحرہ۔

۹۔ ہر مقام سے خطوط آئیں اور ہر روز دو خط بھیجے [illegible] رجسٹری کیے ہوئے ایک صبح۔ ایک شام۔

۱۰۔ اگر کوئی عورت جادو سکھائے تو جس قدر روپیہ ہماری منظور کیا جاوے فوراً دیا جائے اور سکھائے۔

۱۱۔ اگر کوئی عورت یہاں آنا منظور کرے تو پچاس ہزار تک کی اجازت ہے مگر وہ ایسا کار ہو۔ انسان کو بھائم و غنائم کرنے میں قابلیت رکھتی ہو۔

۱۲۔ ایک باری یا کہار لالہ جگت سنگھ کے لیے اور ایک خدمتگار مولوی صاحب کے واسطے منظور کیا گیا۔ گر ضرورت ہو تو دس آدمی اور نوکر رکھ سکتے ہیں۔

۱۳۔ جو عورت بکرا یا بیل یا گدھا بنائے اس کی خوشامد کرنا لازم ہے۔

۱۴۔ جس ساحرہ کو جو مانگے دیا جائے۔

۱۵۔ ایک لاکھ سے تین لاکھ تک روپیہ منظور ہے۔

۱۶- اگردش بارہ ساحرہ دے [illegible]
سبق لیا جائے۔
۱۷- حتی الوسع کوشش کیجائے کہ وہ سب یہان آجائین۔
۱۸- اور اُنسے کام لیا جائے۔

۱۹- ہ	زر بر سر فولاد نہی نرم شود	

اس مسئلہ سے منھ نہ موڑا جائے۔
۲۰- ریل سے اُترتے ہی خط روانہ ہو۔
ان شرطون کو لالہ صاحب اور مولوی صاحب دونون نے منظور کرلیا اور
رخصت ہوئے۔
ریل پر سوار ہو کر پ[illegible] سنیے کہ لالہ جگت سنگھ اور مولوی تہور علی مین کبھی کی
ملاقات اور بے تکلف[illegible]ت آشنا تھے۔ لالہ اپنے دل مین سوچے لہتے
یہ ناحق ہی کہا کر[illegible]ساتھ دیجیے ہم سمجھے تھے کہ ہماری ہی نگری
مین سے کوئی [illegible]۔ مگر ایک اجنبی کا ساتھ ہوا۔ اگر ہم روپیہ
کھائین اور [illegible]ب کو لکھ بھیجین تو دین دنیا سے جائین۔ اور
اُن سے کہین تو کیونکر۔ اور مولوی صاحب دل مین سوچتے تھے کہ
رقم معقول ہے تین لاکھ تک بھیجنے کا نصرت الدولہ نے اقرار کرلیا ہے۔
اور سات ہزار نقد دیے ہین۔ مگر خدا جانے کہ یہ لالہ کس قسم کے آدمی ہین
کسی طرح اُن کو گانٹھنا چاہیے ورنہ مطلب براری معلوم ایک چوکی تک
دونون سوچا کیے کہ باہم کیونکر کھلین۔ دوسری چوکی سے یون گفتگو
ہونے لگی۔
مولوی صاحب۔ آپ نے ٹکٹ کہان تک کے لیے ہین۔
لالہ صاحب۔ کانپور تک کے۔
مولوی صاحب۔ بس!۔

لالہ صاحب - اور کہاں تک کے لیں -

مولوی صاحب - کامروپ تک -

لالہ صاحب - (مسکرا کر) کامروپ ہی کہاں -

مولوی صاحب - واللہ اعلم آج تک نام ہی نہیں سنا حضرت -

لالہ صاحب - پھر آپ چلتے کہاں ہیں -

مولوی صاحب - کس مردک کو معلوم بھی ہو - میں تو صرف نواب نصرت الدولہ بہادر کے حکم کی تعمیل کے لیے حاضر ہوا ہوں -

لالہ صاحب - اور سنیدہ بھی - کامروپ تو صرف ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہی -

مولوی صاحب - اس لغو خیال کو ملاحظہ فرمایئے کہ انسان کو ساحرہ بزور سحر غنائم و بہائم بنا سکتی ہی استغفر اللہ - بھلا کوئی بات بھی [illegible] انسان کیا بکرا گدھوں کے خیالات ہیں مگر آپکی راے اور [illegible] لاحول ولا قوۃ -

لالہ صاحب - آپ تو عربی پڑھے ہیں اور لیق [illegible] جاہل ہوں - جو تجویز ہو اُس کے مطابق فیصلہ ہو - کہاں جائیں [illegible] اور کامروپ کو کیونکر ڈھونڈھ نکالیں - سخت مصیبت ہی مگر ہماری راے جو آپ مانیں تو ہم عرض کریں -

مولوی صاحب - بسم اللہ فرمایئے - مگر سحر کی نسبت ہماری شرع کی رو سے جو کچھ راے ہی اس سے ہم واقف ہیں - لفظ سحر کو اکثر حضرات غلط سمجھ بیٹھتے ہیں - سحر کے معنی شعبدہ مگر اعلیٰ درجے کا اگر شائستہ ملک ہی تو اُسے اعلیٰ درجے کے شعبدے کو بھی لوگ سحر نہ سمجھیں گے اور اگر وحشی بستے ہیں تو ادنیٰ سے ادنیٰ شعبدے کو سحر سے بڑھ کر تصور کرینگے - حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے وقت میں سحر کی بڑی ترقی تھی کنعان اور یروشلم یعنی بیت المقدس اور مصر اور عرب کے مختلف حصوں میں

جادو بڑی ترقی پر تھا- حضرت
معجزہ دکھاتے ہین- فرعون خدائی کا دعوی کرتا تھا- حضرت موسیٰ سے اُسنے
کہا کہ اگر آپ معجزہ دکھائین تو ہم آپ کے قائل ہو جائین حضرت موسیٰ
نے عصا کو اُسکے سامنے پھینک دیا- عصا بصورت اژدر بنکر اُس کی طرف
دوڑا- فرعون بہت ڈرا اور ڈر کر پیچھے ہٹا دوسرے روز اپنیہان کے کل
ساحرون کو بلوایا اور کہا کہ کوئی تدبیر ایسی کرو کہ یہ ساحر (نقل کفر
کفر نباشد) ہمسے گوے سبقت نہ لیجائے- حضرت موسیٰ کو بھی وہ بدعیان خرد
معاذ اللہ ساحر سمجھتے تھے- ساحرون نے کہا کہ ہم سب وہ ترکیب کرین کہ آپ
بھی خوش ہو جائیے-

لالہ صاحب- اخاہ ہر فرعون را موسا ئے جب ہی مشہور ہو-

مولوی صاحب- ... نے راموسیٰ- ہر فرعون را موسائے ہیں-

لالہ صاحب

مولوی صاحب ... ساحرون نے مل کر مشورہ کیا ایک سے ایک بڑھ کر
جادوگری کے فن مین ... ایک خرانٹ جادوگر نے کہا کہ ہم اسلا ...
دخل کرینگے- اُسنے ایک سانپ بنایا اور اُسمین پارہ بھرا اور کچھ ادویہ
اور- اور دھوپ مین رکھ دیا- فوراً سانپ اُڑا لوگون نے بڑی
تعریف کی-

آلغرض فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ فلان روز آپ کا اور ہمارے
ملک کے ساحرون کا مقابلہ ہو- حضرت موسیٰ نے منظور کیا اُس روز اُن
ساحرون نے کئی لاکھ بلکہ کئی کرور سانپ میدان مین جمع کیے جب
دھوپ خوب تیز ہوئی تو یہ اُڑے اور آسمان پر چوطرفہ سپیلے تو بدلی سی
چھا گئی-

لالہ صاحب- جادو کا بڑا گھر ہی- مگر جادوگر اب کوئی ہو نہیں

مولوی صاحب۔ اچھا کامروپ کا پتا تو دریافت کیجیے

لالہ صاحب۔ کسی سے پوچھیں تو شاید کوئی جانتا ہو نام تو سنا ہی

مولوی صاحب۔ اجی سیدھے بنگالے چلو بس وہی کامروپ ہی۔

لالہ صاحب۔ ہم تو سوچے ہین کہ یہان سے چلیں گے۔ اور ہوٹل مین آ ترین مزے مزے سے۔

مولوی صاحب۔ بس ہان کیا بات کہی ہی۔

لالہ صاحب۔ وہان ہمارے دوست ہین لالہ پنا مل بس اُ نسے صلاح لین۔

مولوی صاحب۔ بات تو پکی کہی۔

لالہ صاحب۔ کانپور مین دو دن رہ کر سیر کیجیے اور سوچ لیجیے۔

مولوی صاحب۔ آپ یہ فرمایئے کہ سات ہزار روپیہ کسطرح خرچ [illegible] کیا معنی کہ تنخواہ تو آپ اور ہم اپنے آقا سے پاتے ہی ہین تو اس حساب سے [illegible]

سرکار سے تعلق ہو اور باقی ہمارے آپ کے [illegible] کا واسطہ

مسافرت مین دس کی جگہہ پچاس خرچ ہوتے [illegible] تو پھر کچھ گھر

سے خرچنا پڑے گا۔ بڑی مصیبت مین پھنس گئے یہان آ کر [illegible] وہی مثل نہ ہو

کہ بی بی گئی تھین نماز بخشانے روزے گلے پڑے۔

لالہ صاحب۔ سنیے مولوی صاحب آپ تو ہین مولوی صاحب آپ صیغے گردانا جانئے یا لڑکے پڑھانا یا الفاظ اور لغات کی تحقیقات اور ہم ہین مہاجن کے لڑکے روزگاری آدمی اب وہ الا قلل گیا چچا ہمارے شہد سے نکلے [illegible] سب جما جتھا ہمارے باپ کی کمائی ہوئی لٹا دی ہم جو کچھ پڑھ لکھ گئے اس سے ہمین عزت نہین ہی بلکہ ہماری عزت ہمارا روزگار ہی۔ سمجھے صاحب کھتری کے لڑکے ہین ہم۔ کچھ کسی سے سروکار نہین ہمین بس اپنے روزگار سے مطلب ہی چار پیسے کسیطرح پیدا کرتے سو آپ چاہے اپنے پاس سے خرچین ہم تو اس سات ہزار مین سے پھوٹی کوڑی تک نہ بچا سینگے بس چاہے ادھر کی دنیا

آدھر ہو جائے چاہے جو ہو
اپنے گھر بیٹھین کہہ دین نواب صاحب سے کہ ہم اب کچھ نہین جانتے ہمسے
جایا نہ جائیگا۔
مولوی صاحب۔ جو راے ہو ہمین منظور ہو ہم کچھ تمھارے مخل تھوڑا ہی
ہوتے ہین۔
لالہ صاحب۔ لگی لپٹی اچھی نہین مخل دخل مین جانتا نہین آپ بھی کھائین ہم بھی
کھائین۔ دونون مل جل کے کھائین ایسین کچھ حرج تو ہو نہین یا ... ج ہو دیکھو جیسی
راے ہو جو آپ بھی کھائین توبس آدھون آدھ اور نہ کھاؤ تو ہم بھاگ جائین اور
نواب صاحب کا روپیہ اُنکے حوالے کرین۔
مولوی صاحب۔ ہمین تو لکھنؤ چھٹنا کمال شاق گذرتا ہو مگر چار پیسے کی طمع سے
سفر اختیار کیا ورنہ ... سے چھٹتے ہ

بلبل وہ ہون جسے ...	...		چمن سے پڑے ہین مرے عشت پہ پتھر

لالہ صاحب۔ توبس ... ہین۔
مولوی صاحب۔ عذر ... ہم ... وشن
لالہ صاحب۔ چلئے آپ کو کاروپ کی سیر دکھائین۔
مولوی صاحب۔ (مسکراکر) مگر بکرا یا گدھا یا بیل نہ بنایا جاؤن۔
لالہ صاحب۔ کیا مجال۔
مولوی صاحب۔ اجی یہ سب ڈھکوسلے ہین۔
لالہ صاحب۔ جی ہان مگر ایسے گورکھے بھی کم دیکھے۔
مولوی صاحب۔ ؎

	ہر جو احمق در جہان قیمت مفلس درے ماند

لالہ صاحب۔ درین چہ شک۔
مولوی صاحب۔ تو کانپور سے کلکتہ کی طرف کوچ ہوگا بھلا وہان تک ریل ہو؟

لالہ صاحب۔ ہان کیا خوب۔

مولوی صاحب۔ مین کبھی باہر کا ہیکو گیا ہ

کیا حقیقت جنج کی ہے جو چھوڑاے لکھنؤ | لکھنؤ ہم پر فدا ہی ہم فداے لکھنؤ

ایکبار کانپور تک گئے تھے جب ریل جاری نہ تھی مگر چار روز قیام کرکے سیدھے لکھنؤ واپس آگئے اس درجہ عشق ہو ہ

پھر پھر کے دائرے ہی میں رکھتا ہون مین قدم | آئی کہان سے گردش پرکار پانون مین

سو حضرت یہان تو یہ کیفیت ہی مگر طمع۔

لالہ صاحب۔ یہ طمع نہین زر کی خواہش سب کو ہوتی ہی۔

مولوی صاحب۔ پھر کچھ دلوائیے

لالہ صاحب۔ ہان ہمارا ذمہ یہ سات ہزار ہمارے آپ کے بلکہ ہمارے آپ کے باپ کے

مولوی صاحب۔ ایسا نہو کھل جائے۔

لالہ صاحب۔ کھلتی ہو گھا مردون کی بات ہماری با۔

مولوی صاحب۔ بھائی عزت کو ڈرتے ہین۔

لالہ صاحب۔ آپ نشان خاطر رہین۔

مولوی صاحب۔ بھلا کیا تدبیر سوچے ہو۔

لالہ صاحب۔ بتا دین پھر بتا ہی دین آپ کو تدبیر یہ سوچے ہین کہ یہان سے چلین کلکتے اور کہین اپنے دوست کے ہان اور کا مروپ کا پتا لگائین اور نواب صاحب کو لکھین کہ دو آدمی کامشخے ہین جو کا مروپ کے حال سے واقف ہین کہین کامروپ کا پتا ہی نہ ملتا تھا آخرکار دو آدمی بڑی تلاش کے بعد ملے مگر وہ نا خداؤن کے کماشتے ہین۔ اور نا خدا سب کردہی آدمی ہین وہ روپے کو کچھ سمجھتے تو ہین نہین مگر ... جیتے یار بنایا ہی بالفعل سات ہزار مین کام نکلے گا مگر کچھ رقم ... ورنہ ہی تو فوراً کلکتے سے روانہ ہون۔

مولوی صاحب۔ خوب سوچے شاباش۔

لالہ صاحب۔ مگر یہ نہیں کہ جاتے ہی لکھ بھیجیں۔ کچھ دن بعد۔

مولوی صاحب۔ اور لکھوائیے گا ہم سے۔

لالہ صاحب۔ ہاں آپ خوب فقرے درست کرکے لکھیے گا۔

مولوی صاحب۔ دیکھئے تو جائیے۔

لالہ صاحب۔ پہلے خط بھیجیں گے کہ داخل ہوئے پھر لکھیں گے کہ کلکتہ بڑا شہر ہو پھر لکھیں گے کہ یہاں کی بولی ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ پھر دس بارہ دن کے بعد لکھیں گے کہ ہر روز کا مروپ کے حالات دریافت کرنے میں ذرا مشکل ہو مرکا کے ڈر کے مارے کوئی بتاتا ہی نہیں۔

مولوی صاحب۔ ہاں واللہ بہت خوب۔

لالہ صاحب [illegible]

مولوی صاحب [illegible] مارے تو سہی

لالہ صاحب۔ پھر [illegible] ہونے کو رستہ نہیں اتنا یاد رکھیے گا۔

مولوی صاحب۔ اولاً تو ل۔ وجہ یہ ہو کہ اگر ساحرون کو جاکر روپیہ دیا جیسا کہ نواب صاحب کا حکم ہو تو کھاری کنوئیں میں پھینک دیا ہے جسم ہی آڑا ئیں۔

لالہ صاحب۔ اور کیا صاحب تھا رے۔

مولوی صاحب۔ خوب یاد رکھیے واللہ جس قدر روپیہ طلب کیجیے گا فوراً پہونچا جائیگا۔

لالہ صاحب۔ ضرور مگر ذرا تدبیر اچھی ہو۔

مولوی صاحب۔ بس ایسی تدبیر ہو کہ ان سب کو یقین آتا جائے۔

لالہ صاحب۔ مگر بس اتنا ہی ہو کہ حوالی موالی خان صاحب جھن وغیرہ دغبخوری نہ کریں ے

چغلخور کے منھ کو ڈستے ہیں سانپ	خدا کے غضب سے زرا دل میں کانپ

مولوی صاحب۔ نصرت الدولہ بہادر ہمارے آقا کے مقابلے میں نواب صاحب کے کسی مصاحب کی نہ چلے گی جو وہ کہیں گے نواب صاحب فوراً مان لینگے۔

لالہ صاحب۔ بس یہی تو تقویت ہے ہمیں اور تقویت کیا ہے۔

مولوی صاحب۔ خدا نے چاہا تو کم سے کم بیس ہزار روپیہ یہاں سے پیدا کر لے چلیں گے۔

لالہ صاحب۔ اسمیں کیا فرق ہے۔

مولوی صاحب۔ مگر یہ جو جنج ہے کہ کوئی ساحرہ یہاں سے لے چلیے۔

لالہ صاحب۔ لے چلیں گے۔

مولوی صاحب۔ مگر وہ کہیں گے کہ ہمارے سامنے تو ان کو [illegible] بنا دو۔

لالہ صاحب۔ ہم کہیں گے وہ بیس ہزار [illegible] مانگتی ہے۔

مولوی صاحب۔ وہ دے نکلیں گے۔

لالہ صاحب۔ پھر ہم گدھا بھی بنا دینگے۔

مولوی صاحب۔ اب آپ تو لینے لگے دو دن کی بس۔ گدھا بنا دینگے بس بنا چکے نقل بھی تو کتنی۔

لالہ صاحب۔ مولوی صاحب کے سر کی قسم گدھا بنا دینگے

مولوی صاحب۔ کیونکر۔

لالہ صاحب۔ ابھی سہل تدبیر بے ادبی معاف آپ کو بنا دیں۔

مولوی صاحب۔ خیر آپ جانیے آپ کا کام جانے ہم بھی شریک ہیں۔ مصرعہ۔ بغرض حصول زر سے

ستارعیوب و قاضی الحاجاتی	اے زر تو خدا نہ ولیکن بخدا

لالہ صاحب۔ ہم تو اسی فکر میں ہیں کہ نصرت الدولہ اور نواب صاحب کی تمام پونجی اڑا دیں۔ جمع جتھا سب اٹھا دیں۔

مولوی صاحب - چشم ما روشن -

لالہ صاحب - ہمارے گھر سے پن کو تو دیکھیے کہ اکیلے آئے ہی نہیں کہہ دیا صاف صاف کہ ایک آدمی اور ساتھ ہو - اکیلی تو لکڑی بھی نہیں جلتی - اکیلا سو باولا - دُکیلا سو سنگ - تکیلا سو کھٹ پٹ - چوکیلا سو جنگ بکھو تو وہ بے ایمان سمجھ ہی نہیں سکتے -

مولوی صاحب - اس میں کیا شک ہے -

لالہ صاحب - ایک خط صبح کو بھیجیے ایک شام کو -

مولوی صاحب - کانپور پہونچتے ہی -

لالہ صاحب - یہ دیکھیے کارڈ پوسٹ موجود ہے -

پوسٹ کارڈ کو لالہ صاحب کارڈ پوسٹ ہی کہا کرتے تھے -

مولوی صاحب - [illegible] سے درست ہیں آپ -

لالہ صاحب - [illegible] لایے دوات -

مولوی صاحب - [illegible] خدایا تا چند شود و نشے -

لالہ صاحب - ادھر ریل سے اترے ادھر خط لکھی اور ریل ہی کے ڈاکخانے میں ڈال دیا -

مولوی صاحب - لایے ابھی لکھ ڈالیں -

لالہ صاحب - لیجیے -

[illegible] صاحب - کیا لکھوں -

[illegible] صاحب - القاب آداب پہلے لکھیے تو بتاوں -

[illegible] خط یوں لکھا گیا -

آقائے نامدار خداوند نعمت دام اقبالہ - فدویان جگت سنگھ و [illegible] علی نمک خواران سرکار عالیہ متعالیہ بعد [illegible] رسا ہیں کہ ہم فدوی حضور پر نور سے رخصت ہو کر مع الخیر والعافیہ داخل کمپ کانپور ہوئے حضور کے اقبال سے

راہ مین ذرا تکلیف نہ اٹھائی اب آج شام کی یا کل صبح کی ریل مین بخط بہت
کلکتہ روانہ ہونگے ۔ وہان کا مردپ کا حال دریافت کیا جائیگا ۔ پٹنہ عظیم آباد سے
ایک نیا نزنامہ ہم فدوی حضور کی خدمت مین بھیجین گے ۔

عالی حضور ولی نعمی نواب صاحب بہادر دام اقبالہ کی خدمت مین مضمون عریضہ
ہذا واحد ہی ۔

السعی منی و الاتمام من اللہ ۔ دعاے خیر کیجیے کہ ہم فدوی باقبال سرکار نامدار
اپنے مطلب پر پہونچکر سرخرو ہون ۔ زیادہ حد ادب

عریضہ [illegible] جگت سنگھ فدوی
[illegible]

کانپور کے اسٹیشن پر داخل ہوتے ہی لالہ جگت ... دست کار جیب
مین ڈالا ۔

مولوی صاحب ۔ بڑے ہوشیار آدمی ہین آپ ۔

لالہ صاحب ۔ ہوشیار نہ ہوتے تو اتنا بڑا مشکل کام ہمارے سپرد ہوتا بھلا ۔

مولوی صاحب ۔ صحیح ہی ۔ اب چلیے کسی سراے مین کمین اتارا کیجیے ۔ باہر نکلکر لالہ جگت سنگھ صاحب
نے اتارا کیا سرا پہونچے ۔ بستر جمایا ۔ نہایا ۔ کھانا پکایا ۔ کھایا ۔ حقہ پیا ۔ مولوی صاحب
پہلے ہی سے چکھ چکے تھے ۔

مولوی صاحب ۔ کیا کھایا آپ نے ۔

لالہ صاحب ۔ روٹی اور ماش کی دال ۔

مولوی صاحب ۔ بس ہمنے تو قورمہ اور روغنی روٹیان اور بالائی اور کباب
نہ چکھے ۔

لالہ صاحب ۔ ہم گوشت نہین کھاتے ۔ ہمنے اپنے ہاتھ سے روٹی بنائی آپنے

یکی پکائی کھائی۔

مولوی صاحب۔ اب کیا فکر ہے۔

لالہ صاحب۔ آپ دو بج گئے ہیں۔ ذرا کمر سیدھی کیجیے۔ اور پھر چلیے شہر کا چکر لگا میں اور

لوگوں سے پوچھ کر ریل گھر چلیں۔

مولوی صاحب۔ اچھا ذرا میں بھی سو لوں

لالہ صاحب۔ آرام کیجیے۔ کیا حقہ آپ نہیں پیتے

مولوی صاحب۔ جی نہیں ہم اخبار لیے ہیں۔

لالہ صاحب۔ واہ حقہ نہیں پیتے۔

مولوی صاحب۔ حقہ پان چونے کے سبب سے

دونوں ابھی ... نے۔ پانچ بجے اٹھے اور ... چوک کی سیر کو چلے۔

مولوی صاحب ...

لالہ صاحب ... رہ اور کہاں۔

مولوی صاحب ... عجیب مقام ہے ...

لالہ صاحب۔ جی اور یہ

مولوی صاحب۔ رئیس بھی یہاں ہیں۔

لالہ صاحب۔ لکھ پت نہیں ہیں۔ مہاجن ساہوکار روزگاری آدمی ہیں

مولوی صاحب۔ یہ بزاز ہے۔

لالہ صاحب۔ ہاں آپ لالہ ... ہیں۔

... یہاں کہاں۔ لالہ جگنو کہاں۔

لالہ صاحب ... نکلتے جاتے ہیں ذری

... کیا کوئی رجگار ہے (روزگار)۔

لالہ صاحب۔ نہیں جس نواب کے نوکر ہیں ... بھیجا ہو

دھرمو۔ ابھی ناریل تو پیتے جاؤ۔

لالہ صاحب۔ آپ اور لوگون سے بھی ملنا ہے۔

لالہ صاحب دو قدم آگے بڑھے تھے کہ ایک اور بزاز صاحب سے ملاقات ہوئی۔

لالہ صاحب۔ کہو بھئی لالہ چیت رام کُشل کھیم۔

چیت رام۔ جے ٹھاکر جی کی۔ کہان چلے۔

لالہ صاحب۔ ذری لکھنئے تک جاتے ہین۔

چیت رام۔ کیون کوئی کارج ہے کیا۔

لالہ صاحب۔ ہان نواب نے بھیجا ہے۔ کچھ کام ہے۔

چیت رام۔ گزگزی نہ پیو گے۔

لالہ صاحب۔ اچھا لایئے۔

لالہ صاحب نے دکان پر بیٹھکر دو چار دم لگا۔

گھومے لوگون سے ملتے چلتے ایک پرانے

مہاجن۔

مہاجن۔ ارے بھئی لالہ جگتو ہین۔ لالہ جگتو۔

لالہ صاحب۔ خوب ملے یار۔ کہو سب خیریت۔

مہاجن۔ ہان مہاجنی کرتے ہین۔ تم یہان کہان آئے۔

لالہ صاحب۔ نواب نے ہمکو لکھنئے بھیجا ہے۔

مہاجن۔ ٹکے کہان ہو۔

لالہ صاحب۔ سرا مین۔

مہاجن۔ ہان سچ کہے۔ کچھ ڈول ہے۔ گھر چھوڑ کے سرا مین ٹکے جا کے۔

لالہ صاحب۔ مولوی صاحب بھی ساتھ تھے اس سے وہین ٹکے۔

مہاجن۔ سچ بات۔ تو انکو جگہ نہ ملتی گھر پر کیا۔ کیون جی اور اس گھڑی نہ ملتے تو ملاقات

(ملاقات) کاہے کو ہوتی۔

لالہ صاحب۔ اور جاتا مین کہان تھا۔

مہاجن۔ پھر چلو مکان سامنے ہے۔

لالہ بھولا ناتھ۔ جگت سنگھ اور مولوی صاحب کو اپنے مکان پر لے گئے۔ مولوی صاحب کے واسطے پڑوس سے حقہ منگوایا۔ جگت سنگھ کو اپنا حقہ پلایا اور باتین ہونے لگین۔

لالہ جگت سنگھ نے کہا بھائی تم سے کچھ پردہ تو ہے ہی نہین صاف بات یہ ہے کہ ہمارے نواب نے اور ایک اور نواب نے صاحب تمہارے شہر کا مردہ پیر بھیجا ہے سو ہم جاتے ہین مگر کا مردہ پیر کہان ہے بتایئے اگر معلوم نہ ہو تو کسی اور سے پوچھ دو اگر کا مردہ پیر نہین ہے تو بیچ تو اچھا اور جو نہین ہے تو [illegible] بات ہے مگر نام تو سنا ہے۔ بھولا ناتھ نے کہا پہلے سب بتاؤ کہ کچھ وصول بھی ہو گا یا مفت کی جھک [illegible] وصول ہو تو سب بتا دین جیسے [illegible] سے سو [illegible] دیوانہ [illegible] ہا یار قدمون پر ٹوپی رکھتا ہون بتا دو اور وصول [illegible] ہوتا ہے۔

مہاجن۔ [illegible] محلے مین ایک جنا [illegible] ہے وہان جو [illegible] دین جیسے [illegible] دم [illegible] کے بیچ مین [illegible] نہین [illegible] بیچ مین جلا دین اور جیسے چاہین بنا دین [illegible] نہین [illegible] کر دیا۔

لالہ صاحب۔ بھئی یہ تو سنی ہوئی باتین ہین کیا معلوم سچ ہے یا جھوٹ ہے۔

مہاجن۔ اور نہین کیا دیکھی ہوئی باتین بتاؤن۔

[illegible] صاحب۔ کبھی گئے ہو وہان۔

مہاجن۔ توبہ کر بند ے پر میشر نہ لیجائے۔ جیتے کی باتین [illegible] بتاؤ گے۔

مولوی صاحب۔ مشہور تو ایسا ہی ہے مگر [illegible] اصلیت کیا ہے۔

مہاجن۔ آپ کے ہان تو جادو کو مانتے ہین [illegible] جادو بر [illegible] کا فر۔

مولوی صاحب - خیر کاروپ ہر کوئی مقام ضرور -

مہاجن - اجی بس کلکتے چلے جاؤ وہان پتا مل جائیگا کچھ -

لالہ صاحب - یہ تو ہم بھی جانتے ہین مگر کسی اور سے بھی پوچھ دیکھو تو کیا حرج ہی -

مہاجن - واہ ہمسے بڑھ کے کوئی ہوا رے رام سنگھ جری ایک روپے کے منڈے تو لے آنا -

لالہ صاحب - اب آپ تکلف کرنے لگے -

مہاجن - کیا کھوب (خوب) جیسے آپ ہی کے واسطے تو منگواتا ہون -

مولوی صاحب - یہ حسن طلب ہی -

لالہ صاحب - تو پھر کلکتے ہی جاتین نہ -

مہاجن - ہان ہان جی یہان سے کلکتہ جاؤ وہان حال [illegible] وہان مین سیتا رام نیل کا بیپار کرتے ہین وہ سب [illegible] واقف ہین سب بتا دینگے - کہو چٹھی لکھ دون -

مولوی صاحب - ہان انسب ہی -

مہاجن - قلم دوات کاگج لاؤ -

لالہ بھولا ناتھ صاحب نے ایک چٹھی اپنے سالے کے نام دھر گھسیٹی اور لکھ کر لالہ جگت سنگھ کو دی اور کہا اب آج کھانا یہین کھائیے کل جائیے گا لالہ جگت سنگھ نے عذر کیا کہ کچھ مضایقہ نہ تھا مگر جلدی ہی جس کام کے لیے جاتے ہین وہ پورا [illegible] تو کیجیے دو دن ٹھکین آن کر پھر -

الغرض ایک روپیہ کی منڈے لالہ جگت سنگھ کی نذر کیے اور سرا تک لالہ بھولا اُنکے ساتھ گئے اسی شب کو لالہ جگت سنگھ مع مولوی صاحب اور نوکرون کے روانہ کلکتہ ہوے -

کلکتہ پہونچے گاڑی کرایہ کرنے ہین تو لکھنؤ اور کانپور سے دس گنا

بٹھا کر آٹھ روپے پر گاڑی ہوئی اور ادھر سے جس لالہ صاحب آپ دہشت لالہ مکند رام
کے مکان پر پہونچے گاڑی سے اترتے ہی مکند رام سے گلے ملے دونوں خوش
ہوئے۔

مکند رام۔ آج برسوں پیچھے ایک کے بعد سے کہو اچھے تو رہے۔

جگت سنگھ۔ ہاں بہت خوش۔ بھوکے بڑے ہیں کھانا کھلواؤ۔

مکند رام۔ باہمن کو بلاؤ کہو لوکی اور آلو اور چپنا بھل کی ترکاری کرلے اور بھتی
بنائے اور چاول اور روٹی اور ملائی لے آئے کوئی ایک آدھ سیر اور
حلوا بنے۔

جگت سنگھ۔ جناب مولوی صاحب کے لیے۔

مکند رام۔ حافظ جی سے کہو مولوی صاحب کے لیے اچھا اچھا کھانا لادیں۔

اسیوقت [illegible] لالہ جگت سنگھ اور مولوی صاحب کو لالہ مکند رام
نے کلکتہ کی [illegible] جگت سنگھ تو جہانیاں جہان گشت آدمی تھے ہی
کئی بار کلکتے [illegible] اور بمبئی تک گشت کر آئے تھے مگر مولوی صاحب
دنگ ہو گئے۔

مولوی صاحب۔ اللہ اللہ یہ بھیڑ بھڑکا۔

لالہ صاحب۔ کلکتہ ہو کہ یا ئین۔

مولوی صاحب۔ جم غفیر اسی کے معنی ہیں یعنی جماعت ایسی کہ زمین چھپ جائے۔

لالہ صاحب۔ بیشک۔

[illegible] صاحب۔ اور گاڑی کے قریب سے جب گاڑی جاتی ہو تو کلیجہ دہل جاتا ہو۔

[illegible] م۔ ابھی یہاں اسطرح گاڑی چلاتے ہیں کہ باہر والا آئے تو نکے لڑ گئی۔

لالہ صاحب۔ یہاں ہوٹل بھی تو ہیں۔

مولوی صاحب۔ ہوٹل کیا۔

مکند رام۔ یہاں سب کچھ ہو۔

جب سیر کرکے آئے تو لالہ جگت سنگھ نے کہا بھائی تمسے کچھ کہنا ہی ہمین دونون تخلیے مین باتین کرنے لگے مولوی صاحب شمس بازغہ کی سیر کرتے تھے۔

اب سنیے کہ لالہ مکند رام نے جگت سنگھ کو خوب پٹی پڑھائی۔ اور کئی خطوط نواب صاحب کے پاس مکر و فریب کے بھجوائے۔

ایک خط۔

حضور اقدس۔ یہان کامروپ کا پتہ نہین ملتا۔ کامروپ کے نام سے تو سب واقف ہین۔ مگر وہان کے جادو کا حال سرکار کے خوف سے لوگ چھپاتے ہین۔ سرکار کا نادری حکم ہی کہ اگر کسی شخص نے کسی ساحر یا ساحرہ کو مدد دی تو پھانسی پائیگا۔

یہ خط بعد ملاحظہ چاک کیجیے گا۔ ورنہ ہم فدویان پر ... سر مانہ ہو جائیگا اور قید کر دیے جائینگے۔

عریضہ فدویان خاکسار

جگت سنگھ از کلکتہ۔ چورنگھی مکان

لالہ مکند رام۔

اس خط مین پھانسی کی اچھی دھمکی دی۔

دوسرا خط۔

نواب قمر رکاب دارا حشم سکندر رفعت مدظلہ۔ آداب فدویانہ بجا لا کر بحضور بندگان عرض رسا ہین کہ ہم فدویون نے امر معلومہ کی خوب تحقیقات کی مگر ... نہ ہوا ہان اسقدر فائدہ البتہ ہوا کہ ہر روز ایک نئی اور حیرت ... نسبت سحر معلوم ہوتی جاتی ہی۔ اگر خواستہ خدا ہی تو دو تین مہینے مین داخل منزل مقصود ہونگے مگر جو روایات حیرت قسمِ سمع ہوتین انکے خوف ہی۔

عریضہ فدویان تہور علی عفی عنہ و جگت سنگھ از کلکتہ۔ چورنگھی مکان لالہ مکند رام صاحب

اس خط مین شوق دلایا ہی۔ کہ ہر روز دس بارہ مین ... [illegible]

تیسرا خط۔

حضور فیض گنجور دولت نعمت نواب ... الدولہ بہادر دام اقبالہ۔

بسپس تسلیم التماس یہ کہ ہوٹل مین اگر ہم فدوی قیام کرتے تو صرف کثیر سے ڈھیر اڑ جاتے۔ لہذا ایک ساہوکار کا مکان پچاس روپیہ ماہواری کرایہ پر لیا۔

یہان ہر شی گران ہی۔ اسکی تفصیل یہ ہی۔

گوشت	آلو	مچھلی	روغن زرد
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
روغن تلخ	ماہی	جغرات	شیرینی فی روپیہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
کٹھل	[illegible]	بالائی کی برف	برنج
[illegible]	[illegible]	کبریت احمر	[illegible]
گندم	[illegible]	گرم مصالحہ	نخود
[illegible]	[illegible]	۱۲ [illegible]	[illegible]

الغرض یہان عمدہ طرز پر رہنا روپیہ بلکہ اشرفیان چبانا ہی۔

عریضہ
فدویان جمہور علی و جگت سنگھ
پتہ مذکورہ سابق

[illegible] مین وہ گپ اڑائی ہی کہ الامان اور لطف یہ کہ نواب صاحب اور [illegible] الدولہ بہادر کو یقین آگیا کہ اگر امرا کے اہلکارون کی طرح امارت کے ساتھ [illegible] تو اشیاے مندکرہ اسی نرخ سے لین گی۔ سچ ہی ؏

چو احمق در جہان باقیست مفلس در نمے ماند

چوتھا خط

عالی حضور سکندر فر نواب امین الدولہ بہادر کی خدمت بابرکت مین

فدویان منور علی اور لالہ جگت سنگھ کورنش عرض کرتے ہین - شکر ہو کہ ہماری کوشش ٹھکانے لگی یعنی ہم فدویون نے ایک شخص معتبر کو جو گو خود ساحر نہین مگر ساحرون سے کامل واقفیت رکھتا ہو ڈھونڈھ نکالا وہ ایسا آدمی ہو مگر طامع - کہتا ہو اگر دس ہزار روپیہ دو تو فوراً ایک ساحر دے لا دون - بلا اجازت حضور ایک ساہوکار سے دس ہزار روپیہ قرض لیا - ڈیڑھ روپیہ فی صدی سود پر - ابھی اس شخص کو فقط تین ہزار اور دو سو روپے دیے ہین اور اسکی سواری کا خرچ اب تک ساٹھ روپیہ ہو - اگر اجازت دین تو فوراً کل روپیہ دے دیا جاے تار کے ذریعے سے اطلاع بخشیے -

عریضہ فدویان [illegible]

یہ خط دوپہر کے وقت نصرت الدولہ نے پایا - [illegible] نواب صاحب کے نام رقعہ لکھا اور آدمی کو دیا کہ اسی دم پہونچاو [illegible] ت سے

صد شکر کہ آفتاب

از برج امید جہرہ نمود

ابھی حضرت مطلب نکلا - جگت سنگھ کا ایک خط آیا ہو جلد آؤ مگر بہت جلد

راقم نصرت الدولہ

نواب صاحب بہادر خط پڑھتے ہی گھوڑے پر سوار ہوے اور پہونچے اُترتے ہی پھاٹک کے پاس سے غل مچایا -

کہو بھئی فتح ہی - لاؤ خط لاؤ مین خود پڑھونگا -

اتنے مین نصرت الدولہ نے تار بھیجا کہ دس ہزار فوراً اس شخص کو دے دو بیس ہزار کی ہنڈوی لالہ ستھرا پرشاد ساہوکار کے ذریعے سے پہونچے گی -

اتنے مین مولوی ممتاز الحق صاحب کہ عامل اجل تھے تشریف لاے

علیک سلیک کے بعد بیٹھے تو نواب صاحب نے کہا مولوی صاحب سحر کی نسبت آپ اپنی مفصل رائے بیان فرمایئے - فرمایا سحر کسی نہ کسی پیرائے مین ہر ملک مین اور ہر زمانے مین رائج رہا ہی - اور ہر مذہب اور ہر قوم مین مکروہ و مذموم ہی - اور ہر زبان مین اسکے چند در چند معانی اور مصداق ہین چنانچہ جادو - ٹونا - افسون - شعبدہ - ٹوٹکا وغیرہ یہ سب اقسام سحر سے ہین -

سحر کے معنی متعارف تو یہی ہین کہ کوئی ایسا عمل جسکی حقیقت سے عموماً لوگ آگاہ نہ ہون لہذا اُنکے تعجب اور تحیر کا باعث ہو - اور جس سے اُنکو نفع یا ضرر بین محسوس ہو چونکہ عوام کے ذہن مین سحر کے معنی مرگ منتشر ہین لہذا جس شخص کو افسون کرنے اور شعبدہ بازی مین دخل ہوتا ہی اُسکا اعزاز و اکرام کرتے ہین اور اُسکو صاحب [illegible] ہین اور اکثر اُس سے خائف و ترسان رہتے ہین لیکن فی الواقع سحر [illegible] وسیع اور عام ہی اور مجملاً اُسکی حقیقت یہ ہی کہ جسمہ قوائے طبعی کو اس [illegible] سے منظم و مترتب کر لینا کہ جس سے ایک تعجب انگیز اثر پیدا ہو اور اُسکا نفع یا ضرر انسان کو بخوبی محسوس ہو یا صرف انسان کے تعجب اور انتشار اور خوف و اضطراب کا باعث ہو - یہ تعریف سحر کی ایسی جامع و مانع ہی کہ غالباً کسی قسم کی بازیگری و افسون سازی و شعبدہ پردازی اس سے خارج نہیں ہو سکتی -

[illegible] منطقی یا مفہوم عقلی کو اخلاق عامہ کی حیثیت سے ملاحظہ کیجیے یعنی سحر کے [illegible] حسن و قبیح اور نفع و ضرر پر نظر کیجیے تو اُس کی دو قسمین پیدا ہوتی ہین سحر حلال اور سحر حرام - سحر حلال وہ ہی جس سے کسی ذی حیات چیز کو ضرر جسمانی یا مضرت روحانی نہ پہنچے اور نہ بس درجہ انسان خواہش ظاہری و باطنی اور اُسکے قلب و دماغ پہ یعنی اسکے حس قلبی اور ادراک ذہنی پر غالب اور مسلط ہو جائے کہ سفہا و مجانین کی کیفیت مسحور مین پیدا کرے اور

اُسکے دل مین خلاف عقل سلیم خیالات پیدا ہون اور حرکات ناشایستہ کرنے لگے۔

سحر حرام وہ ہی جو اُسکے خلاف ہو یعنی جس سے کسی جاندار چیز کو علی الخصوص انسان کو ضرر جسمانی یا روحانی پہونچے یا جو بطلان و تعطل حواس ظاہری و باطنی اور سلب عقل کا باعث ہو۔ پس اس تعریف سے اکثر ٹوٹکون اور شعبدون اور تماشون کی حلت ثابت ہوتی ہی جو ہر قوم اور ہر ملک مین کم و بیش شائع اور مستعمل ہین۔ مثلاً ہمارے ملک مین مداری کا تماشا یا ہولی کے بعد سوانگ یا اور شعبدے اور عورتون کے ٹوٹکے جنمین خوف مضرت اور ضرر جسمانی و تعطل حواس اور سلب عقل کا گمان نہ ہو سحر حلال مین داخل ہین غایۃ الامر یہ کہ لہو و لعب اور اشتغال بے سود ہونے کی وجہ سے [illegible] مکروہ سمجھے جائین۔ لیکن دوالی مین جو ٹوٹکے چلتی ہین جس سے [illegible] سلب ہوتا ہو یا بنگالہ مین ایک ضلع کامروپ کہلاتا [illegible] قیامت کے جادوگر ہین کہ آدمی کو [illegible] اور پھر [illegible] خیالات سحر حرام ہی ہر چند راقم کو نہ ٹوٹکے کا اعتقاد ہی نہ کامروپ کے جادوگرون کی کرامات کا یقین ہی کیونکہ ابھی عرض کیا گیا ہی کہ سحر کوئی معجزہ یا خارق عادت نہین ہی جسکا سمجھنا اور کرنا دونون عقل بشری سے خارج ہو اور جو نظام طبیعی اور قوانین قدرت کے خلاف ہو بلکہ سحر [illegible] قوائے طبیعی کی ترکیب و انتظام سے پیدا ہوتا ہی جیسے اور آثار و حوادث [illegible] کون و فساد پیدا ہوتے ہین گو اُس کی علت فاعلیہ یعنی اُسکی لم [illegible] نہ آسکے۔

چونکہ دین فطری یعنی اخلاق عام جو تراکیب و کیفیات و اقتضاءات طبعی اور افعال و خواص و آثار حقائق خارجیہ سے مستنبط کیا گیا ہی اکثر مسائل اور تمام مواقع و محال مین دین الہامی یعنی مذاہب و ملل رائجہ سے موافق ہی

موافق و مطابق ہین لہذا اس [illegible]
عامہ کا تتبع کیا ہی یعنے جو سحر عقلاً اور بموجب قوانین طبعی حرام ہی اسکو حرام کیا
اور جو سحر عقلاً اور بموافقت نظام طبعی حلال ہی اسکو حلال رکھا ہی۔

ہر قوم اور ہر ملک اور ہر زمانے مین سحر کا چرچا کم و بیش ضرور رہا ہی۔ چنانچہ
انگلستان مین بھی ایک عرصہ تک جادوگرون اور جادوگرنیون کا زور رہا اور عوام
کالانعام علی الخصوص دہقانیون کی روح پر صدمہ رہتا تھا کہ سب ہماری
زراعت کو اور ہمارے بچون کو یہ اخوان الشیاطین (جادوگر) کچھ ضرر
پہونچائین اور اُن کے دفعیہ کے واسطے دعا اور تعویذ اس شد و مد سے ہوتے تھے
کہ ہندوستان کے جہلا کو بھی مات کیا تھا۔ یہان تک کہ ملکہ میری [illegible] کے عہد
مین سحر کی [illegible] طغیانی ہوئی کہ ساحرون کو انواع عقوبات سے قتل کیا
جیسا کہ تاریخ [illegible] مفصل درج ہی۔ اور ہندوستان مین جو کچھ کیفیت
سحر کی [illegible] ہی۔ عیان راچہ بیان۔ اور زمانہ قدیم مین عرب
اور نواحی [illegible] مین سحر کا اس قدر رواج تھا کہ بعض [illegible] انبیاے
بنی اسرائیل [illegible] معجزات ایسے قرار دیے گئے کہ بڑے بڑے کامل ساحر
اور کاہن اُنکے جواب سے عاجز آ گئے اور [illegible] نبوت اور رسالت کا اعتراف کیا
چنانچہ اجل انبیاے بنی اسرائیل حضرت کلیم اللہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام
ہین جنکا معرکہ فرعون مصر کے سحر کے مقابلہ مین ایسا حیرت خیز اور عبرت آمیز
ہی کہ شاید تاریخ عالم مین ایسے واقعات کمتر وقوع مین آتے ہین۔ چنانچہ توریت
[illegible] کے سفر الخروج اور قرآن مجید و فرقان حمید کے اکثر سورون مین یہ
[illegible] ہی کہ جب فرعون نے حضرت موسیٰ سے معجزہ طلب کیا تو دو معجزے
[illegible] آپ نے دکھائے ایک [illegible] جس کی حقیقت یہ ہی کہ آپ نے
جیب مین ہاتھ ڈال کر جو نکالا تو کف دست سے ایسا نور مشرق ساطع ہوا
کہ آفتاب کی روشنی پژمردہ و مضمحل ہو گئی اور کئی فرسخ تک [illegible] پہونچی

اور دوسرا معجزہ عصا کا اژدھا بنجانا ہے۔ یہ وہ عصا تھا جو حضرت موسیٰ کے خسر حضرت شعیب پیغمبر نے اپنے باقیات الصالحات کے طور پر اُسوقت آپ کو دیا تھا کہ جب آپ اپنی زوجہ صفیرا بنت شعیب کو لے کر جانب مصر روانہ ہوئے اور اثناے راہ مین وادی مقدس مین پہونچکر خلع بخلعت نبوت اور مبعوث برسالت اور مشرف بشرف خطاب آلٰہی اور ملقب بلقب کلیم اللہ ہوے جیسا کہ آیہ کریمہ اخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی سے ظاہر ہے۔ ؎

خدائی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہو جائے

خیر۔ عصاے موسیٰ کی یہ حقیقت ہے کہ ایک لکڑی چوب خرما کی تھی کہ عند الضرورت اور بامر اللہ منقلب بہ اژدہا ہو جاتی تھی

چنانچہ بار با فرعون نے معجزہ طلب کیا اور [illegible] اُسکو پھینکا اور وہ بڑا بھاری اژدہا بنکر منھ کھول کر اُسپر لپکا [illegible] نابکار نے اُس وقت تو دعوے خدائی سے توبہ کی مگر جب وہ عصا [illegible] ہیئت اصلی پر آگیا تو پھر وہی کفر و ہزیان بکنے لگا اور دعویٰ خدائی کرنے لگا اور حضرت موسیٰ سے کہا کہ آپ سب جادوگرون کے استاد ہین اور کئی لاکھ ساحرون کو جمع کر کے کہا کہ بلاے موسیٰ کے سحر سے میری جان بچاؤ ورنہ تم سب کو قتل کرونگا

اُنھون نے کہا بہت خوب یہ کون بڑی بات ہے۔

جس دن مصر مین وہ عظیم الشان میلہ ہوتا ہے اُس روز ہم موسیٰ کا مقابلہ کرینگے اور بادشاہ مع حشم و خدم اور لشکر ظفر پیکر خود تشریف لائین اور ساری دنیا اس معرکے کو مشاہدہ کرے اور اُن ساحرون نے یہ شعبدہ بنایا کہ بہت سے بڑے بڑے ترکل جو فدار لیے اور اُن کے اندر پارہ بھرا اور اوپر سے کاغذ کا سر اور پاؤن وغیرہ بنا کر اُسپر سیاہ رنگ اور سفید دھاریان ڈال کر بالکل سانپون کی قطع بنائی اور وہ خود دیکھتیان

مصر مین عین تمازت آفتاب مین جب حضرت موسے کا مقابلہ ہوا تو ان ساحرون
نے کئی لاکھ نرکل کے بنے ہوئے سانپ ہوا پر اڑا دیے اور آفتاب کی
شدت اور حدت سے پارا انکو اڑا اور وہ بڑے بڑے گران ڈیل
اژدہون کے مانند منہ کھول کر ہوا مین فر فر کرتے ہوے مثل
بلاے بے درمان حضرت موسے اور ہارون پر دوڑے اور اس کثرت سے
تھے کہ آفتاب پر مثل ابر غلیظ کے چھا گئے تھے اور اندھیرا
ہوگیا تھا۔

حضرت موسے اپنے دل مین جھجکے فوراً حکم الٰہی ہوا کہ اپنے عصا کو پھینک
پس اسکا پھینکنا تھا کہ اژدہا بنکر ایک ہی منہ مین کئی لاکھ اژدہون کو ہڑپ
کر گیا اور فرعون کے ساحر سب سجدہ ہوکر زمین پر گرے اور کہا کہ
امنا برب [illegible] ہارون یعنے ہم ایمان لائے خداے موسیٰ و
ہارون کا۔

الحاصل سحر [illegible] مین ہر مذہب اور ہر ملت مین عجیب و غریب ہین اور
اس کے وجود اور اسکے اثر کا کسی اہل مذہب نے انکار نہین کیا گو
اسکی حلت و حرمت مین اختلاف ہو اور سحر اور معجزہ مین یہ فرق
کتھا ہو کہ معجزہ خارق عادت کا نام ہے جو کسی خاصہ خدا کے ہاتھ پر بارادہ
اور باذن خدا جاری ہو اور نظام طبعی کے بالکل خلاف ہو جیسے حضرت
موسیٰ کا ید بیضا اور عصا اور دریاے نیل کے پانی کو روک کر راہ دے
دینا۔ حضرت داؤد کا آہن کو ہاتھ سے نرم کر دینا اور حضرت عیسیٰ کا احیاے
اموات اور ابراء اکمہ و ابرص یعنی کوڑھی اور جذامی کو فقط اس کی برکت
سے اچھا کر دینا اور مٹی کی چڑیا بنا کر [illegible] کہہ دینا کہ وہ
واقعی چڑیا بنکر اڑی اور آج تک موجود ہے یعنی چمگادڑ
اور حضرت خاتم الانبیاء کا شق القمر اور کلام شجر و حجر اور معراج شریف

وغیرہ یہ سب خوارق عادات ہین یعنے نظام طبعی کے خلاف ہین۔ بخلاف سحر کے کہ قواے طبعی کی ترتیب خاص سے پیدا ہوتا ہی۔ اور ہر شخص بعض اصول و قواعد کی پابندی سے اُسکو بنا سکتا ہی اور سمجھ سکتا ہی۔

جو لوگ نیچری یعنی نظام طبعی کا زیادہ اعتبار کرتے ہین اُنکے اصول سے معجزہ کا امکان تو بخیر۔ مگر سحر مین اُنکے مسلک سے کوئی استحالہ نہین لازم آتا ہی پھر کیا وجہ ہی کہ حکما سے فرنگ سحر کے قائل نہین کیونکہ سحر تو خارق عادت نہین ہی بلکہ اُنھین مواد اور قواے طبعی کے فعل و انفعال اور کسر و انکسار سے پیدا ہوتا ہی جنسے ریل اور تار اور آلات کام دیتے ہین۔ غالبًا مطلق سحر سے وہ منکر نہین ہین بلکہ جو عظمت اور ہیبت عوام کے دل مین اُسکی ہی اور جو حقیقت وہ اپنے زعم ناقص مین سحر کی سمجھے ہین کہ جن پریت اور بھوت پریت کی شرکت کے اثر سے جادو ہوتا ہی۔ اُن لغویات اور خرافات کے [illegible] شیطانی اور اوہام فاسد سے سب کو بچا[illegible] [illegible] سے اُن کو نیست و نابود کر دے۔

نواب نصرت الدولہ بہادر کو نجومی نے انگلیون پر نچایا۔ ایک دن کہا کہ چالیس دن ایک منتر انگریزی زبان مین پڑھو نور کے تڑکے آفتاب کی طرف دس بارہ منٹ گھورے دیکھیے۔ مگر شرط یہ ہی کہ آفتاب کی شعاعین کچھ کچھ نمودار ہون۔ بارہ منٹ تک اگر ہر روز نظر بغور ڈالو تو چالیسوین دن بھوت قابو مین آجائے اور ثبوت اُسکا یہ ہی کہ بھوت صاف نظر آنے لگے نصرت الدولہ بہادر نے نجومی کے حکم کے مطابق کارروائی شروع کر دی [illegible] نصرت الدولہ بہادر نے منھ دھویا اور سر منزلے پر جا کر آفتاب [illegible] طلوع کے وقت دیکھنا شروع کیا ساتوین روز چکا چوندھ [illegible] سبب سے انکو کچھ دھوان سا نظر آیا۔ اور وہ اسے سے پٹی پڑھا لی کہ بھوت ہی آپ سینے کو ورجہ تو خلاق ہی ہاتھ پانون آنکھ ناک منھ سر پانون کل اعضاے جسم

نظر آنے لگے - نصرت الدولہ بہادر کسی قدر خائف ہوئے اور اگر بعد غروب آفتاب اگر شب کا وقت ہوتا تو سہم جاتے فوراً نجومی کو اُنکے گھر سے بلوایا -

نصرت الدولہ - آسلر صاحب - اسوقت تو ہمنے بھوت کو مجسم دیکھا -

نجومی - ہان بس اب کیا پوچھنا ہے -

نصرت الدولہ - اب کتنے دن تک دکھیں -

نجومی - این! کیا خوب - اپنے نزدیک آپ بڑے دانشکار ہوگئے -

نصرت الدولہ - نہین ابھی کہاں

نجومی - اجی ابھی تو آپ ابجد خوان بھی نہین - پہلے الف بے تو درست کر لیجیے -

نصرت الدولہ - آپ کی راے پر منحصر ہے آپ تو -

نجومی نے نصرت الدولہ کو وہ مشکل باتین بتائین کہ نواب صاحب کے ہوش اُڑ گئے - سردی کے [illegible] اکیس پانچ بجے تڑکے کنوئین کے پانی سے نہائے کورے پانچ [illegible] ایک سرخ ریشمی چادر اوڑھ کر بیٹھیے - اور جو منتر ہم بتائین اُسکو [illegible] ت اور پیر کو اور بیس بار اتوار اور سنیچر کے دن اور چالیس مرتبہ جمعہ اور دس لوٹ سے بدھ کے دن ناغہ - ہم اس شہر کے کل دیو اور کھنڈل بھوت دیکھ لین تو بدھ کے دن تکوے کر چلا کرین -

نجومی - آپ ڈرپوک تو ہے نہین -

نصرت الدولہ - نہین - واہ - ڈرپوک اچھی کہی -

نجومی - [illegible] کا نہین ہرگز نہ ڈرے گا -

نصرت [illegible] نہ جی نہین - اگر کوئی ایسی ہی بات ہو تو بے جوڑ کی ڈر کا پڑتا [illegible]

نجومی - [illegible] لوگ برسون سے اس بات کو کرتا آیا ہے اور جو ڈر کا بات ہے اس سے ہم لوگ خوف کے واسطے بہت ڈرتا - مگر ایک منٹ بھر کچھ ڈر نہین رہتا - بالکل نہین -

نصرت الدولہ۔ اچھا کچھ اور دکھایئے ہمکو۔
نجومی۔ ایک منتر کا ترجمہ ہوا اور اوردو کی زبان کے بیچ مین آپ سنیے گا۔

ای اسپرٹ تم ہمارا پاس سے	ای اسپرٹ تم بولو ہم سے
ای اسپرٹ بتا دو ہمکو وقت	مرنے کا اسس بڑا بدبخت
اور اسپرٹ جو مرا کل یا پرون	اسکو دفن کہان رکھا بولو
ای اسپرٹ تم بڑا مکان	ہمارا رات بولو سچ آو سب بے گمان

نصرت الدولہ۔ کسی بنگالی نے ترجمہ کیا ہی۔
نجومی۔ نا۔ ایک انگریز نے۔ صاحب ہی۔ کلکتے کا۔
نصرت الدولہ۔ مگر یہ تو بالکل واہیات ہی۔
نجومی۔ او۔ ایسا بات مت بولو۔ پاک چیز کو برا مت بولو۔ اسکا اثر آپکے منتر کا ہی۔ جیسا منتر اچھا ویسا اثر اچھا زبان پر برا بھلا ہوگا ہوگا سو ہوگا۔ اسپرٹ کل بات خوب سمجھتا ہی۔ اچھا اب آج آپ [illegible] کے نام پر کچھ دے منتر پڑھ کر ہم ان لوگ پاس بھیجے گا جو جمع کرتا ان کل روپیہ کو اسپرٹ کے واسطے۔ ہم غریب آدمی دو سو تین پہلے دیا تھا۔ جب پاک اسپرٹ نے ہمکو اپنے کا نور دکھلاتا تھا سب کے پہلے جیسا آج آپ کو دکھلایا اور آپ نہائے کپڑے بدلے عطر ملے اور جلیب خوشی کا دیکھے۔
نصرت الدولہ۔ بہت خوب تو ہم کوئی دو ہزار نذر کرین اسپرٹ کے۔
نجومی۔ کم ہی۔ مگر اب زیادہ نہ دو۔ نہیں اسپرٹ بڑا مان جانتا [illegible] لے نیت ہوا۔
نصرت الدولہ۔ ارے! لاحول ولا قوۃ۔
نجومی۔ نہین دینے کا ہزار وہ ہی۔
نصرت الدولہ۔ ہان دینے کے ہزار طریق ہین۔
نجومی۔ اجی ہم سنت مان لینگے۔

نصرت الدولہ۔ ہاں اچھا۔

نجومی۔ مگر سہل بات کا۔

نصرت الدولہ۔ ہم منت مانتے ہیں کہ جسکو بلائیں وہ گانے کے لیے آجائے

نجومی۔ اچھا بات بہت ٹھیک ہے۔

نصرت الدولہ۔ کتنے کی منت۔

نجومی۔ او۔ یہ ہمسے مت پوچھے۔ جو سے پہلے جی چاہے۔

نصرت الدولہ۔ تین ہزار۔

نجومی۔ بس زیادہ۔ نہ کم۔

آلغرض دن بھر میں میاں نجومی نے نصرت الدولہ کو اُلو بنا بنا کر کوئی دس ہزار روپے کی رقم سیدھی کی نصرت الدولہ بہادر کی یہ کیفیت کہ مسند تکیہ لگائے بڑے ٹھسے سے بیٹھے [illegible] ل ہی دل میں سوچتے ہیں کہ آپ آج سے انجانب بھی نجومی [illegible] شامل ہو گئے۔ داروغہ کو حکم دیا کہ فوراً محفل رقص و سرود آراستہ [illegible] نواب امین الدولہ حیدر اور نواب شوکت علیخان بہادر اور نواب رونق علیخان بہادر اور چھوٹے مرزا اور تیغ بہادر اور راجہ ٹھاکر پرشاد اور مرزا حفیظ الدین بیگ کو بلواؤ داروغہ نے فوراً تعمیل حکم کی تھوڑی ہی دیر میں طائفے آنا شروع ہوئے

نصرت الدولہ بہادر نے احباب کو اپنے ہاتھ سے خط لکھے ایک نواب صاحب کے نام [illegible] راجہ ٹھاکر پرشاد کے نام۔

[illegible]

سحرم دولت بیدار ببالین آمد — گفت برخیز کہ آن خسرو شیرین آمد

آج منہ مانگی مراد پائی یعنی سپرٹ کو بچشم خود دیکھا۔ اسپرٹ بھوت کو کہتے ہیں شکر خدا ہزار شکر خدا ہے

بدین مژدہ گر جان فشانم رواست — کہ [illegible] مژدہ آسائش جان ماست

آسلر صاحب فرماتے ہین کہ ابھی الف بائے نجوم ہی۔ اللہ اللہ کیا علم ہی علم کیا
بحر زخار ہی۔ جسکا اور نہ چھور۔ واسطے خدا کے تم بھی سیکھو۔

آج اس تقریب سعید کے سبب سے کہ بھوت کو منتر کے زور سے اول مرتبہ دیکھا
خاکسار نے جلسہ قرار دیا ہی۔ آیئے اور مع رفقا و مصاحبین آیئے۔

آپ کا دوست نصرت الدولہ نجومی

۲۔ اجی راجہ صاحب تسلیم۔ ہمنے جو آپ سے کہا تھا وہ صحیح نکلا۔ آج صبح کو نجومی
کے منتر کے زور سے ہمنے بھوت دیکھا جسکو ہم لوگ یعنے علماے نجوم اپنی اصطلاح
مین اسپرٹ کہتے ہین۔

آپ بھی سیکھیے۔ اور ضرور سیکھیے۔

آج اسی وقت جلسہ قرار دیا ہی۔ ضرور آؤ۔ اور بھی کئی صاحب تشریف لائینگے۔

تمھارا دوست نصرت الدولہ امام علم نجوم

دونون خط لکھ کر سپاہیون کو دیے اور حکم دیا ۔ لے جاؤ جو بدار
نے بھی تاکید کر دی۔

نواب صاحب نے جو خط پڑھا تو مارے ہنسی کے لوٹنے لگے۔

امام الدین۔ حضور اسنے بلٹایا انکو۔

جھمن۔ وہ نجومی بھی سوچتا ہوگا کہ ایسے اب اور نہ پھنسین گے۔

نواب۔ (سپاہی سے) تمکو کچھ حال معلوم ہی۔

سپاہی۔ کاہے کا حال حضور۔

نواب۔ اسوقت جلسہ کیسا ہی۔

سپاہی۔ حضور کیا بتاؤن وہ صاحب جون آئے ہین نجومی۔ اوسلیر صاحب جب
سے نواب صاحب رات دن بھوت پریت ہی دیکھا کرتے ہین کئی ہزار سے چکا ہی وہ۔

جھمن۔ اجی ابھی اور لیگا۔

امام الدین۔ تم لوگون مین سے کوئی سمجھاتا نہین۔

سپاہی۔ اب اے حضور ہم چار روپے پیا دے ہم لیا بجھائیں اسکے صاحب تو سمجھاتے ہی نہیں جنہ کل باتون کا دار و مدار ہی ہماری وہان بھلا کون سنتا ہی حضور سمجھائیں۔

نواب۔ واہ۔ نان بچے۔

جھمن۔ پھر اس بیچارے غریب کی کون سنے نقار خانے مین طوطی کی آواز۔

نواب۔ صحیح ہی۔

میر گلباز۔ مگر ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ بجوی انکو پھسلا تا کیو نکر ہی

نواب۔ پڑھے لکھے عقلمند آدمی اور بھتون مین آجاتے ہین۔

میر گلباز۔ جی ہان یہ کون بات ہی۔

نواب صاحب نے جواب خط یون لکھا۔

حضور اقدس و انور مبارک ہو۔ آمین۔ بحمد اللہ کہ آپ نے بھوت کو مجسم دیکھا۔

	بار باد تو آید و مردان چنین کنند

جلسہ بہت موزون ہی بندہ بھی ضرور شریک ہو گا مگر واسطے خدا کے کہین ایسا نہ کیجیے گا کہ عین جلسے کے وقت بھوت کو بلا لیجیے۔ کہو کوئی چڑیل بھی دیکھی کبھی چڑیل کی چوٹی بھین بھی دکھا دو۔ ارے یار تم نرے گو کھے ہی رہے لاحول ولا قوۃ۔ کجا انسان کجا بھوت واہ ری عقل۔ بھوت کیا اور پریت کیا واہی ہو خاصے۔ خدا کے لیے اس بکھیڑے مین نہ پڑو ورنہ آیندہ پچھتاؤ گے ۔

مصلحت بین و کار آسان کن		ہم کہ رین کمن آن کن

بھوت پریت کا وجود ہمارے مذہب کی رو سے مطلق ثابت نہین ہوتا۔

ہیچمیز امین الدین حیدر عفی عنہ

تراب علی۔ بس اب دعوت کے ٹھاٹ پوست ہو گئے۔

نواب صاحب نے امام الدین خان کو حکم دیا کہ برانڈی لاؤ۔ حاتم علی نے

کہا خداوند وہاں اور بھی رئیس زادے امیرزادے ہونگے - اور شراب مردار کا قاعدہ ہو کہ اسکی بو چھپی نہیں رہتی - خواہ مخواہ وہاں جاکر اپنے کو نکو بنانا کونسی دانائی ہو -

جھمن نے بھی اس رائے سے اتفاق ظاہر کیا - تراب علی اور امام الدین خان جل مرے - میر گلباز نے یوں تردید کی -

میر گلباز - کسی کے باپ کا اجارہ ہو -

حاتم علی - واہ تم ہی ایسے خوشاہ خوردن نے تو غارت کیا -

تراب علی - کیا ! غارت کیا کسکو - کسکو غارت کیا -

امام الدین - جو منھ پر آتا ہو بکت دیتا ہو - نابکار -

حاتم علی - نابکار تو -

جھمن - خان صاحب بس نابکار و ابکار نہ بکیے گا -

امام الدین - کیوں ہڈیاں چلبلاتی ہیں -

نواب - چپ رہو - گدھے نالائق -

امام الدین - حضور (ناک میں)

نواب تم سب نالائق ہو -

جھمن - ہاں خداوند سچ ہو سے

چو از قومے یکے بیدانشی کرد	نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را
نے بینی کہ گاوے در علف زار	بیالاید ہمہ گاوان دہ را

نواب - جب کبھی جھگڑا ہوتا ہو - تم لوگ بس یہ رباعی پڑھ کے اپنے اپنے بری کرنا چاہتے ہو - سالا گدھا

ایں خیال ست و محال ست و جنون

امام الدین خان نے فوراً سامان بادہ نوشی مہیا کر دیا اور دَور چلنے لگا ایک خان صاحب بھی آج ستے نئے شریک صحبت ہوے بعد شغل امام الدین خان نے

کل بوتلین ہٹائین حکم ہوا کہ اُدھا تیار ہو اور ہالی گاڑی ادسے مین جوڑی جتی ہو
ور گاڑی مین دو گرانڈم کی معاً تعمیل ہوئی۔ چھوٹے حضور نے گھوڑیان کھچین
حقہ پیا۔ اور مصاحبون کو لے کر چلے۔ حضور ادسے پر سوار ہوے۔ رفقا گاڑی پر
نصرت الدولہ بہادر کے مکان پر پہونچے۔ اُترے

نصرت الدولہ۔ آئیے بہت جلد آئے آپ غضب خدا کا اب چار بجے آپ برآمد ہوئے۔

نواب۔ حضرت دن کے وقت کا جلسہ ہمین تو پسند نہین۔

نصرت الدولہ۔ پھر آپ دو ہی گھنٹے مین تو رات بھی ہوئی جاتی ہے گھبراتے کیون ہین آپ۔

نواب۔ اخاہ راجہ صاحب ہین تسلیم۔

راجہ صاحب۔ آداب عرض کرتا ہون نواب صاحب مزاج شریف۔

نواب۔ شکر ہے۔ کہان رہتے ہین۔ ملاقات ہی نہین ہوتی

نصرت الدولہ۔ چپ رہتے ہین۔ دھت بنے ہوے

نواب۔ استغفر اللہ۔

نصرت الدولہ۔ کیون یہ استغفر اللہ کا کیا موقع تھا۔

نواب۔ اجی برہمن آدمی اور شراب۔

راجہ صاحب۔ کہان لکھا ہے کہ نا جائز ہے۔ ٹھرا نا جائز ہے۔ مہوے کی دارو کو ہم بھی حرام سمجھتے ہین مگر یہ برانڈی اور برگنڈی اور میٹھی شراب ہین تو اس وقت مین کہین کیا جائز کیونکر ہین۔ چو گفتی دلیلش بیار۔ شراب راح روح ہے ہر کسیکو نصیب کہان مگر ہان جو حرام ہے وہ حرام ہے۔ دیسی ٹھرا حرام ہے۔ بیشک حرام ہے۔

نواب۔ خیر آپ بھی نواب نصرت الدولہ بہادر کے رنگ کے ہین۔

راجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا۔ جناب ہ

باده نوشی ہر بادپیمائی		ہر ہوا مین شراب کی تجسیم

نواب- اب جلسہ کب سے شروع ہوگا- کون کون صاحب آ گئے ہین-
نصرت الدولہ- نواب تہور علی خان بہادر- اور رونق علی خان بہادر آ گئے ہین
بڑے مرزا کانپور گئے ہین- اور مرزا حفیظ الدین بیگ صاحب ہین-
نواب- ہان انکا گھوڑا دیکھا تھا مین نے کمیت-
نصرت الدولہ- پھر چلیے اوپر ہی نہین نہ-
نواب- چلیے تشریف لے چلیے راجہ صاحب بسم اللہ-
راجہ صاحب- پہلے حضور چلیین- مین حاضر ہون ہمراہ رکاب-
سب صاحب کوٹھے پر تشریف لے گئے کمرے سب سجے سجائے- آداب تسلیم کورنش کے بعد سب کے سب بیٹھے-
تہور علیخان- مزاج اقدس-
نواب- الحمد للہ آپ کا مزاج اقدس آج کس قدر دیر سے جلسہ ہوا ہے-
تہور علیخان- اسکی تحقیقات تو ہم لوگون کو آپ سے کرنا چاہیے-
نواب- یہ کیون خصوصیت کی وجہ- مہمان آپ بھی مین بھی-
تہور علیخان- نہین- ہے خصوصیت ایک-
نواب- وہ کیا مین بھی تو سنون-
تہور علیخان- کان لائیے (چپکے سے) وہ آپ کے ہم مشرب ہین بس سمجھ جائیے
نواب- تسلیم مین آپ کا کمال ممنون ہوا- مگر افسوس- نصرت الدولہ کی صحبت
مین جب بیٹھے تھے تو پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ بدنام ہونگے- خیرا
ترک کیا جاتا نہین-
رونق علیخان- نواب امین الدین حیدر صاحب-
نواب- ارشاد-
اجی حضرت یا آپ قریب آئیے یا مجھے بلائیے کچھ عرض کرنا ہے-

نواب۔ ارشاد بسم اللہ آیئے۔ فرمایئے مزاج اقدس۔
رونق علیخان۔ ارے میاں یہ نصرت الدولہ گھانس تو نہین کھا گیا۔ آخر اس پاگل کا کوئی علاج بھی ہی یا اسکا جنون اب لا علاج ہی لاحول ولا قوۃ اور سنیئے کہنے لگے آج بھوت دیکھا جلسہ دکھائینگے۔ واہی ہی کون۔ یہ اسکو ہوا کیا کمبخت کو لاحول ولا قوۃ۔
نواب۔ مین تو سمجھاتے سمجھاتے سودائی ہو گیا بھئی میری ایک نہین چلتی۔
رونق علیخان۔ لاحول ولا قوۃ واللہ ہنسی آتی ہی بھوت دیکھا۔ اف۔
تہور علیخان۔ کیا شی۔ جی ہان پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے واللہ خبط ہو گیا۔ قسم خدا کی خبط ہو گیا۔ پکا جنون ہی۔ ورنہ عقل کی باتین ہین یہ اور وہ نجومی انکو خوب بنائیگا دیکھیے گا۔ کئی ہزار تو لے چکا ہی۔ باقی اب لیگا۔ اور یہ کسی روز بھوت دیکھین گے۔ کسی روز پریت کسی دن چڑیل۔ بس یہی کیا کرینگے افسوس جاتا رہا ہاتھ سے۔
نواب۔ وہ مانتے ہی نہین کسی کی۔
تہور علیخان۔ جی ہان مجھ سے تو بگڑنے لگے تھے۔ مین نے کہا پڑا اپنی ایسی تیسی مین اب جگت سنگھ کا حال سنیئے۔ مجھے کلکتے کے خط سے معلوم ہوا لالہ جگت سنگھ نے تیس ہزار روپیہ پاکر ایک بنک مین اپنے نام سے جمع کر دیا ہے جو سات ہزار ساتھ لائے تھے اس مین سے ڈھائی ہزار مولوی صاحب کو دیے اور ڈھائی ہزار خود لیے اور دو ہزار رہنے دیے کہ کسی اور امر مین صرف کرینگے [illegible] کے مشورے سے نواب صاحب کے نام ایک خط [illegible] [illegible] بھیجا۔

[illegible] بعد تعمت سلامت۔ کورنش کے بعد ایک ضروری امر عرض کرتے ہین [illegible] قابل ہی کا مروپ خاص تو ابھی تک ہم نہین جا سکے کیونکہ وہان جانے کا اول مقدمہ یہ ہی کہ اگر دس بارہ دن [illegible] [illegible] سب تو

ذرا بھی نہ معلوم ہو کہ اس ملک مین جادو کی گرمی بازار ہو مگر آب وہوا اس درجہ ناقص ہو کہ دس بارہ دن تو درکنار دس بارہ گھنٹے بھی رہنا دشوار ہو جاتا ہو یہان کی عورتین بڑی چالاک ہین۔ انکو وہ وہ نسخے یاد ہین کہ انسان برسون رہے اور آب وہوا کا ذرا بھی اثر نہو مگر ہر ایک کو وہ نسخے نہین بتاتین صرف انھین لوگون کو بتاتی ہین جنپر انکا دل آجاتا ہو۔ لیکن انکا دل آنا بس ستم کا سامنا ہو۔ دل آیا اور انھون نے بکرا بنا دیا۔ گدھا نہین بناتین گدھا بنانا محال ہو۔ مرغ بنا سکتی ہین۔ بکرا بیل گھوڑا بنا سکتی ہین مگر گدھا بنانا بالکل غلط مشہور ہو گیا۔

ایک روایت اسی واقفکار آدمی نے کل سنائی تھی جسکو مین نے پہچانا ہو اسکا نام رچھو ہو خدا جانے کس ملک کا رہنے والا ہو۔ مگر معتبر ... ہشیار آدمی ہو۔ ہمنے اسکو کل روپیہ دے دیا۔ اُسنے ایک روایت بیان کی۔

بیان کیا کہ دکھن کا ایک سپاہی کسی ضرورت سے کامروپ پہنچا گیا سپاہی خوبرو اور کڑیل جوان تھا۔ اور بھوت کا رستا د۔ مگر بالدار نہ تھا۔ کامروپ کی ایک عورت اسپر عاشق ہوئی۔ سپاہی کو کچھ بھی معلوم نہین کہ کون اسپر عاشق ہوئی اور کون نہین ہوئی ایک روز سپاہی اپنی چارپائی پر سو رہا تھا تو شب کے وقت ایک آدمی نے اسکو جگایا پوچھا تم کون ہو کہا چور۔ سپاہی چارپائی پر سے اٹھ بیٹھا اور باتین کرنے لگا۔

سپاہی۔ تمنے کیا بتایا۔ کون ہو تم۔

آدمی۔ ہم چور ہین۔

سپاہی۔ پھر یہان کیون آئے۔

آدمی۔ چوری کرنے

سپاہی۔ ہمارے پاس ہو کیا۔ ایک تلوار۔ ایک تمنچہ۔ ایک قرولی ایک برچھا چار پانچ جوڑے کپڑے۔ بس اللہ اللہ خیر صلاح۔

چور۔ یہ کیا کم ہی جو بلجا ؤ گے۔
سپاہی۔ تو یہ تو نہیں مل سکتا۔ ان جان جاتی رہے تو مال بھی جائے ورنہ جبتک دم مین دم ہی تلوار اور برچھا اور کپڑے ہم نہیں دے سکتے۔
چور۔ تمسے لین اور تمھارے باپ سے لین۔
سپاہی۔ ہان اگر ایسے ہی بڑے بیر ہو تو لوگے۔
چور نے کہا بس اب سنبھالو۔ مین ولایتی کا ہاتھ لگاتا ہون۔ سپاہی تو اپنے فن کے کمال پر نازان تھا اور بیس برس کا پٹھا اور نا تجربہ کار اور کرارا آدمی دو دو ہزار ڈنڈ ایک سانس مین پیلنے والا مسکرایا۔ تلوار اٹھالی اور کہا تیری قضا ہی آئی ہو تو مین اسکو کیا کرون۔
رنڈی
چور پینترا بدل کر لڑنے کھڑا ہو گیا۔ سپاہی کو للکار کر گالی دی گولی کھاتے ہی سپاہی آگ [illegible] بڑھکر کو ک کا ہاتھ لگانے کو تھا کہ چور نے بیس [illegible] چوٹین دین۔
سپاہی۔ اف دھوکا ہو گیا۔ لکڑی کا بچ گیا۔ بنوٹ کا بچ نہین گیا اب سہی۔
چور۔ کیون اپنی جان کا دشمن ہوا ہی۔ تلوار رکھ دے۔
سپاہی۔ آنتون کا ڈھیر کر دونگا۔ ابھی ابھی۔
چور۔ اچھا لے روک۔
سپاہی۔ روکون اور لگاؤن۔ آ۔
[illegible] نے اچک کر کیلی کی تو سپاہی کے ہاتھ سے تلوار کھٹ سے الگ اور [illegible] ارد۔ ایک عورت موجود۔ ابھی چور نظر آتا تھا اب دیکھتے ہین تو عورت ہر سترہ اٹھارہ برس کی عورت وہ حسن ملیح کہ سپاہی ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور ہاتھ جوڑ کر کہا۔ ذرا اس چپر کھٹ پر بیٹھ جاؤ ورنہ میری جان تن سے نکل جائیگی۔ اس پہ کار آتش نے گلے مین ہاتھ ڈال کر بوسہ لیا اور سپاہی کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئی جو ستھے۔ دز گھوڑا ابنا دیا۔ ڈو

برس تک دن بھر گھوڑا بنا رکھتی شام سے انسان بناتی۔ اسکے بعد جب سپاہی صاحب اولاد ہوا تو اُس عورت نے سپاہی کو بھی جادو سکھایا اور چھ سال کے بعد اجازت دی کہ اپنے وطن جائے مگر شرط کر لی کہ جب بلاؤن فوراً آنا۔ سپاہی جو اپنے وطن پہونچے تو وہان اُن کی بڑی قدر ہوئی۔ اور جادو کے زور سے اُنھون نے طرح طرح کے کرتب دکھانا شروع کیے ایک آدمی راہ راہ چلا جاتا ہی۔ اُنھون نے ماش پڑھ کر پھینکے۔ اور اُسکی ٹانگین گھوڑے کی سی ہو گئین۔ پھر دم کے دم مین بدستور رئیسون اور امیرون سے سپاہی نے خوب روپیہ لوٹا۔ ایک رئیس کو شب کے وقت جادو کے زور سے مرغ بنا دیا۔ جب اُسکے اعزا نے دو ہزار روپے دیے تب مصیبت سے بچا۔

اُسی سپاہی سے اِس شخص نے جادو سیکھا ہی مگر [illegible] اور بہی [illegible] قدر فائدہ اس سے مترتب ہی کہ کامروپ ساتھ جائیگا۔ اور [illegible] اور ہر قسم کی ساحرہ سے ملاقات کرا دیگا۔

عریضۂ فدوی جگت سنگھ الخ

حکم ہوا کہ جگت سنگھ روانہ ہون۔ تہور علی وہین رہین۔

جگت سنگھ۔ مولوی صاحب۔ ہم آج رات کی ٹرین مین جاتے ہیں

تہور علی۔ اچھا کب تک آیئے گا۔

جگت سنگھ۔ ایک مہینے مین ضرور بالضرور۔

لالہ جگت سنگھ جو نواب صاحب کے مکان پر پہونچے تو پہاٹک۔ پر غل مچنے لگا۔ آئے آئے۔

لالہ جگت سنگھ آئے۔ رفقا نے جھانک کر دیکھا اور کہا لیجیئے جگت سنگھ آ گئے آ گئے خداوند۔

نواب صاحب بہت ہی خوش ہوئے۔ آؤ۔ آؤ۔ جلد آؤ جگت سنگھ لپکے

نواب صاحب کھڑے ہو گئے۔ لالہ نے کہا آداب عرض ہے حضور نواب صاحب نے بڑے تپاک سے بٹھایا۔ اور حکم دیا کہ نواب نصرت الدولہ بہادر کو فوراً بلاؤ کہنا لالہ جگت سنگھ آئے ہیں۔ اور آپ کو نواب صاحب نے اسیوقت بلایا ہے مہربانی کرکے جلد چلیے۔

نواب۔ تم دبلے ہوگئے ہو۔ آب وہوا راس نہ آئی وہاں کی۔

جگت سنگھ۔ خداوند ماندہ ہو گیا تھا۔

نواب۔ تمنے ہمکو لکھا نہیں مگر۔

جگت سنگھ۔ لکھتا کیونکر آپ کو تشویش ہوتی۔

نواب۔ کہو۔ حال تو کہو وہاں کا۔

جگت سنگھ۔ خداوند جادو کا گھر ہے۔ الامان الامان۔ وہ وہ باتیں دیکھیں کہ عرض نہیں کر سکتا۔

نواب۔ اچھا ذرا ٹھہرو۔ نصرت الدولہ بھی آلیں تو پھر کہنا۔

جگت سنگھ۔ خداوند ذرا سی برانڈی پلوائیے۔ مگر نہایت عمدہ برانڈی ہو۔

امام الدین۔ انیلوں کی سی باتیں کرتے ہو۔ یہاں سوا اکشا فیرون کے اور قسم کی برانڈی کہاں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ قسم کی برانڈی اکشا فیرون کی موجود ہے۔

یہ کہکر امام الدین خان برانڈی کے گودام میں گئے۔ اور اکشا فیرون کی آدھی بوتل سوڈا ملاکر ایک گلاس خود پیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک گلاس اور ڈیڑھ گلاس برانڈی تھلیہ میں رکھ کر لے چلے۔ سوڈا ملاکر راستہ میں نودی ۔۔ بار تھوڑی تھوڑی پی۔

اتنے میں نصرت الدولہ بھی آن پہونچے۔ آتے ہی غل مچایا۔

جگت سنگھ۔ تسلیم عرض ہے حضور۔

نصرت الدولہ۔ آداب آداب مزاج شریف۔

جگت سنگھ۔ دعائیں دیتا ہوں حضور کے جان و مال کو۔

نصرت الدولہ۔ مولوی صاحب بخیریت ہیں۔

جگت سنگھ۔ جی ہاں فضل الٰہی سے۔

نصرت الدولہ۔ کہو کچھ حاصل بھی کیا۔ یا کورے ہی آئے۔

جگت سنگھ۔ کورے آتے ہیں کہیں۔

نصرت الدولہ۔ کچھ کرتب دکھاؤ۔

جگت سنگھ۔ ایک گولی منگوائیے۔

حکم ہوا کہ ایک گولی آئے۔ فوراً حاضر کی گئی۔ نواب صاحب نے کہا گولی سے وہ بات دکھاؤ کہ حیرت ہو آپ کو۔

گولی لیکر لالہ جگت سنگھ نے تین چار بار لوگوں کو دکھائی اور اچھال اچھال کر کہا یہ چلی وہ چلی۔ یہ گئی وہ گئی۔ یہ غائب وہ غائب پڑ کہتے ہی گولی واقعی غائب ہو گئی۔

نصرت الدولہ نے کہا بھئی واہ دیکھتے ہی دیکھتے پتا نہیں کہ کہاں گئی لالہ نے کہا جہاں سے کہیے وہاں سے نکالوں۔

جھمن۔ اس طاق سے نکالو جہاں بوتل رکھی ہے۔

امام الدین۔ اس شیشے کے گلاس سے نکالو تو جانیں۔

میر گلباز۔ اجی ہمارے کان سے نکالو۔

جگت سنگھ۔ اجی کان کیسا کہو تو تمھاری داڑھی سے نکالوں۔

نواب۔ بھلا نکالو تو۔

نصرت الدولہ۔ پانچ روپے کی مٹھائی کھلاؤں جو میر صاحب کی داڑھی سے گولی نکلے۔

لالہ جگت سنگھ نے اپنے دونوں ہاتھ سب کو دکھائے اور آستینیں بھی چڑھالیں اور آہستہ سے میر گلباز کی داڑھی ہلائی تو گولی کھٹ سے نیچے۔

نواب - اہاہا - کمال ہی کمال ہے -

نصرت الدولہ - بھئی کیا صفائی ہے واللہ - خدا کی قسم کیا صفائی ہے -

امام الدین - یہ تو عمر بھر کی روٹیوں کا سہارا کر کے آئے ہیں -

جمن - ہاں واللہ ہے تو ایسا ہی -

میر گلباز - واللہ میں چونک پڑا جب داڑھی سے گولی نکلی -

جگت سنگھ - خداوند کا مروپ کچھیا عجب مقام ہے مگر ہائے افسوس وہ دن رات علیل ہو گیا عورتیں ایسی بلا کی حسین کہ بس کچھ نہ پوچھیے بلیح - رنگ دیکھنے کے قابل حضور -

لالہ جگت سنگھ نے گولی کے کھیل میں پورے چار گھنٹے صرف کیے اور مختلف مقامات سے گولی نکالی جسکی تشریح درج ذیل ہے -

۱ - میر گلباز کی ریش مبارک سے جیسا مرقوم ہو چکا ہے -

۲ - امام الدین [illegible] سے -

۳ - جمن کے کان سے

۴ - نواب نامدار کے ہاتھ سے

۵ - نصرت الدولہ بہادر کے گھوڑے کی دم سے -

۶ - تراب علی کے دستانے میں سے -

۷ - تھوڑی بجوں سے کل حاضرین دنگ ہو گئے -

نواب - جگت سنگھ تم تو باکمال ہو کر آئے ہو - اللہ اللہ یہ صفائی -

[illegible] دولہ - کیا شک ہے - واللہ میں ششدر ہوں اسوقت -

[illegible] ہم تمہارے کمال کے قائل ہوئے لالہ جگت سنگھ سبحان اللہ سبحان اللہ -

جگت سنگھ - حضور قسم ہے خدائے لم یزل کی حضور کمال سکتے ہیں مجھے ہنسی آتی ہے یہ کرتب صرف بیس روز میں کامروپ کی ایک عورت نے سکھائے ہیں مگر وہ انسان کو بکرا نہیں بنا سکتی - یہ بہت مشکل چیز ہے بس یہ سمجھیے خداوند کر

جیسے ایک عالم ہر کرعربی کی مشکل سے مشکل کتابین پڑھا سکتا ہو اور ایک طالب علم ہی کر کچھ یون ہی عربی جانتا ہو۔ وہ شعبدے اور کرتب اور جادو تو خوب جانتی ہو مگر انسان کا جانور بنانا اعلے درجے کے جادوگر اور اعلیٰ درجے کی ساحرہ کا کام ہو۔ ہر شخص نہیں جانتا۔ اور ابھی تو حضور بسم اللہ ہی ہی تو دہ وہ باتین دکھاؤن کہ جی خوش ہو جائے آپ کا۔

نصرت الدولہ۔ بھوت تو ہم تین چار بار دیکھ چکے مگر ابھی گفتگو کی نوبت نہین آئی کیا تمھارے قبضے مین بھوت ہو۔ اچھا جمعرات کو کسی نہ کسی کے سر پر ضرور بلواؤ مرد ون کا وار خالی نہ جائے۔ تراب علی ہی کے سر پر بلاؤ۔

جگت سنگھ۔ بہتر اب کی جمعرات کو۔

تراب علی۔ کیا مجال ہو۔ یہ تماشا ہی رہے۔ شان خدا۔ ہمپر اور بھوت۔

جگت سنگھ۔ ہان ہان تمپر۔ تمپر اور تمھارے پیر پر کیا دل لگی ہو۔

تراب علی۔ حضور سب ڈینگ ہو انکی۔ اچھا جمعرات ... [illegible] ... مین ہو۔

جگت سنگھ۔ خیر۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہو سمجھا جائیگا۔

لالہ جگت سنگھ نے دو چار شعبدے اور دکھائے۔ نواب نصرت الدولہ اور امام الدین خان اور جھمن نے خوب زور سے اُنکے ہاتھ پاؤن باندھے۔ لالہ جگت سنگھ نے کہا۔ کمر بھی باندھ دو اور گردن بھی۔ بالکل جکڑ دو ہم کھول لینگے۔ جب خوب مضبوط باندھ چکے تو امام الدین خان نے کہا اب تو آپ کے فرشتے خان سے بھی نہین کھلتا۔ جھمن بولے دجی لاحول [illegible] کیا دل لگی ہو۔

نصرت الدولہ بہادر نے پوچھا۔ اچھا یہ بتاؤ کھولے گا کون۔ [illegible]

لالہ نے کہا حضور وہی بھوت کھولیگا اور کون کھولیگا۔ اسکے بعد جگت سنگھ نے کہا آپ لوگ ہمپر ایک کپڑا ڈال دیجیے۔ اور اسپر ایک کپڑا اور۔ مگر ہاتھ جوڑ کے کہتا ہون کہ کوئی صاحب دیکھین نہ میری طرف۔

(نصرت الدولہ- سب باہر جاؤ- نواب صاحب آپ تخ پھیر کر بیٹھیے-

نواب- بہتر- اور تم-

نصرت الدولہ- ہم بھی-

مصاحب سب باہر نکالے گئے- نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر پیٹھ پھیر کر بیٹھے رہے- لالہ جگت سنگھ دو منٹ کے بعد اٹھ کھڑے ہوے-

لالہ- آداب عرض ہی خداوند-

نصرت الدولہ- سبحان اللہ- سبحان اللہ- اس قدر جلد اور بالکل بے لاگ ایک گرہ بھی باقی نہین رہی- شاباش ہی- واللہ خوب قابو مین کیا آفرین صد آفرین-

لالہ- حضور ابھی بھڑکتا ہی- بہت بڑے اصرار سے آئے تھے اس وقت اور خداوند حضور سے واقف ہے- آپ کبھی بھوت کو دیکھ کر ڈرے تھے- دیکھیے ہمکو معلوم ہو گیا-

نصرت الدولہ- اف- واللہ سچ کہتے ہو بے شبہہ ڈرا تھا-

لالہ- خداوند وہ اُسکا بھتیجا ہی- مجھسے انھون نے کہا کہ یہ جو یہان بیٹھا ہی یہ بھی اس فشن مین ہی- تب مین نے کل امورات دریافت کیے- تو اس نے یہ سب حال بتایا-

نواب- مگر اس وقت سخت تعجب ہی کہ اتنی مضبوط گرہین کیونکر کھول مین جھٹ پٹ- بھس کا سے کر دی-

نصرت الدولہ- اجی انھون نے کیا کھولین-

لالہ- ... ورو قعت مین- وہ کھولنے والا کوئی اور ہی ہی-

نصرت الدولہ- اسمین کیا شک ہی- ورنہ دل لگی ہی کچھ انسان کا کام ہی لاحول ولا قوۃ- خون تھوکنے لگے-

رفقا باہر سے آئے-

امام الدین - آئین! صاف الگ - واہ استاد کیون نہ ہو -
جھمن - کمال کیا - اور مین نے بڑی طاقت کی تھی - یہان صفایا ہی -
تراب علی - یار اگر یہی تو بیشک تم بھوت بلاؤ گے -
لالہ - اب ڈرے - ہات تیرے کی - دیکھتے تو جاؤ -
میر گلباز - ارے بھئی اگر ہم لوگ سالے کھولتے تو ایک گھنٹے کال مین کھلتا اور پھر ہمکو چاقو کی مدد لینا پڑتی - ہاتھ یا ناخن سے بھلا یہ گرہین کھلجاتی ہین
نصرت الدولہ - ای لاحول - جنبی شٹھا ہی کچھ - استغفر اللہ
نواب - اب آج تو نہین کل کچھ اور تماشے دکھانا -
لالہ - حضور ہمارے استاد منگل بدھ کو مانتے ہین - جمعرات کے دن خوش کرونگا حضور کو -
نواب - بہتر - تین تو دن باقی ہین -
لالہ جگت سنگھ کا رنگ جم گیا - مصاحب حا
نصرت الدولہ بہادر کے دل مین آنھون نے جگہ پائی - نصرت الدولہ نے کہا ہمارے یہان کل کسی وقت آنا -
نواب نامدار بھی اُنکے شعبدون سے خوش ہوے اور تعریف کی -
آب سنیے کہ جمعرات کے روز نواب نامدار کے دربار مین نصرت الدولہ بہادر اور نواب علی رضا صاحب اور مرزا مومن علی اور امام الدین خان اور جھمن تراب علی میر گلباز صاحب لالہ جگت سنگھ اور لالہ اودھ بہاری لال رفقا بیٹھے گپ اڑا رہے تھے - لالہ جگت سنگھ نے بھوت کا ذکر
نصرت الدولہ بہادر نے کہا ہمنے کل شب کو پھر بھوت دیکھا تھا - صاحب مسکرا کر کہا مبارک ہو - تراب علی نے دبے دانتون کہا ہم تو بھوت پریت کے قائل نہین -
نصرت الدولہ - ہان نہ ہون آپ مگر پہاڑ تلے آئے نہین -

نواب - اچھا لالا جگت سنگھ انکو بھوت دکھا تو دو -

تراب علی - اے حضور سب ڈھکوسلا -

لالہ - کیا ڈھکوسلا -

تراب علی - لائے وہان سے بھوت لالہ جی اپنے کو بڑا عاقل سمجھے ہین جن قبضہ مین ہین آپ کے شان خدا -

نصرت الدولہ بہادر نے اصرار بلیغ کیا کہ جس طرح ممکن ہو تراب علی کو قائل کرو ورنہ ہم سمجھ جائینگے کہ تمنے کچھ بھی نہ سیکھا - اور تراب علی کی یہ کیفیت کہ اکڑے ہی جاتے ہین بڑے ہی جاتے ہین - سنتے ہی نہین کسیکی - اور نصرت الدولہ لالہ جگت سنگھ سے اور بھی اصرار کر رہے ہین کہ ان کے سر پہ بھوت ضرور آئے -

لالہ - خداوند جان جو [illegible] ہی -

تراب علی - اجی جا [illegible] لائے وہان سے جان جو کھم ہو -

لالہ - لکھ دو اسٹام [illegible] کے کاغذ پر کہ اگر مر جائین تو کوئی لالہ جگت سنگھ پر دعوےٰ نہ کرے - لکھ دو ابھی ابھی -

جھمن - پھر اس سے کیا ہوگا - کیا آپ بری ہو جائینگے - واہ - فوراً پھانسی پا دے گے - اور پھانسی نہ ہو تو قید تو ضرور ہی ہو -

نصرت الدولہ - ایسی بات نہ کرو کہ جان جاتی رہے - صرف دکھا بھر دو -

تراب علی - خداوند بھلا کوئی بات بھی ہو - یہی کہین گے کہ اندھیری رات [illegible] ایک آدھی رات کے وقت مرگھٹ پر جاؤ یا قبرستان میں [illegible] ساتھ - اور یہان ان باتون مین بند نہین - جب چاہے آزما لیجیے ہمکو یہ ڈرائینگے کیا بھلا -

لالہ - قبرستان اور مرگھٹ سے کوئی سروکار نہین کیجئے تو اسی وقت بھوت آپ کی کھوپڑی پر آئے - اسی دم -

تراب علی - دیکھا نہین کسیکو۔

لالہ - اچھا بتاتے ہو کچھ کچھ۔

تراب علی - جیں بیس روپے۔

لالہ - ا رہا تھ پر ہاتھ - خداوند یہ کمرہ خالی کرا دیجیے - دیکھیے تو ابھی ابھی دم ناچنے لگتے ہین یا نہین۔

کمرہ خالی کیا گیا دروازے سب بند ہوگئے - رفقا اور احباب کوے گئے تو بعجاب باہر برآمدے مین ٹھہرے - جگت سنگھ نے کچھ کچھ جھوٹ موٹ پڑھنا شروع کیا۔

بیا بیا برادر غضنفر نوت بیا - بیا از جمادات واز نباتات واز حیوانات و اجسام واجرام علوی - علوی علوی - بیا برادر غضنفر نوت بیا۔

نواب نصرت الدولہ بہادر بڑے غور سے سنتے جاتے - [illegible] - امام الدین خان دل ہی دل مین ہنستے تھے کہ اچھا الو بنایا - اتنے میں لالہ جگت سنگھ نے کہا کھڑی مونچھیں اور چڑھی ڈاڑھی لمبے گیسو والا ہی کھڑی [illegible] اور چڑھی ڈاڑھی والا ہی - درجہ میرا اعلیٰ ہی اور دنیا سے نرالا ہی - رنگ اسکا کالا ہی - بیا بیا - برادر غضنفر نوت بیا۔

اسکے بعد آہستہ آہستہ کچھ کہا۔

لالہ - گنیتی گن۔

تراب علی - وجہ - کیون گنون -

لالہ - گن - گنیتی گن -

تراب علی - ون ٹو - تھری - فور - فائیو سِکس - سون - نائین - ٹن

لالہ - ترکی بولو - ترکی بولو۔

تراب علی - علیوق - برقاق تنگری ارمان - کورنش - ہات لطلوم وتان چا بوق

لالہ - فرانسیسی بول -

تراب علی - مانشبو دیو پلے سٹاٹی پیری لو -

لالہ - انگریزی بول -

تراب علی - آل مین پر زنٹ ہیر آر فولز -

لالہ - سنسکرت بول -

تراب علی - کنک رچت کمنڈل بلا پس یہ کھیتی ہون جوت دھو تاسیہ کتا پیاکا

لگن - تلو جاری -

نصرت الدولہ - سبحان اللہ سبحان اللہ کمال حاصل ہے اس شخص کو واہ کمال حاصل ہے

نواب - ہم تو جانتے ہین بھوت اُنکے سر پر آگیا -

جھمن - خداوند اب اس سے بڑھ کر ثبوت کیا ہوگا کہ ترکی بولے انگریزی بولے

سنسکرت بولے کوئی اتنا ہے یہ زبانین بول چکے ہین تب سے

نصرت الدولہ - ہم [illegible] جگت سنگھ ذرا جا کر دو تین [illegible]

لالہ - یہ جو [illegible] آپ کے وہ جو ہین اُنکے عزیز ہین اگر آپ تو پچھا [illegible]

ضرور لائیے - [illegible] جو اول مرتبہ دل مین آئے -

نصرت الدولہ - ڈھائی [illegible]

لالہ - تب بیٹھ آئیے -

نصرت الدولہ بہادر بھی غراپ کمرے مین داخل ہوے دیکھا کہ تراب علی کی آنکھین سرخ ہین اور چہرے سے جلال برس رہا ہے جھک کر آداب بجا لائے اور با ادب بیٹھے لالہ جگت سنگھ نے آواز دی کہ [illegible] حضور بھی تشریف لائیں اور [illegible] آئین گرد و [illegible] بند کر دیجئے [illegible] [illegible] اب اور رفقا بھی داخل ہوے -

[illegible] علی - کوئی دیوان لاؤ [illegible] فارسی غزل [illegible] اگر [illegible] ہو لاؤ یا اُردو لاؤ -

[illegible] کو دیوان [illegible] تراب علی کو دیا تراب [illegible] آنکھین [illegible] اور سرخ لال انگارا -

تراب علی - عطر لاؤ ابھی ابھی عطر لاؤ - گر میان نثار حسین کے کارخانہ کا عطر فتنہ اور لوبان لاؤ اور مشک اور عنبر اور پھول اور کورے پان -

بہتور - سب حاضر کرتا ہون ابھی ابھی اسی دم ابھی وقت حاضر کرتا ہون ایسی بات ہی بھلا -

تراب علی - لا - لا -

لالہ - حضور کو دعا دو -

تراب علی - دعا دعا خیر کی دعا -

لالہ - حضور دعا دیتے ہین -

نواب - ہمین تو حیرت ہو اسوقت -

نصرت الدولہ - یہ تراب علی نہین بولتے ہین یہ کوئی اور ہی ہین انکو پہچانیے تو ذرا بان بات ہو -

تراب علی - ہم بحث کرنا مانگتے ہین -

ایک آواز آئی کہ جزر و مد کسے کہتے ہین بتاؤ شاہی -

تراب علی - (جھوم کر) جزر و مد سن جزر و مد کسے کہتے ہین -

جب پانی سطح بحر سے کئی فٹ اونچا چڑھ جاتا ہی اور پھر گھٹ کر اپنے اصلی مقام پر آتا ہی تو اسکو مد و جزر کہتے ہین یعنے مد پانی چڑھنے سے مراد ہی اور جزر پانی کے گھٹنے سے عبارت ہی اسکو جوار بھاٹا کہتے ہین یہ گھٹنا بڑھنا آفتاب کی کشش سے عموماً اور قمر کی کشش سے خصوصاً اثر [illegible]

اب سنیے کہ لالہ جگت سنگھ کی ایسی ہوا بندھی کہ نصرت الدولہ [illegible] نامدار انکا دم بھرنے لگے - نصرت الدولہ نے ٹھان لی کہ لالہ جگت سنگھ کے ساتھ کلکتے جائین - بخومی نے دیکھا کہ جگت سنگھ کا طوطی بول رہا ہی - ایک روز نصرت الدولہ سے یون ہمکلام ہوئے -

بخومی - آپ کو شراب کا شوق ہی یا نہین -

نصرت الدولہ۔ اَیں! آپ کو ابھی اسقدر بھی نہیں معلوم۔
نجومی۔ تو آئیے پھر دور چلے۔
نصرت الدولہ۔ اچھا یہاں عذر کیا ہے۔ اسی دم۔ ابھی ابھی سہی۔
نصرت الدولہ بہادر اور نجومی آسلرصاحب نے پینا شروع کی نجومی نے دانائی اور
اُستادی سے تھوڑی تھوڑی پی مگر نصرت الدولہ کو عمداً بہت پلا دی جب دیکھا کہ
نصرت الدولہ خوب نشے مین ہین تو اُنکو چکمہ دیا۔
نجومی۔ آپ نے انگریزی کیون نہیں پڑھ لی۔
نصرت الدولہ۔ تھوڑی سی انگریزی جانتا ہون۔
نجومی۔ ہان اچھا آپ نقل کر سکتے ہین یا نہیں۔
نصرت الدولہ۔ ہان۔ کچھ لکھیئے فوراً نقل کر دونگا۔
نجومی نے ایک کاغذ پر چند سطرین لکھین اور کہا مین نے بہت صاف صاف
لکھا ہے آپ اسکی نقل کر دیجیے۔ نصرت الدولہ نے نشے کی حالت مین اُس کی
نقل کر دی نجومی نے اُس کاغذ کو اپنے کوٹ کے پاکٹ مین رکھا اور نصرت الدولہ
کو تھوڑی اور پلا دی نصرت الدولہ بہادر بدمست ہو گئے دوسرے روز ۱۲ بجے
کے وقت نصرت الدولہ کی آنکھ کھلی لالہ جگت سنگھ نے کہا کل بڑی ساعت
اچھی ہے۔
نصرت الدولہ۔ ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ لیے چلتے ہین۔
جگت سنگھ۔ جی ہان بس کافی ہے۔
[illegible] الدولہ۔ اور آسلر صاحب کو دس ہزار دیے جاتے ہین۔
[illegible] لہ۔ کیا بات ہے آپ کی۔
اتنے مین نصرت الدولہ بہادر کے نام ایک سوداگر کا بل آیا۔ جان اینڈ کمپنی
برانڈی کی قیمت چودہ ہزار روپیہ۔
نصرت الدولہ۔ اَیں۔ چودہ ہزار کا بل ہے چودہ ہزار کی پی گئے ہم۔

چپراسی۔ آپ سے حضور ہم کیا جانین۔ یہ بل ہی اور یہ خط ہی اور منشی جی ساتھ ہین۔

نصرت الدولہ۔ منشی جی چودہ ہزار کیسے نکالے بھئی۔

منشی۔ خداوند صاحب نے کہا ہی کہ اگر آپ کو فرصت ہو تو آپ آئیے اور نہین تو ہم آگئے

۔ سینے سے حضور نے ایک حبہ نہین دیا ہی۔

نصرت الدولہ۔ بھلا پھر چودہ ہزار کی رقم ہوگئی۔

منشی۔ بل مجھے عنایت کیجئے۔

بل لے کر منشی نے کہا۔ حضور دو ہزار اٹھتر تو ادھر کے ہین اور تین ہزار سٹر

آسلر کے نام ہین حضور حکم دے آئے تھے کہ یہ جسقدر مانگین فوراً انکو دی جائے

اور کوئی نو ہزار کی حضور کے نام ہی سب ملاکر چودہ ہزار تیس کی ہی۔

نصرت الدولہ۔ لاحول ولا قوۃ۔ خزانچی کو بلاؤ دکان مین کچھ روپیہ ہی۔

خزانچی۔ خداوند روپیہ تو کل حضور لیے جاتے ہین یہان کیا خاک سترہ ہزار رہ گئے

تھے جس مین دس ہزار نجومی کو دلوائے ہین اب ... یہان کام آینگے۔

آیندہ جو حکم ہو۔

نصرت الدولہ۔ اچھا تم اور رونق علی جاؤ اور آٹھ ہزار جاکر سودا گر کو دو اور حسب ضابطہ

رسید لو اور گواہی لکھواؤ۔

اتنے مین دوسرا بل آیا۔ فرو بجی اینڈ کمپنی۔ کھولتے ہین تو سات ہزار کا ٹوٹل

آسلر صاحب سے پڑھوایا۔

مشکی گھوڑا	دیگر	ادھا گاڑی	برانڈی
الـ ۔	سمـ ۔	الـ ۔	الـ ۔
متفرق	کل ٹوٹل		
۔	سمـ ۔		

نصرت الدولہ بہادر نے کہا چھ ہزار انکو بھی دیے جائین۔

خزانچی۔ بہت اچھا لیے جاتا ہون۔

لالہ جگت سنگھ۔ اس قدر خرچ نہ کیا کیجیے۔

نصرت الدولہ۔ اجی اب کیا خرچ ہو۔

لالہ جگت سنگھ۔ ایں! کچھ خرچ ہی نہیں ہو۔

خزانچی۔ تو آٹھ اور سات پندرہ ہزار ہوا۔

نصرت الدولہ۔ ہاں اور کیا۔

نواب نصرت الدولہ بہادر اسباب بندھوانے کی فکر ہی میں تھے کہ ایک اور بل آیا میس کلارک کے ہوٹل سے۔ ٹوٹل الف۔

نصرت الدولہ۔ ایں! ہوٹل کا ایک ہزار۔

آسلر۔ ہاں ایک ہزار لکھا ہو۔

آپ سنیے کہ مسٹر آسلر صاحب بھی اس میں شریک تھے دو سو تو نصرت الدولہ کے نام تھے باقی آسلر صاحب کے نام۔ نصرت الدولہ نے حکم دیا کہ پورا ایک ہزار بھجوایا جائے اور جلد بدلی جائے ہوٹل کے دام باقی رکھنا خلاف مصلحت ہو۔

اسکے بعد ایک اور بل آیا حسین بخش گھڑی ساز پندرہ سو روپیہ کا۔

نصرت الدولہ۔ پندرہ سو۔

محمد بخش۔ جی ہاں۔ اور آپ نے کہا ہو کہ آج دوپہر کی بڑی ضرورت ہو مہربانی کر کے دلوا دیجیے۔ بہر کی صاحبوں کی ڈگریاں ہیں۔

نصرت الدولہ۔ پرسوں ملے گا۔

محمد بخش۔ خداوند بغیر روپیہ لیے نہ جاؤنگا اور یوں حضور کو اختیار ہو۔

نصرت الدولہ بہادر نے خزانچی کو حکم دیا کہ ہزار انکو بھی دو اور رسید لو اسکے بعد مرزا اسد بیگ آئے۔

مرزا۔ خداوندا آداب عرض کرتا ہوں تخلیے میں کچھ عرض کرنا ہو۔

نصرت الدولہ۔ خیر باشد۔

مرزا۔ ذرا اس طرف حضور آ جائیں۔

نصرت الدولہ نے علحدہ جا کر کہا خیریت تو ہے۔

مرزا۔ حضور اسوقت ایک ایسی خبر سنی کہ بس کچھ نہ پوچھئے۔

نصرت الدولہ۔ میری نسبت ہے۔

مرزا۔ جی ہاں حضور ہی کی بابت ہے۔

نصرت الدولہ۔ خدا خیر کرے۔

مرزا۔ حضور گھنشی لال مہاجن نے نالش کی ہے۔

نصرت الدولہ۔ کتنے کی۔

مرزا۔ باون ہزار کی۔

نصرت الدولہ۔ آف باون ہزار کی۔ ستم ہو گیا۔

مرزا۔ اور خداوند وہ کہتا ہے کہ اگر نہ دینگے تو قید کرا دونگا۔

نصرت الدولہ۔ ہمارے پاس تو اب ایک لاکھ ... ت سب بیچ ڈالے ان مکانات ہیں اور جائداد غیر منقولہ اب کوڑیوں کے مول بکتی ہے تھوڑے کاٹھ کباڑ اسباب وغیرہ بیچا تو فائدہ کیا۔

مرزا۔ خداوند پھر انھوں ایک لاکھ میں سے یہ رقم بھی نکلنی چاہیئے۔

نصرت الدولہ۔ پھر ہمارے پاس کیا رہیگا۔

مرزا۔ حق ہے اس میں کیا شک ہے۔ توبہ۔ توبہ۔

نصرت الدولہ۔ ہائے اس شراب خواری اور عیاشی اور بدمعاشی نے ہمیں کہیں کا نہ رکھا اور ان رفقا نے رہی سہی اور بھی مٹی خراب کی افسوس صد افسوس۔

مرزا۔ حضور تو کسی کا کہنا مانتے ہی نہ تھے۔

اتنے میں بزاز آیا صورت دیکھتے ہی نصرت الدولہ بہادر کے ہوش پران ہو گئے پوچھا کہو تقاضے کو آئے ہو بزاز بولا۔ خداوند تمنا ہوا ہوان جو دیجیئے گا

لے جاؤنگا آج کل روپے کی بڑی ضرورت ہے۔

مرزا۔ حساب لائے ہو۔

بزاز۔ جی ہان۔ کل ملاکر آٹھ ہزار ہین۔

نصرت الدولہ۔ آٹھ ہزار مین کیا کپڑا خریدا تھا۔

بزاز۔ حضور رفیقون کو سات سو کا کپڑا بنوا دیا تھا خدمتگارون اور سپاہیون اور چوبدارون کو وردیون کے لیے دو سو کا دیا کہارون کا ساتھ کا فرشِ خندہ کے جوڑون کے لیے دو ہزار کا آیا اور مچھر بٹے والی کے نام دو ہزار تین سو کا ہے کچھ اٹھا کیا کچھ حضور نے لیا کچھ صاحب کو دیا جو نجومی ہین۔

نصرت الدولہ سیاق کیا جانین لائے کہا آپ دیکھیے لالہ نے کہا سب ٹھیک ہے حکم ہوا کہ چار ہزار دیا جائے باقی پھر دینگے۔

بزاز۔ بڑی ضرورت [illegible]

نصرت الدولہ۔ اچھا [illegible]

بزاز۔ تو اب کس روز [illegible] دن۔

مرزا۔ ایک مہینے مین آؤ۔

بزاز۔ ضرورت تھی جس سے کہا ورنہ نہ کہتا۔

مرزا۔ اچھا بھئی یہ تو او باقی پھر سمجھا جائیگا۔

بزاز۔ کیا کہین امیرون کا تو یہ نقشہ ہے۔

مرزا۔ چپ رہو۔

[illegible]ت اچھا لیتے وقت آدمی روگ دیتے وقت یون۔

[illegible] کیا بہت آئے ہو۔

بزاز۔ نکلوا دو۔ [illegible] خطا ہوئی جو بزازون کا بیوپار کیا۔

نصرت الدولہ اپنے دل مین سخت نادم ہوے کہ نہ شراب خواری اور بدمعاشی کرتے نہ مصیبت مین پھنستے اور نہ یہ باتین سنتے۔ سچ ہے

گندم از گندم بروید جو ز جو		از مکافات عمل غافل مشو

جیسا کیا ویسا پایا۔

نواب نصرت الدولہ کی روانگی کلکتے کی خبر اس درجہ مشہور ہوگئی کہ کل قرض خواہون نے آسمان سر پر اٹھایا۔ نصرت الدولہ ناچار نواب نامدار کے پاس گئے۔

نواب۔ (تپاک کے ساتھ) کہو کل جاؤ گے۔

نصرت الدولہ۔ بھائی کچھ نہ پوچھو۔ اب مدد کا موقع ہے۔

نواب۔ کیا۔ کیا کہا خیریت ہے۔

نصرت الدولہ۔ کچھ مدد دو۔ اک پچاس ہزار کی ضرورت ہے۔

نواب۔ (اپنے دل مین) پچاس ہزار کیا خفیف رقم ہے معقول ایک نہ دو۔ پچاس ہزار۔ اللہ اللہ پچاس ہزار آپ کے نزدیک کچھ ہوے نہین۔

نصرت الدولہ۔ آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔

نواب۔ (بیرخی کے ساتھ) آپ نے اس نجوم کے پھیر مین اپنے کو مٹا دیا۔ افسوس۔

نصرت الدولہ۔ ہان (آبدیدہ ہوکر) افسوس صد افسوس۔

نواب۔ اب آپ بتائیے تو کہ یہ پچاس ہزار کی رقم کیا ہوگی۔

نصرت الدولہ بہادر نے کل حال کہہ سنایا اور کہا اب قصد ہے کہ کسی طرف بھاگ جاؤن نواب صاحب نے کہا ہان اب تو ایسا ہی موقع ہے بغیر اسکے نہ بنے گی چپکے سے چل دیجیے جو رونہ جاتا اللہ میان سے ناتا کو (؟) تو تمکو ہی نہین۔

نصرت الدولہ۔ ارے یار تم لوگون کو تو ہماری جدائی شاق گذرے (؟)

نواب۔ پھر مجبوری ہے۔

یہ وہ نواب صاحب ہین جو نصرت الدولہ کی دوستی کا دم بھرتے تھے اور اب اس قسم کی تقریر کرتے ہین۔ نصرت الدولہ کا انکسار اور نواب صاحب کی

بیر نی تو ملاحظہ فرمائیے وہ کہتے ہین ہماری جدائی تمکو شاق گذریگی یہ کہتے ہین پھر مجبوری ہی۔ وہ کہتے ہین کہ اب کسی طرف بھاگ جائین یہ کہتے ہین کہ ان اسکے بغیر اب چارہ ہی کیا ہی۔

نصرت الدولہ بہادر اٹھ کھڑے ہوے تو نواب صاحب نے اتنا بھی نہ کہا کہ کہان جاتے ہو۔ جھمن کو یہ حال معلوم نہ تھا اسنے تو کہا۔

جھمن۔ حضور حقہ تو پی لیجیے۔

نصرت الدولہ۔ نہین اب اسوقت نہین۔

جھمن۔ خداوند تیار ہی۔

نصرت الدولہ۔ جی نہین چاہتا اسوقت۔

جھمن۔ یہ کیون خیریت ہی۔

نواب صاحب نے [illegible] سے کہا کہ جانے دو اصرار نہ کرو نصرت الدولہ بہادر دل سردہ گاڑی پر سوار ہوے [illegible] ایک مہاجن کے یہان گئے اس مہاجن کے باپ کی نصرت الدولہ کے باپ [illegible] تھی اور مہاجن کا باپ نصرت الدولہ ہی کے طفیل مین لکھ پتی ہو گیا تھا مہاجن کے یہان کی آمد [illegible] بیٹے وہ بچپنے ہی سے نصرت الدولہ کے حالات سے بخوبی واقف تھا۔

نصرت الدولہ نے جا کر کہا اطلاع دو مہاجن سے کہنا کہ [illegible] ہین۔

آدمی۔ حضور وہ تو نہین ہین

نصرت الدولہ۔ کہان گئے ہین

[illegible] گئے ہوئے

[illegible] الدولہ [illegible] گھنٹے تک بیٹھے [illegible] مہاجن [illegible] [illegible] بعد جو [illegible] سے [illegible] [illegible] نصرت الدولہ [illegible] [illegible] [illegible] مہاجن نے [illegible] [illegible] فوراً الگ [illegible] [illegible] مین [illegible] [illegible]

اس فقرے پر نصرت الدولہ کی آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے یہ وہ مہاجن تھا
جکا بال بال نصرت الدولہ کا ممنون تھا ادھر نصرت الدولہ نے احاطے مین قدم
رکھا اور مہاجن نے جھک کر آداب عرض کیا اور حضور حضور کہنا شروع کیا۔
دوسرے تیسرے شام کو اُن کے یہان جاتا تھا اور نصرت الدولہ اس طرح
پیش آتے تھے جس طرح اپنے رفقاے خاص سے مگر آج وہی مہاجن ہو کہ دماغ ہی
نہین ملتے نصرت الدولہ جائین اور وہ کہلا بھیجے کہ کہ دو نہین ہین ۔ الامان ۔
الامان ۔ نصرت الدولہ معانقے کے لیے ہاتھ بڑھائین اور وہ للکارے کہ الگ
رہو ہمین نہ چھونا ۔ الامان ۔ الامان کیا نازک وقت ہو ۔
ایک روز کا تذکرہ ہو کہ یہی مہاجن نواب نصرت الدولہ بہادر کے یہان آیا نصرت الدولہ
نے کہا بندگی عرض ہو تو مہاجن نے آنکے قدمون پر ٹوپی رکھ دی اور کہا
حضور ہمارے گھیان اور ان داتا یعنے خداوند مجازی ہین اور رزق آپ ہی
کے ذریعے سے ہمکو ملتا ہو آپ پہلے سلام کرتے ہین کانٹون مین کیون
گھسیٹتے ہین آج وہی مہاجن اس بے اعتنائی اور بے رخی سے پیش آیا کہ دور ہی
سے ڈانٹ بتائی ۔ ایک دن نصرت الدولہ بہادر مہاجن کے یہان بعد مدت گئے
اور کہا اس وقت مجھے انتہا سے زیادہ نشہ ہو گھوڑے پر سے گرا پڑتا تھا تمھارا
مکان ملا تو جان مین جان آئی مہاجن نے اُن کو سنہری پر لٹایا اور اپنے آپ
پاؤن دبائے آج جو اُنھون نے چاہا کہ ہاتھ ملاؤن تو للکار دیا کہ خبردار الگ ہی رہنا
انقلاب اسکا نام ہو ۔ ہاے افسوس واے افسوس ۔ فاعتبروا یا
اولی الابصار ۔ یہ وہ مہاجن ہو جو نصرت الدولہ واے مہاجن کے
تھا جسکو ایک جعل کے مقدمے سے نصرت الدولہ نے بچایا تھا جو
کے دنون مین صبح و شام نصرت الدولہ کی کوٹھی پر حاضر ہو کر ہاتھ جوڑتا تھا
کہ حضور فلان صاحب سے سفارش کر دین ۔ فلان مجسٹریٹ کی کوٹھی پر لے چلین
اور اب وہی مہاجن نصرت الدولہ سے بات نہین کرتا ۔ اللہ رے انقلاب زمانہ ۔

آف - کچھ ٹھکانا ہے - ۶

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

یہان سے بے نیل کام و نامراد بیچارے نصرت الدولہ بہادر چلے اشناے راہ مین سوچکر آئے ایک دوست کو اور آزماؤ اُس دوست کا بشیر الدین نام تھا نواب صاحب سے نہایت ہی تپاک تھا۔

بشیر الدین نے انکو کئی بار سمجھایا تھا کہ اس نجومی کے پھیر مین نہ پڑنا شراب خوار کے بھی دشمن تھے کئی بار نصرت الدولہ کی صحبت سے خفا ہو کر چلے چلے آئے تھے نواب صاحب انکے پاس بھی گئے۔ ملاقات ہوئی۔

بشیر الدین۔ آیئے مزاج شریف۔

نصرت الدولہ۔ (آبدیدہ ہوکر) دوالہ نکل گیا۔

بشیر الدین۔ کیا کیا خیریت تو ہے۔

نصرت الدولہ۔ قرض [illegible] ہے جو لی تک ڈوبی ہوئی ہے۔

بشیر الدین۔ واللہ

نصرت الدولہ۔ اب کیا فکر کرون۔

نصرت الدولہ نے بشیر الدین کو کل حال سے اطلاع دی تو بشیر الدین نے تھوڑی دیر غور کرکے کہا اچھا شام کو اسکا جواب دونگا۔ میرے امکان مین جو کچھ ہوا اس سے دریغ نہ کرونگا میرے پاس نقدی تو کچھ ہے نہیں۔ صرف پانچ ہزار روپیہ مہاجن کے یہان [illegible] اور کوئی دو ہزار روپیہ ادھر اُدھر پھیلا ہے مگر ایک باغ ہے میں نکے [illegible] تو دس بارہ ہزار کو بک جاے شام تک اُسکی نسبت ایک راجہ سے [illegible] کرونگا اور آپ کو اطلاع دونگا۔

نصرت الدولہ کو کمال استعجاب ہوا کہ یہ چھوٹی پونجی کے آدمی اور ایسا دل گردہ اور وہ نکتی مہاجن ذرا بخ بھی نہ کرے اور وہ نواب نامدار جو ایسے بڑے یار تھے بالکل بے رخی سے پیش آئین شکریہ ادا کرنے کو جی چاہتا تھا مگر زبان بند ہو گئی

بشیر الدین۔ کمال افسوس ہوا مگر اب موقع ہمدردی ہی۔
نصرت الدولہ۔ خاموش۔
بشیر الدین۔ ایسے مصاحبوں پر خدا کی مار۔
نصرت الدولہ۔ (آبدیدہ ہو کر) چپ۔
بشیر الدین۔ خدا کو یاد کیجیے۔

مرد باید کہ ہراسان نشود		مشکلے نیست کہ آسان نشود	

نصرت الدولہ نے آہستہ سے کہا کہ میں رخصت ہوتا ہوں۔
بشیر الدین۔ منھ دھوئیے اور پان کھا لیجیے۔
نصرت الدولہ نے منھ دھویا اور پان کھایا اور سوار ہو گئے۔ شام کو گھر پہنچے تو آسل صاحب کا پتا ہی نہیں ادھر تلاش کی اُدھر تلاش کی ادھر ڈھونڈھا اُدھر ڈھونڈھا مگر پتا نہ ملا نہ ملا۔
خدمتگار۔ حضور وہ تو بھاگ گئے۔
نصرت الدولہ۔ کیا۔
خدمتگار۔ خداوند بیگ اور کپڑے لے کر چل دیے۔
خاص بردار۔ حضور انکو تو ہمنے ریل کے اسٹیشن پر دیکھا تھا۔
رفیق۔ ہمکو حسین گنج میں ملے تھے کرایے کی گاڑی پر سوار تھے۔
نصرت الدولہ۔ اف۔
رفیق۔ کیا سچ بھاگ ہی گئے۔
نصرت الدولہ بہادر انکے کمرے میں گئے تو بیگ اور کتابیں اور کپڑے ندارد۔
نصرت الدولہ۔ دے گیا جھانسا ہائے غضب۔
رفیق۔ جو مجھے معلوم ہو تو گرفتار کروں۔
نصرت الدولہ۔ تم کچھ علم غیب تھوڑا ہی پڑھے ہو۔
اتنے میں ایک رفیق نے آکر کہا خداوند وہ نجومی تو بنک گھر گیا تھا اور آپ کے

نام سے کئی ہزار روپیہ لایا۔

نصرت الدولہ۔ ایں! غلط ہے۔ ہمارے نام سے کیونکر لایا بھلا۔

رفیق۔ حضور بنک کا بابو کہتا تھا۔

نصرت الدولہ۔ کیا کہتا تھا۔

رفیق۔ خداوند کہتا تھا کہ تمھارے نواب صاحب نے آج کیقدر روپیہ منگوایا ہے۔

نصرت الدولہ۔ اسکو یہاں بلا سکتے ہو۔

رفیق۔ جاتا ہوں حضور۔

بابو کو رفیق فوراً بلا لائے

بابو۔ سلام نواب صاحب۔

نصرت الدولہ۔ آیئے بابو صاحب۔ مزاج شریف۔

بابو۔ ہاں ہمارے کاغذات میں ... ٹھیک۔ آپ آج کچھ روپیہ منگوایا ہمارے کو بنک سے وہ بھی ... منگوایا تھا۔

نصرت الدولہ۔ ہمارے نام سے روپیہ کیونکر۔

بابو۔ آپ کا نام سے نہیں آپ کا دستخط دستخط سے ملا۔

نصرت الدولہ۔ جس پر ہمارے دستخط نہ تھے۔

بابو۔ نامیں۔ ول آپ کا لکھا۔ ہم ملایا۔ بڑا بابو ملایا۔ صاحب ملایا صاحب سب ملایا۔

نصرت الدولہ۔ لاحول ولا قوۃ۔ مجھ کسقدر روپیہ لے گیا۔

... پچیس ہزار۔

نصرت الدولہ۔ ایں! پچیس ہزار!!! اف

نصرت الدولہ دھم سے گر پڑے۔

رفیق اور مصاحبین دوڑے اٹھایا تسلی دی دم دلاسا دیا نصرت الدولہ کا چہرہ زرد ہو گیا اور تھر تھر کانپنے لگے۔

ایک رفیق نے کہا یار داب حضور سے تو کچھ پوچھو نہیں باہم مشورہ کرکے جو مناسب ہو وہ کرو۔

ننھے مرزا۔ نتھو ل۔ شیر خان۔ تہور بیگ۔ دولت۔ اسد علی۔ اور حسین بخش اسقدر مصاحب جمع تھے اور نواب خورشید علیخان۔ اور بشیر الدین یہ دو دوست آئے اور مشورہ ہونے لگا۔

بشیر الدین۔ ایک آدمی تو تھانے پر رپورٹ کرے اور ایک ریل گھر بھیجا جائے اور ایک بنک کے صاحب کے پاس جائے۔

خورشید علیخان۔ اسوقت بنک کے صاحب شاید نہ ملیں۔

بشیر الدین۔ اُنکے بنگلے پر جائے۔

ننھے مرزا۔ چلیے ہم اور آپ چلیں

بشیر الدین۔ بسم اللہ۔

خورشید علیخان۔ نتھو ل اور شیر خان ریل گھر جائیں اور ٹکٹ بابو سے پتا لگائیں اور حسین بخش اور دولت جاکے تھانے پر لکھا آئیں۔

نتھو ل اور شیر خان ریل گھر گئے۔ بشیر الدین اور ننھے مرزا بنک کے صاحب کے بنگلے پر گئے اور دولت تھانے پر رپورٹ لکھانے چلے۔

دولت۔ تھانہ دار صاحب ایک واردات ہو گئی۔

تھانہ دار۔ خوب ہوا۔ روز واردا تیں ہی ہوا کرتی ہیں۔ ہم تو اس تھانے سے بہت حیران ہیں یار دنیا بھر کے بدمعاش اسی تھانے میں رہتے ہیں کیا واردات ہوئی بولو۔ بدمعاش بولو کیا واردات ہوئی بتاؤ۔

دولت۔ نواب نصرت الدولہ بہادر کے یہاں ایک صاحب ٹکے تھے آنکر۔

تھانہ دار۔ وہ بدمعاش نجومی۔

دولت۔ جی ہاں۔ تو وہ نواب صاحب کے نام سے پچیس ہزار روپیہ لے گئے۔

تھانہ دار۔ ایں! کہاں سے لے گئے۔

دولت۔ بنک گھر سے۔

تھانہ دار۔ کیا نواب صاحب نے لکھ دیا تھا۔

دولت۔ کیا جانے وہ تو کہتے ہیں کہ ہنے نہیں لکھا اور بابو تسمین کہتا ہو کہ نواب صاحب کے نام سے آسلہ بھی روپیہ لے گیا۔

تھانہ دار۔ کسقدر۔

دولت۔ پچیس ہزار۔

تھانہ دار۔ ٹھہرو ہم بھی چلتے ہیں۔

تھانہ دار اور برقنداز اور دولت چلے۔

اب سنیے کہ ننھے مرزا اور بشیر الدین جو بنک کے صاحب کے بنگلے پر گاڑی پر سوار ہوکر پہونچے تو چپراسی نے [illegible] کا۔

چپراسی۔ کس سے ملیے؟

بشیر الدین۔ [illegible] ملنے آئے ہیں ہزاروں کا وارا نیارا ہوتا ہو تم پوچھے ہو کس سے ملنے آئے [illegible] ع دو کہ بشیر الدین صاحب آئے ہیں۔

چپراسی سمجھا کہ صاحب کے کوئی بڑے دوست ہیں فوراً اطلاع دی صاحب کرسی کے باہر آئے حکم دیا کہ سلام دو بشیر الدین اور ننھے مرزا اترے۔

صاحب۔ ول سلام۔

بشیر الدین۔ آداب حضور۔

صاحب۔ کیا بات۔

[illegible] تھانہ نواب نصرت الدولہ نے بھیجا ہو سنا ہو کہ کوئی آج ان کے [illegible] ہیں ہزار روپیہ لے گیا۔

صاحب۔ ول ٹھیک نواب صاحب کے دستخط موجود ہیں۔

بشیر الدین۔ حضور جعل کر گیا۔

صاحب۔ یا نے خو جعل ہو۔

بشیر الدین - خداوند نواب صاحب کے فرشتونکو بھی خبر نہین -

صاحب - اُف فوہ - یہ کیا بات -

بشیر الدین - ہاے افسوس - بس یہی پوچھنے آیا تھا - اب رخصت ہوتا ہون -

صاحب - ہمکو رنج ہوا کل صبح ہم تحقیقات کرینگے -

بشیر الدین - رخصت ہوے اور چلے آئے -

اب سنیے کہ دو صاحب ریل گھر بھی پہونچے اسٹیشن ماسٹر سے ملے - کل حال بیان کیا - انھون نے کہا ہمین نہین معلوم ہم اب کچھ نہین کرسکتے اور نہ ہم جانتے ہین کہ کون آیا اور کون گیا - یہ دونون بھی اپنا سا منھ لے کر چلے آئے -

اب سُنیے کہ لالہ دگبت سنگھ خوش و خرم نواب نصرت الدولہ کے پاس آئے کہ کل صبح کو چلنے کی ساعت قرار پائی ہے یہان آئے تو دیکھا کہ کل رنقا چپ چاپ سناٹے مین بیٹھے ہین اور سب کے چہرون پر اداسی چھائی ہے -

لالہ - کیون کیون خیریت تو ہے -

بشیر الدین - کچھ پوچھیے نہین -

لالہ - توبہ توبہ کچھ تو کہیے بھلا

بشیر الدین - بھوت پریت کے پھیر مین پلٹ گئے -

لالہ - کیا -

لالہ - سمجھے یار لوگون نے پھیر جوڑا راسخت گھبرائے -

بشیر الدین - وہ نجومی چلدیا -

لالہ - کیا کچھ لے دے کے چلدیا -

ننھے مرزا - دنیا کیا جل دے گیا -

لالہ - توبہ اور لے گیا کیا -

بشیر الدین - پچیس ہزار لے گیا - ایک کم نہ ایک زیادہ -

لالہ - اور پتا کہین نہین -

بشیر الدین - کہین نہین -

لالہ - بھلا یہ کیونکر گیا - چوری کی -

ننھے مرزا - اجی ڈاکہ مارا -

دولت - بلکہ سینہ زوری کی -

تھانہ دار - یہ ہوا کیا ہماری سمجھ میں نہیں آتا ہم جانتے ہیں بنک والوں کو دھوکا ہو گیا

بابو - نا - بنک والا اچھی طرح جانچ کر لیا ہے -

تھانہ دار نے اشارے سے دکھا کر کہا ہم یہ سمجھ گئے -

دولت - کیا سمجھے آپ صوبہ دار صاحب -

تھانہ دار - کہہ دیں گے نواب صاحب ہی سے کہہ دیں گے -

نصرت الدولہ - آئیے -

تھانہ دار نے نواب نصرت الدولہ کے کان میں کہا آپ [illegible] کا [illegible] جانتے ہیں

کسی کیفیت میں ہوں گے آپ اور [illegible] کیا لکھوایا ہو گا -

نصرت الدولہ [illegible] غضب [illegible] بات [illegible]

دھوکا ہو گیا یہی بات

تھانہ دار - آپ بیان کیجیے اچھی طرح

نصرت الدولہ - بخوبی [illegible] ہوں گے [illegible] بہت

کثرت سے پی تھی اور [illegible] حالت میں نے مجھ سے [illegible]

تھانہ دار - کیا آپ انگریزی جانتے ہیں نواب صاحب

نصرت الدولہ - جی نہیں یاد نہیں کہ کس زبان میں [illegible] لکھوایا

تھانہ دار - اردو ہی میں شاید لکھوا لیا ہو -

[illegible] - بہت اچھا انگریزی [illegible] زبان میں [illegible]

تھانہ دار - کیا آپ انگریزی میں [illegible]

نصرت الدولہ - انگریزی [illegible]

تھانہ دار - کبھی بنک کو انگریزی میں لکھا تھا -

نصرت الدولہ۔ ہاں انگریزی خوان نے جو لکھ دیا اُسکی نقل اُتار دی۔

تھانہ دار۔ بس لکھوا لیا جو جی چاہا اُسکا۔

ننھے مرزا۔ ہائے افسوس۔

بشیر الدین۔ بڑا مزوّر نکلا مردک۔

بابو۔ وہاں سے بابو لوگ کو دس دس گیارہ گیارہ روپیہ دیا کہ جلدی ہمکو روپیہ دے گا اور ہم ریل بھاگ کر چلا دیگا۔

تھانہ دار۔ کیا باپ کا مال تھا۔

بشیر الدین۔ این گل دیگر شگفت۔

تھانہ دار۔ لاحول ولا قوۃ۔

ننھے مرزا۔ مگر واللہ آپ کی تشخیص صحیح ہے۔

دولت۔ بہتوں سے ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں صاحب بہتوں سے۔

ننھے مرزا۔ ہمیں کیا شک ہے۔

نصرت الدولہ۔ خوب یاد آیا۔

تھانہ دار۔ کیا یاد آیا جناب

نصرت الدولہ۔ اس کمرے میں جا کر دیکھو کوئی کاغذ پڑا ہے جیسے کاغذ ہوں سب اٹھا لاؤ ایک بھی کاغذ باقی رہے۔

خدمتگار۔ حضور ردّی ان میں سے تو صاف کر دی گئی ہے مگر دو پرچے میں نے مسند کے نیچے رکھ دیے تھے وہ لے آیا ہوں۔

نصرت الدولہ۔ یہ انگریزی ہے آپ تو انگریزی سے واقف ہیں تھانہ دار صاحب

تھانہ دار۔ جی ہاں لائیے۔

تھانہ دار نے کاغذ کے پرچے پڑھا تو چونک اُٹھے۔

نصرت الدولہ۔ کیوں خیر ہے۔

تھانہ دار۔ اُف اُف۔ غضب کیا ستم ڈھایا۔

نصرت الدولہ - کیا لکھا ہے بتاؤ تو۔

تھانہ دار - بس اسی کی آپ نے نقل کر دی۔

نصرت الدولہ - ضرور۔

تھانہ دار - اسمیں باضابطہ لکھا ہے کہ ہمیں بذریعہ مختار عام مسٹر فی آسلر اسی دم پچیس ہزار روپیہ منجملہ ہمارے زر جمع شدہ کے بھجوا دیجئے کہ ضرورت اشد ہے۔

نصرت الدولہ - ارے غضب۔

تھانہ دار - مگر کوئی لائق بیرسٹر ہو تو بینک تک بھی خبر دے۔

دولت - اسکی آنکھیں سے تبھی یقین کر دیا تھا کہ جعلساز تھا۔

ننھے مرزا - مجھکو تو اسکی صورت سے نفرت تھی۔

تہور علی - ایک ہی بدذات تھا۔

ایک رفیق - [illegible]

خورشید علیخان - سب کہتے ہیں مگر پہلے پہل بشیر الدین صاحب کو کھٹکا تھا

بشیر الدین - جی ہاں کچھ نہ پوچھئے۔

ننھے مرزا - خداوند۔

بشیر الدین - چپ رہو بس جی

تھانہ دار - ہاں اب سب کہیں گے۔

بشیر الدین - جی ہاں خوشامد نہ کیجئے۔

نصرت الدولہ - سب ہماری عقل پر فتوے دیں گے۔

خورشید علیخان - ہاں مگر یہی سب تو باقی ہیں۔

نصرت الدولہ - کچھ کہتے سنتے بن نہیں پڑتی بات۔

بشیر الدین - افسوس صد افسوس

تھانہ دار - بس اس کا تو رستہ دیکھئے یہ بحری شہادت پیش ہوگی جلد کہاں تک چونکہ گرفتار ضرور ہونگے یہ ممکن نہیں کہ بچ جائیں۔

نصرت الدولہ۔ دیکھیے۔

نصرت الدولہ کی رہی سہی امید اور بھی جاتی رہی ادھر پچاس ہزار سے زیادہ کی نالش مہاجنون نے کی ادھر بلون پر بل آنے لگے اور پچیس ہزار غلہ مین اڑ گئے۔

لالہ جگت سنگھ نواب صاحب کے یہان گئے۔

لالہ۔ حضور کچھ نصرت الدولہ بہادر کا حال سُنا۔

نواب۔ ہان سُنا۔ بہت سا بکھیڑا ہی۔

لالہ۔ حضور بکھیڑا تو جیسا تھا وہ جو نجومی بنا تھا وہ بڑا غچا دیگیا۔

نواب۔ ایّن! کیا۔

امام الدین۔ یہ ہمنے بھی نہین سُنا تھا۔

جمّن۔ کیا کچھ لے کے لمبا ہوا۔

میر گلباز۔ اور اُسکے بشرے سے ہم سمجھ گئے تھے کہ ہماری ہی ٹکڑی کے قابل ہو۔

نواب۔ دھنسکر، مگر وہ آپ کا بھی اُستاد نکلا۔

میر گلباز۔ ہان حضور۔

نواب۔ کیا کچھ جھوٹ بھی ہی۔

میر گلباز۔ اب خداوند مین بھی کچھ بگڑا آپ کے یہان کردن تو اُسکا دادا پیر کہلاؤن۔

امام الدین۔ کہی تو ابھی خداوند۔

جمّن۔ ہان بعدمّت۔

نواب۔ اور کیا لے گیا لالہ جگت سنگھ۔

لالہ۔ حضور پچیس ہزار کا بگڑا کیا غلہ پورے پچیس ہزار لیگیا سُنیے ہوا یہ کہ ایک آدمی نے آنکر کہا کہ خداوند آپ نے آج کچھ روپیہ منگوایا تھا بنک گھر سے اُنھون نے کہا نہین تو اُسنے کہا واہ بابو تو کہتا ہی کہ آج تمھارے نوابصاحب نے پچیس ہزار روپیہ منگوایا بابو کو بلایا اُسنے کہا ہان آپکے دستخط سے صاحب بنک کے پاس گئے اُنھون نے کہا ہان ہمنے پچیس ہزار روپیہ نواب نصرت الدولہ بہادر کے نام دیا مگر ہمارے پاس آدمی موجود ہی کل تحقیقات کرینگے اور نجومی کا پتا ہی نہین کہین نہ بیگم نہ اسباب نہ کچھ کچھ

نواب۔ لاحول ولاقوۃ۔ سوسے پر سو ذرّے۔

امام الدین۔ جی ہاں خداوند۔

بشیر الدین نے کہا کہ اب ہم رخصت ہونگے مگر کل صبح کو کہیں جانا نہیں میں تڑکے ہی [illegible] سویرے پہونچونگا۔ نصرت الدولہ نے کہا کہ ذرا تامل کیجیے تو گاڑی کو حکم دوں تاریک رات میں کہاں پیدل ٹھوکریں کھاتے جاؤگے خالی لالٹین سے بھلا کیا ہوتا ہے حکم دیا کہ گاڑی نکالو فقرہ گھوڑی جوتو لالٹین روشن کرو فوراً تیار ہوئی۔

خدمتگار۔ تیار ہے حضور۔

نصرت الدولہ۔ لے جایئے۔

بشیر الدین۔ رخصت۔

نصرت الدولہ۔ فی امان اللہ۔

بشیر الدین۔ کل صبح [illegible]

نصرت الدولہ۔ [illegible]

بشیر الدین تو گھر پہونچے ادھر نصرت الدولہ بہادر نے حساب لگایا تو دس ہزار کی ڈگری دس ہزار اور ہوں تو کل قرضہ بیباق کردیں۔ اور [illegible] غریب نے سوچے کہ اگر کل روپیہ دے دیا تو بھی دس ہزار کی رہی اور اگر گھوڑے اور بگھیاں اور اسباب اور جائداد غیر منقولہ کے [illegible] تو پھر اب پاس کیا رہے گا نہایت کشمکش و پیچ میں تھے دو بجے تک نیند نہ آئی دو بجے آنکھ لگی۔

[illegible] اٹھے تو پریشان۔ اتنے میں بزاز آیا۔

بزاز۔ [illegible] خداوند ہماری کوڑی کوڑی آج ہی دے دیجیے

مہاجن کا آدمی آیا [illegible] نصرت الدولہ نے سمجھایا کہ جلدی نہ کرو آج دن بھر میں روپیہ بیباق کردیں [illegible] تو کر ہی چکے ہیں۔

ایک سوداگر کا چپراسی آیا۔ خداوند صاحب خفا ہوتے ہیں کہا کہ کل روپیہ آج

وصول کرلاؤ جیسا حکم ہو۔

عطر والا آیا۔ خداوند دستش تو دے گیا تھا دام نہیں سلے آج پرورش ہو جائے۔

ننھے مرزا نے سب کو ڈانٹا چلو ہٹو نالایق پاجی ترڑ کا ہوا اور موجود مہاجن کا آدمی ذرا اتر آیا تو ننھے مرزا نے دو تین چھینیں رسید کین اور کہا چپا ہٹ لا دے کہ نالش کردین۔ بڑا لالہ بن کے آیا ہو۔ عطر والا بھاگا بڑا نہ دیکھ رہا۔

نصرت الدولہ بہادر کی حالت قابل افسوس ہے۔ وہ نصرت الدولہ ہین جنکی دھاک بندھی تھی جنکے نام سے مہاجن دس دس اور بیس بیس ہزار روپیہ بلاتامل دے دیتے تھے جنکی ملاقات کے اچھے اچھے نہیں متمنی تھے۔ اب وہی نصرت الدولہ بہادر ہین کہ ایک ایک ادنی ادنی آنکو ڈپٹتا ہے سوداگرون کے ملازم بل دکھا کر ڈانٹ بتاتے ہین۔ دوست منھ پھلاتے ہین یار مددگار نواب امین الدین حیدر جنھے اس قدر تپاک تھا صلاح دیتے ہین کہ بھاگ جاؤ۔ وہ مہاجن سب جنکے باپ دادا تک نصرت الدولہ کے بزرگون کے درم خریدہ غلام تھے اب بات نہین کرتے جو لوگ انکے در دولت پہ جانا باعث فخر و افتخار تصور کرتے تھے وہ اب انکی ملاقات سے روادار نہین جو لوگ فخریہ مصاحبت کرتے تھے وہ اب دور دور رہتے ہین بلے انقلاب زمانہ واے انقلاب زمانہ مگر خود کردہ را چہ علاج۔

مصاحبون نے انگلیون پر نچایا۔ رفیقون نے خوب الو بنایا آسلر صاحب نے کئی بار بھوت دکھایا اور ان حضرت کی آنکھون پر شیطان نے ایسی پٹی باندھی کہ آپ نے بھوت دیکھنے کی تقریب سعید مین جلسہ منعقد فرمایا اس درجہ چوندھیا گئے کہ احباب کے نام جو خطوط بھیجے ان مین نواب نصرت الدولہ بنجومی اپنے کو لکھا۔ ع

برین عقل و دانش بباید گریست

مگر اب البتہ آنکھیں کھل گئیں اب کیا ہو سکتا ہے

یہ وہ نصرت الدولہ ہیں جنکے پاس نقدی کے علاوہ لاکھوں کے جواہرات تھے اور آج دس ہزار کے مقروض ہیں ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اب کوئی پوچھے کہ یہ زر کثیر حضور نے کیوں اور کس بات میں خرچ کیا۔ حج کے لیے گئے یا سو دو سو مسلمانوں کو حج کا خرچ دیا ہو۔ کربلائے معلیٰ کی زیارت کو گئے۔ مسجدیں بنوائیں۔ خیرات خانے قائم کیے۔ سررشتہ تعلیم کو مدد دی۔ آخر کس امر نیک میں اس قدر زر کثیر صرف کیا ان ذمہ داریوں نے البتہ حضور اور خداوند کھسکر روپیہ لوٹا۔ حضور کی نگاہ بہت دور ہے حضور بایان بجاتے ہیں۔ خدا اور خداوند سود پر اس چکارے والا حضور کا بہت قدان ہے۔ کہتے ہیں [illegible] کسی نے [illegible] پایا تھا [illegible] سے مجرے دیے کہ معاذ اللہ نواب صاحب چنگ پر چڑھ گئے۔ الہ داتا [illegible] پہنچتے آئے۔ نواب صاحب سمجھے کہ ہم ایک کے بھی گھر میں [illegible] مجبوری ہمارے مقابل میں کیا حقیقت ہے۔ اب نشہ میں نصرت الدولہ بہادر کا نام شیطان سے زیادہ مشہور تھا۔ چوک میں [illegible] ان احمق یقین کہ وہ نصرت الدولہ جانتے ہیں کسی سے نونک بھونک کسی سے مزاق پرسی۔ کسی کمرے پر دوگال مختص ہوں آنے خوشامد خوردوں [illegible] کی بدولت پایا۔ حافظ مولوی متشرع بالکل آدمی ہو گئے ان [illegible] کا صحبت میں جب دیکھیے گرگے اور نقے اور سپچے بھرے جاتے [illegible] پیتا سر نگوں کوئی چرس کی تو آسمان تک پہونچاتا ہے۔ کوئی [illegible] کے دم لگاتا ہے۔ مشرابخواری کی اس درجہ کثرت ہوئی کہ الامان الامان ہے

کیا خوب کہا	ن دات گفتگو ہے شراب و کباب کی
صبح مدام شام مدام ہر دم ہر لحظہ	ن جام شام دو پہر کو جام شام کو شراب۔ رات کو شراب

جب دیکھو بیہ مست خراب جب دیکھو آنکھوں مین لال ڈورے ہیں بیس اور تیس تیس مفت خوروں کے ساتھ پی رہے ہین۔ پچاس پچاس اور ساٹھ ساٹھ اور سو سو روپے کی شراب ایک ایک دن مین اُٹھ گئی ہے

اب بلے کو روز روشن شمع کافوری نہد	زرو دہنی کش بشب روغن نباشد در چراغ

یہ خرچ آئے کہان سے۔ ایسے لیے تو قارون کا خزانہ بھی کافی نہ سمجھا جاتا ان اور سب مین ایک بشیر الدین البتہ سچے دوست تھے اور وہی ہی شخص تو اب نصرت الدولہ بہادر کو صلاح دیتا تھا کہ بس فضولی کا انجام بُرا ہے اب سنبھلو ورنہ پچھتاؤ گے اور پھر کرتے دھرتے کچھ نہ بن پڑے گی۔ ہے

دوست آنست کو معائب دوست	ہمچو آئینہ روبرو گوید
نہ کہ چون شانہ با ہزار زبان	پس سر رفتہ مو بمو گوید

اس نازک وقت مین بھی نصرت الدولہ بہادر کے شریک حال تھے صلاح سے مشورے سے زر سے کسی امر مین بند نہ تھے۔

باقی سب نام کے دوست اور اپنے مطلب کے یار تھے۔

ننھے مرزا کے ڈپٹنے سے وہ سب تو بھاگ کھڑے ہوئے مگر نواب نصرت الدولہ کے دل پر چوٹ لگی کہ آج سے یہ روز بد دیکھنا ہے گے کے آدمی تہ پیش چین بزاز کا لڑکا آنکھیں نکالتا تھا مہاجن کا نوکر کہتا تھا کہ بس ابھی اسی مین ہو کہ ہمارے حوالے کر دو۔ لا الہ بہت خفا ہین واے ناکامی افسوس صد ہزار افسوس

نصرت الدولہ۔ بھائی بشیر الدین اب ہماری دلی خواہش ہو کہ ہم تارک الدنیا ہو جائین۔

بشیر الدین۔ سنیے حضرت گو اب وہ ثروت آپ کے پاس نہین ہو مگر اب بھی ہزارون بلکہ لاکھون سے آپ اچھے ہین ہماری تو راے یہ ہو کہ آپ بفراغت تمام کل قرضہ ادا کر کے جو کچھ جائداد پاس رہے اُس مین بسر کیجیے۔ مانا کہ یہ گھی اور گھوڑے اور فتن اور رفقا اور خدمتگار نہ ہونگے مگر عمدہ طرز پر آپ رہ سکین گے

نصرت الدولہ۔ بھلا ہمسے رہا جائیگا۔

بشیر الدین۔ مجبوری کو کیا کیجیے گا۔

نصرت الدولہ۔ ترک دنیا۔

بشیر الدین۔ اچھا آپ فرمائیے کہ تارک الدنیا ہو کر فقیر ہو جائیے گا۔ اچھا اور فقیری بھی تو مشکل ہے۔ جب خوش باشوں کی طرح آپ نہیں رہ سکتے تو فقیروں کی طرح کیونکر بسر کر سکیے گا۔

نصرت الدولہ۔ آپ ہیں کس خیال میں فقیری کیسی۔

بشیر الدین۔ پھر ترک دنیا کیا شے۔

نصرت الدولہ۔ بالکل قطع تعلق یعنے دنیا سے کچھ واسطہ نہیں۔

بشیر الدین۔ کیا واسطہ ہی نہیں!

نصرت الدولہ۔ مطلب [illegible] زندگی سے دل تنگ ہو گیا۔

بشیر الدین۔ [illegible] جوانمردی کے خلاف بات آپ نے کہی۔

نصرت الدولہ۔ کیسی [illegible] مردی۔

بشیر الدین۔ اب آپ پھر [illegible] آپ [illegible] کے لیے کیوں چلیے اور [illegible]

[illegible]

نصرت الدولہ۔ میری عقل ہی ٹھکانے نہیں [illegible] کروں تو کیا کروں۔

بشیر الدین۔ [illegible] بات پر چھوڑ دیجیے۔

نصرت الدولہ۔ [illegible] کو [illegible]

[illegible] ہر گاہ کہ [illegible] اد چہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

نصرت الدولہ۔ [illegible] بات [illegible] بشیر الدین نے [illegible]

بشیر الدین۔ [illegible]

نصرت الدولہ۔ [illegible] سے کوئی

واقف ہی نہیں۔

بشیر الدین ۔ ایک مشاعرے میں انھوں نے اپنی غزل پڑھی تھی خدا کی قسم قلم توڑ دیے سبحان اللہ سبحان اللہ ؎

مہندی ملکر جو چوٹ مرجان پہ ۔۔۔ ہاتھ لاتا نگار کیا کہنا

نصرت الدولہ ۔ سبحان اللہ نگار مہندی کے لیے خوب لانے اور روزمرہ تو صبا کا حصہ تھا

بشیر الدین ۔ خواجہ صاحب کے شاگرد تھے کہا ہیں ؎

برق بھی دیکھ کر رہ جائے ۔۔۔ ہاں دل بے قرار کیا کہنا

نصرت الدولہ ۔ ہاں کی لفظ نے جان ڈال دی۔

بشیر الدین ۔ زبان کو دیکھیے اور روزمرہ کو ؎

بحث گریہ میں ابر بول گیا ۔۔۔ دیدہ اشکبار کیا کہنا

نصرت الدولہ ۔ سبحان اللہ سبحان اللہ ابر بول گیا بحث گریہ میں ابر بول گیا۔

زبان اور روزمرہ تو خواجہ صاحب کے گھرانے پر ختم ہے اسی غزل کا شعر سنیے ہوگا ۔

کہہ تو لکھا رہیں رقیبوں کو ۔۔۔ بات کہہ کے نگار کیا کہنا

اسے کیا لطف زبان ہے سبحان اللہ سبحان اللہ ۔

بشیر الدین ۔ ہمکو تو دیوان صبا کی ہر غزل مرصع معلوم ہوتی ہے ؎

جوش الفت میں اور ضبط اے دل ۔۔۔ جبر پر اختیار کیا کہنا

اور سنیے غزل کیا دلچسپ ہے ؎

یوں تو ہے گل بھی خوب جولیکن ۔۔۔ تیسرا اے گلعذار کیا کہنا

اور اس شعر کے بیاختہ پن کو ملاحظہ فرمایئے ؎

سختی عشق جھیل لی اے دل ۔۔۔ واہ رے بردبار کیا کہنا

شعر تو سب سن چکے آپ مگر اس شعر کی زبان کو ملاحظہ فرمائیے گا ۔

مر گئے ہم تک نہ رحم آیا ۔۔۔ دل ہی تیرا رہیں یار کیا کہنا

نصرت الدولہ ۔ واہ واہ جی خوش ہو گیا خدا گواہ ہے کیا خوب فرمایا ہے ؎

مر گئے ہم مگر نہ رحم آیا | وہی تیور ہیں یار کیا کہنا

بشیر الدین۔ مقطع تو سنئے قبلہ ؏

اے صبا دعوے انا الحق کر
خوب سوچے ہو یار کیا کہنا

نصرت الدولہ۔ پھر جنون سر پہ سوار ہوا ترک دنیا کا پھر خیال آیا پھر جسم سے شعلے نکلنے لگے اوہ ہم کیا تھے اور اب کیا ہیں افسوس صد افسوس

بشیر الدین۔ بھائی واسطے خدا کے ان امور کا خیال نہ کرو۔ اچھا فرخندہ کو بلواؤ وہ بھی کہیں غلط ہوگا۔ ننھے مرزا آدمی بھیجدو۔

ننھے مرزا نے آدمی بھیجا وہ بیرنگ واپس آیا۔

ننھے مرزا۔ آئیں۔

سپاہی۔ کون

ننھے مرزا۔ کہاں بھیجا تھا۔

سپاہی۔ وہ تو گالیاں دینے لگیں کہ انکے پلے بھی کچھ ہے یا بلاتے ہی ہیں مثل مشہور ہے کہ گانٹھ گرہ میں کوڑی نہیں سنگھے والے ہوت۔

نصرت الدولہ نے جو یہ کلمہ سنا تو از بس فسردہ ہوے اور سوچے کہ اسداللہ بیگم کو ہم نے ہزاروں روپیہ دیئے جس کی سبب انکی خاطر کی اور جسکو ہم تہ دل سے پیار کرتے تھے وہ ہم سے یہ حرکت خلاف حکم ہو جائے اب مفلسی واے مفلسی

اے زر تو خدا نہ ولیکن بخدا
ستار عیوب و قاضی الحاجات

نصرت الدولہ بھائی بشیر الدین کچھ سنا

بشیر الدین۔ ابی ان بیسواؤں سے کہنے کا کیا خیال ہو

نصرت الدولہ۔ پھر تو سنو کہ پتے کیا ہو جو بلاتے ہیں

بشیر الدین۔ ابی ہیں۔ جی۔ ہیں۔

نصرت الدولہ - واہ اچھے ن - خ - ہین -

بشیر الدین - کیا غلط کہتا ہون -

نصرت الدولہ - بس اب دنیا ہی کو سلام ہے

عشق کا اختتام کرتے ہین
دل کا قصہ تمام کرتے ہین

چلے دنیا سے ہم بے عقبے
کوچ بہر مقام کرتے ہین

اسکے بعد پھر نصرت الدولہ کا کسیکو حال نہ معلوم ہوا کہ کہان چلے گئے کسیکو مرتے دم تک صورت ہی نہ دکھائی -

دُورِ سبز جوان

کسی کا انجام بخیر نہ ہوا



ناظرین کتاب کو حیرت ہوگی کہ سیٹھ گوجرمل صاحب اس روز جلسے سے کہاں غائب ہوگئے۔ انکا کچھ پتا ہی نہیں کہ کہاں چلدیے۔

وہ صبح ہوکر مس للی نے کہ ایک ناز آفرین حسینہ یوروپین رقاصہ اور ایکٹریس تھی جو سیٹھ جی کی فیاضی اور سیر چشمی اور شہ بازی اور امارت اور ٹھاٹھ دیکھے تو سوچی کہ اگر انکو جھانسا اور فقرہ دے کر انکی بیوی بنجاؤں تو قسمت کھل جائے اس تماشے والے صاحب کے ساتھ رہنے سے زندگی خراب ہونے کے سوا اور کیا فائدہ ہی۔ سیٹھ جی کو بھی پڑھائی کہ ہوقت ہم تم یہاں سے چلدیں تو یہ صاحب دو چار روز رو دھو کے اپنا سا منھ لے کر چلا جائے گا اور پھر ہم تم تمام عمر مزے سے بسر کرینگے۔ اسکا پھر کسی طرح کا زور تو ہی نہیں پھر وہ ہمارا کیا کر سکتا ہی یہ تو اس زہرہ تمثال شمع قد پر لٹو ہو ہی گئے تھے اس صلاح کو ہزار غنیمت سمجھے اور لالہ نتھومل تک کو خبر نہ کی اور مس للی کو لے کر روپوش ہوگئے۔ صاحب بیچارہ روپیٹ کے دو چار روز میں چلا گیا۔ مگر یہ پورے ڈیڑھ برس کے بعد لکھنؤ واپس آئے اور آتے ہی سب سے پہلے نواب نصرت الدولہ کے پاس آدمی بھیجنا چاہا۔ مگر لالہ نتھومل نے کہا اسکا رو تو کسو سے ملنے ملانے نہیں۔ ایک صاحب اُنکے گھر میں بیٹھا تھا۔ سو نجوم کے بہانے لاکھوں لے گیا اور رنے دے کے چھل دیا۔ کہیں کھوج خبر نہیں۔ اور جادو سیکھنے کا بھی سوک شوق ہوا لوگ کا روپ کھچیا بیچے۔ وہاں بھی لاکھوں ہی لوگوں نے مارے۔ اب جب کھکھل ہوئے تو روپوش ہوگئے کہ پاس نہیں رہا۔ بڑا پتلا حال ہوگیا۔ پتا ہی نہیں کہاں ہیں ل ایک چٹھی آپ کے نام بند کرکے لالہ ہیتی مل مہاجن کے پاس رکھ گئے ہیں۔

سیٹھ جی حیرت اور عبرت کے ساتھ اس سانحہ دردانگیز اور واقعہ جگر دوز کا حال سنا کیے اور جب کل مفصل حالات نتھومل کی زبانی سن چکے تو فوراً مہاجن کے ہاں سے خط منگوایا اور پڑھا۔ وہ یہ تھا۔

بے اعتدالیوں سے سبک سب میں ہم ہوئے
جتنے زیادہ ہوگئے اُتنے ہی کم ہوئے

حضرتنا۔ بھائی میرا تو دوا دم نکل گیا۔ یہاں ایک بے ایمان آدمی آیا تھا جو اپنے کو نجومی مشہور کرتا تھا۔

کوئی دو گھڑی دن رہے سیٹھ جی فٹن پر سوار مس لی معشوقہ پری چہرہ کو بغل میں بٹھائے نواب امین الدین حیدر بہادر کے ہاں گئے اطلاع ہوتے ہی نواب صاحب بڑے تپاک کے ساتھ استقبال کو آئے۔ مس لی سے ہاتھ ملایا۔ گول کمرے میں جا کر متمکن ہوئے۔

نواب۔ مرد خدا ایسے بھاگے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

سیٹھ۔ ہم بڑی دور ہو آئے سیلون تک گئے تھے۔

نواب۔ کہیے میم صاحب حضور کا مزاج تو اچھا ہے۔

لی۔ ہاں نواب صاحب آپ تو اچھا رہا۔

سیٹھ۔ ارے یار نصرت ... حال سن کر بڑا افسوس ہوا۔

نواب۔ بھائی صاحب ... شخص نے جادو اور نجوم کے چھپے میں اپنے آپ کو ایسا ستیاناس کیا کہ ... رکھا۔ آپ خدا جانے کہاں ہیں۔ پاس ایک حبہ بھی نہیں ہے۔ نوکری کے کام کے نہیں۔ واللہ اعلم کس حالت میں ہیں۔

سیٹھ۔ ہماری طبیعت کوئی پانچ مہینے سے بہت علیل ہے۔ لاکھو لاکھ علاج کرتے ہیں مگر غذا جزو جسم نہیں ہوتی۔

نواب۔ کیوں کیوں خدانخواستہ کیا عارضہ ہے۔ میں پوچھنے ہی کو تھا کہ یہ آپ نحیف و نزار کیوں ہو گئے ہیں اور آواز سے بھی ضعف پایا جاتا ہے

... چلتے ہوئے چکر آتے ہیں اور زینے پر چڑھتے ہوئے ہانپنے لگتا ہوں اور ... کے پاس میٹھا میٹھا درد ہوتا ہے۔ اور دست روز آتے ہیں کوئی دن رات میں آٹھ دس۔ اور غذا بہت کم ہو گئی ہے۔ اور جسم کی بجھتی جاتی بالکل جاتی رہی ہے۔

نواب۔ کہیے میم صاحب اب اس وقت آپ کی کیا تواضع کروں شام میں حاضر ہے۔

یہ کہکر نواب صاحب نے امام الدین خان کو حکم دیا کہ سب سامان کھانے کے کمرے میں لیس کرو اور مس للی اور سیٹھ جی کو ساتھ لے گئے سات بجے سے جو پینے کا لگا لگایا تو کھانے پینے گیارہ بج گئے اور سیٹھ جی نے اس قدر پی کہ دھت ہو گئے نواب صاحب نے جب سے للی کو دیکھا تھا اسی فکر میں تھے کہ کسی طرح یہ نازک بدن لپستہ دہن ہمارے ہتھے چڑھے تو لطف زندگی حاصل ہو۔ حوروں کو بھی دھتا بول دوں اشارے کنارے سے دو چار بار اظہار عشق بھی کیا۔ للی کوئی پاکباز یا عفت مآب گھر گرہست تو تھی نہیں سوچی کہ سیٹھ جی تو میرے بس میں آ ہی گئے ہیں یہ سونے کی چڑیا بھی پھنسے تو میرے دونوں ہاتھ ... نے بھی اشاروں سے ظاہر کر دیا کہ نواب صاحب پر فریفتہ تھی اس سے اُنکے کا نون سینہ میں آتش نہاں بھڑکنے لگی جب سیٹھ جی رخصت ہونے لگے تو مصافحے کے وقت سیٹھ کو مخمور دیکھکر نواب صاحب نے مس للی کے ہاتھ میں زور سے ٹھوکا دیا اور اس پر کالا آتش نے موقع غنیمت جانکر آہستہ سے نواب کے گال پر ہاتھ پھیرا اور پھرتی کے ساتھ سیٹھ جی کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر گاڑی پر سوار ہو گئی۔ راستے میں جو ذرا ہوا لگی تو سیٹھ جی کا نشہ تیز ہو گیا۔ کوچبین کو حکم دیا کہ گاڑی کو نواب صاحب کی کوٹھی کی طرف پھیر دے۔ ہمکو اُن سے کچھ کہنا ہے۔ کوٹھی میں پہونچکر نواب صاحب کو بلوایا۔ کہا یار نشہ نہیں ہوا ایک بوتل اور ایک گلاس اور نصف درجن سوڈا کی بوتلیں ہمارے ساتھ گاڑی پر بھیجو اب ہم ایک بجے دو بجے تک گاڑی پر سیر کرینگے۔ نواب صاحب نے فوراً حکم دیا کہ سب سامان لیس کرو اور بنظر احتیاط چھمن کو حکم دیا کہ تم بھی فٹن پر سوار ہو کر ساتھ رہو۔ نشہ تیز ہے۔ ایسا نہ ہو کہ راستے میں کوئی گل کھلے۔ چھمن تو یہ چاہتا ہی تھا فوراً فٹن پر سوار ہو گیا۔ ایسی قسمت کہاں تھی کہ اس رشک گلرخان فرنگ کے روبرو بیٹھے اور رو در رو گفتگو کرے۔

میاں چھمن ساقی بنے اور گاڑی چتر منزل کی ٹھنڈی سڑک کی طرف آہستہ آہستہ جانے لگی۔

سیٹھ۔ بھئی نواب یار باش آدمی ہے۔

جھمن۔ حضور ہیوسکی اور سوڈا اور پیٹرز اور برف سب سامان لیس کردیا ہو اور غلام کو ہمراہ رکاب بھیجا ہی کہ ساقی کا کام کرون۔

للی۔ چاندنی رات اور بھی زیادہ لطف دکھاتی ہی۔

سیٹھ۔ پیاری للی جان۔ کیا ہماری تندرستی کا جام نہ پیوگی۔

للی۔ بہت پی۔ اب تک شامپین پی اب اگر ہوسکی پیین گے تو طبیعت بے لطف ہوجائیگی تم پیو۔

سیٹھ۔ جھمن تم تو ہمین کو پلائے دیتے ہو۔ خود بھی تو پیو۔

جھمن۔ خداوند میرا گلاس تو ہی نہیں۔ غلام پیچھے کا ہے ہین

سیٹھ۔ اوہ! واہیات! ابھی گلاس مین پیو جی۔

جھمن۔ بہت خوب حضور اپنی کر کیا اعلیٰ ہو سکتی ہی۔

للی۔ اچھا لاؤ ذرا ہمی [illegible] پیتے ہین۔ مگر برف زیادہ ڈالنا اور سوڈا کی قسم سے کم آدھی بوتل۔

الغرض بارہ بجے [illegible] ب پلائی ہوئی۔ کبھی موتی محل کی سڑک کی طرف گاڑی گئی۔ کبھی چھاونی کی جانب۔ کبھی سکندر باغ۔ کبھی چھتر منزل کی سمت جب سیٹھ جی کو نشہ بہت چڑھ گیا تو بہکنے لگے۔ اور جھمن جو حفاظت کے لیے بیٹھے گئے تھے خود ہی ذہت ہو گئے تو للی نے کوچبین کو اشارہ کیا کہ گھر چلو۔ جھمن تو راستے مین اتر گئے۔ اور یہ کوئی ڈیڑھ بجے مکان پر پہونچے۔ پھاٹک کھولا گیا۔ سیٹھ جی بہزار خرابی اتارے گئے۔ ع

پے بہ دست دگرے دست بدست دگرے

مصنف۔ بہت پی گئے۔ اور یہ اتنی دیر رہے کہاں۔

للی۔ اکثر روز ہی نشہ رہتا ہی۔ پی اور بیہوش ہو گئے۔ اور ڈاکٹرون نے منع کردیا ہی کہ خبردار کثرت نہ ہونے پائے ورنہ کلیجہ اور دماغ دونون پر اثر ہوتا جاتا ہی بہت برا کرتے ہین۔

متوسل۔ اور کسو کے سمجھائے بھلا کب مانینگے۔ اسکی جیاستی (زیادتی) بڑی لی۔ روز بلا ناغہ پیتے ہین اور روز مدہوش ہو جاتے ہین۔

الغرض دوسرے روز جو سیٹھ جی دس گیارہ بجے صبح کو بیدار ہوے تو اعضا شکنی۔ دردسر۔ درد جگر۔ اضمحلال۔ تشنگی۔ ان سب کی بہتائی تھی۔ چھ سات بار دست آئے۔ ضعف بدرجۂ اتم۔ پیاس کی وہ شدت کہ دھونس لگی ہوئی طبیعت گری پڑتی ہی۔ اشتہا کا نام نہین۔ صفرا کا غلبہ۔ کھٹی چیز کی طرف میلان طبع زیادہ ہی۔

سیٹھ۔ مرزا جی۔ کبھی آلوے بخارا پینے کو جی چاہتا ہی۔

احمد بیگ۔ سرکار آپ آلوے کچھ نہ ہوگا۔ غلام کا کہنا مانیے تو ایک چھوٹا گلاس بھر کر برانڈی برف ملا کے نوش فرمائیے۔ یہ سب کسل اور تشنگی اور سستی فوراً دفع ہو جائے۔

متوسل۔ یہ تو ہم کہنے ہی کو تھے۔ ابھی مجلن ٹھیک ہو جائے۔

اتنے مین میان چھمن آئے۔ آداب عرض ہی خداوند۔ مرزا صاحب کو بندگی بھائی متوسل مزاج اچھے۔ صاحب سلامت کے بعد سیٹھ جی نے کہا ارے یار اسوقت کل کی کثرت مے نوشی کا خمیازہ اٹھا رہے ہین۔ سستی اور پیاس اور ضعف بس کچھ پوچھو نہین چھمن نے عرض کیا حضور سہل تو ترکیب ہی دو گلاس خوب سوڈا اور برف اور کیوڑہ ملا کر پی جائیے۔ دیکھیے ابھی طبیعت چاق ہو جاتی ہی۔ چھمن ساقی بنے سیٹھ جی کو دی۔ متوسل کو پلائی۔ خود پی۔ مگر مرزا احمد بیگ کو شراب کی بو سے نفرت تھی یہ دور ہی بیٹھے رہے۔ پیتے پیتے چار بج گئے۔ اور ایک بوتل کا قد شجرہ تمام ہو گیا۔ لوگون کے اصرار سے سیٹھ جی کھانا کھانے گئے تو کھانے کے کمرے کے دروازے بند کرکے مس للی کے ساتھ کھانا کھایا۔ مرغ کی کٹلٹ اور سرکہ اور چٹنی اور نان مکھن۔ آلو۔ آملٹ۔ اور کری۔ للی نے تو پیٹ بھر کے کھانا کھایا مگر سیٹھ جی کو کھل کے بھوک نہ تھی۔ ابھی کمرے کے باہر قدم نہین رکھا تھا کہ نواب امین الدین حیدر بہادر

آئے۔ اور آتے ہی شریک بادہ نوشی ہو گئے۔

الغرض نواب امین الدین حیدر اور سیٹھ جی دن رات شراب ہی کے شغل میں رہنے لگے۔ کبھی وہ انکے ہاں کبھی یہ انکے ہاں۔ اور کبھی بیچارے نصرت الدولہ کے باغ میں۔ ہر دن عید رات شب برات ہردم جشن ہی جشن اور دل لگی یہ کہ ہاتھی سے لے کر چیونٹی تک مصاحب خدمتگار۔ بیرا۔ خانساماں کوچبین۔ سائیس سب شرابی۔

تین تین چار چار دن تک برابر شراب اڑتی رہتی تھی۔ کھانا کھایا میں پاؤ بھر تو شراب پہنیں ڈیرہ سیر صحبت کے بیٹھنے والوں میں کوئی ایسا نہیں جو اصلاح کی جانب مائل ہو۔ اول تو مشیر اور رفقا خود دھاوت پینے والے۔ دوسرے جو منع کرے اور شراب کے اکثار کے مضار بیشا بہہ لکھ دے وہ رئیس کی [illegible] جائے۔ نوبت باینجا رسید کہ سیٹھ جی علیل ہو گئے اور علالت کی [illegible] بھی انھوں نے کثرت مے خواری نہ چھوڑی۔ بیماری کوئی دل لگی تو ہے نہیں۔ [illegible] روز بروز بڑھتا ہی گیا اور علالت کے ساتھ ہی ساتھ شراب نوشی بھی بڑھتی گئی۔ اب سیٹھ جی ہوا کھانے اور باہر آنے جانے کے قابل بھی نہیں رہے۔ ادھر نواب صاحب نے انکی علالت کو غنیمت سمجھ کر مس للی سے پینگ بڑھانے شروع کئے۔

مس للی تو سیٹھ جی کے ان سولہوں آنون کی مالک بن بیٹھی تھی۔ ایک لاکھ کے تو جواہرات انکے ان سے ٹھگ لائے اور کسیکو کانوں کان خبر بھی نہ ہوئی [illegible] نام لکھوا لیے۔ ایک کوٹھی سیٹھ جی نے انکو بخش دی اور دو گانون [illegible] جنکی بچت بعد ادائے مالگزاری بیالیس ہزار روپیہ سالانہ تھی۔ سیٹھ جی تو پابند بستر تھے یہ تقل کھیلیں اور نواب صاحب کے گھر پڑ گئیں اور ولایتی محل انکا نام رکھا گیا۔

اب بی نصرت راضی ہو گئیں۔ گو کمینی میں خصورت کسی طرح نہ ٹلی سے کمت کے

ذہنی اور حسن گلوسوز وصبیح بھی ستم ڈھاتا تھا اور عمر بھی بلی سے چھوٹی نہین تو بڑی بھی نہ تھی مگر لکی پڑھی لکھی مس اور پھر ولایتی اور غضب کی شریر حرکات تھی علاوہ برین نواب صاحب تو اس شعر پر عمل کرتے تھے ؎

زن نو کن اے دوست در ہر بہار	کہ تقویم پارینہ ناید بکار

ظہورن سے پڑوس کی اک چھوکری نے جسکا نام لچھمن تھا اور جسکو ظہورن نے اس سبب سے نوکر نہین رکھا تھا کہ مبادا اسکی کمسنی اور ملاحت پہ نواب کا دل آجائے کہا کہ سرکار آج مینے اپنی چھت سے دیکھا کہ نواب صاحب کے ہان ایک مسی بابا اترین۔ گورے گورے گال جیسے بیربہوٹی اور ابھی ہماری آپ کی عمرون ہوگی منی منی نام کی ایک آیا بھی ساتھ ہے۔ مینے بھی ان سے اس سے پوچھا یہ کون مس ہین۔ بولی یہ ڈاکٹرنی ہین۔

ظہورن۔ دیکھا۔ کون ڈاکٹرنی! اری حسینی خانم جا کے نواب کو بلا تو لاؤ۔

لچھمن۔ اے حضور میرا نام نہ لیجیے گا کہ پھر محلے مین رہنے بھی نہ پاؤن۔

حسینی خانم جا کے نواب صاحب کو بلا لائی۔

ظہورن۔ پیٹ سے پاؤن نکالے آپ نے۔ مبارک۔

نواب۔ کیا کیا۔ معلوم ہوتا ہے آج لڑائی کرنے کا جی چاہتا ہے۔

ظہورن۔ لڑائی دنگے کے بھروسے جی نہ رہنا۔ اللہ جانتا ہے مین ہنسا ٹھٹھا مچاؤنگی آج۔ یہ آج کون موئی لنگی وارد ہوئی ہے۔

نواب۔ کیا! خواب دیکھتی ہو کیا۔ آج یہ تمھاری بیوی کو کیا ہو گیا ہے خانم لڑی مرتی ہین۔

حسینی خانم۔ حضور لڑے مرین اسکے دشمن۔ مگر آج آپ سے بے طور خفا ہین اور خفا ہوا ہی چاہین۔ نوج کوئی سہاگن اپنی سیج پر کسوت کا پیرا دیکھے۔ یہ تو بنی بنائی بات ہے سرکار۔

نواب۔ افاہ مین اب سمجھا۔

ظہورن۔ (چڑ کر) آخاہ۔ آپ بگڑے۔ ایسے تھے ہین۔

نواب۔ ارے یہ اس ڈاکٹرن سے تو انکو بدگمانی نہین ہوئی ہی۔

ظہورن۔ جی! ڈاکٹرن آپ کا پیٹ دیکھنے آئی ہوگی۔ آپ اس انگریزی مین مرد کے بھی پیٹ سے رہنے لگے۔

نواب صاحب نے شہ نشین مین جہان بالکل تخلیہ تھا ظہورن کو اشارے سے بلایا اور یون سمجھایا۔ جانی تم تو خواہ مخواہ کی بدگمانی کرتی ہو وہم کی دوا تو لقمان کے پاس بھی نہین ہی۔ بات ساری یہ ہی کہ ہمارے دوست سیٹھ جی کے دماغ مین خلل ہو گیا ہی۔ مس للی ان کے پاس پیانو باجا سکھانے کے لیے نوکر تھی۔ وہان سب لوگ انکے دشمن ہو گئے تو ہم اس غریب کو اپنے ساتھ لے آیا۔ دس بارہ دن رہ کر چلی جائیگی۔ تم یون خواہ مخواہ بگڑتی ہو۔ اب ایک بوسہ دے دو اور [illegible]

ظہورن نے [illegible] آپ اس [illegible] کچھ [illegible] نہین نہین۔ ہماری [illegible] خوشامد کر چکے۔ تم [illegible] یہ ڈر ہوگا گھر کی جورو [illegible] ہم سے نہین [illegible] کہ ہماری چھاتی پہ کوئی [illegible] اور [illegible] تک [illegible] امیر رئیس کی لڑکی [illegible] ظہورن ہی کی لڑکی [illegible]۔

[illegible] مقصد بر [illegible] پایا تو نواب صاحب [illegible] آخرکار ظہورن تنگ کر چلی گئی اور نواب صاحب اپنا سا منہ لیکر باہر چلے گئے۔

اب سیٹھ جی [illegible] حالت کی طرح

مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

لکھنؤ کے طبیب اور ڈاکٹر ہار گئے۔ [illegible] علاج کے لیے [illegible] وہان کے

نامی نامی اور مسیحا نفس ڈاکٹروں نے جواب دے دیا کہ یہ مرض لا دوا ہی۔ شراب
دماغ اور رگ و پے مین پیوست ہو گئی ہی اور کبد تپھر کا ٹکڑا ہو گیا ہی۔
للی اور نواب صاحب عیش و عشرت کے ساتھ بسر کرنے لگے ایک روز اتفاق
سے نواب نابکار کا مع دو مصاحبون کے چوک مین جو گذر ہوا تو ایک کٹنی نے نواب
صاحب سے کہا کہ حضور ایک عورت کہین سے بھاگ کر لکھنؤ مین آئی ہی۔ کہین باہر
کی ہی۔ مگر خدا کی قسم لکھنؤ بھر کی ناک ہی۔ ایسے چہرے مہرے کی عورت دیکھی نہین
نواب صاحب کو اشتیاق ہوا کہنے لگے اچھا اس پری پیکر کو بھی دیکھتے چلین تھوڑی
دور پہنچ کر کٹنی نے ایک نئے کمرے کی طرف اشارہ کیا جو عین چوک مین کتب فروشون
کی دکان کے محاذی تھا نواب صاحب نے دیکھا تو ایک کرسی پر ایک خورشید
رخسار رشک حیرت بدر بیٹھا او قیمتی زیور سے آراستہ چوتھی کی دولھن بنی ہوئی
بیٹھی ہی۔ دیکھتے ہی دنگ ہو گئے۔ جمن اور امام الدین خان کی طرف حیرت
سے نظر ڈالی اور وہ بھی ششدر ہو گئے کہ کیا حسن ہی۔ کٹنی کو رخصت کیا اور نواب
صاحب گھر پر آئے شب کو جب سب رخصت ہوئے اور دربار برخاست ہو گیا
تو انھون نے کپڑے پہنے اور ایک کٹار لی اور للی کو خواب نوشین مین چھوڑ کر
تن تنہا چل کھڑے ہوئے۔ دوسرے روز آنا کہین پتا نہین شہر بھر مین تلاش
ہوئی مگر بے سود۔ حوالی موالی مصاحب رفقا وغیرہ سب حیران پریشان کہ نواب
صاحب کہان چلے گئے۔ دوسرے روز شام کو جمن نے آ کر ڈیوڑھی پر اطلاع دی
کہ نواب صاحب بارہ بنکی گئے تھے وہان سے میرے نام تار آیا ہی کہ کل تم لوگ
مع مس للی کے ہم سے آٹھون کے میلے مین نکیت راے کے تالاب پر ملنا
میر گھسیٹا اور امام الدین خان اور تم اور حاتم علی سب آنا اور مس للی سے کہنا
کہ خوب بنگھر کر آئین اور دو سپاہی ادھر ادھر آگے گھوڑے کے ساتھ رہین۔
امام الدین۔ یار کل چوک مین ایک پریزاد دیکھی تھی اسی کے پیچھے مین سرکار ہو نگے
جمن۔ ہمارا بھی دل یہی گواہی دیتا ہی اور وہ چیز ہی ایسی ہی۔

گلباز - ہان ہان ہم سمجھ گئے وہ جو حافظ جی تاجر کتب کی دکان کے سامنے کمرے مین آن کے ٹکی ہے - چھلاوا ہے واللہ -

الغرض دوسرے روز جب مس للی کو ساتھ لے کر آٹھون کے میلے پہونچے تو کوئی چار بجے میلے مین افواہ اڑ گئی کہ ایک طوائف جو کہین باہر سے آن کر چوک مین ٹکی تھی اسکو کسی نے مار ڈالا - اور قتل کر کے لاش کہین دفنا دی کمرے بھر مین خون پھیلا ہوا ہے - مگر لاش کا پتا نہین -

جسکی زبانی سنو یہی چرچا - میلے بھر کو افسوس تھا کہ ایسی نازک دھان پان عورت اور یون قتل کیجائے - کوئی کہتا تھا کہ لاش کمرے ہی مین ہی اور کوئی کہتا تھا کہ قاتل بعد قتل بھاگ گیا -

کوئی دو گھڑی دن رہے تکیت راے کے تالاب مین دفعۃً ایک لاش ابھری اور میلے مین غل مچ گیا کہ لاش ہے لاش ہے - ایک ایک پر دس دس گرنے لگے - زینون پر ... ہی بھیڑ تھی اور بھی دھکم دھکا ہونے لگا کہ دیکھین وہی عورت ہے - یا کون ہے -

لاش نکالی گئی تو امام الدین خان لاش کو دیکھکر سر پیٹنے اور بے تحاشا رونے لگا - مس للی نے گھوڑے پر سے ... پوچھا کہ امام الدین تو کیون روتا - کہا اے ستم ہو گیا - ہمارے نواب صاحب کی لاش ہے - جھمن اور تراب علی نے قریب جاکر دیکھا تو واقعی نواب صاحب ہی کی لاش بے کفن تھی -

یہ نعش بے کفن اسد خستہ جان کی ہے
حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

میلے مین کہرام مچ گیا اور لاش کے ارد گرد خلقت کے ٹھٹ لگ گئے -

نواب امین الدین حیدر بہادر کو شہر مین کون نہین جانتا تھا - کانسٹبل

تھانہ دار انسپکٹر چو طرفہ سے دوڑ پڑے۔ مس للی مضطر و بے قرار گول گول آنسو رخسار تابان پر لڑھکنے لگے۔ لاش کی کلائی مین ایک ڈبیا بندھی ہوئی تھی۔ اسکو کھولا تو ایک خط نکلا۔ وہو ہذا۔

میر گلباز اور جمین اور امام الدین خان اور حاتم علی۔ ؎

بیا پاسے ناقہ خروشان دل شکستہ بگیست
کہ این صدا بصدائے جرس نے ماند

ابھی ہم تو آپ سے رخصت ہو چلے۔ نظنو زن کو بے جھجک چوک کے کمرے پر بیٹھا دیکھا تو آگ لگ گئی اس مردار نے ٹھکٹ لیا تھا اور شغل بازاری عورتون کے چوک مین جا بیٹھی۔ چونکہ ہم سے نکاح ہو گیا تھا ہم سے نہ رہا گیا۔ پہلے تو ہم سمجھے کہ اسکو کسی سے قتل کروا ڈالین۔ مگر نشے مین یہ سوجھی کہ خود ہی قتل کر ڈالین۔ تلوار کے ایک ہی ہاتھ مین ڈھیر ہو گئی۔ پھانسی سے بچنے کے لیے ہم نے خود کشی کی۔ تم لوگون کو تالاب پر اسی لیے بلایا تھا کہ ہماری لاش جب آئے تو تم لوگ گور و کفن کی فکر کرو مس للی کو آخری سلام کہ دینا۔ ؎

سلام ای بعد ما آیندگان رفتنی
برسم خوش باد ناخوشہاے دنیاے فانی

تمام شد

تقریظ طبع سابق من نتائج طبع شاعر نازک خیال سخن سنج بیمثال عالیجناب پنڈت مادھو پرشاد صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر و اکسٹرا اسسٹنٹ ملک مغربی و شمالی و اودھ

فسانۂ جدید کے نام سے ایک ناول مصنفۂ پنڈت رتن ناتھ صاحب سرشار سابق اڈیٹر اودھ اخبار ہفتہ وار اخبار ہند کور کے ساتھ پانچ مہینے تک شائع ہوا تھا۔ گو دو ناولوں کا ایک ساتھ ہی لکھنا بڑے بیدار مغز منشی کا کام ہے اور گو پنڈت رتن ناتھ صاحب نے فسانۂ آزاد کے ساتھ ساتھ یہ ناول بھی عمدہ طرز سے لکھا اور شائع کیا تھا لیکن ناظرین نے اس فسانۂ جدید کی بھی اس قدر قدر کی کہ کتاب ہاتھوں ہاتھ بک گئی اور بہت سے خریدار محروم رہے لہذا اگرچہ منشی نول کشور صاحب نے مجبوراً خواہش ظاہر کی کہ پنڈت رتن ناتھ صا[illegible]نۂ جدید کی نظر ثانی کریں تاکہ دوبارہ اور پھر وہ کتاب قالب میں [illegible]ت پائے۔

پنڈت صاحب نے اس ناول کی ترمیم اور نظر ثانی بہت [illegible] کی اور اسکے اکثر حصے بدل دیے اور حشو و زوائد کو دور کر کے ایک نئے پیرایہ میں ناول لکھا اور اسکا نام جام سرشار رکھا۔ گو میں ناول شناس نہیں ہوں مگر انگریزی ناولوں کے ترجمے سننے کا مجھے بہت شوق ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ ناول اپنے طرز میں بہت عمدہ اور بے مثل ہے اور بالکل انگریزی ناولوں کے طرز پر لکھا گیا ہے۔

[illegible]ن پہیلا دیدہ دونوں کے مضمون میں مصنف نے اس صحبت کا پورا پورا [illegible] پتا ہے جنمیں بدمعاش مصاحب نوجوان رئیس زادوں کو بری باتوں کی طرف مائل کرتے ہیں اور جس طرح کہ تہ بازیگی دکھا کر بہتروں کو بہ[illegible] میں اسی طرح یہ نو عمر امیر زادوں کو بیوہ عورتوں کے حسن کی تعریفیں کر کے [illegible]شتی کرتے ہیں نواب صاحب نے اور صاحب تو خیر بچے ہو [illegible]

۱۷

تھے ہی مگر پنڈت سری چند کی تقریر زیادہ قابل غور بلکہ لائق نفرت ہو کر بوڑھا
آدمی اور پنڈت اور بیوا بیو دونوں کی تعریف کر کے نوجوان نواب کی طبیعت کو
برانگیختہ کر دیا اور کہا کہ بیو دیئین کیا ما نون پوری چند رمان آدے ہو گیا
کبتا ئی کی کل لیاقت مہاراج جی کو یہاں ہی صرف کرنی تھی - اس بیان
سے نوجوان رئیسوں کو سمجھنا چاہیئے کہ اُنکے بد معاش مصاحب اُنکے حق مین
کیسے کانٹے بوتے ہین - انتہا یہ ہو کہ ایک کمہار کو ذرا یون ہی سی خفیف چوٹ
لگی تو مصاحبوں نے ہزاروں روپے کے وارے نیارے کیے اور بھولے بھالے
رئیس کو اُلو بنا کر اپنی ہنڈیا چڑھائی - میاں گھسیٹے کو چبان پر صرف
دو روپے جرمانہ ہوے مگر مصاحبوں نے رئیس کو ایسے ایسے سبز باغ
دکھائے کہ وہ اس خفیف مقدمے کو خون کے مقدمے سے کم نہیں سمجھتے تھے
اس مقدمے کی نسبت امام الدین اور جھمن اور تراب علی کی کارستانیوں کو
ناظرین خوب سمجھ سکتے ہین -

نواب صاحب معصوم کو کس چال سے ان حضرات نے بادہ خوار کر دیا
اس ذکر مین مانک جی تاجر شراب کا یہ فقرہ بھی قابل غور ہو کہ جب امام الدین
خان نے اُنکی کوٹھی مین جا کے کہا کہ کئی دن سے ہماری طبیعت بے لطف ہے
تو مانک جی نے جواب دیا کہ جب دس دس دن تک شراب نہ پیو گے تو
طبیعت ضرور ہی بے لطف رہے گی - اس فقرے نے واقعی چھکا دیا
امام الدین خان یہاں بھی اپنی کارستانی سے نہ چوکے سو کا مال لے گئے تو
رئیس سے دو سو لیے -

یہ دونوں کا سیٹھ گوجرمل کے گھر جانا اور نشے مین سیٹھ جی کا روپیہ
بلٹانا بھی قابل عبرت ہے - اور لطف یہ کہ دوسرے دن جب نشہ اُترا تو یہ
بھی یاد نہیں کہ شب کو کیا بخشش کی تھی - شراب خواروں کی فضول خرچی
اور خود فراموشی کا اچھا خاکہ اُڑایا ہو - اُسوقت جو نشے مین ہزار ہا روپے

بخش دیے مگر دوسرے دن جب لوگون نے بیان کیا کہ بیس ہزار کے نوٹ آپ نے
یہودنون کو دے دیے تو آنکھین کھل گئین۔

یہودنون کے مقدمے کے ذکر مین پولیس کی کارروائی کا حال بھی
پڑھنے کے قابل ہی۔

بڑی خوبی میرے علم و یقین مین اس ناول مین یہ ہی کہ افراط و تفریط
دونون سے مبرا ہی جو کچھ لکھا ہی بالکل نیچرل ہی نیچر ہی پنڈت رتن ناتھ صاحب
کے ناولون مین یہ واقعی بڑی عمدگی ہی کہ اردو زبان مین انگریزی طرز قصص کا
علدرآمد کیا ہی۔ نہ کہین جن اور بھوت اور پریت کے جھوٹے قصے مین نہ کہین
ضعیف الاعتقادی کا بیان ہی نہ کہین اسقدر مبالغہ کیا ہی جو نیچر کے خلاف
ہو اور اسپر طرہ یہ کہ بیان مین اسقدر خوش اسلوبی ہی کہ پڑھنے والے کا
جی چاہتا ہی کہ پڑھتا ہی جاے [illegible] اگر شراب کا بیان ہی تو شرابی کی تصویر
کھینچ دی ہی اور اگر [illegible] ہی تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ [illegible] کا مرقع
پیش نظر ہی۔ نواب صاحب [illegible] ور بیگم صاحب کی پیاری پیاری بول چال خالی
از لطف نہین۔ اس روزمرہ کے پڑھنے سے بھی انسان کا جی خوش ہو [illegible]
افسوس ہی کہ نوجوانان وقت عموماً اپنی منکوحہ بیوی کی ذرا بھی قدر نہین کرتے
اور گو بیوی کیسی ہی حسین اور [illegible] اور دل و جان سے ان کی [illegible]
بیسواؤن سے ضرور [illegible] ہوتے ہین اور ان بیچاری عفیفہ بیبیون کا دل دکھاتے
اور [illegible] جب آپ کو دونون [illegible] ہین اور وہ [illegible] نہین کرسکتین بیگم صاحب
[illegible] نواب صاحب
کی بیبیون کی خبر بھی نہین [illegible] بات بھی نہین پوچھی [illegible]
مگر [illegible] بیوی [illegible]
دیواری مین عصمت کے ساتھ پڑی ہین
مغلانی کی نوجوان لڑکی کے سبب [illegible] جو لوگ

چشم بینا اور گوش شنوا رکھتے ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں کہ ظہورن کا بیان اس ناول کی جان ہے کہ نواب صاحب کی اس نوعمر اور خوبصورت عورت پر جان جاتی تھی اور اسپر اسقدر ریجھے تھے کہ آخر کار اسکو گھر ڈال لیا اور نواب نور افزا محل اسکا نام رکھا اور یہی ظہورن نے جسنے اس رئیس کی بدولت یہ اعزاز حاصل کیا اُسنے سخت کلامی کی ظہورن نے جو تقریر آخر آخر میں نواب صاحب سے کی وہ اس قابل ہے کہ نوجوان شریفزادے اسکو نوک زبان کرلیں اور سوچیں کہ منکوحہ بیوی سے بڑھکر جان نثار دنیا میں کوئی نہیں ہوسکتا اور یہ بازاری عورتیں ہیں

چون در دیگرے نشیند
باشد کہ ترا دگر نہ بیند

اس شعر کا مصداق ہیں اس میں ذرا شک نہیں ہے کہ جس قدر ظلم منکوحہ عفیفہ عورتوں پر ہمارے ملک میں کیا جاتا ہے اس قدر اور کسی شائستہ ملک میں عورتوں پر نہیں کیا جاتا ہے اور شاباش ہے ہندوستان کی پاکدامن عورتوں پر کہ میاں کی سب سختیاں برداشت کرتی ہیں اور جب بھی دائرہ عفت سے قدم باہر نہیں رکھتی ہیں اور یوں تو نیک [illegible] ہر ملک میں ہیں [illegible] نقص میں بعض [illegible] خیال [illegible] اور نواب صاحب کی [illegible] بازی [illegible] اور کسی قدر [illegible] اب [illegible] خوب [illegible] ہیں [illegible] حال میں واقعات کی پوری پوری تصویر کھینچ دیگا باقی رہا [illegible] بازی کا ذکر [illegible] انگریزی ناولوں میں جائز ہو اور ہمارے ملک میں اردو شاعری [illegible] میں تو اسکا جواز [illegible]

یہ [illegible] فقرے تو [illegible] لکھے گئے - اب ہم ناظرین [illegible] میں کوئی [illegible] نواب [illegible] کے [illegible] کی طرف متوجہ [illegible] ہیں [illegible] نے نواب صاحب سے [illegible] گئے تھے اور [illegible]

ہر شریف زادے کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جانے چاہئیں۔ بی ظہورن جنکے لیے نواب صاحب نے اپنی عفت مآب بیوی کو چھوڑ دیا فرماتی ہیں کہ ہم کچھ تمہارے گرے پڑے نہیں ہیں۔ ہماری جوانی اور اسطرح جوبن کو اللہ سلامت رکھے تم سے ہزار ہماری خوشامد کرینگے۔ ظہورن کی اس گفتگو میں سب سے بڑھ کر جگر خراش کلمہ یہ ہے کہ ڈر ہوگا گھر کی جورو کو۔ افسوس صد افسوس کہ بازاری عورتیں شریف زادیوں کو اس تحقیر کے ساتھ یاد کریں اور شریف زادے اسکو جائز رکھیں مگر بقول شخصے از ماست کہ بر ماست۔

مصنف نے دو چار فقرے بی ظہورن کی زبانی ایسے جامع اور دلاویز لکھ دیے ہیں کہ ہر سطر ہر شریف زادے کے دل میں ضرور انکا اثر ہوگا۔ اور کچھ نہیں تو اسقدر معلوم ہوگا کہ یہ ملزادیاں کیسے آئین کس حقارت سے شریف زادیوں کا ذکر کرتی ہیں گھر کی جورو۔ اور یہ وہ ظہورن ہے جو بیگم صاحب کی پیش خدمت تھی۔ مغلانی کی چھوکری جسکی کوئی وقعت نواب صاحب کے محل خانے میں نہ تھی۔ مگر نواب صاحب کو اس چھوکری نے اپنے حسن و جمال پر ایسا لٹو کر لیا کہ وہ اسیکا کلمہ پڑھنے لگے بیگم صاحب بے چاری اس امر سے ذرا بھی واقف نہ تھیں کہ نواب صاحب اس مغلانی کی لڑکی کی ادا اور حسن گلوسوز پر مٹے ہوے ہیں۔ چونکہ ظہورن انکی مصاحب خاص تھی یہ اسکو بناو چناو کے ساتھ رکھتی تھیں ابھی خیال نہ تھا کہ نواب صاحب کا اسپر دل آگیا ہے

آپھی کو کیا خبر تھی کہ پانی میں شست ہو

مصنف نے ایک مقام پر یہ بھی ثابت کیا ہے کہ امیر اور دولتمند باپ کا نالائق لڑکا اسکا جانی دشمن ہوتا ہے۔ چھوٹے نواب صاحب کے احباب بے تکلفی کے ساتھ انکے سامنے کہتے ہیں کہ بڑے حضور بیٹھے بڑے نواب صاحب

نواب حیات پل کے آتے ہین مرنے کی انھون نے قسم کھالی ہی۔ اور چھوٹے
نواب صاحب اپنے باپ کی نسبت یہ کلمے سنکر فقط ہنس دیتے تھے۔
اسکے یہ معنی کہ وہ دل و جان سے چاہتے تھے کہ انکے ابا بیٹنے بڑے حضور
راہی ملک بقا ہون۔

حضرات ناظرین۔ لکھنؤ مین بعض بعض شہزادے اور امیرزادے ایسے
بھی ہین جو اپنے باپ کے مرنے کے دل سے خواستگار ہین وہ چاہتے ہین کہ
باپ مرجائے تو انکی دولت انکوٹے اور وہ گلچھرے اڑائین۔ اس دعوی
پر کب ابا جان مرینگے تو ہم نکھٹو ہو جاینگے دو ہزار روپیہ ادھر
ادھر سے قرض لیتے ہین اور انکے مصاحب دعا مانگتے ہین کہ خدا
کرے ہمارے رئیس کا باپ مرجائے تو ہم مزے سے چین کرین۔

مصنف کا یہ فقرہ بہت ہی جامع ہی اور اسکا ثبوت یہ ہی کہ نواب صاحب
کے والد بزرگوار کی نسبت جو لوگون نے بددعا مانگی تو نواب صاحب ہنسے
اور خاموش ہو رہے۔

سیٹھ گوجرمل کا حال قابل ہزاران ہزار افسوس ہی بس للی کے عشق نے
انکو دین و دنیا دونون کا نہین رکھا۔ سیٹھ جی ایک بہت بڑے رئیس زادہ
گردون مدار تھے۔

وہ دن ناظرین کو خوب یاد ہوگا جس دن سیٹھ جی نے نواب صاحب کو
مع رفقا و مصاحبین مدعو کیا تھا اور دفعتہ محفل سے غائب ہوگئے۔

اس ناول کا ماحصل یہ ہی کہ اکثر بادہ نوشی کے مضار بیشمار لوگون پر ظاہر
کیے جاتے ہین اور اسمین اصلا شک نہین ہی کہ ہر بیان مین مصنف نے
شراب خواری کی توہین کی ہی اور صاف صاف ظاہر کردیا ہی کہ بادہ نوشی
کی ... کرتی ہی جو مرگ بجان اور کفر ایمان کے ساتھ

اس ناول کے ہیرو نواب صاحب بہادر ہیں اور ان کے دلی دوست نواب نصرت الدولہ بہادر اور سیٹھ گوجرمل صاحب ساہوکار ہیں۔

یہ تینوں پرلے سرے کے بادہ گسار پڑے عادت شراب تھا۔

نواب نصرت الدولہ بہادر نے شراب کے نشے میں لاکھوں روپیہ بہا دیا نجومی نے انکو شراب پلا کر گاؤ بنایا۔ لالہ جگت سنگھ نے کا مروپ پچھاتے پیسہ میں انکو خوب لوٹا آخر کار جب مفلس ہو گئے تب سوچے سینکڑے روپیہ مفت میں بہا دیا۔ اور اب پچھتاتے کیا ہوت ہے جب چڑیا چگ گئیں کھیت۔

لالہ جگت سنگھ نے انکو ٹھگنے سے [illegible] دوست [illegible] کے پیچھے میں آ گئے اور کچھ دن تک ہمارے نواب نصرت الدولہ بہادر اپنے نجومی [illegible] لگے رہے [illegible] نصرت الدولہ [illegible] دن بیل دیئے

وہ نصرت الدولہ [illegible] آپ [illegible] نوازی میں صرف کرتے تھے نصرت الدولہ آپ [illegible] کے [illegible] جھگڑے سے [illegible] ہو کر خدا جانے کہاں چلے گئے۔

نواب نصرت الدولہ بہادر کی [illegible] ایک بات [illegible] ہزاروں روپیہ انھوں نے اپنے دوستوں کی پرورش میں صرف کیا مگر شراب کے [illegible] نجومی اور [illegible] مصاحبوں نے انکو خوب لوٹا۔

نصرت الدولہ بہادر نے تو شراب کے نشے میں اپنے [illegible] بہا دیا اور اب [illegible]

[illegible]

اور [illegible] نصرت [illegible] بہادر [illegible]

[illegible]